الا بذکر اللہ
تطمئن القلوب

یادِ او مارا ز جاں مرغوب تر
از دو عالم نامِ او محبوب تر
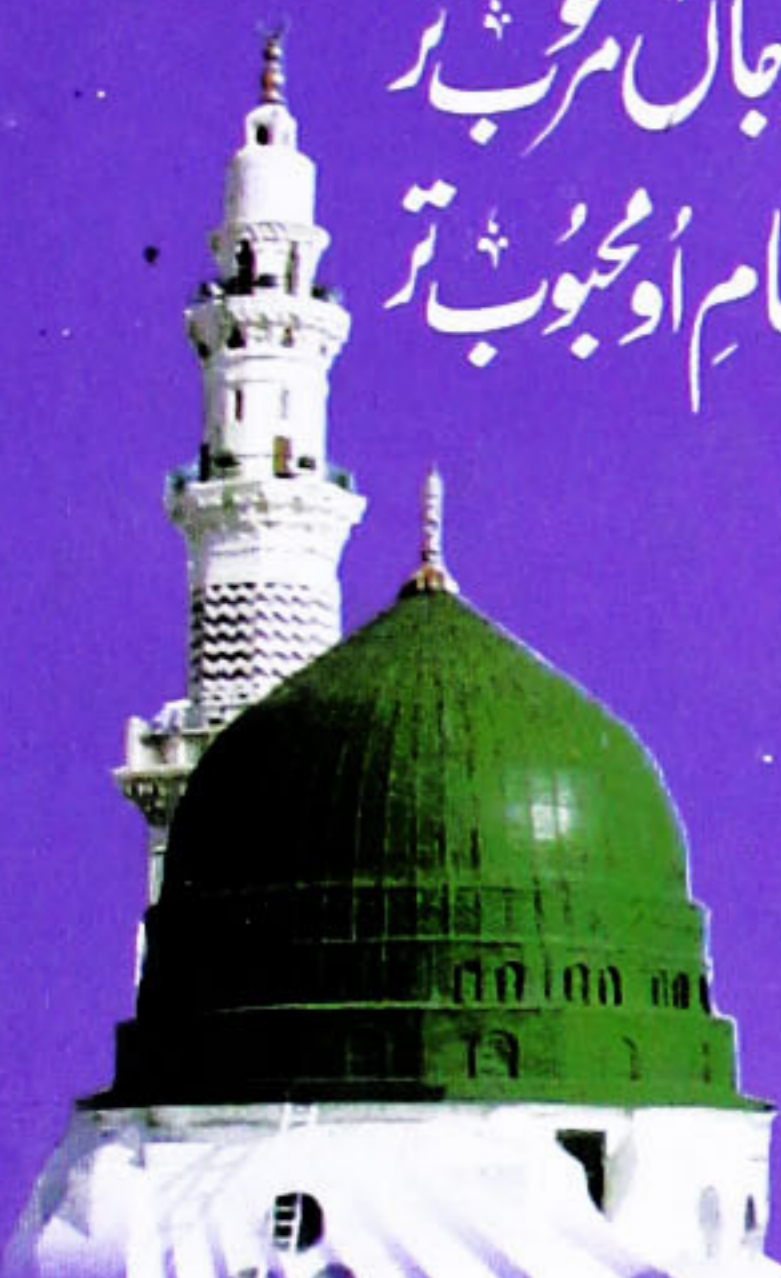
اذکارِ کبیر

تصنیف

یوسف المشائخ حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ مجددی گیلانی
بانی چادر اور چار دیواری تحریک
تاجدارِ چورہ شریف ضلع اٹک

زیرِ اہتمام: فضلِ کبیر فاؤنڈیشن خیابانِ چورہ شریف ملتان روڈ،
متصل کینال ویو، لاہور

جانشین مسند امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی سرہندی
حضور قبلہ ڈاکٹر پروفیسر محمد ہاشم جان سرہندی علیہ الرحمتہ
مدفون مدینہ منورہ

سلطان الفقرء خواجہ خواجگان
حضرت سید فقیر محمد گیلانی مجددی علیہ الرحمتہ
مدفون دربار عالیہ چورہ شریف

قطب الارشاد خواجہ گیسو دراز
سید احمد نبی المعروف زلفاں والی سرکار علیہ الرحمتہ
مدفون دربار عالیہ چورہ شریف
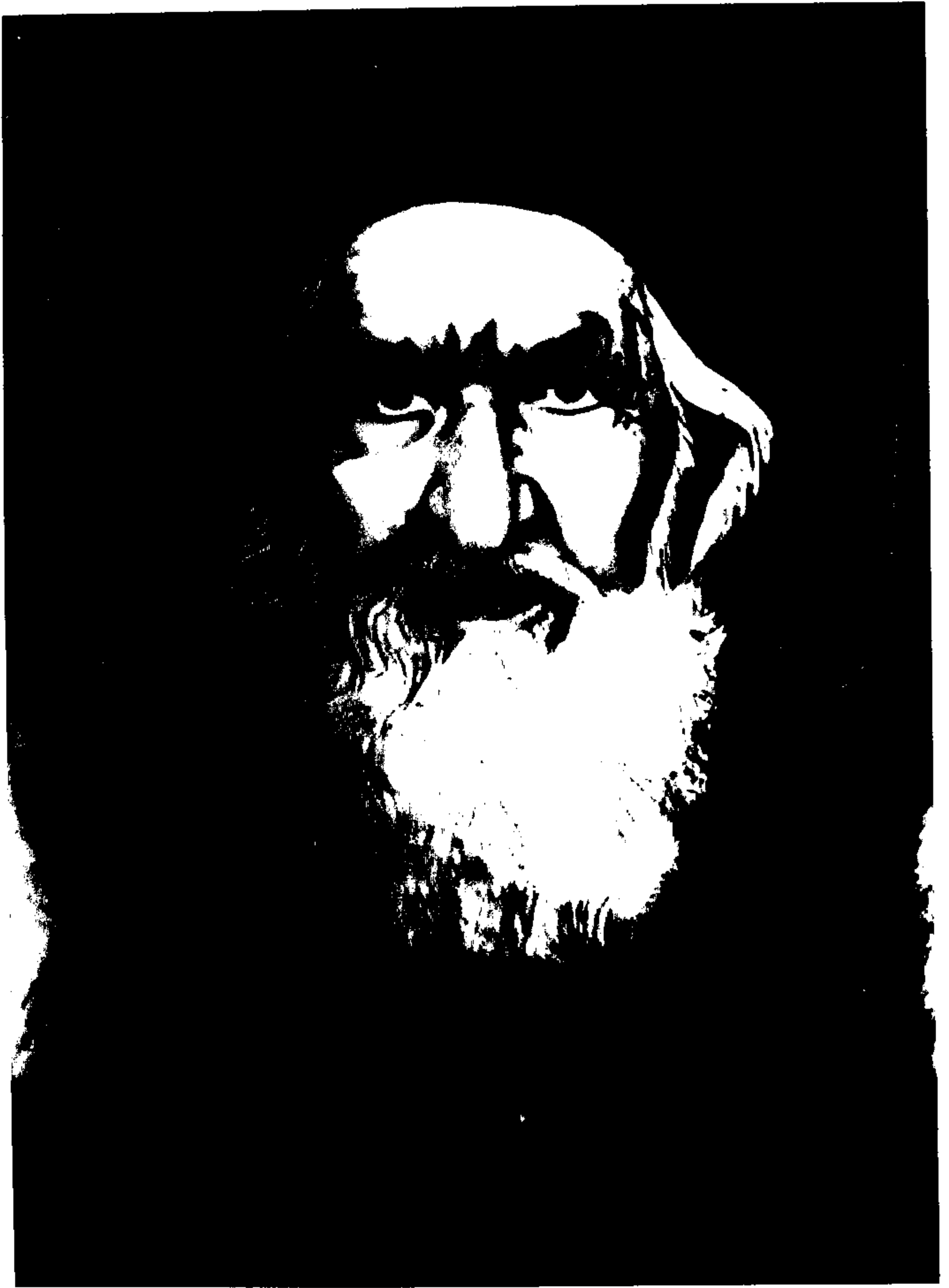
قدوۃ الاتقیاء حضور قبلہ پیر سید حیدر شاہ گیلانی مجددی علیہ الرحمتہ

مدفون دربار عالیہ چورہ شریف

زبدۃ العارفین حضور نازش مسند فقر
سید محمد فضل شاہ المعروف کالے کپڑوں والی سرکار علیہ الرحمتہ
مدفون دربار عالیہ چورہ شریف
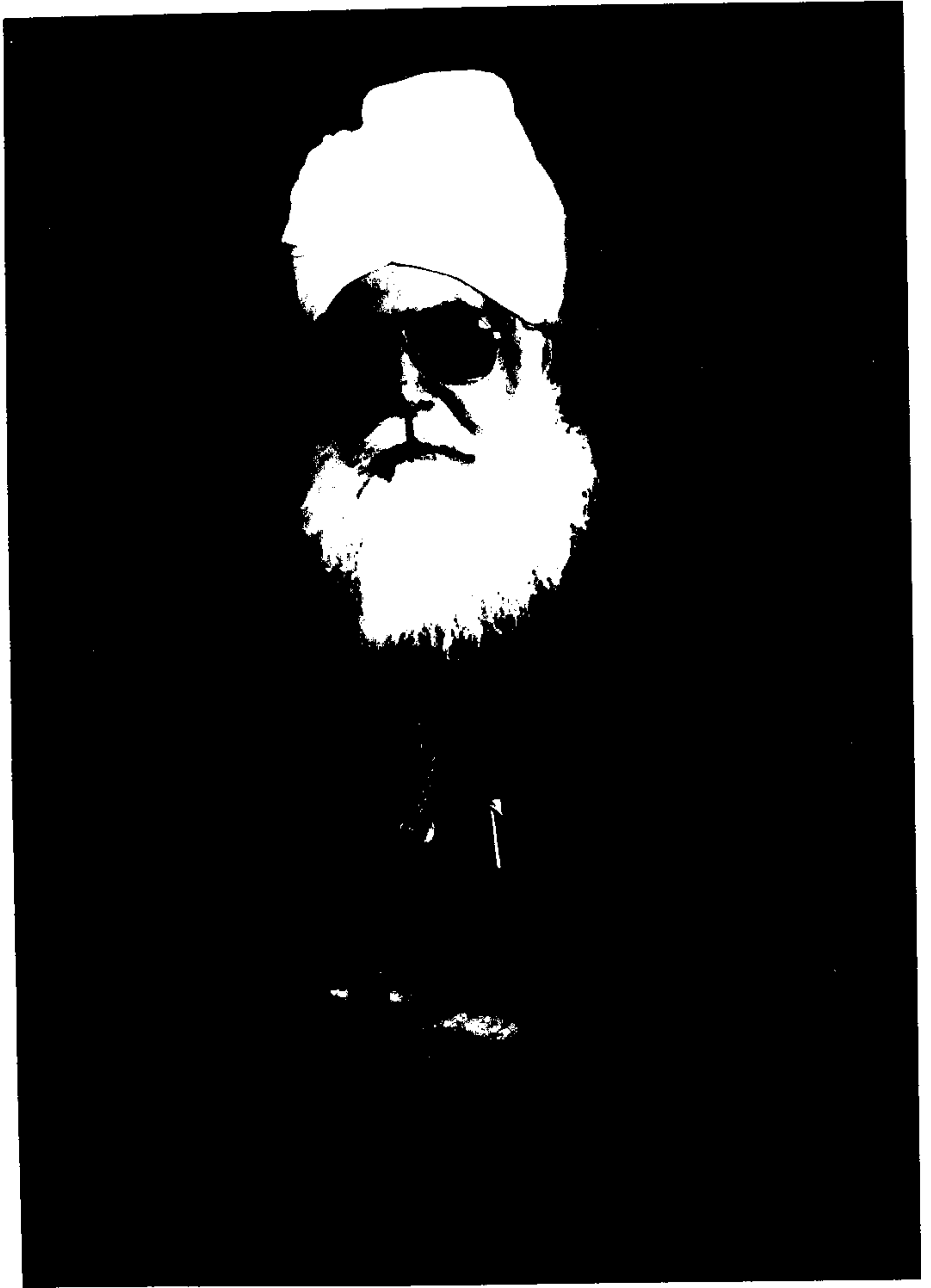
یوسف المشائخ حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی مدظلہٗ

بانی خیابان چورہ شریف لاہور (ادارہ)

یوسف المشائخ

حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی مدظلہ

بانی خیابان چورہ شریف لاہور (ادارہ)

یوسف المشائخ عالم جوانی میں

آپ کے والد ماجد علیہ الرحمتہ کا ہاتھ تھامے ہوئے

خانوادہ تاجدار سرہند امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کے نور نظر حضرت العلام پروفیسر ڈاکٹر محمد ہاشم جان مجددی سرہندی مدینہ منورہ

اور حضور یوسف المشائخ پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی چورہ شریف

صاحبزادہ سید احمد ثقلین حیدر گیلانی فرزند اکبر المعروف حیدری جان اور سید احمد سبطین حیدر شاہ گیلانی المعروف عونی جان

موجودگی میں سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر سید احمد مصطفین حیدر گیلانی کی دستار بندی فرما رہے ہیں۔

حضرت یوسف المشائخ مدظلہ سے عزت مآب میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب
۲۵ دسمبر ۲۰۰۸ء یوم قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی تقریب میں مصافحہ کرتے ہوئے۔

حضرت یوسف المشائخ مدظلہ کے گلوئے مبارک میں

عزت مآب میاں شہباز شریف گولڈ میڈل پہنا رہے ہیں

۲۵ دسمبر ۲۰۰۸ء یوم قائد اعظم علیہ الرحمتہ

حضرت یوسف المشائخ مدظلہ ۲۵ دسمبر ۲۰۰۸ء یوم قائداعظم علیہ الرحمۃ کی تقریب میں
گولڈ میڈل کی وصولی کے بعد عزت مآب میاں شہباز شریف وزیراعلیٰ پنجاب
اور محترم جناب مجید نظامی صاحب چیئرمین نظریہ پاکستان ٹرسٹ کے ہمراہ
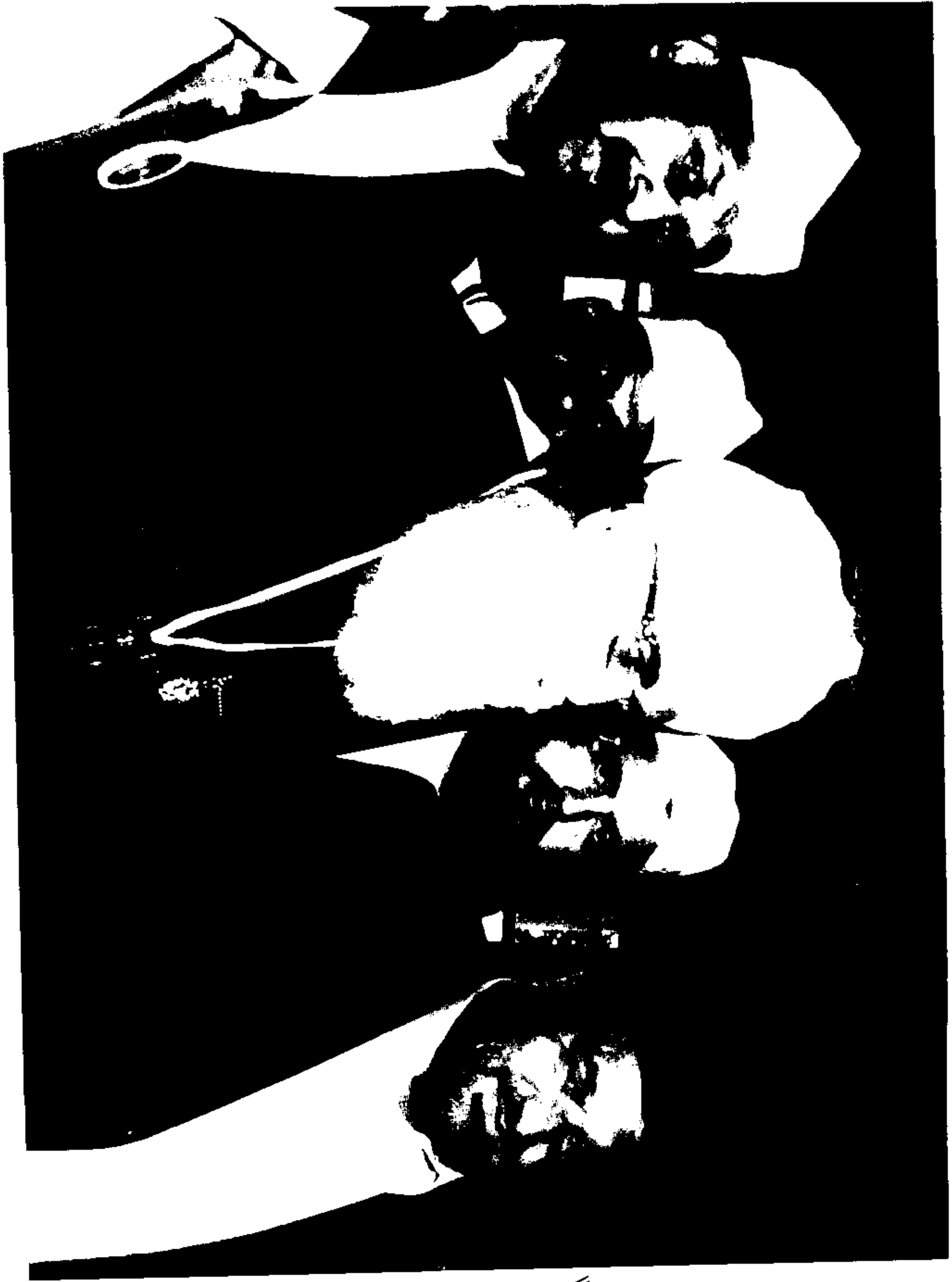
جناب پیر صاحب گولڈ میڈل وصول کرتے ہوئے
سرحد کی معروف خانقاہ عالیہ کے سجادہ ہری پور شریف
سابق وزیر سرحد سید صابر حسین صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔
آپ کے پیچھے آپکے جانشین سید احمد مصطفین حیدر گیلانی

صاحبزادگان یوسف المشائخ مدظلہ صاحبزادہ سید احمد سبطین حیدر شاہ گیلانی چوراہی
جانشین حافظ قاری پیر صاحبزادہ سید احمد مصطفین حیدر گیلانی چوراہی

اعتراف عظمت

پیر آف چورہ شریف قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، حضور قبلہ پیر سید حیدر شاہ گیلانی المعروف کالی چادر والی سرکار علیہ الرحمتہ کی تحریک پاکستان میں منفرد، ممتاز اور ناقابل فراموش تاریخی خدمات پر تحریک کارکنان پاکستان کی طرف سے گولڈ میڈل کا یادگار نذرانہ پیش کیا گیا۔ جسے آپ کے حقیقی جانشین یوسف المشائخ حضرت الحاج پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی دامت برکاتہم العالیہ نے ۲۵ دسمبر ۲۰۰۸ء کو ایک عظیم الشان منعقدہ تقریب میں وصول فرمایا۔

آپ نے اراکین تحریک کارکنان پاکستان کا شکریہ ادا فرماتے ہوئے حضرت پیر حیدر شاہ گیلانی علیہ الرحمتہ کے زبان زد عام ارشادات کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کہ حضرت نے اعلان کر رکھا تھا، میرے جس مرید نے بھی مسلم لیگ کو ووٹ نہ دیا وہ میرا مرید ہی نہیں، اور وہ بیعت طریقت سے فارغ ہے، نیز میرے واسطہ اور بالواسطہ جمیع وابستگان پر لازم ہے کہ وہ قائد اعظم محمد علی جناح کو ووٹ دیکر ان کی قوت کو بڑھائیں اور پاکستان کو معرض وجود میں لانے تک دامے، درمے، قدمے، سخنے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں تحریک پاکستان کسی فرد کی نہیں امت مسلمہ، بالخصوص مشائخ عظام، علمائے کرام اور خانقاہوں سے عقیدت رکھنے والوں کی تحریک ہے اور یہ تحریک ان کی آبرو ہے۔

جن بلند و مرتبت شخصیات نے حضرت یوسف المشائخ پیر سید محمد کبیر علی شاہ صاحب گیلانی

گیلانی مدظلہ کی خدمت اقدس میں گولڈ میڈل پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں۔

۱۔ فرزند ڈاکٹر محمد اقبال جناب ڈاکٹر محمد جاوید اقبال صاحب چیئرمین تحریک کارکن پاکستان، چیف جسٹس ہائی کورٹ پنجاب۔

۲۔ آبروئے صحافت، درویش خدامست، مربی ملک وملت مکرم جناب مجید نظامی صاحب چیئرمین ادارہ نوائے وقت نظریہ پاکستان ٹرسٹ۔

۳۔ خادم ملک وملت عزت مآب میاں محمد شہباز شریف (وزیراعلیٰ پنجاب) جنہیں پاکستان سے محبت ورثہ میں ملی۔

۴۔ معروف علمی وفکری شخصیت جناب شاہد رشید شاہ صاحب سیکرٹری نظریہ پاکستان ٹرسٹ، جنہیں دربار عالیہ چورہ شریف اور جمیع بزرگان دین سے والہیانہ عقیدت ہے۔

(ادارہ)

یادِ اُو مارا زِ جاں مرغوب تر
از دو عالم نامِ اُو محبوب تر

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ
تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

اذکارِ کبیر

تصنیف

یوسف حضرت المشائخ پیر سیّد محمد کبیر علی شاہ مجدّدی گیلانی:
بانی چادر اوڑھ تحریک
تاجدارِ چورہ شریف ضلع اٹک

زیر اہتمام: فضل کبیر فاؤنڈیشن خیابان چورہ شریف ملتان روڈ، متصل کینال ویو، لاہور

نام کتاب ——— اذکارِ کبیر

مصنف ——— یوسف المشائخ حضرت الحاج پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی دامت برکاتہم

باہتمام ——— قمر المشائخ صاحبزادہ سید احمد مصطفین حیدر شاہ گیلانی

تصحیح ——— حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری

اشاعت اول ——— ربیع الاول شریف ۱۴۳۰ھ / مارچ ۲۰۰۹ء

اشاعت دوم ——— رجب المرجب ۱۴۳۰ھ / جولائی ۲۰۰۹ء

تعداد ——— ۱۱۰۰

ناشر ——— فضل کبیر فاؤنڈیشن (خیابانِ چورہ شریف)

ہنجروال ملتان روڈ لاہور

ملنے کے پتے

BARRISTR.ISTIAQ.AHMED.17GREEN.LANE
BOLETON.BL3 2EE(U.K) P.H. 0120437484

- ملک محمد جمیل 12 Hartington Avenue millhouses sheffield S72LG UK
- راجہ محمد اطہر مجددی 17 Reynard's close winnersh R G 41 SNT UK
- خیابانِ چورہ شریف متصل کینال ویو، ملتان روڈ لاہور
- فون نمبر: 042 – 5434623

انتساب

بنام عالی جناب

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قطب العالمین،

رہنمائے کاملین قاسم خلق رحمۃ للعالمین،

وارث مسند سلطان الفقرا

فخر السادات قبلہ پیر سید حیدر شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف کالی چادر والی سرکار ۔ دربار عالیہ مجددیہ چورہ شریف

جنھوں نے مجھ حقیر کو شرف غلامی بخشا اور اپنی نگاہ دلنواز سے یوں نوازا کہ اپنی دستار مبارک فقیر کے سر پر رکھ کر اعلان جانشینی فرما کر سرکار باواجی علیہ الرحمۃ کے فیوض و برکات کا امین بنا دیا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نمک خوار مدینہ

فقیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی مجددی

سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف

● حال مقیم: مہبط انوار و برکات خیابان چورہ شریف متصل کینال ویو ملتان روڈ لاہور

فہرست

تقاریظ وتاثرات

تقریظ محبت

از چیف جسٹس (ر) ہائی کورٹ پنجاب
جناب میاں محبوب احمد صاحب

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

بزرگان دین کے بارے میں لکھنا آسان کام نہیں، کئی دنوں سے برادرِ مکرم جناب پیر سید محمد کبیر علی شاہ سجادہ نشین چورہ شریف نے ذمہ داری سونپی کہ آپ نے کچھ بزرگان چورہ شریف کے متعلق لکھنا ہے۔ میں سوچتا ہی رہا کہ ان پاکیزہ نفوس قدسیہ کیلئے کیسے لکھوں؟ جہاں عالم تصورات میں دنیائے روحانیت کی عظیم شخصیات قدوۃ السالکین پیر سید چنن شاہ صاحب آلومہار شریف، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب، پیر جماعت علی شاہ ثانی آف علی پور سیداں شریف اور حافظ عبدالکریم جیسے حضرات دست بستہ کھڑے نظر آتے ہیں۔ مگر کل ایک آیۃ قدسیہ پر نظر پڑی تو حوصلہ ہوا اور قلم لے کر بیٹھ گیا۔

وَ كُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ٦

(سورہ ہود، آیۃ 120، پارہ 12)

ترجمہ: اور پیغمبروں کے یہ سب قصے ہم آپ سے بیان کرتے ہیں، جن سے ہم آپ کو دل کی تقویت دیتے ہیں۔

اس آیۃ کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ سید محمود آلوسی متوفی 1291ھ فرماتے ہیں:

''اہل اللہ بزرگان دین کے قصے اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک قسم کے لشکر ہیں۔ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے مقبول اور پسندیدہ بندوں کے دلوں کو مضبوط فرماتا ہے''

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارشاد نظر گزرا ہوا بھی یاد آتا ہے:

''علمائے ربانی کے واقعات اور ان کے فضائل کا بیان مجھے بہت سے مسائل سے زیادہ عزیز ہے''۔

امام احمد بن حنبل کی مجلس میں کسی آدمی نے ابراہیم بن طہمان کا ذکر کرنا شروع کیا۔ امام علالت طبع کی وجہ سے تکیہ لگائے آرام فرما تھے۔آپ نے جونہی ذکر سنا۔ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا:

''بزرگوں کا ذکر ہو رہا ہو تو اس طرح لیٹنا اور بیٹھنا بے ادبی ہے''۔

اس واقعہ کو حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں ابوذرع سے روایت فرمایا ہے اور امام ابن مفلح حنبلی نے اپنی کتاب الفروع میں بھی ذکر کیا ہے۔

ابوالوفا بن عقیل علیہ الرحمۃ نے اپنی معروف کتاب ''الفنون'' میں تھوڑا مختلف الفاظ میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔

''یہ مناسب نہیں کہ صالحین کا ذکر ہو اور ہم بیٹھے رہیں''۔

حقیقت یہی ہے کہ بزرگانِ دین کا ذکر اُن کی صحبت کے قائم مقام ہے۔لوگوں کو جن بزرگان دین کی صحبت حاصل نہ ہو سکی ہو۔ ان کے ارشادات براہ راست سننے اور اُن کی زیارت کرنے کا موقع نہ مل سکا ہو۔ان کیلئے ان بزرگان دین کے اوراد و معمولات، ان کے اعمال پاکیزہ، ان کا صبر و رضا، اپنے خالق و مالک پر توکل و اعتماد اور ان کے سوزِ عشق کی حرارت سے متعلقہ اذکار ہی قرب خدا حصول عشق مصطفےٰ کا ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

سالارِ قافلہ عاشقان مصطفےٰ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور بالخصوص کشتہ عشق رسول، علمائے حق کے چیف جسٹس حضرت عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ نے تو حد کر دی کہ پوری کتاب 'نفحات الانس' لکھ دی۔ جس میں 469 بزرگان دین کے حالات و معمولات لکھ دیئے۔ یہ لکھنا بے مقصد نہیں بلکہ بزرگان دین کی پاکیزہ سیرتوں کا اکٹھا کرنا آنے والی نئی نسل پہ ایک عظیم احسان بھی ہے اور اکابرین کی زندگی کے معمولات پاکیزہ محفوظ کرنا جو عملی طور پر سیرت رسول ﷺ کا پیغام بھی ہے۔خوش نصیبی ہے جس انسان کو اپنے خالق کی رضا جوئی و محبت یعنی تعلق باللہ کا حصہ میسر آیا۔ان کیلئے یہ اذکار مفید ثابت ہوں گے ۔ جب ان

تذکروں کو پڑھے گا تو اس کی ایمانی حس بیدار ہوگی اور اپنی غفلت پہ شرمسار بھی ہوگا کہ اللہ والوں نے کیسے کٹھن اور مشکل مجاہدات فرمائے اور میں ہوں کہ معمول کے فرائض بھی سرانجام نہیں دے رہا۔ یہی احساس کسی نہ کسی دن اسے راہ حق پر گامزن فرمادے گا۔

اُسوۂ رسول ﷺ کی عملی تفسیر صحابہ پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین اور بزرگان دین کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے۔ اسی سلسلہ سے منسلک نفوس قدسیہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، شیخ بہاؤ الدین اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی نسبتوں کی حامل ذات حضرت باباجی محمد فیض اللہ تیراہی علیہ الرحمۃ اور آپ کے فرزند ارجمند خواجہ سید نور محمد گیلانی آپ کے پوتے سلطان الفقراء باباجی فقیر محمد چوراہی گیلانی علیہ الرحمۃ نے اپنے اپنے وقت میں ہندوستان کے کفرستان میں رب دو جہاں کی واحدانیت اور رسول کون ومکاں کی اتباع اور تعلیم قرآن کی گلی گلی ڈنکے بجادیئے اور جہاں جہاں بھی گئے، بھولی بھٹکی انسانیت کی تربیت فرما کر تاج خلعت سے نواز کر دین کی خدمت کی ذمہ داری سونپ دی۔ یہی سلسلہ تبلیغ اسلام ان کے جانشین خواجہ احمد نبی اور ان کی اولاد میں بھی آج تک جاری وساری ہے۔

میرا عرصہ 35 سال سے بزرگان دین چورہ شریف کی سرزمین سے واسطہ ہے۔ چورہ شریف میں سالانہ اعراسِ پاک میں بھی کئی بار حاضری کا موقع ملا۔ میں اور میرے ساتھ پیر عبدالشکور سلام چیف جسٹس فیڈرل شریعت کورٹ اور عزیزی جسٹس سعید الرحمٰن فرخ صاحب اور دیگر احباب بھی حاضر ہوتے رہے۔ ہمیں کہیں بھی شریعت مصطفوی کے خلاف کوئی عمل نظر نہ آیا بلکہ اپنی اصلاح کا موقعہ ملا۔

وسن پورہ میں سالانہ شب بیداری کی محفل کے انعقاد کا پروگرام بھی میری مشاورت سے شروع ہوا اور آج تک جاری ہے۔ اس سال بھی الحمدللہ حاضری ہوئی۔ کبھی بھی کوئی ایسی ادا نظر نہ آئی جو قابل اعتراض ہو۔

چونکہ مجھے ہمیشہ بھائی پیر سید محمد کبیر علی شاہ صاحب کو بلا تکلف کچھ کہہ لینے کا حق حاصل رہا ہے اور ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ الحمدللہ ہر سال بے شمار لوگوں کو راہِ ہدایت میسر ہو

رہی ہے اور دین محمدی کا اس گئے گزرے دور میں درس جاری ہے، لنگر شریف کا سلسلہ ہو یا تبلیغ دین کا کہیں بھی کوئی کوتاہی نظر نہیں آتی بلکہ اس مہنگائی کے دور میں لنگر شریف ہر آنے والے کو مل رہا ہے۔ جب بھی خیابان چورہ شریف میں حاضری کا موقعہ ملا لنگر شریف نہایت پاکیزہ وصاف اور وافر مقدار میں لوگوں کو ملتا نظر آیا۔ آستانہ عالیہ میں 35 سال کے عرصہ میں کبھی بھی چندہ کی اپیل، کوئی حرص اور کوئی لالچ نظر نہ آیا۔ وِن پورہ کی مسجد پیراں والی ہو یا خیابان چورہ شریف نزد کینال دیو۔ جن کی تعمیر میری آنکھوں کے سامنے اور سنگ بنیاد میری موجودگی میں رکھا گیا اس سعادت سے میرے ہاتھ بھی حصول برکت میں شامل ہیں کبھی کسی احباب سے چندہ کا ذکر بھی نہ ہوا۔

کئی یتیم بچیوں کی رسم نکاح و رخصتی میرے ہاتھوں میں ہوئی جس کے تمام تر اخراجات پیر سید محمد کبیر علی شاہ صاحب نے خاموشی سے برداشت کئے اور ان بچیوں کو اپنے گھروں کو رخصت فرمایا۔ بلکہ ایک دفعہ دو بچیوں کی رخصتی کے وقت مجھ سے برداشت نہ ہو سکا۔ میرے صبر کا بندھن ٹوٹ گیا اور بے ضبط میرے آنسو میرے صبر کا ساتھ چھوڑ گئے کہ آج ایک پہلا سید زادہ یتیم بچیوں کے ساتھ اس طرح پیار فرما رہا ہے کہ ننگے پاؤں یتیم بچیوں کا استقبال کر رہے ہیں۔ تو 14 سو سال پہلے مدینے والے آقا ﷺ کا یتیموں کے ساتھ سلوک کیا ہوگا۔

میری مصروفیات زیادہ ہوگئیں۔ بھائی حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ صاحب نے عمومی طور پر پورے ملک میں اور بیرون ملک اپنی زندگی دین اور اسلام کیلئے وقف کر رکھی ہے، نہ دن کو آرام کا خیال، نہ رات کو نیند و بھوک کی پرواہ۔

کئی بار میں نے اپنی بے تکلفی کا فائدہ اُٹھایا اور آپ کو عارضۂ دل لاحق ہونے کے بعد سفر سے منع فرمایا۔ مگر آپ آج تک اپنی روایت کو برقرار رکھے ہوئے رات و دن محبوب خدا کی محبوب اُمت کیلئے تبلیغ دین کے محبوب عمل پہ عمل پیرا ہیں۔

اب آپ کی توجہ عرصہ دو سال سے اس روشن خیالی، عریانی و فحاشی اور بے حیائی کے خلاف درددل کے ساتھ چادر اوڑھ تحریک کی طرف ہے۔ رات و دن درددل کے ساتھ

پورے ملک کا سفر جاری ہے۔

اس تحریک کی بھی مشاورت سے لے کر آج تک خدمت کی توفیق خدائے ذوالجلال نے اپنے محبوب کے صدقے عطا کر رکھی ہے اور چادر اوڑھ سے وابستگی دیکھنے لاہور میں تو کئی بار کئی جگہ جانے کا موقعہ ملا۔

ایک دفعہ ضلع نارووال جیسے دور افتادہ مقام پر جانے کا اتفاق ہوا اور چادر اوڑھ کانفرنس میں بچیوں اور بہنوں کا ذوق وشوق دیکھ کر بے حد خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی۔

بھائی پیر صاحب محمد کبیر علی شاہ صاحب کو 35 سالہ تعلقات میں جب دیکھا اصلاح اور فلاح انسانیت اور فروغ اسلام کیلئے ہر وقت آپ کے سینہ میں دھڑکتا دل نظر آیا۔ اپنے اسلاف کے بعد آپ کی ذات چورہ شریف کا تعارف بن چکی ہے اور اس میں کوئی لگی لپٹی بات نہیں ہے۔ آپ نے بے شمار مساجد اور دینی درسگاہیں بنا کر اور ملکی وملی تحاریک میں پیش پیش رہ کر چورہ شریف کے نام کو روشن کیا ہے۔ اب تحریری طور پر اذکار کبیر لکھ کر آنے والی نسل کو بزرگان چورہ شریف کی سیرت سے روشناس کرانے کا حق ادا فرما رہے ہیں خیابان چورہ شریف تشریف لائیں، ہر جمعہ عظیم اجتماع اور لنگر شریف کا اہتمام دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔

کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے محفل کا ہے رنگ وہی
ساقی کی نوازش جاری ہے مہماں بدلتے رہتے ہیں

آپ نے اپنے چھوٹے صاحبزادہ حافظ احمد مصطفین حیدر شاہ گیلانی کو حفظ قرآن کرا کر اور دینی تعلیم کے زیور آراستہ فرما کر عرصہ چھ سال سے راہ تصوف وسلوک کا راہی بنایا ہے اور اپنا جانشین مقرر کرانے کیلئے مدینہ طیبہ سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے پروفیسر محمد ہاشم جان مجددی صاحب کو بلا کر بھرے اجتماع میں سالانہ شب بیداری کے موقعہ پر اعلان فرمایا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی بھائی پیر سید محمد کبیر علی شاہ صاحب نے خیانت نہیں فرمائی۔ آج خانقاہوں کی صورتحال قابل رحم ہے۔ دین کی تعلیم کا رجحان ختم ہو رہا ہے۔ مگر

آپ نے جاہل نہیں بلکہ اپنا جانشین حافظ قرآن، عالم باعمل بیٹے کو جو نہایت صوفی منش اور جواں سالی میں 41/41 دن کے اعتکاف میں بیٹھ کر اپنے مالک سے لو لگانے کی جستجو کرنے والے کو مقرر فرمایا ہے اور انتظامی امور کی نگرانی بڑے صاحبزادہ سید احمد سبطین حیدر شاہ گیلانی صاحب کے سپرد فرمائیں اور یہ ان کا حق بھی ہے۔ اس صاحبزادے نے بھی اپنے باپ کی غلامی کا حق ادا کر دیا ہے جو عرصہ دراز سے رات دن سفر میں سائے کی طرح اپنے باپ کے ساتھ ہیں۔

بارگاہ خداوندی میں دعا ہے کہ اس آستانہ عالیہ پہ یہ رونقیں اور ایسی بہاریں ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین بجاہ نبی الکریم الامین

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

چورہ شریف کی خدمات کے 200 سال

(ڈاکٹر سید نسیم حسن شاہ چیف جسٹس ریٹائرڈ سپریم کورٹ پاکستان)

ملک بھر کے مشائخ عظام اور علمائے کرام نے جناب مجید نظامی کی پچاس سالہ دینی، ملی، قومی اور صحافتی خدمات پر تقریب ''اعتراف خدمت'' منعقد کر کے ایک اہم قومی خدمت سرانجام دی ہے۔ اس موقع پر مشائخ عظام نے 50 تولے چاندی کا قلم اور 66 تولے چاندی کی تلوار کا تحفہ جناب مجید نظامی کو دے کر اس تقریب کو تاریخی بنا دیا ہے۔

بلاشبہ زندہ قوم کا یہی شیوہ ہے کہ وہ اپنے محسنوں اور رہنماؤں کی زندگی میں ہی ان کیلئے اظہار سپاس کر کے ان کی حیات و خدمات کو اُجاگر کرتی ہیں تا کہ موجودہ اور آنے والی نسلوں میں احساس تفاخر پیدا ہو اور انہیں آگے بڑھنے کیلئے حوصلہ اور رہنمائی میسر آئے۔

میں اس تقریب کے انعقاد پر مشائخ عظام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے مدعو کیا مگر میں بوجوہ حاضر نہ ہو سکا جس کیلئے معذرت خواہ ہوں۔ میں حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ صاحب سجادہ نشین چورہ شریف کو مبارک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ محفل آراستہ کی۔ چورہ شریف کے مشائخ عظام نسل در نسل 200 سال سے تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کیلئے کوشاں ہیں۔ انہی بزرگوں نے تحریک پاکستان میں برصغیر کے مسلمانوں کو یکجا اور یکجان کر کے قائداعظم علیہ الرحمۃ کی قیادت میں پاکستان کے قیام کو ممکن بنایا۔ ہمارے یہ بزرگ یہ مشائخ عظام ہمارے لئے قابل تکریم اور قابل فخر ہیں۔ ان کے افکار و کردار ہم سب کیلئے مشعل راہ ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت 24 جون 2006ء مضمون بعنوان مجید نظامی ہمیشہ آمریت کو آئینہ دکھاتے رہتے ہیں)

بزرگانِ چورہ شریف

از:

خطیب شہیر حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ سعید احمد فاروقی
ناظم اعلیٰ جماعتِ اہلسنت ضلع ملتان

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے انداز بڑے نرالے ہیں، جب ناامیدی ہر طرف سے محاصرہ کر لیتی ہے، جب محرومیاں مسلط ہو جاتی ہیں، اس وقت رحمت الٰہی کا ابرِ کرم برستا ہے اور کھل کر برستا ہے۔ برصغیر کی روحانی اعتبار سے کشتِ ویراں پر اولیاء کرام کا سحابِ کرم خوب خوب برسا۔ جس کے نتیجے میں بنجر اور ویران زمینیں سرسبز و شاداب ہو گئیں۔

چورہ شریف کے مشائخِ عظام اور اولیاء کرام نے اپنے فیوض و برکات سے ایک عالم کو سیراب و شادکام کیا۔ یہاں کے چشمۂ معرفت سے تشنگانِ بادۂ معرفت نے خوب بھر بھر کر جام پیئے۔ جس دور میں سرکار حضرت خواجہ نور محمد چوراہی گیلانی علیہ الرحمۃ اور حضرت باوا جی فقیر محمد چوراہی گیلانی علیہ الرحمۃ نے چورہ شریف کی زمین پر قدم رکھا وہ بڑا پرآشوب دور تھا۔ مساجد ویران، مدرسے بے چراغ اور خانقاہیں غیر آباد تھیں۔ ایسے عالم میں چورہ شریف کے بزرگان، شبِ تیرہ و تاریک میں مہرِ ہدایت بن کر چمکے اور سنگلاخ زمینوں میں شریعت و طریقت کے وہ پھول کھلائے جن کی خوشبو سے مشامِ جان و دل آج تک معطر ہیں۔ طریقت کے چار سلسلوں میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کو یہ انفرادی اعزاز حاصل ہے کہ یہ خلیفۃ الرسول جانشین پیمبر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات سے شروع ہوتا ہے۔

برصغیر میں امام ربانی، مجدد الف ثانی، حضرت شیخ احمد فاروقی علیہ الرحمۃ نے اکبری جاہ و جلال کا جس فقیرانہ شان سے مقابلہ کیا اس کے خود ساختہ ''دینِ الٰہی'' کو موت کی نیند سلایا

اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے شریعت محمدی کا علم سربلند رکھا اسی کا صدقہ ہے کہ آج ہم ایک آزاد و خود مختار اسلامی مملکت میں آبرومندانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

آپ نے سب سے پہلے "ملتِ ماجدا گانہ است" کا نعرہ لگا کر برصغیر میں دو قومی نظریے کو آشکارا کیا۔ نہ صرف نقشبندی سلسلہ بلکہ تمام سلاسلِ طریقت و معرفت کے اکابر نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے تجدید و احیائے دین کے لازوال کارناموں کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

مشائخ چورہ شریف اپنے اکابر اور روحانی اجداد کے فیوض و برکات سے دنیا والوں کو فیض یاب کر رہے ہیں۔ لیکن عہدِ حاضر میں شیخ المشائخ، منبعِ فیوض و معرفت حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ مدظلہٗ کی ذاتِ گرامی شریعت و طریقت کا قرانِ السعدین ہے۔ کشادہ پیشانی، خوبصورت آنکھیں، مسکراتا چہرہ، جلال و جمال کا حسین امتزاج، مُرقعِ حسن و خوبی، جن کی خدمت میں ایک مرتبہ حاضری عمر بھر کیلئے آپ کا دیوانہ بنا دیتی ہے۔

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر اب دیکھ لیں

راقم کو حضرت سے خصوصی نیازمندی کا دعویٰ ہے اور آپ بھی اس عاجز پر بے پناہ شفقت و عنایت فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ کریم حضرت کا ظلِ عاطفت ہمیشہ ہمیشہ سلامت رکھے۔ آمین!

مشائخِ چُورہ شریف

از:

ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا حافظ محمد فاروق خان سعیدی
امیر جماعتِ اہلِ سنت ضلع ملتان

یہ ایک نا قابلِ تردید و انکار، حقیقت ہے کہ اولیاءِ کرام اور صوفیائے عظام نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں لازوال خدمات انجام دی ہیں ان نفوسِ قدسیہ نے راہِ حق میں بے شمار مصائب جھیلے، بے پناہ مشکلات برداشت کیں، گھر بار چھوڑا، وطنِ مالوف کو خیر باد کہا، غرض ہر قسم کے شدائد و مصائب کا سامنا کیا، مگر دینِ حق کا پیغام چار دانگِ عالم میں بہر حال پہنچایا اور اس مقدس فریضے کی ادائیگی میں کامیاب و کامران اور سرفراز و سرخرو ہوئے۔ یہ مقدس و مُطہر ہستیاں جہاں بھی پہنچیں، اپنے حسنِ کردار و عمل، زُہد و تقویٰ، طہارت و پرہیز گاری، نورانی صورت، بے داغ سیرت اور حالاتِ گفتار سے خلقِ خدا کو اپنا گرویدہ بنایا اور اپنی سیرت و کردار کے وہ لازوال اور انمٹ نقوش چھوڑے جو آج تک ہر راہرو راہِ حق کیلئے روشنی کا مینار ہیں۔ ان اللہ والوں کو دیکھ کر دنیا برملا یہ کہنے پر مجبور ہوگئی کہ جس دین کے علمبردار یہ نفوسِ قدسیہ ہیں اس کے حق و ہدایت ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وہ حقائق ہیں کہ اپنے تو اپنے بیگانوں نے بلکہ غیر مسلم مورخین تک نے ان کا برملا اعتراف و اقرار کیا ہے۔

کاروانِ حق کے ان حُدی خوانوں میں "چُورہ شریف" کے اولیاءِ کرام نمایاں ہیں۔ پاکستان بھر میں بالعموم اور خطۂ پنجاب میں بالخصوص سلسلۂ نقشبندیہ کا فیض، بزرگانِ چورہ شریف کے صدقے میں پھیلا۔ رئیس الاولیاء، قدوۃ الصلحاء خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نور محمد گیلانی چوراہی علیہ الرحمۃ اور زبدۃ الکاملین حضور باواجی خواجہ فقیر محمد گیلانی چوراہی علیہ الرحمۃ کے فیوض و برکات سے کون انکار کر سکتا ہے۔ نقشبندی سلسلے کی معروف خانقاہیں،

عیدگاہ شریف، علی پور سیداں شریف، آلومہار شریف، نتھیال شریف، کرتو شریف اور دیگر پچاسیوں خانقاہیں اسی چشمۂ انوار و برکات سے مستفید و مستنیر ہیں۔ کسی خاندان میں ایک مردِ کامل پیدا ہوتا ہے جو اس خاندان کو زندۂ جاوید بنا دیتا ہے۔ کسی نسل میں ایسا مردِ حق آگاہ جلوہ گر ہوتا ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنے اسلاف و اخلاف کا نام روشن کر دیتا ہے۔ لیکن چُورہ شریف کے دُودمانِ مقدس میں ایک دو نہیں بیسیوں مردانِ حق اور نفوسِ قدسیہ جلوہ گر ہوئے۔ الحمدللہ!

عہدِ حاضر میں عالمی مبلغِ اسلام، شیخ کامل، مردِ حق آگاہ، شیخ المشائخ حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ مدظلہٗ العالی سجادہ نشین درگاہ عالیہ چورہ شریف اپنے آباء و اجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خلقِ خدا کی اصلاح و فلاح، رُشد و ہدایت اور رہنمائی و پیشوائی کی ذمہ داری بہ حسن و خوبی ادا فرما رہے ہیں۔ قدرت نے آپ کو حسنِ صورت و سیرت سے خوب نوازا ہے۔

آپ کثیر الجہات شخصیت ہیں، ملک و بیرونِ ملک تبلیغ اسلام اور شریعت و طریقت کا فیض عام کر رہے ہیں، آپ کی ذات میں وہ بے پناہ جاذبیت و کشش ہے کہ جو ایک بار آپ سے مل لیتا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ دینِ حق کا درد اور مسلکِ اہلسنت کا تصلُّب جتنا آپ کی ذات میں ہے وہ بہت کم مشائخ میں دیکھنے میں آیا ہے۔ حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ صاحب قبلہ کی ذات قحط الرجال کے اس دور میں بہت غنیمت ہے۔ اللہ کریم آپ کو سلامت با کرامت رکھے اور مشائخ چُورہ شریف کا فیض ابدالآباد تک جاری و ساری رکھے۔ آمین! آپ نے اپنی زندگی میں حافظ قاری علامہ الحاج قمر المشائخ سید احمد مصطفین حیدر گیلانی کو اپنا جانشین مقرر فرما کر عقیدت مندوں کے لئے کام آسان فرما دیا۔ اس فیصلہ کو جمیع وابستگان کے لئے حکم کی حیثیت اور تائید میں کوتائی نہ کرنا ہی روحانی بقا کا سامان ہے۔

خواجگانِ چورہ شریف

از:

ادیب ذیشان حضرت علامہ
صاحبزادہ سید احمد فاروق شاہ مجددی
خلیفہ مجاز حضرت ابوالبیان علیہ الرحمۃ

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام اور مشائخ عظام نے مسلم معاشرے کے استحکام اور تبلیغِ اسلام کے باب میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ شاہان وسلاطین ملک اور علاقے فتح کرتے تھے جبکہ صوفیائے کرام قلوب مسخر کرتے تھے۔

یہ بزرگانِ عالی مقام، ادنیٰ واعلیٰ امیر وغریب اپنے پرائے اور رنگ ونسل کے امتیاز سے بالا ہو کر عوام الناس کو اسلام کی تعلیمات سے آراستہ کرتے تھے۔ ان کی نظر کیمیا اثر، کلام پرتاثیر اور دعا اکسیر تھی یہی وجہ ہے کہ ان مردانِ خدا کی بارگاہ میں بڑے بڑے کج کلاہ بھی سر تسلیم خم ہوئے۔

تاریخ کے اوراق اس پر شاہد ہیں کہ سلطان محمود غزنوی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کے آستانے پر اور سلطان تیمور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ کے دربار پر جاروب کشی کرتے رہے، مغل بادشاہ جہانگیر، شاہجہان اور اورنگزیب عالمگیر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ سرہند شریف کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے رہے۔

اسی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اک روشن چراغ آسمان تصوف کے نیر تاباں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نور محمد گیلانی چوراہی علیہ الرحمۃ، مہتاب درخشاں خواجہ فقیر محمد گیلانی چوراہی علیہ الرحمۃ ہیں۔ جن کے نور ضوفشاں سے اک زمانے نے فیض پایا۔ آپ صاحب کشف وکرامات بزرگ

تھے، لاکھوں کی تعداد میں لوگ آپ سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ بالخصوص پنجاب کے علاقہ میں طریقت و تصوف اور احیائے دین کا کام آپ کے خلفاء و مریدین نے باخوبی سرانجام دیا۔

نتھیال شریف، آلومہار شریف، عیدگاہ شریف، باؤلی شریف، علی پور سیداں شریف، ڈھانگری شریف، کرتو شریف، موہری شریف، اترولی شریف (مقبوضہ کشمیر) یہ سب خانقاہیں آستانہ عالیہ چورہ شریف کی بارگاہ عالی وقار کی فیض یافتہ ہیں۔

موجودہ دور میں عالمی مبلغ اسلام فیوضات چوراہیہ کے امین، قاسم فیض حضور باوا جی سرکار، کبیرالاولیاء، مخدوم المشائخ حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ چورہ شریف علم و عمل، گفتار و کردار، نشست و برخاست، صورت و سیرت، جود و سخا، طریقت و تصوف اور شریعت و اتباع سنت میں اپنے اسلاف کی زندہ و جاوید تصویر ہیں۔

آپ نسل نو کو عشق رسالت مآب ﷺ سے فیض یاب فرمانے اور تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطن سے روشناس کرانے کیلئے شب و روز کوشاں ہیں۔ بالخصوص دورِ حاضر میں چادر اوڑھ تحریک کا آغاز آپ کا نمایاں کارنامہ ہے۔

آپ کی صحبت و مجلس سے مشائخ و علماء ارباب علم و دانش اور رہروان جادہ طریقت و شریعت سب یکساں فیض یاب ہو رہے ہیں۔ خدا آپ کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ آمین!

آنے والی نسلیں تم پر ناز کریں گی اے لوگو!
تم نے ذوق سے باتیں کی ہیں تم نے ذوق کو دیکھا ہے

فیضانِ پُورہ شریف......زندہ باد

از:

مصنف کتب کثیرہ، محقق دوران
ابوالحقائق علامہ غلام مرتضٰی ساقی مجددی
خلیفہ مجاز حضرت ابوالبیان، علیہ الرحمۃ

محبوبِ کائنات، فخرِ موجودات، سرورِ سروراں، دستگیر دو جہاں، والیٔ کون و مکاں، رسولِ انس و جاں، سیاحِ لامکاں، حامیٔ بیکساں، سید الکونین، امام الانبیاء، خاتم النبیین، احمد مجتبٰی، حضرت محمد مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء کی تشریف آوری کائنات رنگ و بو کیلئے مالک الملک، احکم الحاکمین کا ایسا عظیم اور وقیع انعام و احسان ہے کہ مخلوق کی تمام انواع سراپا تشکر و امتنان ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جبیں رسائی کیے ہوئے ہیں۔ اور ببانگِ دہل اس حقیقت کی مقر و معترف ہیں کہ جس قدر بھی اس فضل خداوندی پر ہدیۂ تشکر بجالایا جائے۔ بالآخر یہی کہنا پڑے گا کہ

ع حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جس سہانی گھڑی وہ طیبہ کا چاند پوری آب و تاب سے چمکا، اس پر بھی کروڑوں سلام ہوں، اور ان پر سعادت لمحات پر بھی لاکھوں درود کہ جب اس ماہِ طیبہ نے اپنی نورانی، ایمانی، عرفانی، وجدانی، ایقانی اور قرآنی و روحانی چمک سے اپنے غلاموں (صحابہ کرام) j کو بھی خوب چمکایا، اور پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو وہ روحانی امانت ودیعت فرما کر بعد میں آنے والوں کیلئے ایک روحانی شمع فروزاں کر کے ان کیلئے مستنیر و مستفیض ہونے کا انتظام فرما دیا۔ تو پھر کیا تھا شمع سے شمع فروزاں ہوتی رہی، دیئے سے دیا جلتا رہا، چراغ سے چراغ روشن ہوتا رہا، حتیٰ کہ وہ کرن، چمک، روشنی اور تجلی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے

چلتی چلاتی سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم سپوت، خواجۂ خواجگان، جدِّ اعلیٰ سادات چوراہیہ، قطب زماں، حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ تیراھی علیہ الرحمۃ کے پاس پہنچی۔ آپ نے اس عظیم امانت کو اپنے نورِ نظر، لختِ جگر، خورشیدِ نقشبندیت، حضرت خواجہ سید ''نور محمد'' قدس سرہٗ الصمد بانیٔ آستانہ عالیہ چورہ شریف کو پوری حفاظت کے ساتھ منتقل فرمادی، اور اہلِ دل کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیضِ نور سے منور ہونے کا ایک عظیم موقع فراہم کردیا۔

چورہ شریف:

جونہی آستانہ عالیہ چورہ شریف کا نام سنائی دیتا ہے کانوں میں رس گھولتے ہوئے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے اور قلب و روح کی تسکین کا ساماں بہم پہنچاتا ہے۔ یہ نام مبارک سنتے ہی ادب سے سر جھک جاتے ہیں، حیاء کے مارے آنکھیں بند ہوجاتی ہیں۔ چورہ شریف کی بستی بارگاہِ خداوندی اور درگاہِ نبوی میں اس قدر مقبول ہوئی کہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا بھر میں فیضانِ نقشبندیہ کو عام کرنے کا سہرا اسی خانقاہ عالیہ کے اکابرین کے سر ہے۔ نورِ نبوت اور فیض ولائت سے لوگوں کے دلوں کو ایسا چمکایا کہ دنیا اس خطۂ پاک کو ''بقعۂ نور'' یعنی ''نور کی بستی'' کہنے پر مجبور ہوگئی۔ و لنعم ما قیل:

؎ چورہ مگو کہ چور است
این بقعۂ نور است

- کرم کی برکھا اس بستی پر جس طرح برسی وہ اپنی مثال آپ ہے۔
- اہلِ دل کو جس طرح اس پاک سرزمین نے فیضیاب فرمایا اس میں کوئی اس کا ثانی نہیں۔
- تبلیغ اسلام، اشاعتِ طریقت اور نفاذِ شریعت کے سلسلہ میں جو خدمات اس آستانہ عالیہ نے انجام دیں وہ اسی کا حصہ ہیں۔
- اس گمراہی کے دور میں آج بھی ''ناقۂ بے زمام'' کو پھر ''سوئے حرم'' لے چلنے کا جو انداز اور جو جذبہ یہاں کارفرما ہے وہ اسی کا نصیبہ ہے۔
- گم کردہ راہوں کو راہِ راست پر لانے کیلئے جو تدابیر یہاں سے نصیب ہوتی ہیں اس

کی مثال کم ہی ملتی ہے۔

- پیار و محبت، الفت و شفقت، دلجوئی و خوئے دلنوازی کا جو ڈھنگ اور جو ڈھب یہاں پر کارفرما ہے وہ خال خال ہی نظر آتا ہے۔
- فقیری میں شہنشاہی بھی اس بقعۂ نور کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اکابرین چورہ شریف نے اپنے جود و سخا کا جو مبارک دستر خوان بچھایا تھا، اسے لپیٹا اور سمیٹا نہیں گیا، بلکہ پہلے سے زیادہ کشادگی دکھائی دیتی ہے۔
- عشق و محبت کی جو آگ دو صدیاں پہلے سلگائی گئی تھی، وہ بجھی نہیں۔ الفت و عقیدت سے حاضری دینے والے نہ صرف بزبان حال بلکہ بزبان قال بھی نعرہ زن ہیں کہ

وہی آبلے ہیں وہی جلن
کوئی سوز دل میں کمی نہیں
جو لگا کے آگ گئے تھے تم
وہ لگی ہوئی ہے بجھی نہیں

اور خدا شاہد ہے کہ نقشبندی اکابر نے جو لذّتِ درد پلائی ہے، حضرت سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس کو دو آتشہ اور اکابرینِ چورہ شریف (حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ نور محمد چوراہی، بانیٔ چورہ شریف۔ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی المعروف باوا جی سرکار، حضرت خواجہ احمد نبی زلفاں والی سرکار، حضرت پیر سید حیدر شاہ کالی چادر والی سرکار اور حضرت پیر سید فضل شاہ کالے کپڑوں والی سرکار) قدست اسرارھم نے اسے سہ آتشہ کر دیا۔ حضرات خواجگانِ چورہ شریف کی بدولت وہاں افق ولایت پر ایک نیا سورج طلوع ہوا، حضور خواجہ نور محمد چوراہی بانیٔ چورہ شریف کی توجہات اور نگاہِ ولایت سے سوا لاکھ ولی پیدا ہوئے اور طریقت کے کئی شہباز اڑے۔

خواجگان کے ان شہبازوں نے دنیا والوں کے دل بدلے، دماغ بدلے، انداز بدلے، اطوار بدلے، عادات بدلیں، صفات بدلیں، صورت اور سیرت کو بدل کر سنت و شریعت کے سانچے میں ڈھال دیا۔ انہوں نے صرف مے خانے کا نام ہی نہیں بدلا بلکہ پورا مے خانہ ہی

بدل کرر کھ دیا۔ بقول شاعر:

کہیں مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور مے خانہ

حضرت کبیر الاولیآء مدظلہ:

خدا کا شکر ہے کہ اس قحط الرجالی کے پرفتن دور میں کبیر الاولیاء، مخدوم المشائخ، عالمی مبلغ اسلام، پیر طریقت، بطلِ حریت، زیب سجادہ نقشبندیت، ماہتابِ طریقت، حضور خواجہ پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی، نقشبندی، مجددی، چوراہی دامت برکاتہم العالیہ خواجگانِ چورہ شریف کی ایک عظیم، تابندہ، درخشندہ، آبدار، تابدار، فیض بارنشانی ہیں، اپنے اکابر کے متعین کردہ نقوش مقدسہ پر گامزن، انہی کے فیوض و برکات کے حامل و قاسم، ان کی عملی تصویر، ان کے تقویٰ، پرہیزگاری، شب زندہ داری، دردِ دل، لذتِ عشق، غریب نوازی، بندہ پروری اور تمام اخلاقِ حسنہ و امورِ مستحسنہ کے مظہر اتم و آئینہ دار ہیں۔ بلکہ آپ معمولی معمولی امور میں بھی حضرات مشائخ چورہ شریف کے معمولات مستحبہ کو اپنے لیے رہبر و راہنما جانتے ہیں۔
بفضلہٖ تعالیٰ قدرت نے عقیدہ کی پختگی، عمل کی شستگی، غیرت ایمانی، ہمت و جوانمردی، حق گوئی، بے باکی، پامردی جیسے عناصر آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں، اور راقم کو یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ آپ پیر روشن ضمیر ہیں، آپ کی گفتگو سے پھولوں کی لڑیاں جھڑتی ہیں، آپ کے پرتاثیر کلمات دلوں کے تار ہلا دیتے ہیں، آپ کی گلبانگی فصاحت اجڑے جہان آباد کر دیتی ہے، آپ کی ذات ایک چشمۂ نور ہدایت، آپ کا وجود کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں، بلکہ دور حاضر میں ہم نے بڑوں بڑوں کے "پائے استقامت" میں لغزش آتی دیکھی، لیکن آپ ہیں کہ راہِ حق پر گامزن ہیں، دورِ حاضر میں جب مسلمان بیٹیوں کی عصمتوں کو پامال کرنے پر حکومت تل گئی ہے تو آپ نے چادر اوڑھ تحریک کی بنیاد رکھ کر کروڑوں بچیوں کے سروں کو چادریں عطا فرما کر "حاکمِ وقت" کے خلاف جو نعرہ مستانہ بلند کیا وہ قدرت نے فقط آپ کیلئے خاص کر رکھا تھا، یہ سنت انبیاء بھی ہے، طریقہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا احیاء بھی اور جابر بادشاہ کے مقابلہ میں کلمۂ حق کہنے کا افضل جہاد بھی ہے۔

آپ محض حجرے میں بیٹھ کر تسبیح وتہلیل پر ہی کاربند نہیں بلکہ خانقاہ سے نکل کر رسمِ شبیری ادا فرمارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر سلامت باکرامت رکھے۔ آمین!

کبیر الاولیاء مدظلہ

از:
مبلغ اسلام حضرت علامہ محمود فراشوی
آف مانچسٹر برطانیہ

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

بوستان ولایت کا ایک ایسا گلاب جس کی ہر پنکھڑی خوشبو کا ایک نیا احساس جگاتی ہے اور یوں پرت در پرت محبتوں کا ایک نیا جہان آباد ہوتا ہے، میدان خطابت کا وہ وقار الکلام شہسوار جس کی آواز شیر نر کی گھن گرج ہوتی ہے۔

آسمان ولایت کا وہ درخشندہ ستارہ جس کے چہرہ ولایت پرنور پر روحانیت ہویدا ہے، علم کے ساتھ جرأت کردار، نہ بکنے والا ضمیر، اتحاد بین المسلمین کیلئے تڑپنے والا دل، صاحبان اقتدار کی آنکھوں سے ٹکرا جانے والی آنکھیں، پُرنور چہرہ، روشن جبین، نجابت و شرافت کی تصویر، نجیب الطرفین، اور دیار غیر میں عشق رسول ﷺ کی شمع جلانے والی یہ عظیم شخصیت جنہوں نے حب مصطفےٰ ﷺ سے سرشار ہو کر شہر شہر، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ اور کو بکو محبت رسول ﷺ کا درس دیا، والدین کی عظمت کے ڈنکے بجائے، ماؤں کے قدم چومنے کا سبق سکھایا، اسلامی ماؤں بہنوں اور بیٹوں کو باحیا اور باپردہ ہو کر بازار میں نکلنے کی تلقین فرمائی، فرقہ واریت کو ختم کرنے کی کوشش فرمائیں، ملک پاکستان کی سلامتی اور بقاء کی خاطر دور دراز کے سفر طے کئے، علالت، نقاہت کو

برداشت کیا اور اہلسنت و جماعت کے مسلک حقہ کی ترویج و اشاعت کیلئے، اہل بیت رسول ﷺ کی شان پاکیزہ کیلئے، صحابہ کرام کی عظمت کی خاطر اور اولیاء کاملین کے مسلک کی ترویج کی خاطر اپنے آرام و راحت کو تج دیا۔ ایسی نابغہ روزگار اور عبقری شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ یہ وہی عظیم شخصیت ہے جن کے بستر پر قدوۃ السالکین صوفی باصفا یعنی آپ کے والد مکرم نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اسی طرح قبلہ اماجی سرکار اُم المریدین یعنی تاجدار چورہ شریف کی والدہ مکرمہ نے آپ ہی کے بستر مبارک پر آپ کو دعاؤں کے مبارک ثمرات سے نوازتے ہوئے انتقال فرمایا۔ قبلہ کبیر الاولیاء نے اس انداز سے اپنے والدین کی خدمت کی جسے بیان کرنے میں زبان کو یارا نہیں۔ یہ کہنے میں مجھے کوئی جھجک نہیں، بڑے بڑے مشائخ عظام یو۔کے تشریف لائے اپنے آستانوں، مساجد کی تعمیر کے لئے چندے جمع کئے اگر کبھی زندگی میں چندہ کی اپیل نہیں ہوئی تو وہ صرف قبلہ پیر صاحب کی ذات ہے جنہیں کبھی کسی سے دنیا مانگتے نہیں دیکھا۔

دعا ہے رب ذوالجلال قبلہ کبیر الاولیاء کو حیات خضر عطا فرما کر صحت و عافیت اور سلامتی سے نوازتے ہوئے آپ کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر سلامت فرمائے۔ آمین

حضور قبلہ عالم نے "اذکار کبیر" لکھ کر ہم سب کو ممنون احسان فرمایا ہے۔

فیضان حضور باواجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

دربارِ عالیہ:

محمدیہ صدیقیہ نقشبندیہ، مجددیہ عیدگاہ شریف راولپنڈی کے بانی شیخ طریقت حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم علیہ الرحمۃ حضور خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ کے فیض یافتہ اور منظورِ نظر خلفاء میں سے تھے۔ حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندی علیہ الرحمۃ نے آج سے ایک سو سال پہلے حضور خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ کی زیارت و بشارت پر اس خانقاہِ عالیہ کی بنیاد رکھی۔

- جہاں اب ہر سال ۸ جون کو حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے عرس مبارک کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوتا ہے، جس میں پاکستان و بیرون پاکستان علماء و مشائخ، قراء و حفاظ، نعت خواں حضرات اور بے شمار عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کا جمِ غفیر ہوتا ہے۔ آخری خطاب و دعا خصوصی حضرت صاحبزادہ حافظ پیر محمد نقیب الرحمٰن حبیبی سجادہ نشین دربارِ عالیہ عیدگاہ شریف راولپنڈی کرتے ہیں۔
- حضرت حافظ عبدالکریم نقشبندی علیہ الرحمۃ راولپنڈی میں رجب المرجب ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۸۹۸ء بوقت صبح بروز سہ شنبہ کو متقی و پرہیزگار پابندِ شریعت، خوبصورت، نیک سیرت، بزرگ نذر محمد علیہ الرحمۃ کے ہاں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد کو خبر دی گئی تو آپ بہت خوش ہوئے اور شاہ چراغ کے مزار پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور عقیقہ کے دن آپ کا نام مبارک محمد عبدالکریم رکھا۔

(کنز القدیم فی آثار عبدالکریم صفحہ ۱۹ از قاضی عالم الدین نقشبندی)

زبدۃ الاولیاء:

سیدی حضرت حافظ الحاج خواجہ محمد عبدالکریم علیہ الرحمۃ مغل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہی

نسبت اور روحانی نسبت رکھنے کی وجہ حسن ظاہری و باطنی میں نمایاں تھے بلکہ حضرت کے جانشین اور فرزندِ ارجمند حضرت حافظ الحاج عبدالرحمٰن ثانی علیہ الرحمۃ اور حبیب ملت سیدی و مرشدی الحاج پیر محمد حبیب الرحمٰن نقشبندی علیہ الرحمۃ اور موجودہ سجادہ نشین دربارِ عالیہ عیدگاہ شریف راولپنڈی حضرت حافظ پیر محمد نقیب الرحمٰن حبیبی ظاہری و باطنی حسن سے مالا مال ہیں جس کا جی چاہے آپ کی زیارت کر کے راقم الحروف کے اس دعوے کی تصدیق کر سکتا ہے۔

پیرانِ طریقت دربارِ عالیہ عیدگاہ شریف راولپنڈی کا یہ مقدس مشن رہا ہے کہ کتاب وسنت کی تعلیمات پر عمل اور تبلیغ واشاعت کی جائے۔ اسی لیے جس محفل میں جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ تشریح وتفسیر عام فہم انداز میں فرماتے اور موجودہ پیشہ ور واعظین (الا ماشاءاللہ) کی طرح لچھے دار تقاریر نہیں کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ فرماتے:

''طریقت کی بنیاد شریعت پر رکھی گئی، اس لیے رہنماؤں کا کوئی بھی قول وفعل شریعت کے خلاف نہیں ہونا چاہیے''۔

حافظ عبدالرحمٰن ثانی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے:

''وہ مرید کیسا جس کو دیکھ کر اُس کا مرشد یاد نہ آئے اور وہ مرشد کیسا جس کو دیکھ کر سرکارِ دوعالم ﷺ کا نورانی تصور آنکھوں میں نہ بس جائے''۔

اسی لیے ہمارے مرشد پاک میلاد شریف وعرس پاک کے جلسوں میں حضور ﷺ کے احکام وارشادات اور کمالات وفضائل کا خصوصی تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔

۞ حضرت حافظ عبدالکریم علیہ الرحمۃ نے اپنی پوری حیاتِ مقدس شریعت وطریقت کی اشاعت میں گزاری۔ جوانی میں آپ راولپنڈی میں ایک دکان پر رنگ ریزی کا کام کرتے تھے۔ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ پر نظر پڑی۔ آپ علیہ الرحمۃ نے پوچھا:

''کیا کام کرتے ہو؟''

جواب دیا:

''حضور! کپڑوں کی رنگائی کرتا ہوں''۔

آپ نے فرمایا:

''میں تو عشقِ الٰہی میں دل کو رنگ کرتا ہوں''۔

یہ کہہ کر آپ نے حضرت خواجہ عبدالکریم علیہ الرحمۃ کو سینے سے لگایا اور دل کی دنیا بدل ڈالی۔

؎ نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

(بشکریہ رضائے مصطفیٰ جون ۲۰۰۷ء، از مرزا استاد احمد علیمی حبیبی)

نوٹ: صاحبزادہ محمد نقیب الرحمٰن صاحب کی موجودہ سیاسی طرز سے موافقت ضروری نہیں۔

آستانہ چورہ شریف کی محفل اعتکاف

ڈاکٹر سرفراز حسین مرزا

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسلمان روزہ دار مسجد میں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ رمضان کے آخری عشرے اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ دوران اعتکاف کسی شرعی و طبعی ضرورت کے بغیر گھر میں داخل نہیں ہوا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ کے اعتکاف کرنے کا عام معمول دس دن کا تھا لیکن اپنی زندگی کے آخری سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ اپنے بندوں کیلئے رب تعالیٰ نے اعتکاف کی ایک ایسی عبادت مرحمت فرمادی ہے کہ جس سے ایک مومن ہر طرف سے کٹ کر محض اور محض اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ دنیا سے بے خبر اس کی یاد میں محو زبان اس کے ذکر سے معطر جسم کا انگ انگ اس کے سامنے بسجود۔ کتنا بڑا انعام ہے باری تعالیٰ کا کہ انسان اپنی خارجی زندگی کو داخلی زندگی میں مدغم کر دیتا ہے۔

یہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ ہر علاقے میں کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ اعتکاف میں بیٹھے تاکہ سب ہی کا ذمہ ادا ہو جائے۔ رمضان شریف کے یہی وہ آخری دس ایام ہیں کہ جس میں شب قدر بھی اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ شب قدر کو باقی راتوں پر اپنی خوبیوں کی وجہ سے بزرگی حاصل ہے۔ اس رات شام سے صبح تک تجلی الٰہی اپنے بندوں کو اپنے جلو میں لے لیتی ہے۔ اس رات ملائکہ اور سعید ارواح آسمان سے زمین پر اُترتی ہیں اور عبادت گزاروں کی عبادت میں کیف کا باعث بنتی ہیں۔ اس بابرکت رات کا وہ مخصوص اور کیف سے بھرپور لمحہ ہر کسی کو نصیب نہ ہو، سب کو اللہ کی بے پایاں رحمتوں اور برکتوں سے سیراب ضرور کر جاتا ہے۔ آج جہاں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان اعتکاف میں بیٹھ رہے ہیں وہاں اولیائے عظام بھی جوق درجوق اعتکاف بیٹھے ہوئے ہیں۔

اولیائے کرام کی اس تاروں بھری لڑی میں آستانہ چورہ شریف کے خانوادوں کا ذکر خالی از برکت نہ ہوگا۔ سلسلہ نقشبندیہ کے ان بزرگوں کی عبادت و ریاضت اور مجاہدات سے ایک زمانہ واقف ہے۔ اس گدی کے بانیوں سے لے کر آج تک اُن کے موجودہ رئیس بذات خود ہزار ہا اقسام کی روحانی چلہ کشی کر چکے ہیں۔ وہ قرآن پاک کی تلاوت، درود پاک کے ورد، دیگر اوراد و وظائف اور ذکر الٰہی کے خوشبودار لباس میں ہر دم مستور ہیں۔ اپنے آباؤ اجداد اور پیران عظام کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے، وجدان، معرفت اور سلوک کی منازل کا ایک طویل سفر طے کر کے بارگاہ الٰہی میں مقام مقبولیت کا لباس زیب تن کر چکے ہیں۔

اسی خانوادے کے صاحبزادے سید احمد مصطفیٰ حیدر شاہ گیلانی بھی ہیں جو ہر سال اعتکاف میں بیٹھتے ہیں اور عام معتکفین سے زیادہ ایام تک معتکف رہتے ہیں۔ آپ کا معمول ہے کہ شعبان کی 19 تاریخ کو دنیا و مافیہا سے کٹ جاتے ہیں۔ اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہو کر نہ صرف اپنے لئے بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کی اُمت کی مغفرت کیلئے گڑگڑا کر التجائیں کرتے ہیں۔ ان کی جوانی کا عالم دیکھئے اور عشق حقیقی ملاحظہ فرمایئے۔ کیا ان پر اللہ کا خاص کرم نہیں ہے کہ وہ اللہ کی رضا و رغبت کیلئے پورے 41 دن فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب خلوت خانے میں دعا و عبادت میں اتنے محو ہو جاتے ہیں کہ ماسوا ان کے اور اللہ کے درمیان کوئی اور حائل نہیں ہوتا۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہوگا کہ صاحبزادہ صاحب بہترین عالم دین قاری اور اعلیٰ پائے کے نعت خوان بھی ہیں۔ اپنے والد گرامی پیر سید محمد کبیر علی شاہ سجادہ نشین چورہ شریف کی توجہ سے سلوک کی کئی منازل کامیابی سے طے کر چکے ہیں اور اپنے ہم عصروں سے کہیں زیادہ روحانی سبقت حاصل کر چکے ہیں۔ یہ بھی بتاتا چلوں کہ آپ حافظ قرآن بھی ہیں اور رمضان المبارک میں باقاعدگی سے نماز تراویح میں قرآن پاک سناتے ہیں۔ آپ اتنے خوش الحان ہیں کہ لاہور اور اس کے قرب و جوار سے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ قرآن سننے کیلئے آستانہ خیابانِ چورہ شریف لاہور حاضری دیتے ہیں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

تعارف

کبیر الاولیاء، خواجہ خواجگان، قبلہ عالم، یوسف المشائخ

حضرت پیر سید **محمد کبیر علی شاہ** گیلانی مجددی مدظلہ العالی

سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف اٹک

بانی و سرپرست اعلیٰ چادر اوڑھ تحریک پاکستان

ولادت مبارک:

آپ کی ولادت مبارک 14 اگست 1944ء کو مہبط انوار دربار عالیہ چورہ شریف ضلع اٹک میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی صوفی باصفا، زبدۃ الاصفیاء، حضرت خواجہ پیر سید محمد فضل شاہ المعروف کالے کپڑوں والی سرکار علیہ الرحمۃ ہیں۔ آپ اپنے والد گرامی علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادے ہیں اور ان کی مسند کے وارث بھی۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم سرزمین چورہ شریف میں ہی حاصل کی مزید دینی اور دنیاوی تعلیم کے حصول کے لیے راولپنڈی تشریف لے گئے۔ جہاں اس وقت کے مشہور عالم دین شیخ المحدثین حضرت علامہ مفتی محمد شفیع امرتسری علیہ الرحمۃ اور عارف کامل پیر سید محمد عارف اللہ شاہ قادری بدایونی علیہ الرحمۃ سے زانوئے تلمذ طے کیا اور دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

بیعت وخلافت:

حصول تعلیم کے بعد آپ چورہ شریف واپس آ گئے، جہاں آپ کے دادا جان سرتاج الاولیاء قطب الاقطاب حضرت پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ المعروف کالی چادر والی سرکار نے آپ کو اپنے دست حق پرست پر بیعت فرمایا۔ آپ نے 17 سال تک اپنے دادا جان علیہ الرحمۃ کی خدمت کی جن میں سے مسلسل سات برس تک وضو کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ ان سات برسوں میں آپ نے اپنے شیخ کا ایک وضو بھی قضا نہ کیا۔

''ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد'' کے اُصول کے مطابق حضور سرتاج الاولیاء حضرت پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو چہار سلسلہ طریقت نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ کی خلافت واجازت سے نوازا اور آپ کو اپنی مسند پر جانشین ہونے کا حکم دیکر طریقت مجددیہ کے فروغ کیلئے ایسی شمع روشن کردی جس سے ایک زمانہ فیض پانے والا تھا۔ آپ نے اپنے والد گرامی زبدۃ الاصفیاء حضرت پیر سید محمد فضل شاہ علیہ الرحمۃ سے خصوصی طور پر کسب فیض کیا۔ آپ کے والد گرامی علیہ الرحمۃ نے بڑی توجہ سے آپ کو سلوک کی تمام منازل طے

کروائیں۔ آپ نے اپنے والد گرامی علیہ الرحمۃ کے ساتھ بے شمار تبلیغی وروحانی سفر کئے۔ کئی کئی میل تک پیدل آپ کی گھوڑی کی لگام پکڑ کر چلتے رہے آپ کے وصال کے بعد آپ انکی مسند ارشاد پر فائز ہوئے۔ آپ کی دستار فضلیت کی تقریب پر وقار میں تمام مقتدر خانقاہوں کے سجادہ نشینان اور مقتدر علماء کرام نے شمولیت فرمائی۔ آپ کی تاج پوشی کے وقت تقریباً 62 دستاریں تھیں۔ جبکہ ام المریدین قبلہ مائی صاحبہ علیہا الرحمۃ (آپ کی والدہ ماجدہ) نے مزید ایک عدد دستار بھیج کر 63 دستاریں مکمل فرمادیں۔

تبلیغ واشاعت دین:

بچپن ہی سے آپ نے والد گرامی علیہ الرحمۃ کی معیت میں تبلیغی سفر شروع کر دیا تھا۔ مگر چورہ شریف کی مسند سنبھالتے ہی آپ نے اپنے مرشد کریم علیہ الرحمۃ کے حکم پر آستانہ مجددیہ حیدریہ وسن پورہ لاہور سے رشد وہدایت کا سلسلہ شروع فرمایا اور اپنے شیخ کی نگاہ کرم کے طفیل نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں فیضان مجددی وچوراہی عام کیا۔ پاکستان کا کوئی علاقہ ایسا نہیں کہ جہاں آپ تبلیغ دین کے لئے تشریف نہ لے گئے ہوں۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے اشاعت دین کی خاطر چورہ شریف سے گوجرانوالہ تک پیدل سفر کیا پھر گوجرانوالہ سے پیدل سرگودھا تک تشریف لے گئے۔ آپ کے بخت حسیں کی منہ بولتی ایک تصویر آج بھی ہر اہل عشق کی نگاہوں کی زینت ہے کہ آپ کا دست مبارک آپ کے والد کریم زبدۃ الاصفیاء حضرت پیر سید محمد فضل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کالے کپڑوں والی سرکار کے دست مقدس میں ہے۔ یہ معاہدۂ وفا طے ہوگیا ہے کہ میرے بیٹے لڑکھڑاتا نہیں تیرا ہاتھ کسی قلندر کے ہاتھ میں ہے اور یہ معاہدہ باپ بیٹے کا ہے، تو نے لڑکھڑانا نہیں اور میں نے ہاتھ چھوڑنا نہیں، آپ کے حلقۂ ارادت میں پاکستان کے چاروں صوبوں سمیت ملک بھر سے عوام الناس کی کثیر تعداد شامل ہے جبکہ بعض علاقوں میں پورے کے پورے دیہات آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہیں۔ بیرون ممالک مثلاً جدہ، مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورہ، عرب امارات، کویت، بحرین، اٹلی، سپین، جاپان، ناروے، ڈنمارک، امریکہ، انگلینڈ، کینیڈا وغیرہ میں کثیر تعداد آپ کے عقیدت مندوں کی ہے۔

والدہ کریمہ مخدومہ معظمہ علیہا الرحمۃ کی خدمت:

اس جہان فانی میں جن لوگوں کو اللہ نے بلند رتبے عطا فرمائے، ان کی کامیابی میں ماؤں کی دعائیں خاص طور پر شامل تھیں۔ بلا شبہ حضور قبلہ عالم کی ترقی درجات اور عالم روحانیت کے بلند مقامات کے حصول میں جہاں آپ کے شیخ کریم، قطب العالمین، حضرت پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کالی چادر والی سرکار علیہ الرحمۃ اور آپ کے ملجاو ماویٰ والد گرامی، زبدۃ الاصفیاء حضرت پیر سید محمد فضل شاہ علیہ الرحمۃ کالے کپڑوں والی سرکار علیہ الرحمۃ کی توجہ اور نگاہ دلنواز شامل ہے وہاں بلا مبالغہ آپ کی والدہ کریمہ مخدومہ معظمہ ام المریدین قبلہ اماں جی سرکار علیہا الرحمۃ کی دعاؤں کا اثر بھی شامل ہے۔ آپ نے اپنی والدہ کریمہ علیہا الرحمۃ کی انتہائی محبت وعقیدت سے خدمت کی جس کی مثال آج زمانہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ والدہ کریمہ قبلہ ام المریدین اماں جی سرکار علیہا الرحمۃ کی حیات مقدسہ میں ان کی اجازت کے بغیر کبھی کوئی کام نہ کیا۔ جب تک آپ علیہا الرحمۃ حیات رہیں آپ نے کہیں بھی سفر میں رات قیام نہ فرمایا۔ ساری رات سفر کر کے صبح ناشتہ اماں جی سرکار علیہا الرحمۃ کے ساتھ فرماتے۔ جب اماں جی علیہا الرحمۃ بیمار ہوئیں تو تقریباً 17 سال آپ نے اپنا بستر اس چھت کے نیچے رکھا جہاں قبلہ اماں جی سرکار علیہا الرحمۃ کا بستر ہوتا کبھی ان سے خود کو جدا نہ کیا، آپ کی یہ خدمت جلیلہ ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کیلئے مشعل راہ ہے آپ نے اپنا پہلا حج بھی قبلہ ام المریدین اماں جی سرکار علیہا الرحمۃ کی معیت میں کیا جو بلا شبہ اماں جی سرکار کی کرامت تھی۔ آپ علیہا الرحمۃ انتہائی متقیہ، عارفہ، کاملہ، زاہدہ اور شب زندہ دار عابدہ تھیں، خود بھی ولیہ کاملہ تھیں اور قطبوں ابدالوں کی بہو تھیں، آپ کی زبان مبارک جو کلمات نکلتے گویا کہ وہ بفضلہ تعالیٰ لوحِ محفوظ کی تحریر ہوتے

☆☆☆.........☆☆☆.........☆☆☆

آپ کے ایام علالت میں قبلہ عالم حضرت صاحب نے ہر طرح کے سفر منسوخ کر دیئے۔ قبلہ اماں جی سرکار کی علالت کے دنوں میں آپ نے ملک سے باہر سفر کو پسند نہ کیا اور اپنی والدہ کریمہ کی خدمت کو ترجیح دی دوستوں کے سفر کے اصرار پر ایک ہی جواب دیا کہ سفر اور دوست تو زندگی بھر ملتے رہیں گے مگر یہ گھڑیاں دوبارہ نہ ملیں گی۔ آپ جب بھی اماں جی سرکار کو چورہ شریف لے جاتے تو جہاز پر سفر فرماتے اور اسلام آباد سے آگے کار پر تشریف لے جاتے قبلہ اماں جی نے بھی آپ کے بغیر ایک بھی سفر نہ فرمایا قبلہ اماں جی سرکار کی برکتوں اور پاکیزہ عملوں کے ہی اثرات ہیں کہ حضور قبلہ عالم نے چادر اوڑھ تحریک شروع فرمائی۔ قبلہ اماں جی سرکار کی خدمت میں اگر کوئی بہن سر سے ننگی آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتی تو آپ چہرہ مبارک پر دوپٹہ ڈال لیتیں اور جب تک وہ چلی نہ جاتی آپ چہرۂ مبارک سے دوپٹہ الگ نہ فرماتیں۔ پوچھنے پر ارشاد ہوتا تھا کہ گناہ کرنا بھی گناہ ہے اور گناہ کو دیکھنا بھی گناہ ہے۔ آپ نے اپنی حیات مقدسہ کے آخری بیس پچیس سال لاہور میں گذارے بے شمار بچیوں کو قرآن کریم پڑھایا اور پاکیزہ رہنے کا درس دیا۔ آخر وہ لمحہ جدائی آیا جو اٹل ہے مگر قیامت برپا کر گیا۔ اماں جی سرکار کے وصال پر حضور قبلہ عالم کی کیفیت یوں تھی کہ جیسے کسی کی کائنات لٹ جائے۔ آپ کسی "معصوم کم سن بچے کی طرح اپنی والدہ کریمہ مخدومہ معظمہ اماں جی سرکار کی جدائی میں اشکبار تھے"۔ آج تک اماں جی سرکار کی یادیں آپ کے ہر دم ساتھ ہیں۔ انکی شفقتوں اور محبتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ اکثر یہی فرماتے ہیں کہ میری کائنات محبت کی جاگیر کی وارث میری قبلہ ماں جی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے طفیل آپ کے مزار مقدس پر اربوں رحمتوں کا نزول فرمائے کہ جنہوں نے اپنی آغوش محبت میں زمانے کے اس عظیم ولی کو پال کر جوان کیا اپنی تربیت اور مجاہدے کی برکت سے زمانے کو "پیر کبیر" عطا فرمایا۔ حضور قبلہ عالم نے جس انداز اپنی والدہ کریمہ مخدومہ معظمہ قبلہ ام المریدین اماں جی سرکار کی خدمت کی اس کو جان کر یوں محسوس ہوتا کہ بلاشبہ آپ آج کے دور کے غلام بایزید علیہ الرحمۃ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آج کے نوجوانوں کو آپ کے طفیل اپنی ماؤں کی خدمت کی توفیق جمیل عطا فرمائے آمین۔

مخلص پیر بھائیوں نے کئی بار اصرار کیا کہ آپ لندن زیادہ قیام فرمایا کریں اور ایک آستانہ لندن بھی بن جائے آپ نے فرمایا میری زندگی کی معراج اپنی اماں جی کے قدم ہیں مجھے لندن کے آستانے کی بجائے اپنی ماں کے قدموں ہی کا آستانہ کافی ہے۔

غیر ملکی دورے:

آپ نے تبلیغ دین کی خاطر ملک سے باہر بھی بے شمار ممالک میں سفر کیا ہے۔ آپ کی سعی جمیلہ سے ہزاروں غیر مسلم آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے اور لاکھوں گم کردہ راہ ہدایت پر فائز ہوئے۔ آپ نے تبلیغ دین کی خاطر امریکہ، کینیڈا، کیلی فورنیا، انگلینڈ، ہالینڈ، جرمنی، جاپان، ناروے، ڈنمارک، سعودی عرب، دبئی، عرب امارات، مسقط، قطر، عراق، شام، ایران، چائنہ اور بے شمار ممالک میں سفر کیا۔ کئی ممالک میں آپ کے خلفاء بزم چوراہی کے نام سے کام کر رہے ہیں آپ یورپی ممالک میں عظیم اجتماعات سے خطاب فرما چکے ہیں تقریباً نصف سے زائد دنیا میں آپ محافل ذکر حبیب ﷺ کے نام سے محبت رسول ﷺ کی تقسیم کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

آپ کے عظیم کارنامے:

35 سال تک آپ ریڈیو پاکستان پر دین مبین کی تبلیغ میں سرگرم عمل رہے، ریڈیو پاکستان پر میلاد مبارک کی محفل شروع کرانے کا اعزاز آپکے سر ہے آپ کے پیر بھائی میاں عبدالرشید ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان نے پہلی محفل میلاد منعقد کروائی جس میں آپ نے خطاب فرمایا۔

- پاکستان میں چلنے والی ہر دینی تحریک، تحریک ختم نبوۃ، تحریک نظام مصطفی ﷺ، تحریک ناموس رسالت ﷺ اور سنی کانفرنس کے سلسلہ میں آپ کا کردار روز روشن کی طرح عیاں رہا ہے تحریک ختم نبوت میں ذوالفقار علی بھٹو کو قائل کرنے میں آپ کا نمایاں کردار تھا۔
- جنرل ضیاء الحق کے دور میں پی ٹی وی پر اذان اور دوپٹہ پالیسی اور دینی پروگرام شروع

کرانے کا سہرا بھی آپ کے سر ہے۔

- برطانیہ میں 12 ربیع الاول شریف پر عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی کئی مرتبہ قیادت فرمائی۔
- آپ نے اپنی سرپرستی میں پاکستان، امریکہ اور برطانیہ میں تقریباً 88 کے لگ بھگ مساجد تعمیر کرائی ہیں۔
- درجنوں دارالعلوم قائم کیے جہاں سینکڑوں طلباء قرآن وحدیث وفقہ اسلامی کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔
- پورے ملک میں میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں محافل میلاد کا انعقاد آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔
- آپ کی ترغیب پر ''تحریک درود شریف'' کا آغاز کیا گیا جس کی بناء پر ہر سال ربیع الاول شریف کے موقع پر اربوں کی تعداد میں درود شریف پڑھا جاتا ہے۔
- فحاشی وعریانی اور نام نہاد روشن خیالی کے سدباب کے لیے آپ نے حال ہی میں ''چادر اوڑھ تحریک'' کا آغاز کیا ہے۔
- 35 سال سے سالانہ شب بیداری بر موقع عید میلاد النبی ﷺ آپ نے آقائے نامدار ﷺ کے حضور سلام نیاز پیش کرنے کا ایسا حسین پروگرام مرتب فرمایا ہے کہ جس کی روحانی برکات سے لاکھوں افراد ہدایت ومنزل مقصود اور گوہر مراد پاچکے ہیں۔

مخصوص اور منفرد اعزاز:

اللہ رب العزت اور محبوبِ کریم ﷺ کی نگاہِ کرم سے حضور قبلۂ عالم کو ایک منفرد اور مخصوص یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ ایک مرتبہ زیارتِ حرمین شریفین کے سلسلہ میں مکۃ المکرمہ میں حاضر تھے۔ حرم شریف میں جب آپ ادائیگی عمرہ کے لیے حاضر ہوئے تو عمرہ ادا کرنے سے قبل دیکھا کہ بیت اللہ (جل جلالہٗ و ﷺ) شریف سفید غلاف میں لپٹا ہوا ہے۔ حرم شریف میں موجود احباب سے پتا لگا کہ بنیادِ خلیل اللہ تک بیت اللہ شریف سے مٹی نکالی گئی ہے۔ اور پرانے پتھروں کو نکال کر نئے پتھر لگائے جارہے ہیں۔ کعبۃ اللہ کی چھت

اتار دی گئی ہے چھوٹی چھوٹی ٹرالیاں جن پر پتھر لدے ہیں آتی ہیں اور ان کو کرین کے ذریعے کعبہ شریف کے اندر اتارا جاتا ہے۔ اسی اثناء میں آپ کے قلب مبارک میں یہ جستجو پیدا ہوئی کہ بیت اللہ شریف کی اس تعمیر میں آپ کو بھی سعادت حاصل ہو اس تمنا کا دل میں پیدا ہونا ہی تھا کہ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں اور دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ اچانک ایک ہاتھ آپ کے شانہ مبارک پر آیا اور کسی نے دھیمے سے لہجے سے عرض کیا حضرت جی! آپ کب تشریف لائے؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: آج ہی آیا ہوں اور ابھی عمرہ مکمل کیا۔ اس دوست نے عرض کی کہ حضور آئیں پھر ایک عمرہ اور کر لیں۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ گل صاحب جو فیصل آباد کے رہنے والے اور بیت اللہ شریف کی تمام تعمیر کے نگران تھے اپنے ساتھ ایک چھوٹے سے دروازے سے بیت اللہ شریف کے اندر لے گئے اور کرین کی ٹرالی میں حضور قبلۂ عالم کے ساتھ بیٹھ گئے۔ چند لمحوں کے بعد جہاں تعمیر ہو رہی تھی وہاں پہنچ گئے۔ اپنے ہاتھوں سے پتھر حضرت صاحب کو پیش کیا اور عرض کی لیجیے بنیادِ خلیل (علیہ السلام) میں ایک پتھر آپ بھی اس نوری گھر کی بنیاد میں رکھ دیں۔ آنسوؤں سے چہرہ مبارک تر تھا۔ گل صاحب نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے عرض کی کہ حضور یہ پتھر کن کی طرف سے منسوب فرمایا ہے؟ جواباً ارشاد فرمایا: گل بیٹا! میں نے اپنی کریم والدۂ گرامی اور والدِ گرامی اور اپنے مرشدِ کامل کی طرف سے۔ تو گل صاحب مسکرا کر کہنے لگے کہ حضور ایک پتھر اور لیں اور ہمارے مرشد کریم کی طرف سے (یعنی اپنی طرف سے) لگا دیں۔ آپ نے پتھر لگانے کے بعد فوراً اسی مقام پر دو نفل شکرانے کے ادا کیے۔ یہ وہ اعزاز ہے جس کو اللہ رب العزت نے اپنے محبوبِ کریم ﷺ کے صدقے آپ کو عطا فرمایا۔ جو شاید کسی اور شخصیت کو حاصل نہ ہوا ہو۔

وابستگان طریقت کی تربیت:

آپ قاسمِ فقر خواجہ سید فقیر محمد چوراہی گیلانی علیہ الرحمۃ ہیں، آپ کا تعلق سلطان الفقراء علیہ الرحمۃ کے خانوادے سے ہے آپ ایک درویش خدامست فرد ہیں۔ آپ نے مجددی فیض کو اپنی زندگی کے 50 سال میں اس طرح عام کیا ہے جس کی مثال مشکل ہے، لاکھوں افراد کو توبہ

کرا کے نسبت مجددیہ عطا فرمائی ہزاروں ڈاڑھی منڈے آپ کی نگاہ باوقار سے صاحب ریش ہو گئے۔ ہزاروں بے نمازی آپکی توجہ سے تہجد گزار بن گئے۔ ہزاروں مردہ دل آپکی صحبت سے ذاکر ہو گئے۔ آپ کی تربیت کے اثر سے بے شمار افراد خادم سے مخدوم بن گئے۔

آپ کے خلفاء بھی اسی طرح آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپکے فیض کو عام کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ آپ کی جدوجہد سے آج پوری دنیا میں صدائے چورہ شریف (اللہ ھُو) کی گونج سنائی دے رہی ہے آپ نے باواجی چوراہی علیہ الرحمۃ کے فیض کو عام کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ آپ اکثر یہ قول دہراتے ہیں " کہ فقیر بخیل نہیں ہوتا اور بخیل فقیر نہیں ہوتا"۔ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے مطابق شریعت کی بالا دستی اور طریقت کی آب یاری کے لئے اپنا تن من دھن صرف کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات آج چورہ شریف کی پہچان بن چکی ہے، پوری دنیا میں آپ کی ذات کے سبب چورہ شریف کا ایک تعارف اور تشخص قائم ہو چکا ہے۔ آپ نے ایوبی دور میں عدیم المثال مشائخ کانفرنسوں میں شمولیت فرمائی اور آپ اکثر فرماتے ہیں کہ میں نے ان تقاریب میں چورہ شریف کی نمائندگی کی اور کم عمری کے باوجود چورہ شریف کی عظمت پر حرف نہیں آنے دیا۔

لباس مبارک:

آپ کا لباس سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے۔ آپ ہمیشہ سفید کرتہ شلوار، کالی واسکٹ، سفید پگڑی، اور کندھے پر کالی چادر استعمال فرماتے ہیں۔ کبھی کبھی اپنے اسلاف کی روایت کے مطابق کالی پگڑی بھی باندھتے ہیں، آپ کا لباس سادہ مگر انتہائی باوقار ہوتا ہے اسی لئے آپ جس محفل میں تشریف فرما ہوں آپ کی شخصیت ہمیشہ منفرد اور ممتاز نظر آتی ہے

عاداتِ کریمہ:

حضور قبلہ عالم اخلاق کریمہ کا بہترین نمونہ ہیں۔ آپ کی زندگی حضور اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی عملی تصویر ہے۔ آپ کا اخلاق اس قدر اعلیٰ ہے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کے حسن خلق کے قائل ہیں۔ اپنے اسلاف کی طرح ہمدرد، مہربان، خلیق، مشفق اور سخاوت کے بادشاہ ہیں۔ آپ کے در اقدس پر آنے والا کبھی مایوس نہیں لوٹتا۔ آپ ظاہری طور پر فقیر مگر

حقیقت میں بادشاہ ہیں۔عطا فرمانے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیتے بلکہ سائل کے سوال سے کئی گنا زیادہ عطا فرماتے ہیں۔آپ کا دستر خوان بڑا وسیع ہے، جو آپ کے اسلاف کی عظمت اور محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔آپ اکثر اپنے اسلاف کا یہ قول دہراتے ہیں کہ "فقیر کا دستر خوان کبھی نہیں سمٹتا"۔آپ کے اخلاق کریمہ کا عالم یہ ہے کہ جو آپ سے ایک بار مل لیتا ہے وہ پھر آپ ہی کا ہو جاتا ہے۔آپ کی ذات ہمدردی و مہربانی کا عظیم پیکر ہے۔سینکڑوں غریب بچیوں کو آپ نے اپنے گھر سے شادی کے لوازمات عطا فرما کر رخصت کیا۔ہزاروں یتیم، نادار بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔آپ کی ذات بے راہ راوی، فحاشی و عریانی اور ہر قسم کی برائی کے خلاف ایک تحریک ہے۔ ہزاروں گم کردہ راہ نوجوان آپ کی صحبت و تربیت میں آ کر راہ ہدایت پر گامزن ہو چکے ہیں۔ ہزاروں بچیوں کو آپ نے پردے کی عظمت سے روشناس کرایا۔آپ ٹی وی اور کیبل ڈش انٹینا وغیرہ جیسی خرافات کو سخت ناپسند فرماتے ہیں اور اپنی اولادوں کی دینی و روحانی تربیت پر خصوصی توجہ دینے کیلئے زور دیتے ہیں۔

آپ کے در دولت پر آنے والوں میں زندگی کے ہر طبقہ ہائے فکر کے لوگ ہوتے ہیں جن میں علماء کرام، مشائخ عظام، سپریم کورٹ، ہائی کورٹس کے جسٹس، ججز، وزراء گورنر، صوبائی افسران، ممبران اسمبلی، تاجر، وکلاء اور معاشرے کے غریب و نادار افراد، مگر آپ کا حسنِ سلوک سبھی سے یکساں ہوتا ہے۔جس کی نظیر آج خانقاہوں پر بہت کم ملتی ہے۔

مشائخ عظام و علماء کرام سے روابط:

اپنے دور کے تمام علماء و مشائخ اہلسنت سے حضور قبلہ عالم کے خوشگوار تعلقات ہیں۔ اور اکثر آپ کے آستانے پر مقتدر شخصیات تشریف فرما ہوتی رہی ہیں، مشائخ کے عظیم خانوادوں سے حضور قبلہ عالم کے انتہائی قریبی تعلقات ہیں آپ نے اپنے جانشین وارث مسند سلطان الفقراء، قمر المشائخ حافظ سید احمد مصطفین حیدر کے لیے وصیت فرمائی ہے کہ صوفیاء عظام اور مقدس خانقاہوں کے سجادہ نشین اور مقتدر علماء کرام آستانہ عالیہ پر تشریف لائیں تو انہیں دروازہ تک جا کر الوداع کریں اور ان سے دعا کی درخواست کریں۔
جن شخصیات سے آپ کے خوشگوار تعلقات رہے ان میں پیر محمد فاروق جان سرہندی

(سندھ)، پیر آف بھر چونڈی شریف (سندھ)، پیر آف کھوڑا شریف سندھ، پیر عبدالوہاب گیلانی احمد پور، حضرت علامہ پیر محمد فضل عثمان جان سرہندی۔ پیر محمد اشرف جان سرہندی، پیر ڈاکٹر محمد ہاشم جان سرہندی خانوادۂ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے آپ کا والہانہ تعلق ہے۔

حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ علیہ الرحمۃ

گفتگو کا بانکپن محبوب پنجتن سلطان سلاطین، اقلیم خطابت خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ علیہ الرحمۃ آف آلومہار شریف سے آپ کے نہایت ہی گہرے و محبت بھرے تعلقات تھے۔ حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ علیہ الرحمۃ خواجگان چورہ شریف علیہ الرحمۃ سے انتہائی عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت سراج السالکین، زبدۃ العارفین، حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کی دعا سے ہوئی تھی۔ آپ 23 سال دربار عالیہ چورہ شریف پر عرس مقدس پر شریک ہوتے رہے۔ حضور قبلہ عالم سے آپ علیہ الرحمۃ خصوصی شفقت ومحبت فرماتے تھے اور عمر میں بڑے ہونے کے باوجود قبلہ پیر صاحب سے آپ کا انداز نیاز مندانہ ہوتا...... کتنے ہی ایسے جلسے ومحافل ہیں کہ جن میں حضرت خطیب الاسلام نے خطاب فرمایا اور ان کی صدارت حضور قبلہ عالم نے فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ کے وصال سے لے کر آج تک صاحبزادہ صاحب علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک کی صدارت حضور قبلہ عالم فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ

شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ سے آپ کا انتہائی قریبی تعلق تھا۔ شیخ الاسلام کے ساتھ آپ کا کافی وقت گزرا۔ حضرت شیخ الاسلام اسلاف کی تصویر تھے۔ آپ انتہائی اعلیٰ درجے کی علمی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک باکمال درویش خدا مست بھی تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ کے اخلاق انتہائی اعلیٰ تھے اور آپ عجز وانکسار کا پیکر تھے۔ حضور قبلہ عالم سے آپ کی شفقت ومحبت کا عالم یہ تھا کہ آپ اکثر فرماتے تھے کہ پیر سید محمد

کبیر علی شاہ صاحب مستقبل کے قائد ہیں۔

حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین گیلانیؒ :

حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مسند کے عظیم وارث حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین علیہ الرحمۃ گیلانی بغدادی کا حضور قبلہ عالم سے محبت وشفقت کا ایسا حسین تعلق تھا کہ جب وہ آخری مرتبہ لاہور تشریف لائے تو محفل پاک میں انہوں نے حکم دیا کہ آج کوئی تقریر نہ ہو گی۔آج صرف حضور قبلہ عالم حضرت صاحبزادہ صاحب کا خصوصی بیان ہوگا۔اختتام محفل پر آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں۔نے ساری زندگی دعا کی ہے آج دعا قبلہ عالم پیر صاحب فرمائیں گے اور میں (سیدنا طاہر علاؤ الدین) صرف آمین کہوں گا۔

علامہ پیر سعید احمد مجددیؒ :

شارح مکتوبات امام ربانی حضرت ابوالبیان علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمۃ، جو کہ ایک سلجھے ہوئے خطیب اور منجھے ہوئے ادیب تھے،اور طریقت نقشبندیہ کے عظیم مبلغ بھی۔آپ آستانہ عالیہ چورہ شریف سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے،اور فرمایا کرتے کہ حضرت مخدوم المشائخ ہمارے روحانی وارث اور حضور باواجی سرکار کا مجسم فیض ہیں۔

ایک موقع پر خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

اس حقیقت سے انکار سراسر نادانی ونارسائی کی پیداوار ہے کہ پاکستان کا خطہ اولیاء کرام کا فیضان وصدقہ ہے۔ان بندگان خدا نے ہی قوم کو دوقومی نظریہ سے آشنا کیا،انہی نفوس قدسیہ میں ایک نہایت بلند نام آستانہ عالیہ چورہ شریف کا ہے۔

چورہ شریف بظاہر ایک ناہموار چھوٹی سی بستی ہے لیکن زمانے کے غوث،قطب اور ابدال اسی مردم خیز زمین نے جنم دیئے۔جنہوں نے سنت وشریعت اور تصوف وطریقت کے ساتھ ساتھ حضور مجدد الف ثانی کی نگاہ تجدید سے فیضیاب ہوتے ہوئے دوقومی نظریہ کو اس طرح اُجاگر کیا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے نعرے سرزمین ہند سے بلند ہوئے جس کے نتیجہ میں ملک پاکستان معرض وجود میں آیا۔

علامہ سید محمود احمد رضویؒ :

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی شیخ الحدیث حزب الاحناف نے اپنے خصوصی خطاب میں ارشاد فرمایا خاندان عالیہ چورہ شریف سے میرے قبلہ دادا جان شیخ المحدثین پیر سید دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ کے خصوصی تعلقات تھے۔ قبلہ دادا جان نے حضرت امام السالکین خواجہ سید احمد نبی شاہ المعروف زلفاں والی سرکار کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ اور آپ کے فرزند اکبر میرے والد گرامی قبلہ شیخ التفسیر والحدیث سید ابوالبرکات شاہ صاحب بھی چورہ شریف کے بزرگوں کا بے حد احترام فرماتے اور چورہ شریف کی ہندوستان میں تبلیغ دین کی کاوشوں کو تبریک پیش فرماتے۔ آپ ملمع سازی اور بے عمل مشائخ سے سخت بیزار تھے اور ہر موقع پر ایسے مشائخ کی اصلاح بھی فرماتے۔ دوقومی نظریہ کی تحریک جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شروع فرمائی بلا مبالغہ اس کی تکمیل میں چورہ شریف کی خانقاہ کا بہت حصہ ہے اور مشائخ چورہ شریف بالخصوص حضرت زلفاں والی سرکار اور آپ کے فرزند اکبر قطب العالمین پیر سید حیدر شاہ المعروف کالی چادر والی سرکار نے تو اپنی زندگی اس نظریے کی تکمیل کیلئے وقف فرمائی اور پورے ہندوستان کے مسلمانوں کو تحریک پاکستان کا معاون بننے اور مسلم لیگ سے تعاون کا حکم دے کر تحریک پاکستان میں نئی روح پھونک دی۔ آج اس تقریب شب بیداری کا یہ خوبصورت اجتماع اور انتظام وانصرام دیکھتے ہوئے میں اپنے بھائی جناب پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی سجادہ نشین چورہ شریف کو جتنی بھی مبارکباد پیش کروں کم ہے۔

صاحبزادہ علامہ سید خلیل احمد قادری علیہ الرحمۃ (خطیب جامع مسجد وزیر خاں)

جگر گوشہ حضرت سید ابوالحسنات شاہ علیہ الرحمۃ، صاحبزادہ علامہ سید خلیل احمد قادری علیہ الرحمۃ نے برموقع سالانہ شب بیداری آستانہ عالیہ مجددیہ حیدریہ وسن پورہ لاہور میں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مجھے دربار عالیہ چورہ شریف حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا، یہاں کا پاکیزہ ماحول،

شرعی حدود وقیود کا حسین التزام، وابستگان طریقت کی روشن پیشانیاں، نظم وضبط اور روحانی انوار وبرکات کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ ہندوستان کی سرزمین پر اسلام کی تبلیغ واشاعت اولیاء اللہ کی مرہون منت رہی ہے۔ جہاں اسلام پھیلانے اور اسلام بچانے میں ہمیشہ صوفیائے کرام ہی آگے تشریف لائے۔ اگر ان اللہ کے ولیوں کی فہرست بنائی جائے تو یہ قیوم زمانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نام نامی اسم گرامی کے بغیر نامکمل ہو گی۔ جنہوں نے سرزمین ہندوستان پر اکبر کے نام نہاد دین الٰہی کو نیست ونابود کر کے دین محمدی کے احکام کو نافذ کرایا اور شریعت محمدی کی پاسداری اور تحفظ کیا۔ اسی سلسلہ عالیہ سے منسلک خانقاہ سے وابستہ خلفاء، عظام کا کردار روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ چاہے وہ خانقاہ علی پور سیداں شریف ہو یا عیدگاہ شریف، باؤلی شریف ہو یا کرتو شریف، آلومہار شریف ہو یا نتھیال شریف سبھی کا تانا بانا چورہ شریف ہی سے جا کر ملتا ہے۔ آج کے اس دور میں خانقاہ چورہ شریف شریعت وطریقت کی جس انداز میں پاسداری اور ترویج کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ اس کی مثال کم ہی خانقاہوں پر ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خانقاہ کے فیض کو مزید عام فرمائے

حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ

شیر اہلسنّت، مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ جن کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت میں گزرا۔ حضور قبلہ عالم سے خصوصی پیار فرماتے اور فرماتے آپ چورہ شریف کی عظیم نشانی ہیں۔ آپ کئی بار سالانہ عرس شریف کے موقع پر چورہ شریف تشریف فرما ہوئے اور قطب العالمین باباجی سرکار کی روحانی عظمت پر پُر اثر گفتگو فرمائی۔ آپ خود صاحب کمال ولی اللہ تھے۔

حضرت علامہ محمد عزیز اللہ علیہ الرحمۃ

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عزیز اللہ علیہ الرحمۃ بانی جامعہ نعیمیہ لاہور نے فرمایا:
چورہ شریف کا پروگرام طریقت و روحانیت کا عظیم پیغام ہے۔ یہاں کی بامقصد

حاضری دونوں جہاں کی سرخروئی کا باعث اور فلاح کا ذریعہ ہے۔ اس آستانہ کی جو انفرادیت ہے اس سے کوئی عام آدمی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ خدا اس میخانہ عشق و مستی کو خاکدان گیتی پر ہمیشہ آباد و شاد رکھے۔ آمین

حضرت علامہ عبدالغفور ہزاری علیہ الرحمۃ

شیخ القرآن، ابوالحقائق علامہ عبدالغفور ہزاری علیہ الرحمۃ وزیر آباد جن کا دنیائے خطابت اور دنیائے علم میں کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ جہاں ایک سحر انگیز خطیب، بے مثل معلم، باوقار شخصیت، بے نظیر مناظر تھے وہاں ایک باکمال صوفی بھی تھے، عرس مبارک چورہ شریف پر حضرت علامہ ہزاروی علیہ الرحمۃ نے تقریر کے دوران وجدانی کیفیت میں فرمایا مجھے قسم ہے رب ذوالجلال کی چورہ شریف کی زمین کی مٹی کے ڈھیلوں سے بھی اللہ ھو کی صدائیں آتی ہیں۔

علامہ مختار احمد درانی صاحب آف خانپور کٹورا:

علامہ مختار احمد درانی صاحب آف خانپور آپ انتہائی علمی شخصیت ہیں شب زندہ دار صوفی ہیں اور اپنے سلسلہ عالیہ کے مطابق نظریہ وحدت الوجود پر انتہائی وسیع و بلیغ دسترس رکھتے ہیں۔ قبلہ حضرت صاحب سے انتہائی پیار فرماتے ہیں۔ کئی بار ایوان چورہ شریف ماہانہ محفل پر تشریف لائے اور خواجگان چورہ شریف کی روحانی، دینی اور ملی خدمات کو ہدیۂ تبریک و تحسین پیش فرمایا اور قبلہ حضرت صاحب کی دینی خدمات کو بے حد سراہا۔

علامہ فیض احمد اویسی:

شیخ الحدیث علامہ فیض احمد اویسی آپ بڑے عظیم محقق اور مقتدر مفسر قرآن ہیں اور بیشمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ ایک دفعہ آپ دورہ تفسیر قرآن کیلئے جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور میں تشریف لائے تو ایوان چورہ شریف وسن پورہ لاہور میں آپ کو مدعو کیا گیا۔ آپ تشریف لائے تو قبلہ ام المریدین اماں جی سرکار علیہا الرحمۃ نے آپ کو اپنی روایت پاکیزہ کے مطابق کپڑے اور نذرانہ بھجوایا تو آپ نے وہ کپڑے لیکر سر پر رکھ لئے اور رو کر

فرمایا کہ آج سلسلہ عالیہ مجددیہ کے شہنشاہ سلطان الفقراء خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ تاج دار چورہ شریف نوراللہ مرقدہ کے گھر سے لباس ملا ہے یقیناً یہ میرے قلب و اذہان کی جلا کا سامان ہوگا۔

علامہ افتخار الحسن صاحب :

افتخار ملت صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آبادی علیہ الرحمۃ آپ چونکہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ ثانی علیہ الرحمۃ کے عظیم خلیفہ علامہ محمد مسعود الہٰی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے تھے۔ اس حوالے سے آپ چورہ شریف کا بے پایاں احترام کرتے تھے۔ آپ کی زندگی کا معروف واقعہ مقتدر مشائخ عظام کی موجودگی میں قطب العالمین حضرت خواجہ احمد نبی شاہ صاحب گیلانی علیہ الرحمۃ زلفوں والی سرکار علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک کے موقع پر گفتگو فرما رہے تھے۔ خاندان چورہ شریف کی مقتدر شخصیات موجود تھیں۔ تو آپ علیہ الرحمۃ نے تقریر کے دوران جذباتی انداز میں نہایت عمدہ طرہ دار پگڑی سر سے اتار کر حضرت سلطان الاصفیاء حضرت پیر سید محمد فضل شاہ علیہ الرحمۃ کالے کپڑوں والی سرکار علیہ الرحمۃ کے قدموں میں رکھ دی۔ اپنے مخصوص انداز کے مطابق پنجابی میں فرمایا:

"اے بابا جی چوراہی دیو پترو تے پوتریو! تہاڈے بابے دیاں گھوڑیاں نوں میرا باپ پٹھے پاندا رہیا اے میں ایویں ای دنیا توں ٹر چلیاں میرا پتر ای کوئی نہیں"۔

ساتھ ہی پنجابی کا شعر پڑھا:

ساڈے بھادے پیر فقیر مر گئے
گیاں الٹ خدایاں رانجھیا وے

قبلہ حضرت پیر سید محمد فضل شاہ علیہ الرحمۃ نے دستار اٹھا کر جمیع حاضرین کی موجودگی میں فرمایا کہ افتخار الحسن بیٹا اگر اللہ رب العزت خیریت رکھے اگلے سال بیٹا نہ ہو تو نہ آنا اگر ہوا تو لے کر آنا تاریخ گواہ ہے کہ اگلے سال عرس پر صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اہلیہ اور نوزائیدہ بچے کو لے کر حاضر ہوئے۔

صوفی غلام حسین گوجروی علیہ الرحمۃ

حضرت صوفی غلام حسین گوجروی علیہ الرحمۃ آپ عظیم خطیب شہیر تھے عملاً صوفی منش تھے۔ چورہ شریف بڑی عجز وانکساری سے حاضری دیتے اور چورہ شریف کی سرزمین پر آپ میں کوئی علمی غرور نہ دیکھا گیا۔ اکثر فرماتے کہ چورہ شریف کی دھرتی پر قدم رکھتے شرم آتی ہے کہ اس زمین نے قطبوں، ابدالوں کے پاؤں کے بوسے لئے ہیں۔ اس پاک دھرتی پہ قدم رکھنے سے دل کی اجڑی بستی آباد ہو جاتی ہے۔ تن کے ساتھ من کو بھی سکون آ جاتا ہے۔

پیر سید عارف اللہ شاہ قادری بدایوانی علیہ الرحمۃ

حضرت پیر سید عارف اللہ شاہ قادری بدایوانی علیہ الرحمۃ آپ بڑے عالم باعمل اور شہرہ آفاق خطیب تھے۔ روالپنڈی کی جامع مسجد کے خطیب اور احسن المدارس کے شیخ الحدیث تھے۔ آپ نے ایک خطاب میں فرمایا حضرت خواجہ چوراہی نے ان گنت روحانیت کے دریا بہا دیئے۔ اب غوطہ زن ہونا طالبان طریقت کا کام ہے۔

مفتی محمد شفیع امرتسری علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ مفتی محمد شفیع امرتسری علیہ الرحمۃ علمی دنیا میں آپ کا نام نامی اسم گرامی ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے اور آپ علیہ الرحمۃ ایک نہایت شفیق استاد ہی نہ تھے بلکہ ایک دریا دل سخی انسان تھے۔ دن کو آپ علیہ الرحمۃ کے نیاز کیش جو کچھ پیش کرتے آپ علیہ الرحمۃ شام تک راہ خدا میں تقسیم فرما دیتے۔ آپ علیہ الرحمۃ کو بے شمار علوم پر دسترس تھی، بالخصوص علم عملیات پر آپ کو عبور تھا۔ آپ نے کبھی سرزمین چورہ شریف پہ پاؤں میں جوتا نہ پہنا بلکہ ننگے پاؤں حاضری دیتے اور فرماتے اس زمین پہ قطب زمانہ نے پاؤں رکھے ہیں اور یہاں ادب سے حاضری دینا تکمیل روحانیت کا ذریعہ ہے۔

پیر آف مانکی شریف علیہ الرحمۃ :

حضرت صاحبزادہ پیر روح الامین صاحب نے ایک خطاب میں فرمایا:

قیام پاکستان میں گو ہمارے آباء کرام نے خصوصی کردار ادا کیا لیکن خواجگان چورہ شریف کی خدمات جلیلہ کا بھی خصوصی فیضان ہے۔اس سلسلہ میں ان بزرگواروں کی کاوشیں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔خواجگان چورہ شریف کی افغانستان سے نقل مکانی کا راز اس وقت سامنے آیا جب آپ کے خلفاء نے تحریک پاکستان میں ایک مرکزی کردار ادا کیا اور جمیع وابستگان طریقت نے بالخصوص علی پور شریف ،آلو مہار شریف ، باولی شریف ، نتھیال شریف کے خدام نے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔کوئی بھی پاکستانی جو کہیں بھی بستا ہے وہ چورہ شریف کے اس احسان کو بھلا نہیں سکتا۔آپ کے اس فیضان کو آگے بڑھانے میں میرے بھائی پیر سید محمد کبیر شاہ نے جو کردار ادا کیا وہ اس دور میں مثالی ہے پاکستان کے ایک کونے پہ دور دراز سے آنے والوں کا ٹھاٹھیں مارتا اجتماع ان کی کاوشوں کا نتیجہ ہے

مولانا محمد صادق جہلمی علیہ الرحمۃ

آپ بے شمار دفعہ عرس مبارک پر چورہ تشریف لے گئے لاہور تشریف فرما ہوتے رہے۔چورہ شریف کے سر تاج پیر انور ،خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نور محمد علیہ الرحمۃ تیراہی ثم چوراہی علیہ الرحمۃ اور سلطان الفقراء حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ کی روحانیت کے بے پایاں مداح رہے۔بالخصوص حضرت علامہ علیہ الرحمۃ ایسی کرامات اور باباجی چوراہی علیہ الرحمۃ کے مراتب کا اظہار فرماتے جو ان کے شیخ قطب الاولیا حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی علیہ الرحمۃ کے ارشادات عالیہ پر مشتمل ہوتیں تھیں۔

پیر محمد عبداللہ شاہ، زیب سجادہ آستانہ عالیہ نور پور سوہاوا (سابق وزیر تعلیم آزاد کشمیر)

سرزمین پاکستان میں چورہ شریف کا ایک منفرد نام اور تعلیم وتربیت ورشد وہدایت کے میدان میں ایک بلند مقام ہے۔اس خانقاہ عظیم جاہ نے بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم لے جانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا،خواجگان چورہ شریف کے عظیم کارناموں کو کوئی ذی شعور فراموش نہیں کرسکتا۔

اور سالانہ عرس مبارک کی تقریب سعید سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اس مادی دور میں اور خاص کر اس مقام پر جہاں بظاہر قریب کوئی شہر نہ آبادی بالکل چھوٹے گاؤں میں اتنا کثیر اجتماع اس بات کا مظہر ہے کہ لوگ مادیت، ظاہری آرام کی بے شمار سہولت ہونے کے باوجود مطمئن نہیں بلکہ روحانی تسکین کے متلاشی ہیں اور ان تشریف لانے والے حضرات کی روحانی تربیت جس طرح اور جن خطوط پر ہمارے آباؤ اجداد نے کی اگر ہم نے بھی اسی طرح خدائے ذوالجلال کی اس محبوب مخلوق کو خوف خدا اور عشق مصطفےٰ ﷺ کی دولت لازوال سے نواز سکیں تو یہ دہشت گردی اور غندہ گردی ختم ہوسکتی ہے۔ یہ اضطراب و بے قراری اس وقت شروع ہوئی جب سے خانقاہوں سے اللہ والوں کے آستانہ پہ سیاست اور دنیاداری کا رجحان شروع ہوا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اسی طریقہ سے اپنے اسلاف کی راہوں اور نقوش قدم پر چل کر خداوند قدوس کی دنیا سے ستائی ہوئی مخلوق سے ایثار و پیار کا رویہ اپنائیں۔ اور اپنی ذات کو اوراد و معمولات سے وابستہ کریں اور آنے والوں کی طرف پوری طرح دھیان دے کر ان آستانوں کو ذکر الٰہی اور اتباع محبوب الٰہی کے مرکز بنا دیں۔ آپ حضرات ذرا سوچیں جب خواجہ خواجگان، قطب العارفین نے یہاں ڈیرہ لگایا اور افغانستان سے تیراہ سے چل کر اس جنگل کو پسند فرمایا۔ راستے پر شہر آبادیاں آئیں جہاں آسائش زندگی کے تمام تر وسائل موجود تھے مگر اس خطہ بے آب و گیاہ کو بقعہ نور بنانا مقصود تھا۔ آپ کے لخت جگر حضرت سلطان الفقراء نے جو ہندوستان کے مسلمانوں اور ترویج اسلام کیلئے کام کیا اور پوری دنیا میں مثالی حیثیت کا حامل ہے میں لمبی گفتگو نہیں کرتا۔ آخر میں حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی چورہ شریف کو جتنی تبریک پیش کروں کم ہے۔ کہ آپ نے چورہ شریف کا نام چاردانگ عالم میں روشناس کرانے میں بڑی مشقت فرمائی اور اس کی برکت سے آپ کا نام چورہ شریف کی پہچان بن گیا۔

پیر خواجہ منظور الٰہی، دربار عالیہ عیدگاہ شریف، راولپنڈی:

چورہ شریف کی پاک سرزمین پر قدم رکھتے ہی لطائف بیدار ہوجاتے ہیں اور اہل طریقت کو ایک غیبی طاقت منزل مقصود سے ہمکنار کرتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ

خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ موہری شریف کا دربار چورہ شریف سے انتہائی عقیدت مندانہ تعلق تھا۔ لاہور آستانے پر تشریف لاتے تو حضور قبلہ عالم سے انتہائی عاجزی سے ملتے دربار تشریف لے گئے تو رونے لگے اور فرمانے لگے کہ میں کھاؤں چورہ شریف کا اور جلی ڈالوں بلھے شاہ علیہ الرحمۃ کی، ایسا نہیں ہوسکتا کھاؤں گا بھی چورہ شریف کا اور جلی بھی بابا جی صاحب علیہ الرحمۃ کے در پر ڈالوں گا۔ حضور قبلہ عالم موہری شریف عرس پر تشریف لے گئے تو خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے عقیدت ومحبت کی انتہا کردی۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے جنازے میں حضور قبلہ عالم شریک ہوئے۔

پیر آف زکوڑی شریف، صوبہ سرحد:

چورہ شریف کا خطہ طیبہ غوثوں، قطبوں اور ابدالوں کا مرکز ہے۔ یہاں آنے والا کبھی شقی نہیں رہتا بلکہ سعید وخوش بخت بن کر لوٹتا ہے۔ ادب اور اخلاص شرط ہے۔

مفتی محمد اشرف سیالوی:

شیخ الحدیث مفتی محمد اشرف سیالوی صاحب سے آپ کا محبت بھرا تعلق ہے وہ آستانہ عالیہ پر تشریف فرما ہوئے جتنی دیر قیام کیا اشک بار رہے چلتے وقت حضور قبلہ عالم نے اپنے خاندان کی عظیم روایات کے مطابق کپڑے اور نذرانہ پیش فرمایا اس حسن اخلاق سے آپ بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا: حضرت قبلہ پیر صاحب خواجگان چورہ شریف کی روحانی اور نورانی امانتوں کے امین اور قسیم ہیں۔

جنرل ریٹائرڈ جناب حافظ محمد حسین انصاری:

سالانہ شب بیداری کی تقریب سعید میں 1965ء کی جنگ کے ہیرو اور پاکستان کیلئے درد رکھنے والے حافظ قرآن، قطب العالمین بابا جی کی محبتوں سے سرشار پاک فوج کے پاکیزہ کردار عظیم جرنیل، جناب حافظ محمد حسین انصاری نے خطاب فرماتے ہوئے

آبدیدہ ہو کر فرمایا میں کوئی خطیب و مقرر نہیں۔ ایک فوجی آدمی ہوں مگر جس گھر میں پیدا ہوا جب عقل شعور کا دور آیا تو گھر میں حضور باباجی چورہ شریف کا نام نامی اسم گرامی سنتا اور پڑھتا رہا اور کانوں سے دل میں اُترتا رہا اور آپ کی زیارت کا شوق بڑھتا رہا۔ پھر آپ کی زیارت کا شرف اس وقت حاصل ہوا جب میں دسویں کلاس میں پڑھتا تھا۔ سیالکوٹ جانے کیلئے والد صاحب اور کوٹلی لوہاراں کے کافی لوگ تیار ہوئے۔ میں نے ضد کی اور والد صاحب نے ساتھ چلنے کی اجازت دی۔ ہم ان کی زیارت کیلئے محلہ رنگپورہ حاضر ہوئے وہاں حضور باباجی سرکار کے پوتے قبلہ عالم حضور پیر حیدر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف کالی چادر والی سرکار تشریف فرما تھے اور عشاق کا ایک ہجوم تھا۔ علی پور اور آلومہار شریف کے پیرانِ عظام سمیت ایک کثیر تعداد زیارت سے مشرف ہونے کیلئے مسجد میں تشریف فرما تھے۔

جب زیارت کیلئے آپ کے خادم خصوصی حضرت حکیم خادم علی صاحب زبدۃ الحکماء خادم مجددی جو آپ کے ہی سلسلہ عالیہ سے منسلک تھے' نے اجازت دی۔ حاضر خدمت ہو کر دیکھا آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اتنی حسین شخصیت کبھی نہ دیکھی تھی۔ آپ کے سامنے تمام مشائخ عظام علماء کرام سراپا ادب تشریف فرما تھے۔ آپ نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جمیع احباب سے اپنے سلسلہ عالیہ حضرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات پر گفتگو شروع فرمائی۔ گفتگو اتنی سلیس اور آسان تھی ہر پڑھا لکھا اور اَن پڑھ یکساں مستفید ہو رہا تھا۔ آپ نے حقوق العباد پر بہت عمدہ گفتگو فرمائی۔ سننے والے احباب کے دل کی دنیا بدلتی جا رہی تھی۔

آپ نے فرمایا: انسان کی پہچان یہی ہے کہ وہ انسان کے حقوق پہچان لے۔ میرے آقا ﷺ نے حقوق غصب کرنے والے کو جہنمی قرار دیا۔ آج اس آستانہ عالیہ کے جس عظیم اجتماع میں ہم سب پیر بھائی اکٹھے ہوئے۔ یہاں پر ہمیں اپنی ذات کا محاسبہ کرنا ہے اور بری عادتیں چھوڑ کر سچے دل سے توبہ کرنا ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ سفر یقیناً ہماری بخشش کا سامان ہوگا

مولانا محمد بخش مسلم بی۔اے علیہ الرحمۃ:

حضرت علامہ مولانا محمد بخش مسلم بی اے علیہ الرحمۃ نے فرمایا چورہ شریف ولیوں کی آماجگاہ

ہے۔ جہاں پر عشق و محبت سے سوتے پھوٹے اور علم و معرفت کے چشمے اُبلے، طریقت نقشبندیہ کا فیضان پوری دنیا میں جس طرح اس مبارک آستانہ سے عام ہوا ہے وہ لائق تحسین بھی ہے اور قابل تقلید بھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اولیائے کرام کا ہمیشہ عقیدت مند رکھے۔ آمین

چوہدری سردار احمد صاحب:

چوہدری سردار احمد صاحب سابق آئی جی پنجاب نے ایک تقریب میں دوران گفتگو کہا: حاضرین محفل! آپ مبارک باد کے مستحق اور آپ کیلئے بے شمار تبریک و تہنیت ہے جو اس پاک محفل میلاد النبی ﷺ میں شریک ہیں۔ اتنا عظیم اجتماع اور آپ کی عقیدت اور حضور پُر نور ﷺ سے محبت لائق تحسین ہے۔ آستانہ عالیہ چورہ شریف نے بقول پیر سید محمد کبیر علی شاہ صاحب عرصہ دوسو سال سے خوف خدا ذوالجلال والاکرام اور عشق مصطفیٰ ﷺ اور انسانیت کو راہِ حق دکھانے کا جو فریضہ سرانجام دیا ہے۔ یہ خالق کائنات کا خاص کرم ہے۔ آج اس مادی دور میں اپنے آرام اور گھر بار کو چھوڑ کر اللہ کریم کے قرب کے حصول کیلئے دور دور سے سفر کر کے آپ یہاں تشریف فرما ہیں۔ کون مسلمان ہے جو نبی کریم ﷺ کی غلامی اتباع و اطاعت کا انکار کر سکتا ہے اور اگر کرے تو راہ حق کو کہاں سے حاصل کرے گا۔

اور جو لوگ اس راہ سے ہٹ گئے انہیں نہ دل کا قرار نہ جسم کو سکون اضطراب بے قراری ان کا مقدر بن چکی ہیں اور اس مرض کا واحد علاج رسول رحمت ﷺ کی محبت اتباع و اطاعت اور بزرگان دین کی نسبت، ان کی صحبت، ان کی سچی سنگت ہے۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لیتا، صرف ایک پیغام گوش گزار کر دوں۔ جہاں آج دیگر ضروریات و اغراض کیلئے وقت نکالتے ہیں وہاں ان بزرگان دین کی خدمت میں حاضر ہو کر تربیت لیا کریں۔ یہی پاکیزہ تربیت آخرت کا توشہ ثابت ہوگی۔ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا گو ہوں کہ اللہ کریم آستانہ عالیہ چورہ شریف کی خانقاہ عالیہ سے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اور باباجی سرکار کا فیض عام جاری رہے اور پیر صاحب اور ان کی اولاد کو دین مصطفیٰ کی خدمت کرنے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

اولاد پاک:

حضور قبلہ عالم کے تین صاحبزادے ہیں۔ بڑے صاحبزادے سید احمد ثقلین حیدر گیلانی آپ کو قبلہ حضرت صاحب نے بڑے ناز و نعم سے پالا آپ کی خواہش تھی کہ وہ کالج کے ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کریں مگر ان کی عدم توجہی اور دینی تعلیم سے لاپرواہی کی وجہ سے رنجیدہ خاطر ہیں کیونکہ اُن کو کوئی دینی لگن حاصل نہ ہے۔ نہ ہی کبھی آپ کے ساتھ سفر طریقت میں شامل رہے نہ کوئی کبھی تصوف کے متعلق رہنمائی حاصل کی۔ بس ایک دفعہ قرآن پاک ختم کیا ہے، اس کے بعد اپنے اسلاف کی پاکیزہ راہ سے غافل رہنے کی وجہ سے حضرت قبلہ عالم نے اپنے سب سے چھوٹے بیٹے قمر المشائخ سید احمد مصطفین حیدر کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور احبابِ طریقت کو فرمادیا کہ جس بیٹے نے دین کا پہلا قاعدہ نہیں پڑھا اور علم شریعت سے بے بہرہ ہے کو میں اپنی زندگی بھر کی محنت اور اپنے آباء کے جادہ کا وارث نہیں بنا سکتا۔

دوسرے صاحبزادے سید احمد سبطین حیدر جو اخلاق و محبت کا پیکر ہیں۔ حضور قبلہ عالم کی دیکھ بھال اور آپ کے دوران سفر کے نگران اور خدمت گزار بھی ہیں۔ آپ نے ان کو اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ لنگر شریف کی ذمہ داری اور مہمانوں کی دیکھ بھال کی ڈیوٹی سونپی، اپنے بڑے اور چھوٹے بھائی سے کہیں زیادہ اپنے والد گرامی کی خدمت کی ہے جس کے تمام پیر بھائی گواہ ہیں۔

تیسرے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے قمر المشائخ حافظ قاری علامہ سید احمد مصطفین حیدر جو آپ کے جانشین اور سلطان الفقراء حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ کی مسند کے وارث ہیں، انتہائی اعلیٰ اخلاق، بلند کردار، خوبصورت گفتار اور وجیہ صورت کے حامل ہیں۔ حضور قبلہ عالم کی توجہ اور تربیت کا کامل و اکمل نمونہ ہیں۔ اور صحیح معنوں میں ہی جانشین کہلانے کے حقدار ہیں۔ آپ کی دستار بندی حضور قبلہ عالم نے اپنی حیات طیبہ میں ہی تاجدار سرہند حضرت پیر ڈاکٹر سید ہاشم جان سرہندی دامت برکاتہم العالیہ کے دست مبارک سے کروادی ہے تاکہ سب پر آپ کے جانشین ہونے کی حیثیت واضح ہو جائے۔

جانشین کون؟

حضور قبلہ عالم سے کافی احباب وابستگان طریقت نے سوال کیا کہ آپ کا جانشین کون ہوگا؟ ان کی اطلاع کیلئے گذارش ہے کہ قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی نے عرصہ چھ سال قبل اپنے سب سے چھوٹے بیٹے سید احمد مصطفین حیدر شاہ گیلانی کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے پہلے پہلے قطب العالمین حضرت زلفاں والی سرکار علیہ الرحمۃ کے حجرہ مبارک آستانہ عالیہ مجددیہ حیدریہ وسن پورہ لاہور میں دس دن کا اعتکاف کیا اور منزل سلوک طے کرنے کی ابتداء کی اس کے بعد جامعہ نظامیہ میں داخلہ لیا اور درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ دوسرے سال پھر دس دن کا اعتکاف کیا۔ اور اب تک چھ سالوں میں 41 روزہ کئی اعتکاف فرما چکے ہیں۔ آپ نے گذشتہ سال بھی قبلہ حضرت صاحب کے ساتھ بیت اللہ شریف اور مدینۃ المنورہ کا سفر اختیار کیا۔ وہاں مسجد نبوی شریف میں قرآن کریم سنانے اور اصلاح لینے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو حضور قبلہ عالم تاجدار سرہند امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے خانوادۂ محترم کے عظیم روحانی پیشوا حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد ہاشم جان سرہندی حال مقیم مدینۃ المنورہ نے اپنی خلافت سے جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع خیابان چورہ شریف میں دستار فضیلت سے نوازا اور ارادت مندوں کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل کرنے کی یعنی بیعت کرنے کی اور سلسلہ کی ترویج و ترقی کیلئے کام کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

اس سلسلہ میں قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ایک تحریر پیش کی جاتی ہے تا کہ سند رہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''میں بقائمی ہوش و حواس دین کی تعلیم سے بہرہ ور حافظ قرآن جو عرصہ 6 سال سے خیابان چورہ شریف میں نمازِ جمعہ پڑھانے کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور باہر کے علاقہ جات میں بھی طریقت کے سفر کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق میں نے ہر موقع پر سالانہ شب بیداری جمعۃ المبارک کے اجتماعات اور لیلۃ القدر کے مواقع پر یہاں آستانہ عالیہ اور باہر بھی سالانہ تقریبات کے موقع پر واضح کر دیا ہے کہ طریقت کے

معاملات اور تبلیغ دین کیلئے میں نے اپنے چھوٹے بیٹے حافظ سید احمد مصطفین حیدر المعروف حافظ احمد جان کو اپنا جانشین مقرر کر دیا ہے۔ دوستوں کو صرف اور صرف ان کے ہاتھ پر ہی بیعت کرنے کی اجازت ہے اور ایک یہی بیٹا میری روحانی جاگیر کا وارث ہے۔ جو دستار فضیلت میرے قبلہ عالم مرشد کامل آقائے نعمت سید پیر حیدر شاہ علیہ الرحمۃ دادا جان اور والد صاحب نے عطا کی تھی وہ میں نے حافظ احمد جان کو دے دی ہے۔ یہ حروف اس لئے شامل کئے ہیں تاکہ کوئی کسی پیر بھائی کو غلط فہمی نہ رہ جائے کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

تمام تر خانقاہ عالیہ مقدسہ چورہ شریف وخیابان چورہ شریف کی ذمہ داریوں کو نبھانا حافظ احمد جان کی ذمہ داری ہوگی جن خلفاء عظام کو فقیر کی طرف سے اجازت وخلافت ملی ہے اور اپنے اپنے آستانوں پر طریقت وتربیت کے روحانی عظام نظام کی ترقی ووسعت کیلئے کام کر رہے ہیں ان کی وابستگی خیابان چورہ شریف صاحبزادہ حافظ سید احمد مصطفین حیدر شاہ مجددی گیلانی کے ساتھ ہوگی۔ اور اپنی تقریبات میں میرے قائم مقام حافظ احمد جان کو شریک محفل کریں گے۔ یہی خلفاء عظام کی فقیر کے ساتھ روحانی وابستگی کا ایک ذریعہ ہے۔ میری زندگی میں میرے خلفاء عظام جس عقیدت سے میری موجودگی میں خیابان چورہ شریف حاضری دیتے رہے ہیں۔ اسی طرح بعد میں بھی حاضری دیتے رہیں گے اور حافظ احمد جان کے ساتھ اسی طرح عقیدت ومحبت برقرار رکھیں گے۔ روحانی وجسمانی برکتوں کے حصول کیلئے یہی رابطہ کام آئے گا۔ (ان شاء اللہ العزیز)۔

ملفوظاتِ عالیہ:

حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم کے ملفوظات عالیہ:

- اصفیاء کا چاہنے والا وہ ہے جو ماں باپ کا غلام ہے کیونکہ ماں باپ کا بے ادب راہ طریقت کا ڈاکو تو ہو سکتا ہے شیخ کامل نہیں۔
- اپنے والدین کی غلامی کر اور اسکے حصول کے بغیر مسند کو ایسے سمجھ جیسے پھول تو ہے خوشبو نہیں، جسم تو ہے جان نہیں اور زبانی قول تو ہے لیکن ایمان نہیں۔
- عقیدت سے آنے والے لوگوں کو اپنی عقل کی میراث نہ سمجھ بلکہ اسے تاجدار مدینہ

ﷺ کا احسان سمجھ۔

- کبھی تاریک قبر کا تصور بھی کر انشاء اللہ العزیز نفس امارہ کی اصلاح ہو جائے گی۔
- اپنے اقرباء کو خوف ورجاء سے ہراساں نہ کر تجھے بھی کوئی دیکھنے والا موجود ہے، اس کی گرفت سے ڈر۔
- معاشرے میں غنڈہ و درندہ مشہور ہونے کے بجائے سلیم الطبع اور منکسر المزاج معروف ہونے کی کوشش کر۔
- ہر چیز پر ہوس کے راستے قابو پانے کی کوشش نہ کر تیری تو زندگی بھی اپنی نہیں۔
- اولیاء اللہ کی تربت پر انوار کے جو ذرے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی بصیرت بخش دیتا ہے۔ وہ ابتداء اور انتہاء کے احوال سے باخبر ہو جاتے ہیں۔
- آپ کی قرب الٰہی کے حصول کی تمام کوششیں رائیگاں چلی جائیں گی اگر آپ نے سگریٹ نوشی ترک نہ کی۔
- آپ اپنی زبان کو دل کا رفیق بنا لیں تمام مرادیں بر آئیں گی۔
- وحشت و بربریت کے بجائے عجز و انکساری اپنائیں۔
- اپنی خلوت کو جتنا پاکیزہ رکھیں گے، رب کریم کی خوشنودی حاصل ہوگی، بندوں سے نہ ڈر اپنے خالق سے ڈر۔
- مقبولان بارگاہ کے حضور حاضر ہوتے وقت باوضو رہ اور ذکر و درود شریف میں زبان کو مصروف رکھ۔
- اپنے مشائخ کے سامنے بیٹھنے سے ذرا ایک طرف ہو کے بیٹھ تاکہ نظریں چار نہ ہوں اس میں مزید برکتیں میسر آئیں گی۔
- رات کو سوتے وقت خیال کر کے سو کہ شاید اٹھنا ہے یا نہیں لہٰذا باوضو بستر پر لیٹ کر زبان کو ذکر رسول ﷺ میں مصروف رکھو۔
- اپنے بچوں کی تربیت میں کوتاہی نہ کر ان کو عشق رسول ﷺ کی دولت سے مالا مال کر دے، آگے ان کے مقدر۔

- اپنے حلقہء احباب میں اس طرح رہ کہ تیرے جانے کے بعد بھی اچھے لفظوں سے یاد کریں
- لین دین میں پابندی وعدہ اور دیانت کو ہر طرح ملحوظ رکھ۔
- اپنے آپ کو اس کی رضا کا تابع کرلے زمانہ ترے تابع ہوگا۔
- خوف خدا جل جلالہ اور عشق مصطفےٰ ﷺ حاصل حیات بنالے۔

دعائے کبیر اور اولادِ نرینہ:

اللہ رب العزت نے محبوب کریم ﷺ کے طفیل سلطان الفقراء حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ تاجدار چورہ شریف کے آستانہ پاک کو یہ شرف بخشا ہے کہ دہلیز باواجی علیہ الرحمۃ سے کوئی سائل خالی نہیں جاتا، بلاتمثیل وامثال حضور قبلہ عالم، مخدوم المشائخ حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ دامت برکاتہم پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کے طفیل یہ کرم فرمایا کہ اولادِ نرینہ کے معاملہ میں آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ شب بیدرای میلاد النبی ﷺ پر بالخصوص اور پورا سال بالعموم اولاد نرینہ سے محروم افراد آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے رہتے ہیں اور آپ سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ آپ نے کبھی بھی دعا کے معاملہ میں بخل سے کام نہیں لیا سبھی کیلئے دل سے دعا فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعا کے طفیل ہزاروں لوگ اولادِ نرینہ سے فیضیاب ہو چکے ہیں۔ جن میں سے اکثر افراد کے ہاں شادی کے دس، دس، پندرہ، پندرہ سال بعد اولاد ہوئی جنکی فہرست بنانا بہت مشکل کام ہے۔ چند ایک صاحبان کا تعارف پیش کیا جاتا۔

- شیخ محمد صدیق صاحب سابق S.P لاہور جو پیر خانہ سے نہایت والہانہ انداز میں محبت فرماتے ہیں۔ ان کی صاحبزادی کے ہاں اولاد نہ تھی ان کے داماد جناب سعادت صاحب اسم بامسمّیٰ ہیں، اللہ نے آپ کی دعا سے انکو اولاد عطا فرمائی۔
- الحاج میاں پیر محمد شریف صاحب مجددی خلیفہ مجاز دربار عالیہ چورہ شریف کے بیٹے اولاد نرینہ سے محروم تھے اللہ نے انہیں بھی اولاد عطا فرمائی۔
- سیالکوٹ سے صوفی بشیر احمد صاحب کو اللہ نے بیٹا عطا فرمایا۔
- جناب شیخ مقبول احمد صاحب ملتان شریف سے دربار عالیہ کے انتہائی خدمت گذار

اور حضور قبلہ عالم کے انتہائی منظور نظر افراد میں سے ہیں اولاد نرینہ کی نعمت سے محروم تھے۔ اللہ نے انہیں بیٹا عطا فرمایا جسکا نام شعیب رسول ہے اور وہ بفضل کریم حافظ قرآن ہے۔

- لندن بلٹن کے حاجی محمد بشیر جو کہ محمد خلیل کے حقیقی بھائی ہیں وہ بھی اس نعمت سے محروم تھے۔ آپ نے ان کے لئے پہلے ہی بیٹوں کے نام تجویز فرما دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی اولاد عطا فرمائی۔ اور وہ بچے لندن اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اپنے پیر خانہ کے ادب واحترام کو برقرارر کھے ہوئے ہیں۔
- ہر سال ۱۲ ربیع الاول کی شب آپ کی خصوصی دعا کے طفیل اللہ تعالیٰ ہزاروں لوگوں کو بیٹے عطا فرماتا ہے۔ پچھلے سال سے اس ربیع الاول تک الحمد للہ خالق کریم نے بتصدق محبوب کریم ﷺ آپ کی دعا سے 600 کے لگ بھگ لوگوں کو بیٹے عطا فرمائے۔ جس میں ایک گھرانے کو 28 سال بعد اولاد نرینہ عطا فرمائی۔ سارا سال آپ کے آستانہ عالیہ پر اولاد نرینہ سے محروم لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے حضور قبلہ عالم ہر فرد کے حسب حال علاج تجویز فرماتے ہیں اور دعا فرماتے ہیں۔ ایسے لاتعداد حضرات کے والدین بقیدِ حیات ہے جن کو آپ نے سال سال پہلے اولادِ نرینہ کی بشارت عطا فرمائی اور بچوں کے نام بھی تجویز فرمادیئے اور وہ بچے کالجوں، یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں اور اچھی باوقار ملازمتوں پر فائز ہیں۔

خلفائے عظام:

آپ کے خلفاء کرام کے اسماء درج ذیل ہیں:

- صاحبزادہ پیر سید اعجاز حسین شاہ مجددی چوراہی، دربار عالیہ کرتو شریف ضلع شیخوپورہ
- صاحبزادہ علامہ غلام بشیر مجددی چوراہی، زیب سجادہ دربار عالیہ باؤلی شریف گجرات۔
- صاحبزادہ عبدالغفور مجددی چوراہی، بن بابا جی علیہ الرحمۃ سنگ جانی نزد ٹیکسلا راولپنڈی۔

- خلیفہ محمد ارشد شاہ ہاشمی مجددی چوراہی، آستانہ مجددیہ کوٹلی گل محمد ناروال روڈ لاہور
- خلیفہ شاہد حسین شاہ ہاشمی مجددی چوراہی، نزد راوی ریان مرید کے
- خلیفہ سید محمد سخی حسین شاہ مجددی چوراہی، بھاڈے والہ تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ
- خلیفہ سید قمر حسین شاہ مجددی چوراہی، چاپئی شریف کوٹلی آزاد کشمیر
- خلیفہ سید اختر علی شاہ مجددی چوراہی (مرحوم)، لودھراں
- خلیفہ سید صفدر حسین شاہ مجددی چوراہی (مرحوم)، ستیانہ روڈ ضلع فیصل آباد
- خلیفہ صوفی محمد شاہد فیضی مجددی چوراہی، آستانہ عالیہ دادوالی شریف وزیر آباد

(آپ حضرت میاں بڈھا علیہ الرحمۃ کے پوتے اور دنیائے علم وخطابت کے میدان کے شہسوار صاحبزادہ محمد فیض علی فیضی علیہ الرحمۃ خطیب مرکزی جامع مسجد راولپنڈی کے صاحبزادے ہیں۔ امریکہ سے تعلیم مکمل کی عین جوانی میں آستانہ عالیہ دادوالی شریف کا نظام سنبھالا یہ سب قبلہ حضرت صاحب کی توجہ کا نتیجہ ہے)

- خلیفہ الحاج محمد شریف مجددی چوراہی، آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شاد باغ لاہور
- خلیفہ صوفی محمد عبدالسلام مجددی چوراہی، ڈیرہ فقیراں اچھرہ لاہور
- خلیفہ میجر رانا محمد اسماعیل مجددی چوراہی (مرحوم)، ٹاؤن شپ لاہور
- خلیفہ صوفی محمد بشیر مجددی چوراہی، جیا موسیٰ شاہدرہ لاہور
- خلیفہ صوفی محمد مشتاق حسین مجددی چوراہی، سبزی منڈی راوی روڈ لاہور
- خلیفہ رانا محمد امجد مجددی چوراہی، ٹاؤن شپ لاہور
- خلیفہ صوفی محمد بشیر مجددی چوراہی، رائے ونڈ لاہور
- خلیفہ صوفی محمد بشیر مجددی چوراہی، نقشہ شاپ وحدت روڈ لاہور
- خلیفہ صوفی محمد منظور احمد مجددی چوراہی، بلال گنج لاہور
- خلیفہ صوفی لیاقت علی مجددی چوراہی، بلال گنج لاہور
- خلیفہ حاجی حافظ محمد الیاس کمبوہ مجددی چوراہی، اچھرہ لاہور
- خلیفہ صوفی محمد جامی مجددی چوراہی (مرحوم)، بالمقابل ہاؤسنگ کالونی شیخوپورہ

- خلیفہ قاری محمد اکرم مجددی چوراہی ،نزد مایدہ پٹرولیم مانانوالہ ضلع شیخوپورہ
- خلیفہ حاجی صوفی محمد بشیر مجددی چوراہی ، پنواں شیخوپورہ
- خلیفہ ماسٹر محمد امان اللہ مجددی چوراہی ،کٹیانوالی سانگلہ ہل
- خلیفہ ماسٹر محمد صدیق مجددی چوراہی ،معراج پورہ سانگلہ ہل
- خلیفہ صوفی ظفر اقبال مجددی چوراہی ،نشاط آباد فیصل آباد
- خلیفہ صوفی ماسٹر محمد بشیر مجددی چوراہی ، دیالپور ضلع فیصل آباد
- خلیفہ صوفی سائیں محمد اکرم مجددی چوراہی ،ننگلی دوآبہ نزد نارووال
- خلیفہ مولانا عبدالمجید مجددی چوراہی (مرحوم) ، مالوکے نارووال
- خلیفہ صوفی محمد طاہر مجددی چوراہی ،کوٹلی باوانزد — نارووال
- خلیفہ صوفی رانا محمد خالد صغیر مجددی چوراہی (ایم اے) ،شکر گڑھ سٹی
- خلیفہ صوفی ساجد حسین کبیری چوراہی (ایم۔اے) حافظ آباد سٹی
- خلیفہ صوفی الحاج سیف الرحمٰن چیمہ مجددی چوراہی (ایم اے) جنڈیالہ چیمہ گوجرانوالہ
- خلیفہ صوفی محمد منیر مجددی چوراہی ،نت کلاں نزد گکھڑ اسٹیشن گوجرانوالہ
- خلیفہ صوفی مبارک علی مجددی چوراہی ، گوجرانوالہ سٹی
- خلیفہ صوفی سائیں سیف اللہ مجددی چوراہی ،اوجلہ موڑ تحصیل وزیرآباد گوجرانوالہ
- خلیفہ صوفی محمد یوسف مجددی چوراہی ، انجان چک ضلع گوجرانوالہ
- خلیفہ حافظ محمد عظیم مجددی چوراہی ، مہتمم جامعۃ الکبیر کلاسکے گوجرانوالہ
- خلیفہ صوفی محمد اشرف مجددی چوراہی ، بھٹے والے سیالکوٹ
- خلیفہ صوفی خواجہ محمد نصیر مجددی چوراہی (مرحوم) ، سیالکوٹ سٹی
- خلیفہ صاحبزادہ محمد عاطف نصیر مجددی چوراہی ، سیالکوٹ سٹی
- خلیفہ صوفی محمد اسحاق مجددی چوراہی ، دوہتھل نزد داگوکی سیالکوٹ
- خلیفہ صوفی عبدالحق مجددی چوراہی (مرحوم) ، بڈیانہ تحصیل پسرور سیالکوٹ
- خلیفہ صوفی ظفر اقبال مجددی چوراہی ، میترانوالی تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ

خلیفہ فقیر رضا مجددی خطیب جامع مسجد غلامانِ مصطفےٰ شاد باغ لاہور

- خلیفہ صوفی حکیم نذیر احمد خیراتی مجددی چوراہی، بھاڈے والا ڈسکہ سیالکوٹ
- خلیفہ صوفی تاج دین مجددی چوراہی (مرحوم)، گجرات سٹی
- خلیفہ الحاج لالہ محمد رفیق مجددی چوراہی المعروف لالہ جی، جوڑا کرنانہ تحصیل کھاریاں
- خلیفہ صوفی محمد لطیف مجددی چوراہی، جوڑا کھاریاں گجرات
- خلیفہ صوفی احمد یار مجددی چوراہی، کاشانہ فقیر کبیر چک 36 منڈی بہاؤالدین
- خلیفہ مولانا محمد میاں مرزا مجددی چوراہی، میٹھن شریف ضلع اٹک
- خلیفہ صوفی محمد ساجد مجددی چوراہی، سرگودھا شہر
- خلیفہ صوفی محمد اشفاق مجددی چوراہی، کالونی نمبر 2 خانیوال شہر
- خلیفہ صوفی مشتاق احمد مجددی چوراہی، سورج کند روڈ ملتان شریف
- خلیفہ صوفی محمد الاالٰنٰ ونیس مجددی چوراہی، چاہ لال موضع خیر پور شجاع آباد
- خلیفہ صوفی محمد خالد منیر مجددی چوراہی، ڈرگ روڈ کراچی
- خلیفہ صوفی محمد ہارون مجددی چوراہی، منڈی یزمان بہاول پور
- خلیفہ بیرسٹر صوفی محمود احمد مجددی چوراہی، نیویارک (امریکہ)
- خلیفہ جناب محمد اسلم بیگ صاحب مجددی کبیری، نیویارک (امریکہ)
- خلیفہ صوفی محمد منیر احمد مدنی مجددی چوراہی، مدینہ المنورہ (سعودی عرب)
- خلیفہ صوفی راجہ قدرت اللہ مجددی چوراہی (مرحوم)، شیفلڈ (انگلینڈ)
- خلیفہ بابا جی عمر حبیب خان مجددی چوراہی، درہ آدم خیل صوبہ سرحد
- خلیفہ صاحبزادہ محمد روف احمد خلجی مجددی چوراہی، کیقباد روڈ کوئٹہ
- خلیفہ حافظ منور حسین مجددی کبیری، دبئی
- خلیفہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ مجددی چوراہی (مالوکے)، ریاض سعودی عرب

خلیفہ پیر سید فدا حسین مجددی بھائی پھیرو

خلیفہ صوفی محمد ظفر ـــــ چک سراج

- خلیفہ صوفی ماسٹر محمد صدیق مجددی چوراہی، راجہ جنگ ضلع قصور
- خلیفہ سید محمد رؤف شاہ مجددی کبیری، فیض پور ضلع شیخوپورہ
- خلیفہ ← محمد بابر مجددی، جھنگ

حجرہ درود شریف:

آقائے کریم ﷺ کی محبت آپ کو ورثہ میں ملی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسوۂ رسول اور محبت رسول ﷺ آپ کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ سرزمین پاکستان میں بارہ ربیع الاوّل شریف کی شب جو اہتمام محبت آقائے کائنات ﷺ کے حضور خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے آپ کے زیر ہدایت تشکیل کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی ہے۔ اربوں کی تعداد میں درود شریف کا ورد کیا جانا یہ آپ ہی کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ آپ کے متعلقین، متوسلین اور جملہ مریدین آپ کے حکم پر دن رات درود شریف کے ورد میں مشغول رہتے ہیں۔ اس سلسلہ کو ایک مستقل صورت دینے کیلئے آپ نے حجرہ درود شریف کی تعمیر کا آغاز فرمایا ہے، جس کی تعمیر حسین کا انداز کچھ یوں ہے کہ ہر اینٹ پر ایک مرتبہ سورہ ملک شریف اور گیارہ مرتبہ درود شریف تلاوت کیا گیا، اینٹوں کو باہم جوڑنے میں جو میٹریل استعمال کیا گیا، اس میں زم زم شریف اور عرق گلاب پانی کی جگہ استعمال کیا گیا ہے، فرش زمین کیلئے تیراہ شریف اور چورہ شریف کی متبرک مٹی استعمال میں لائی گئی ہے، داخلی دروازہ کے سلسلہ میں جو حسین اہتمام کیا گیا ہے وہ یوں ہے کہ آج بھی طائف میں حضرت حلیمہ سعدیہ کے گھر جو دروازہ لگا ہوا ہے۔ اس کے مطابق لکڑی کا ویسا ہی دروازہ آپ نے کئی اضلاع کی تلاش کے بعد نصب کروایا ہے۔ حجرہ درود شریف کی چھت کی تعمیر میں لکڑی کے شہتیر اور بالے اُسی انداز میں استعمال کیے گئے ہیں، جس طرح مٹھین شریف میں قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ گیلانی المعروف چادر والی سرکار کے حجرہ مبارک کی چھت ہے۔ تاکہ اس حجرہ شریف کی تعمیر کو دیکھ کر مقبولانِ بارگاہ کی یاد تازہ ہو سکے۔ تعمیر کا مقصد حسین یہی ہے کہ ہر وقت درود شریف کا ایسا حسین سلسلہ خیابانِ چورہ شریف "ہنجر وال" میں جاری رہے۔ جو کبھی بھی منقطع ہونے نہ پائے۔

چادر اوڑھ تحریک:

برصغیر پاک و ہند میں بڑی بڑی عظیم شخصیات نے احیائے اسلام کے لئے شب و روز محنت کی۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ سے لے کر آج تک جتنے بھی صوفیاء عظام اور خانقاہیں ترقی اسلام کے لئے سرگرم رہیں یا ہیں ان میں ایک کردار جو سرزمین ہندوستان پر ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا وہ امام ربانی، قیوم زمانی، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ آپ نے جس جرأت و استقامت سے غیر اسلامی یلغار کو روک کر دین اکبری کو ملیامیٹ کیا، فرزندان اسلام کیلئے قیامت تک آپ کی یہ جرات و استقامت مشعل راہ ہے۔

عصر حاضر میں نام نہاد روشن خیالی، عریانی و فحاشی، غیر اسلامی رسم و رواج اور یہود و ہنود کے نظریات کو ثقافت کی آڑ میں مسلمانان پاکستان پر مسلط کرنے کی سازش کی بیخ کنی کے لئے خانوادۂ سلطان الفقراء حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ کے عظیم فرزند، کبیر الاولیاء، آفتاب نقشبندیت، پیر طریقت، رہبر شریعت، یوسف المشائخ حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی مجددی حیدری سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف میدان عمل میں تشریف فرما ہو چکے ہیں اور آپ نے اس سلسلہ میں تمام پاکستان کی خانقاہوں کے لئے مثال بنتے ہوئے ملک گیر سطح پر چادر اوڑھ تحریک کا آغاز کر دیا ہے، جس کا بنیادی مقصد مسلمان عورت کو ننگا کرنے کی یہودی سازش کو ناکام بنانے کے ساتھ ساتھ ہندو ثقافت کی یلغار کو روکنا بھی ہے، غیر اسلامی کفریہ رسومات سے اہل اسلام کو بچا کر محمد عربی ﷺ کا سچا غلام بنانا ہے، آج کے اس دور میں جب عوام سے لیکر حکمرانوں تک سبھی لوگ بے خیالی میں ترقی کے نام پر عریانی و فحاشی کے سیلاب میں بہے چلے جا رہے ہیں۔ جہاں تنگ لباس کو تہذیب، بے راہ روی کو ماڈرن ازم اور مادر پدر آزادی کو ثقافت و کلچر سمجھ کر اپنی غیرت کا جنازہ نکالا جا رہا ہو، مسلمان بیٹی، بازاروں اور سڑکوں پر اس حال میں موجود ہو کہ اس کے بدن پر لباس برائے نام رہ جائے، چادر کی عظمت اور پردہ کی اصطلاح کو قدامت پسندی اور جہالت کا نام دیکر اس سے دور بھاگا جائے۔ اس سے زیادہ اور معاشرتی تنزلی کیا ہو سکتی ہے کہ جب نوجوان نسل شرم و حیا سے عاری ہو جائے، کسی کی نظر میں ماں، بہن، بیٹی کا تقدس برقرار نہ رہے،

شادی بیاہ پر مرد وزن کی تمیز ختم ہو جائے، اپنے اور بیگانے کے فرق کے خاتمے کے ساتھ معاشرتی و اخلاقی اقدار کو سوسائٹی کے نام پر سولی چڑھا دیا جائے۔

آج کے معاشرے کی شادی بیاہ کی تقریبات اسلامی رنگ کے بجائے ہندووانہ ثقافت کی تصویر بن چکی ہیں، جہاں مہندی جیسی غیر اسلامی رسم ایک ضروری امر خیال کی جاتی ہے۔ بینڈ باجے، اور نیم عریاں لباس میں ملبوس مرد وزن اپنی نفس پرستی کو خیالات کی آزادی سمجھنے لگیں، ایسے دور میں جب کسی کی عزت محفوظ نہ رہے، حکومتی سطح سے لیکر نجی ماحول تک ہر طرف میڈیا کے ذریعے فحاشی پھیلائی جا رہی ہو، ان حالات میں عالم اسلام کی اس عظیم روحانی اور دینی شخصیت نے میدانِ عمل میں آ کر معاشرے کو بیدار کرنے کیلئے خیابان چورہ شریف (پیراوالا روڈ ——— ہنجر وال ملتان روڈ لاہور) پر 10 محرم الحرام 1426ھ بمطابق 20 فروری 2005 کو عظیم الشان تاریخی ''چادر زہرا ؓ کانفرنس'' کا انعقاد کیا اور عصر حاضر کی مقتدر شخصیات جن میں چیف جسٹس ریٹائرڈ، جسٹس محبوب احمد صاحب، جناب محترم چوہدری محمد اشرف صاحب، ریٹائرڈ چیف سیکرٹری آزاد کشمیر، مہر جیون خان ریٹائرڈ چیف سیکرٹری صوبہ بلوچستان، ذی مرتبت مشائخ اور مشاہیر علماء کرام کی موجودگی میں اس عریانی و فحاشی کی یلغار کو روکنے اور غیر اسلامی رسومات کے خاتمے کیلئے ''چادر اوڑھ تحریک'' کا اعلان کیا۔ آپ کے اس اعلان پر اسلام پسند حلقوں کی طرف سے زبردست طریقے سے اظہار مسرت کیا گیا، آپ نے اس دن سے لیکر آج تک تقریباً تین سال کے عرصہ میں 22 اضلاع میں چادر اوڑھ کانفرنسیں منعقد کیں جس میں 73 ہزار کے قریب چادریں مسلمان بچیوں میں تقسیم کی گئیں، یہ سلسلہ تاہنوز جاری و ساری ہے۔ آپ کی اس عظیم کاوش پر نوائے وقت کے اسلام دوست اور عاشق رسول (ﷺ) آبروئے صحافت نہ جھکنے نہ بکنے والے مردِ مجاہد مدیر اعلیٰ جناب مجید نظامی صاحب نے بھرپور اظہار محبت فرمایا اور چادر اوڑھ تحریک کے حوالے سے مورخہ 26 جون 2006ء کو رنگین ایڈیشن شائع کیا۔ جس کا آپ نے ادارہ کو حکم دیا اور اس ایڈیشن میں جناب شاہد رشید سیکرٹری نظریہ پاکستان ٹرسٹ اور رافیہ اکرام بٹی کا بہت بڑا حصہ ہے جن میں حضور قبلہ عالم کا خصوصی انٹرویو بھی

شامل ہے۔ حضور قبلہ عالم نے چادر اوڑھ تحریک کے پلیٹ فارم سے ملت اسلامیہ کو ان کی اعلی اسلامی اقدار سے روشناس کرایا آپ کا پیغام ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اس کائنات عالم میں تشریف لاتے ہی سب سے پہلے عورت کو عزت نفس اور تشخص عطا فرمایا۔ آپ نے اسے ذلت کی پستیوں سے نکال کر انسانیت کی معراج عطا فرمائی۔ یہاں تک کہ ماں کی صورت میں بیٹے کی جنت اسکے قدموں تلے ہے۔ بیٹی کی صورت میں وہ رحمت خداوندی کا مظہر، بہن کی صورت میں ہمدرد مہربان اور بیوی کی صورت میں اسکا محترم لباس قرار دیا۔ آپ ﷺ نے عورت کی عزت نفس کو اس قدر تحفظ دیا کہ اسکی جانب نظر تک اٹھانے کی اجازت نہ دی، اور اسے بنیادی انسانی حقوق فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ وارفع مقام دیا، ازدواج مطہرات رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے ساتھ ساتھ بنات طیبات بالخصوص حضرت سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کی سیرت آج ہی نہیں بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والی ہر مسلمان بیٹی کیلئے مشعل راہ ہے کہ جنہوں نے اپنے وقت وصال یہ حکم دیا تھا کہ میرے جنازے کو عشاء کی نماز کے بعد اٹھایا جائے اور میرے جسم اقدس پر کھجور کی ٹہنیاں ڈال دی جائیں تا کہ کسی کو میرے وجود کے خدوخال سے بھی آگاہی نہ ہو سکے۔

لیکن آج دشمنان اسلام نے چاہا کہ مسلمانوں کو ذلیل ورسوا کریں تو اس کیلئے آسان طریقہ یہ ڈھونڈا کہ مسلمان عورت سے اس کی حیا، آہ سحر گاہی، مصلیٰ اور حجاب لے لئے جائیں۔ بہادر، دلیر، جرأت مند، غیرت اسلامی سے سرشار قوم تیار ہونے والے مرکز یعنی ماں کو اسلام سے دور کر دیا جائے تا کہ دودھ اور گود میں پلنے والے حمیت اسلامی سے نا آشنا افراد پیدا ہوں۔ بزرگ فرماتے تھے کہ کھانے پینے والی چیزیں خریدو تو سامنے والی جانب سے نہ لو کہ اس پر حرص کی نگاہیں پڑتی ہیں اور جس پر حرص کی نگاہ پڑتی رہے اس میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیسی ہے وہ ماں جس پر سارا دن حرص کی نظریں پڑتی رہیں۔ آج دیکھنے میں آتا ہے کہ مسلمان بیٹی تنگ اور اونچی شلواریں، بغیر بازو قمیض اور سر کو ڈھکے بغیر دکھائی دیتی ہے تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ان کو یورپ کی تہذیب نے یوں اپنی طرف مائل کر لیا ہے اور بتایا ہے کہ ایسی نظر آؤ کہ لوگ توجہ سے دیکھتے رہیں۔ لہٰذا اے میری بیٹی! اے میری

بہن! خودکو یورپ کی تہذیب میں نہ ڈھال، وگرنہ قیامت کے دن تیرا حشر کفریہ نظریات کی مالکہ جیسا ہوگا اور اگر تو اپنی سیرت کو اسلام کے سانچے میں ڈھال کر شرم وحیا کی چادر سے سر ڈھانپ لے گی تو تیرا مقام قیامت کے دن حضرت سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کے قدموں میں ہوگا۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ کا اشاد ہے کہ جس سے محبت کروگے قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگے۔ یہ ذمہ داری والدین پر بھی لاگو ہوتی ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو بچپن سے ہی عظمت دین اور اسلامی اقدار سے روشناس کرائیں انہیں پاکیزہ مہذب سوسائٹی دیں اپنے بچوں کو حلال کھلائیں رزق طیب اندر جاکر پاکیزگی کا تصور پروان چڑھاتا ہے اور باپ شام کا کھانا کھاتے وقت ایک لمحہ غور کرلے کہ میری کمائی میں رشوت، جھوٹ، فریب کی کمائی تو نہیں اگر ہے تو اس وقت کا انتظار کرے کہ اولاد عیاری، مکاری اور بدمعاشی میں اس کی ساری حرام کمائی ضائع کردے اور وہ ان کی طرف دیکھ کر ترستا رہ جائے گا اور وہ اس کی طرف دیکھنا بھی پسند نہ کریں۔

بے ادب ماں باادب اولاد جن سکتی نہیں
مادر زر، مادر فولاد بن سکتی نہیں

اپنی رفیقہ حیات کو حلال کمائی سے لباس وخوراک دیں اور پاکیزہ سیرت اپنانے کی ترغیب دیں تاکہ اسکی گود تیری نیک نامی کی متاع بصورت اولاد عطا کرے۔ رات نماز عشاء خود بھی پڑھیں اور اپنی رفیقہ حیات کو تلقین کریں اور صبح اٹھ کر نماز پڑھنے کی جستجو لے کر سو جائیں۔ پھر دیکھیں گھر میں کتنی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں گی۔ جس گھر میں دینی اقدار کا صبح وشام مذاق اڑایا جائے لچر گانے اور اخلاق سوز فلمیں چلیں اس گھر میں برکتیں نہیں رہتیں، دیکھنے والی آنکھوں میں حیا نہیں رہتا۔ پھر تیرا واسطہ گستاخ اولاد سے ہوگا جو تیری زندگی کو اذیت ناک بنادے گی اگر اپنی زندگی اور ملک وملت کو پاکیزہ بنانا ہے تو معاشرے کو پاکیزہ سیرت، شرم وحیا کی پیکر اور ارشادِ مصطفوی کی تنویر او راز واج مطہرات رضی اللہ عنہن اور بناتِ مصطفیٰ ﷺ رضی اللہ عنہن کی عملی تصویر بنادیں، پھر فضل الٰہی سے تجھ پر رحمتوں کی برسات ہوگی اور معاشرہ سدھر جائے گا

الحمدللہ چادر اوڑھ تحریک کے سلسلے میں سب سے قابل ذکر بات یہ ہے کہ اب تک

جتنی چادریں تقسیم ہوئیں اور سر ڈھانپنے کے جو عہد لئے گئے ہیں ان میں میڈیکل، انجینئرنگ کالجز اور یونیورسٹی کی بچیوں کی ایک کثیر تعداد شامل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کو اس عریانی و فحاشی اور ثقافت کی آڑ میں یہود و ہنود کی سازش کا شکار ہونے سے بچا کر اپنے محبوب کریم ﷺ کے در کا غلام بنائے۔ آمین! اس تحریک میں بھی قبلہ یوسف المشائخ بانی چادر اوڑھ تحریک نے کہیں بھی چندہ کی اپیل نہیں کی آپ کو اپنے اسلاف کی طرح چندہ مانگنے سے انتہائی نفرت ہے۔

روحانی محافل پاک:

ہر انگریزی مہینہ کا پہلا جمعۃ المبارک کبیر الاولیاء، فضیلۃ الشیخ حضرت قبلہ پیر سید محمد کبیر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی صبح 9 بجے سے 1 بجے تک دور دراز سے آنے والے سنگیوں اور مریضوں سے ملاقات فرماتے ہیں۔ ایک بجے سے تین بجے تک نماز جمعہ کا وقفہ ہوتا ہے۔ بعد از نماز جمعہ ختم خواجگان شریف، درود شریف اور محفل ذکر حبیب ﷺ منعقد ہوتی ہے۔ مقتدر مشائخ عظام اپنی زیارت اور علماء کرام اپنے ارشادات سے نوازتے ہیں۔ بعدہٗ درود و سلام، بعد از نماز عصر تقسیم لنگر شریف۔

ہفتہ: ملاقات صبح 10 بجے تا 2 بجے دوپہر

اتوار: ملاقات صبح 10 بجے تا 4 بجے سہ پہر

- سالانہ ختم شریف مخدومہ مکرمہ و معظمہ اُم المریدین قبلہ اماں جی صاحبہ علیہا الرحمۃ دسمبر کا پہلا جمعۃ المبارک بعد از نمازِ عصر آستانہ عالیہ مجددیہ حیدریہ لاہور میں پڑھا جاتا ہے۔
- ہر انگریزی مہینے کا پہلا بدھ آستانہ مجددیہ حیدریہ جوڑا سیاں (تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ) میں محفل ذکر حبیب ﷺ باقاعدگی سے منعقد ہوتی ہے اور یہ محفل پاک نماز عصر سے نماز مغرب تک جاری رہتی ہے۔

یاد رہے کہ جوڑا میں قدوۃ السالکین، غریب پرور حضور قبلہ پیر سید محمد فضل شاہ علیہ الرحمۃ المعروف کالے کپڑوں والی سرکار علیہ الرحمۃ نے زندگی کا بیشتر حصہ قیام فرمایا اور جب آپ علیہ الرحمۃ آخری سفر سے واپس چورہ شریف لے جا رہے تھے تو آپ علیہ الرحمۃ نے

تمام احباب کی موجودگی میں فضیلۃ الشیخ پیر سید محمد کبیر علیشاہ صاحب مدظلہ کو ارشاد فرمایا:
''شاہ جی اس علاقہ کے ساتھیوں نے میری بڑی خدمت کی ہے ان کی مالی حالت نہ دیکھنا اور انہیں نہ چھوڑنا بلکہ آتے رہنا۔ آپ (سیدی قبلہ کبیر الاولیاء) نے اپنے والد گرامی کے ارشاد گرامی کی تعمیل فرماتے ہوئے اہالیان جوڑا سے بڑی شفقت فرمائی اور جوڑا میں ہر ماہ محفل ذکر کا اجرا فرمایا۔ لہٰذا جوڑا سیاں میں ہر ماہ محفل ذکر بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہوتی ہے اور علاقہ بھر کے تمام برادرانِ طریقت اور دیگر احباب شرکت فرما کر دارین کی برکتیں اور سعادتیں حاصل کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ جوڑا تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے۔ گکھڑ منڈی سے متیرانوالی جوڑا کیلئے ویگنیں چلتی ہیں۔ جوڑا بس سٹاپ سے کچھ فاصلہ پر جوڑا میں حضور قبلہ عالم تاجدار چورہ شریف مدظلہ العالی کا قیام ہوتا ہے۔ آپ ہر انگریزی ماہ کے پہلے بدھ جوڑا میں صبح تشریف لے جاتے ہیں، احباب سے ملاقات فرماتے ہیں، احباب کی حاجات پاکیزہ کیلئے دعا فرماتے ہیں۔ بعد از نماز ظہر محفل ذکر حبیب ﷺ شروع ہوتی ہے۔ اس کے بعد نماز عصر اور نماز عصر کے بعد حضور قبلہ عالم اختتامی دعا فرماتے ہیں۔ جوڑا کے احباب طریقت محفل میں آنے والے برادرانِ طریقت کی تواضع کیلئے سراپا خدمت ہوتے ہیں۔

جوڑا کے علاقے میں قدوۃ السالکین، غوث العالمین حضور قبلہ پیر حیدر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بھی تشریف فرما ہوئے اور آپ کے ساتھ پیر سید حیدر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ (کرتو شریف) بھی آپ کی خدمت کیلئے تشریف لاتے تھے، علاقے کے پیر بھائی بڑے خدمت گزار تھے، آپ حضرات کی آمد کی برکتوں سے پورے کا پورا علاقہ حضور قبلۂ عالم پیر سید محمد فضل شاہ المعروف کالے کپڑوں والی سرکار علیہ الرحمۃ اور قبلہ تاجدار چورہ شریف فضیلۃ الشیخ کبیر الاولیاء سیدی پیر صاحب مدظلہ العالی کے دست حق پرست پر بیعت ہوا مختلف مواقع پر ماہانہ محافلِ ذکر حبیب ﷺ انعقاد پذیر ہوتی ہیں۔ پورے علاقے کے پیر بھائی ان محافل میں اپنی حاضری کو دین و دنیا کی سعادت سمجھتے ہیں۔ بہت عظیم اجتماعات ہوتے ہیں قبلہ کبیر الاولیاء کی تقریر دل پذیر کی برکتوں سے وہاں کے نوجوانوں کی زندگیوں میں اسلامی انقلاب کا آنا اپنی مثال آپ ہے۔ جس کا اعتراف کرتے ہوئے ایک موقع پر چیف جسٹس

فیڈرل شریعت کورٹ جناب جسٹس میاں محبوب احمد صاحب نے چورہ شریف کے سالانہ اجتماع پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا مجھے درگاہ عالیہ یعنی چورہ شریف کی مقدس درگاہ پر حاضر ہوکر روحانی تسکین حاصل ہوئی ہے اور مجھے فخر ہے کہ میں سلسلۂ نقشبندیہ کی ایک عظیم خانقاہ پر حاضر ہوں جس خانقاہ پر امیر ملت سید حافظ جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ اظہار عقیدت اور اقرار غلامی کرتے ہوئے فرماتے ہیں

قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

یہاں کی حاضری میرے لئے بہت بڑی راحت کا سامان ہے لیکن سب سے زیادہ تسکین یہاں کا ماحول دیکھ کر سفید لباس پر چہار کلی ٹوپی، سیاہ رنگ کے پٹکے، عجز وانکساری سیدنا صدیق اکبر کی صداقت کی برکات کی مظہر ہے اور ذکرِ الٰہی جلال فاروقی کا منظر پیش کر رہا ہے اور آنکھوں میں حیاء جو حیاء عثمان کی خیرات ہے اور جبینوں کی چمک جو پیشانیٔ شیرِ خدا کی چمک کی زکوٰۃ ہے، ایک دل نواز منظر پیش کر رہی ہے اور میں یہ سب کچھ دیکھ کر اپنے دل میں بہت راحت محسوس کر رہا ہوں دعا ہے کہ اللہ کریم اس آستانہ عالیہ کو ابدالآباد تک قائم رکھے۔ آمین!

گورنر پنجاب جناب شاہد حامد صاحب جب چورہ شریف کی سرزمین حسین پر اپنے ہیلی کاپٹر سے باہر تشریف لائے اہل ذوق حضرات کا استقبال، نظم وضبط، ذکر الٰہی، اللہ ہو کی صدائیں اور عجز وانکساری دیکھی تو گفتگو میں تین بار فرمایا کہ میں نے اتنی پاکیزہ، نظم وضبط اور عشقِ رسول ﷺ میں اتنی سرشار محفل نہیں دیکھی۔ قرون اولیٰ کی اس یادگار خانقاہِ عالیہ پر میری پہلی حاضری ہے، آپ نے گفتگو میں حلقہ سا اشارہ کیا کہ میں کچھ چندہ پیش کروں، حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ اس خانقاہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آج تک یہاں چندے کی اپیل نہیں ہوئی، جناب گورنر صاحب اس سے اور بھی آبدیدہ ہو گئے۔

سالانہ شب بیداری برموقع عید میلاد النبی ﷺ:

آستانہ عالیہ چورہ شریف کو باقی تمام اوصاف کی طرح یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ گزشتہ 36 سال سے ربیع الاول شریف میں 12 اور 11 کی درمیانی شب عالم اسلام کی

بالعموم اور ملک پاکستان کی بالخصوص سب سے منفرد اور بے مثال و بے نظیر تقریب سعید شب بیداری بر موقع عید میلا د النبی ﷺ کا انعقاد ہوتا ہے۔ 12 ربیع الاول شریف کی شب جو آقائے نامدار مدنی تاجدار ﷺ کی آمد مبارک کی شب ہے اور دنیا میں اس رات فرزندان اسلام اپنے آقا و مولا ﷺ کی آمد پاک کا جشن منانے کیلئے مختلف تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں۔ لیکن ان تمام تقریبات میں جو منفرد اعزاز خیابان چورہ شریف پیرانوالہ روڈ (سمسانی روڈ)، ہنجر وال ملتان روڈ لاہور میں ہونے والی محفل ذکر حبیب ﷺ کو حاصل ہے وہ کسی دوسری محفل کو حاصل نہیں۔

بزم چوراہی پاکستان کے اراکین، یکم محرم الحرام سے ہی اس تقریب مقدسہ کی تیاریاں شروع کر دیتے ہیں، سب سے پہلا کام جو کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وابستگان چورہ شریف کے گھروں میں دورد شریف کا ورد شروع کر دیا جاتا ہے، پورے ملک میں وال چاکنگ کی جاتی ہے اشتہارات اور دعوت نامے، بینرز تیار ہوتے ہیں۔ لاہور کی سڑکوں پر سائن بورڈ لگ جاتے ہیں، لنگر شریف میں استعمال ہونے والی ہر چیز پر درود شریف پڑھا جانے لگتا ہے۔ پھر جیسے ہی وہ مقدس رات قریب آتی ہے تو انتہائی خوبصورت اسٹیج جو مواجہہ شریف کا منظر پیش کرتا ہے نصب کر دیا جاتا ہے۔ خیابان چورہ شریف سے لیکر کینال ویو روڈ اور دوسری جانب ملتان روڈ تک برقی قمقمے سجا دیئے جاتے ہیں پنڈال رنگ برنگی روشنیوں سے مزین کر دیا جاتا ہے۔

11 ربیع الاول شریف کے دن پورے ملک سے قافلے خیابان چورہ شریف لاہور کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں، لاہور شہر میں داخل ہونے والی تمام سڑکوں اور ریلوے اسٹیشنوں پر ایک ہی گونج ہے اور وہ ہے صدائے چورہ شریف اللہ ھو، سفید لباس، کالی واسکٹ، چہار ترکی سفید ٹوپی کالی چادر کندھوں پر سجائے درود شریف پڑھتے اللہ ھو کا ذکر کرتے ہوئے گرہوں کے گروہ خیابان چورہ شریف کے وسیع پنڈال میں داخل ہوتے ہیں تو یہ منظر قابل دید ہوتا ہے، بعد از عصر تا مغرب زبدۃ الاصفیاء، صوفی باصفا خواجہ خواجگاں حضرت پیر سید محمد فضل شاہ کالے کپڑوں والی سرکار علیہ الرحمۃ کے سالانہ ختم شریف کی روح

پرور تقریب سعید منعقد ہوتی ہے۔ جس میں بیٹھنے والوں پر ایک عجیب سی روحانی کیفیات کا نزول ہوتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ کالے کپڑوں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ختم شریف کی اس محفل میں بنفس نفیس موجود ہیں اور حاضرین کو اپنے فیوض و برکات تقسیم فرما رہے ہیں۔ ختم شریف کے بعد نماز مغرب ادا کی جاتی ہے اسکے بعد لنگر شریف کا آغاز ہوتا ہے تقریباً ہزاروں کی تعداد میں تشریف لائے۔ معزز مہمانوں کو لنگر پیش کیا جاتا ہے۔

نماز عشاء کے بعد ٹھیک 10 بجے پیر طریقت، رہبر شریعت، مخدوم المشائخ، حضور قبلہ عالم مدظلہ کی آمد پاک کا اعلان ہوتا ہے۔ کینال ویو اور ہنجر وال سے ملحق آبادیاں صدائے چورہ شریف اللہ ھو کے ذکر سے گونج اٹھتی ہیں۔ آپ ہزاروں عقیدت مندوں کے جلوس کی قیادت فرماتے ہوئے قصر چوراہی سے خیابان چورہ شریف تشریف لاتے ہیں۔ جیسے ہی حضور قبلہ عالم اسٹیج پر جلوہ فگن ہوتے ہیں ایک عجیب سے کیفیت حاضرین پر طاری ہوتی ہیں ہر کوئی بے خود ہو کر مستی عشق رسول ﷺ میں سرشار ذکر الٰہی میں مصروف نظر آتا ہے۔ حضور قبلہ عالم سر مبارک پر خوبصورت محمدی (ﷺ) دستار، بدن مبارک پر سنت نبوی (ﷺ) کے عین مطابق سفید مسجع لباس، خوبصورت کالا جبہ زیب تن کئے قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے انوار اور زبدۃ الاصفیاء صوفی باصفا حضرت پیر سید محمد فضل شاہ علیہ الرحمۃ کی برکات کو تقسیم فرما رہے ہوتے ہیں۔ دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے سلطان الفقراء حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ خود تشریف لے آئے ہوں اور حضور قبلہ عالم کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہیں۔ آپ کے استقبال کے بعد محفل پاک کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ محفل مقدسہ میں ملک پاکستان کے نامور اور عظیم قراء، نعت خوان ذی مرتبت علماء کرام اور مقتدر مشائخ عظام کی ایک کثیر تعداد تشریف فرما ہوتی ہے۔ تلاوت کلام مجید کے بعد خوبصورت انداز میں آقائے کریم ﷺ کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کیا جاتا۔ نامور اور مشاہیر علماء ذی احتشام میلاد پاک اور سیرت طیبہ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہیں۔ ہر گھڑی محفل کا ذوق پہلے سے بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ پھر وہ گھڑی آجاتی ہے جس کی ہر آنکھ منتظر ہوتی ہے اور وہ گھڑی ہے حضور قبلہ عالم کے بے مثل و بے مثال خطاب لاجواب بس جیسے ہی آپ کے خطاب مقدس کا اعلان ہوتا ہے

دلوں کی دھڑکنیں تیز تر ہو جاتی ہیں۔ نظریں آپ کے چہرہ انور پر اور کان آپکی صدائے دلنواز میں محو ہو جاتے ہیں آپ کا خطاب صرف قلوب واذہان ہی کو منور نہیں کرتا بلکہ روح کی پاکیزگی کا سامان بھی مہیا کرتا ہے۔ آپ اپنے خطاب میں ہمیشہ محبت الٰہی، محبت محبوب خدا ﷺ ذکر و درود اور ایک صحیح سچے عاشق رسول ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے پر زور دیتے ہیں۔ آپ کی گفتگو کا ایک ایک حرف خوف خدا اور اتباع مصطفےٰ ﷺ سے بھرپور ہوتا ہے، آپ کے خوبصورت مربوط اور دلآویز جملے کانوں کی سماعتوں سے ہوتے ہوئے دل میں اُترتے چلے جاتے ہیں۔ جس کے بعد ہر دل کی یہی صدا ہوتی ہے کہ جو کچھ آپ کے لب ہائے مقدسہ سے نکلا ہے وہ ہمارا نصب العین ہوگا اور ہم اُس پر حتی المقدور عمل کی کوشش کرینگے۔ آپ خطاب کے بعد سینکڑوں افراد سے ترک سگریٹ نوشی کا عہد لیتے ہیں تاکہ آقائے نامدار ﷺ کے حضور جس منہ سے درود پڑھا جائے اس میں سے تمباکو کی بو نہ آتی ہو۔ اس کے بعد درجنوں لوگ اپنے چہروں پر سنت حبیب خدا ﷺ (یعنی ڈاڑھی مبارک) سجانے کا عہد کرتے ہیں پھر آقائے نامدار ﷺ کی آمد سعید کے وقت 3.40 منٹ پر 1163 پاؤنڈ وزنی کیک کاٹا جاتا ہے جس پر اس سال 2008ء میں تقریباً 49 ارب درود شریف پڑھا گیا ہے۔ اس کے ٹکڑے بے اولاد جوڑوں میں تقسیم ہوتے ہیں، پھر نذرانہ درود وسلام پیش کیا جاتا ہے۔ آخر میں حضور قبلہ عالم خصوصی دعا فرماتے ہیں۔ جس کا سماں ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ آپ سمیت کسی فرد کی آنکھ ایسی نہیں ہوتی کہ جس میں آنسو نہ ہوں سسکیوں اور آہوں کے دوران آپ کی آواز جو دعائے حاجات کی صورت میں آسمانوں کی وسعتوں کو چیرتے ہوئے عرش علیٰ کی طرف بڑھ رہی ہوتی ہے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قبولیت کا جامہ پہن کر بے مرادوں کے دامن مراد کو بھرنے کا سبب بنتی ہے۔ حضور قبلہ عالم اس رات دعا کے معاملہ میں انتہائی سخاوت کا اظہار کرتے ہیں۔ اپنے بیگانے، حاضر، غیر حاضر سبھی کیلئے دعا فرماتے ہیں۔ ملک پاکستان اور عالم اسلام کی بھلائی کی خصوصی دعا ہوتی ہے کیونکہ آپ کا یہ فرمان عالی شان ہے کہ آج کی رات دعاؤں کے چیک تقسیم نہیں ہوتے بلکہ کیش ہوتے ہیں۔ دعا کے بعد انتہائی محبت وعقیدت اور سوز وگداز کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نذرانۂ درود وسلام پیش کیا جاتا ہے اس کے بعد نمازِ فجر باجماعت ادا کی جاتی ہیں۔ آپ کے جانشین قمر المشائخ حافظ احمد مصطفین حیدر شاہ امامت فرماتے ہیں

اور مسجد نبوی کی نماز فجر یاد آجاتی ہے۔ نماز کا سماں عجیب ہوتا ہے یادِ بیت اللہ شریف تازہ ہو جاتی ہے۔ اختتامِ محفل پر تبرک تقسیم ہوتا ہے۔

حضور قبلہ عالم اپنی کہولت ونقاہت کے باجود اگلے دن دو پہر تک اسٹیج پر ہی تشریف فرما ہوتے ہیں اور آخری مہمان کو رخصت کر کے آرام کیلئے تشریف لے جاتے ہیں۔ اس محفل پاک کے شرکاء میں جہاں زندگی کے ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد شریک ہوتے ہیں۔ وہاں ایک انتہائی نابغہ روزگار شخصیت دنیائے قانون کا ایک خوبصورت کردار، دنیائے عدل کی ایک باوقار ہستی جناب چیف جسٹس ریٹائرڈ محبوب احمد صاحب کی ذات والا صفات ہے جو کہ 34 سال سے اس تقریب مقدسہ میں مسلسل شرکت فرما رہے ہیں۔ آپ ایک اعلیٰ درجہ کی علمی شخصیت ہیں میدان عدل کے ایک عظیم منصب پر فائز رہنے کے باوجود ایک باکمال عاشق رسول (ﷺ) ہیں۔

گذشتہ برس یعنی 2007ء میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید سے حضرت قبلہ عالم گفتگو کرتے ہوئے آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ رب ذوالجلال والاکرام کا فضل ہے اور اس محبوب کائنات کی توجہ پاک کی خیرات سے آج 35 برس اس تقریب کے آغاز کو ہو چکے ہیں اگر میں یہ کہہ دوں تو غلط نہیں ہوگا کہ پہلی محفل پاک جب آستانہ مجددیہ حیدریہ پہ ہوئی تو وہ ایک صحن میں ہوئی اور گنے چنے لوگ شامل تھے اور آج اس شجرِ عشقِ رسول کونین (ﷺ) کو بار آور دیکھ رہا ہوں، تاحدِ نگاہ عظیم اجتماع، نظم وضبط، لنگر شریف کا وسیع انتظام قابل تحسین ہے چونکہ یہ خانقاہِ عالیہ چورا شریف تقریباً دو سو سال سے طریقت نقشبندیہ مجددیہ کی خدمات سرانجام دے رہی ہے اور طریقت نقشبندیہ میں احترام اقدار اسلامیہ کی پاسداری ہی روحِ رواں ہے اور دنیائے تصوف میں سلطان الفقراء خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کا نام ایک منفرد نام جنہوں نے ہزاروں خلفائے عظام تیار کیے جو ہندوستان میں احیائے اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ آپ کے خلفاء کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ میں اپنے معزز مشائخ عظام، علماء کرام سے گذارش کروں گا کہ اب ہم نے چادر اوڑھ تحریک شروع کی

ہے اس کو اپنا فریضہ اولین سمجھتے ہوئے آگے بڑھائیں اگر مشائخ عظام شفقت فرما کر ذمہ داری محسوس فرمائیں تو غیر اسلامی نظریات اس سرزمین پاک میں پنپ نہیں سکتے۔

دونوں عالم میں تجھ کو مقصود گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لے جنکا محمد ﷺ نام ہے

مشائخ عظام کی عدم توجہی سے ہی غیر اسلامی اقدار فروغ پذیر ہو رہی ہیں اگر یہ پاکیزہ خانقاہوں کے ورثاء ذرا توجہ سے کام لیں تو پاکستان کی عوام کا دھیان دہلیز رسول (ﷺ) کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے اور معاشرے پہ جذبۂ غلامیٔ رسول غالب آ سکتا ہے۔ اب بھی اگر مشائخ عظام اپنی ذمہ داریوں کو محسوس فرمائیں اور عریانی، فحاشی جیسی لعنت کے سیلاب کو روکنے کیلئے عملی تدابیر اختیار فرمائیں اور اپنی اولادوں پر خصوصی توجہ رکھیں تو اس بدعملی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھا جا سکتا ہے۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

مناقب

در شان حضرت کبیر الاولیاء دامت برکاتہم العالیہ

مشعل راہِ طریقت، مرشد روشن ضمیر! مخزنِ علوم و حکمت، حضرت پیر کبیر

بارشیں ہوتی ہیں پھولوں کی تری گفتار سے! ہو مبارک! تیری گلبانگی، فصاحت کے شہیر

واہ! سجادہ نشینی تیری، مرشد باکمال! اصفیاء میں صد تجسس ملتی نہیں تیری نظیر

چشمہ نور ہدایت جس سے جاری ہے مدام سروقد مرشد! زہے تیری جبین مستنیر

میٹھے چشمے کی طرح ہیں دوڑتے تشنہ لباں گرد تیرے جمع کیوں کر نہ ہو جم غفیر

اے مکرم! بے گماں ہر اک ارادتمند کو فیض روحانی سے تیری ذات ہوتی ہے ظہیر

نادرہ شانی پہ تیری ہم کو ازبس ناز ہے رشک تخت شاہ جمشید، زہے تیرا حصیر

تحفہء بے چین از مدح و ثنائے مصطفیٰ! پیش ہے مقبول فرما سیدی روشن ضمیر

(ازقلم: بے چین رجپوری انڈیا)

مرغوب جہاں، مشہور زمن، شہ سید محمد کبیر علی
سرگرم فروغ دین وطن، شہ سید محمد کبیر علی

باصدق و صفا، با فکر رسا، باعشق خدائے ہر دوسرا
باالفت شاہ جملہ زمن، شہ سید محمد کبیر علی

اے دوست بفیض مجدد ہیں، شیدائے محبت ختم الرسل
باحب بلال و اویس قرن، شہ سید محمد کبیر علی

جس مہر ولایت نے ہے دین کی روشنی پھیلائی
اس مہر ولایت کی ہیں کرن، شہ سید محمد کبیر علی

اخلاص ان کی گفتار میں ہے، اور حسن عمل کردار میں ہے
با پاک زبان و با پاک دہن، شہ سید محمد کبیر علی

ثابت ہے قدم، ہمت کے دھنی، ہمت انکی اللہ غنی
طے کرتے ہیں ہر اک راہ کٹھن، شہ سید محمد کبیر علی

سرکار دو عالم کا صدقہ، بخشی ہے خدا نے ان کو غنا
کثرت سے لٹاتے رہتے ہیں دھن، شہ سید محمد کبیر علی

زہرا کے دلارے، سبط نبی، اولاد علی، فرزند ولی
اور چشم و چراغ حسین و حسن، شہ سید محمد کبیر علی

جن کی سرکار سے نسبت ہے، انورؔ وہ بشر بے سایہ نہیں
ہیں ان کے سروں پر سایہ فگن، شہ سید محمد کبیر علی

از: انور فیروز پوری

بیٹھا چورے دے تخت تے انج جاپے التمش دی جیویں تصویر ہووے
اُسدی عظمت بڑائی میں کیہہ دساں اسم پاک ای جہدا کبیر ہووئے
آوے سامنے ویکھیا کدی جہنے ایہو جیہا سوہنا سچا پیر ہووے
صائم کرے کہیہ پیش الفاظ اس نوں ادب اپنی جہدی جاگیر ہووئے

اہل نسبت کے قبلہ و کعبہ، پیر محمد کبیر علی شاہ
با عقیدت کے ملجاو ماوا، پیر محمد کبیر علی شاہ

سبط پیغمبر، اولاد حیدر، یعنی دلبند شبیر و شبر
نو بہار گلستان زہرا، پیر محمد کبیر علی شاہ

عالم دین حق، باشریعت شیخ، با معرفت، با طریقت
آئینہ اسوۂ مصطفیٰ، پیر محمد کبیر علی شاہ

اہل دل، راز دان حقیقت، شرح ساز مقام مصطفےٰ
رسالت اور توحید حق سے شناسا، پیر محمد کبیر علی شاہ

ان کے حصے میں آئی ہے پیری، کرتے ہیں خلق کی دستگیری
نائب شیخ دربار چورا، پیر محمد کبیر علی شاہ

سلسلہ ان کا ہے نقشبندی، حق نے کی ہے عطا سربلندی
الف ثانی مجدد کے شیدا، پیر محمد کبیر علی شاہ

شیوہ موصوف دلنوازی، لطف فرمائی و چارہ سازی
صاحب حسن اخلاق بالا، پیر محمد کبیر علی شاہ

ان کی گفتار و کردار احسن، ان کا ہر قول ہر کارا حسن
مرد با احسنت یگانہ، پیر محمد کبیر علی شاہ

ان کا پرسوز دل، ان کا سینہ، عشق محبوب کا خزینہ
عاشق تاجدار مدینہ، پیر محمد کبیر علی شاہ

در پر آتی ہے ان کے خدائی، بہر تکمیل حاجت روائی
کرتے ہیں عقدے مخلوق کے وا، پیر محمد کبیر علی شاہ

انس رکھتے ہیں خلق خدا سے، پیش آتے ہیں مہر و وفا سے
نقش مہر و وفا ہیں سراپا، پیر محمد کبیر علی شاہ

آئیں جو بھی مریضانِ غم ہوں ان کے خواہاں لطف وکرم ہوں
ہیں مریضاں غم کا مداوا، پیر محمد کبیر علی شاہ

لاج رکھتے ہیں طالب گری کی، مانگتے ہیں دعا بہتری کی
ہو کے باعجز سجدہ بہ سیما، پیر محمد کبیر علی شاہ

در پہ آتا ہے جو بھی سوالی پھیرتے ہی نہیں در سے خالی
اس سوالی کا بھرتے ہیں کاسہ، پیر محمد کبیر علی شاہ

باسخی، دل غنی، بندہ پرور، کرتے رہتے ہیں تقسیم انور
اپنے مرشد کے تلوؤں کا صدقہ پیر سید محمد کبیر علی شاہ

(ازقلم: انور فیروز پوری)

جہاں تائیں ملیا سوہنا مرشد چورے والا اے
اوہناندے لئی قبر حشر دا ہو گیا وقت سوکھا لا اے

کالے عیب چھپاندی جسدی سوہنی کالی چادر اے
پیر کبیر دے موہنڈیاں اتے اوسے دا دوشالا اے

دو جہاناں اندر اس تے سختی کوئی نہ آونی ایں
چورے والے پیر دے ناں دا جسدے کول حوالہ اے

ودھ جاندے نہیں جدوں ہنیرے حدوں ودھ نصیباں دے
پیر کبیر دا نوری چہرہ کردا آن اجالا اے

چورے دے وچ چمک رہیا اے ہر دم نور محمد دا
فیض اللہ دے فیض دی مئے دا کردا مست پیالہ اے

پیر کبیر دے سر سج دا اے نوری تاج ولایت اے
پیر کبیر دے حسن دا ہویا سارا جگ متوالہ اے

مرشد فضل دے فضل دا سایہ رہندا سدا ہے میرے تے
حیدر پیر دے ناں دی صائم گل میرے وچ مالا اے

(مشہور نعت گو شاعر الحاج محمد ابراہیم صائم چشتی مرحوم، فیصل آباد)

جھوک

(برموقع سالانہ شب بیداری ربیع الاول شریف ۱۹۹۷ء کو پڑھی گئی)

رکھیں آباد مولا جھوک میرے پیر دی
قائم سرداری رہوے میرے کبیر دی
رکھیں آباد مولا جھوک میرے پیر دی

سر تے عمامہ میرے پیر نوں سج دا
ڈنکا زمانے وچ سوہنے دا وجدا
میرے جیہاں دے سوہنا عیباں نوں کجدا
مثل نہ کوئی میرے سوہنے جئے پیر دی
رکھیں آباد مولا جھوک میرے پیر دی

اڈیاں نیں کونجاں چورا شریف نوں چلیاں
ٹر گیاں سبھے سیاں رہ گئی میں کلی آں
باجھ تہاڈے دیوے کیہڑا تسلیاں
مثل نہ کوئی میرے سوہنے جئے پیر دی
رکھیں آباد مولا جھوک میرے پیر دی

جھلیاں نہ جاوے رعب سوہنی دستار دا
سوہنا نواسہ سوہنے نبی مختار دا
حیدر دا پوتا، بیٹا حیدر کرار دا
ماں ولوں چھاں سر تے چادر تطہیر دی
رکھیں آباد مولا جھوک میرے پیر دی

موسم بہار آیا بلبلاں بولیاں
ٹر پیاں اج چوراشریف نوں ٹولیاں
میں وی تے چورے والی ماہی دی گولی آں
خلق دیوانی ویکھی چورے دی پیر دی
رکھیں آباد مولا جھوک میرے پیر دی

بیٹھا اے سوہنا وچ موسم سہانا ایں
چورے دا خادم یارو سارا زمانہ اے
سخی سردارسید سوہنا گھرانا ایں
نظر اکسیر دیکھی چورے دے پیر دی
رکھیں آباد مولا جھوک میرے پیر دی

چورے دا تاجدار ولیاں دا ولی اے
آل رسول سوہنا اولاد علی اے
خلقت غلام بن کے بو ہے تے کھلی اے
ہو جائے نظر اک سوہنے کبیر دی
رکھیں آباد مولا جھوک میرے پیر دی

آگئے غلام اج تیرے دوارے نیں
بہہ گئے دوارے تیرے، تیرے سہارے نیں
تساں تے بیڑے چناں لکھاں دے تارے نیں
ایدھر وی ویکھو ایہہ ہے گل اخیر دی
رکھیں آباد مولا جھوک میرے پیر دی

چھڈ دے حقانی قدم چم لے سرکار دے
سوہنے دے اتوں جند جان وی وار دے
یار دے پچھے سبھے کجھ وسار دے
بن جائے گی گل فیر تیری تقدیر دی

رکھیں آباد مولا جھوک میرے پیر دی
قائم سرداری رہوے میرے کبیر دی

(کلام: محمد اعظم حقانی مجددی)

۞

نور و نور چہرہ نور و نور سینہ شاہ کبیر پیکر حسن نور دا اے
ایہد یاں مست نگاہوں چوں عاشقاں نوں جلوہ خاص دسدا عکس طور دا اے
عالم پیر تے جادو بیاں واعظ، پیکر علم تے عقل شعور دا اے
محسن صائم دا چورے دی زیب زینت بحر موج وچ کیف سرور دا اے

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

اذکارِ کبیر

عرض حال

سرزمینِ ہندوستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو جو دوام امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات سے حاصل ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت امام ربانی کے فیض یوں تو بہت ساری خانقاہوں نے عام کیا مگر سرزمین پاکستان وافغانستان میں فیضان مجددیہ کو عام کرنے میں جس خانقاہ نے مثالی کردار ادا کیا ہے۔ وہ بلاشبہ خانقاہ عالیہ چورہ شریف ہے۔ چورہ شریف ایک ایسی سرزمین کا نام ہے۔ جو قطب العارفین حضرت خواجہ سید نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے فیضانِ مجددیہ کا ایسا مرکز بنی کہ جس کی خوشبو سے ایک عالم معطر ہوا۔ حضرت قطب العارفین کے بعد آپ کے جانشین اور لختِ جگر سلطان الفقراء حضرت خواجہ سید فقیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے طریقت مجددیہ کی جس انداز میں ترویج واشاعت فرمائی وہ آپ کی ذات والا صفات ہی کا خاصہ تھی۔ آپ کے جانشین حضرت امام السالکین خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ، قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کالی چادر والی سرکار اور زبدۃ الاصفیاء حضرت پیر محمد فضل شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کالے کپڑوں والی سرکار نے اپنی دن رات کی سعی جمیلہ سے چار چند لگا دیئے۔

آج سرزمین پاکستان و کشمیر کی کوئی خانقاہ (جس کا تعلق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے ہے) ایسی نہیں جس کے دامن میں چورہ شریف کے فیض کی خیرات نہ ہو۔ ہر خانقاہ میں چورہ شریف کا فیض بالواسطہ بلاواسطہ دکھائی دیتا ہے۔ آج جب کہ چورہ شریف کا فیض چار دانگِ عالم میں پھیلا ہوا ہے تو ضرورت اس بات کی تھی کہ خواجگانِ چورہ شریف کی خدمات کا تعاف اس انداز میں پایا جاتا کہ ہر خاص وعام ان بزرگوں کی عظمت سے آگاہ ہو جاتا۔ لیکن افسوس کہ جن کی جھولی میں چورہ شریف کی خیرات اور جن کی عزت باواجی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے در کی گدائی کے سبب قائم ہوئی۔ انہوں نے اس مرحلہ میں ایسی لاپرواہی س

کام لیا کہ عوام تو عوام خواص کا ایک کثیر طبقہ بھی ان حضرات مقدسہ کی عظمت سے نا آشنا ہے۔

خانقاہ عالیہ چورہ شریف فیضانِ مجددیہ کا ایک ایسا عظیم مرکز ہے کہ جس نے دین اسلام کی ترویج کے ساتھ ساتھ دوقومی نظریہ کا تحفظ کیا جس کے بانی بلاشک وشبہ تاجدارِ سرہند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ قیامِ پاکستان کی تحریک میں حضرت سلطان الفقراء قبلہ باواجی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادے اور خلفاء جو کلیدی کردار ادا کیا قیامت تک زمانہ اس کا معترف رہے گا۔ آپ کے خدام کے آستانے جن میں علی پور شریف، عیدگاہ شریف، نتھیال شریف، آکومہار شریف، رنگپورہ شریف، پیر کریاں پاکتن شریف، (انڈیا) آزاد کشمیر، ڈھانگری شریف، ترنوٹ شریف، چاٹی شریف، برمالہ شریف، اتر ولی شریف، روپڑ شریف، باؤلی شریف، مہری شریف، پچھیاں شریف، دادوالی شریف، ودیگر شامل ہیں۔

خواجگانِ چورہ شریف دین مصطفیٰ ﷺ کے ایسے جانثار اور درویش خدامست تھے کہ انہوں نے اپنی ساری حیاتِ مقدسہ ذکرِ الٰہی اور اتباعِ مصطفیٰ کریم ﷺ میں اس انداز سے گزاری کہ نمود ونمائش اور شہرت وریاء سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔

آج اس بات کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جارہی ہے کہ خواص وعوام کو اُن کے بلندی کردار، اعلیٰ مراتب، معمولات مبارکہ، اوصاف حمیدہ اور کمالات وتعلیمات سے آگاہ کیا جائے۔ اور ایک ایسا مستند اور جامع مجموعہ تیار کردیا جائے کہ جو ہر طرح کے رطب و یابس سے محفوظ ہوتا کہ ہر صاحب ذوق اس سے محظوظ ہو۔ اذکارِ کبیر اسی خواہش پاکیزہ کی تکمیل کا ذریعہ بنی کرامات اور حالات کے معاملے میں انتہائی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ تعلیمات مقدسہ اور وظائف خواجگانِ چورہ شریف کے نادر قلمی نسخوں سے درج کیے گئے ہیں۔ اسی طرح شجرہ ہائے مقدسہ مستند سند کے ساتھ تحریر کیے گئے ہیں۔ احوال وکرامات میں غلو سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ امید واثق ہے کہ نیت کا اخلاص اور پاکیزگی ان محبوبانِ بارگاہ کے حضور ''اذکارِ کبیر'' کی قبولیت کا سبب بنے گی۔ انشاء اللہ العزیز

اور وابستگانِ خانقاہ عالیہ چورہ شریف بھی اسے محبت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اس کے تعارف وتعلیمات کردار وگفتار کے متعارف کرانے میں آپ کے وابستگان نمک خواران نے جس بخیلی سے کام لیا اس کا بھی ازالہ ہو جائے گا۔ حالانکہ خواجگان چورہ شریف نے فیضانِ مجددی تقسیم کرنے میں قطعاً بخیلی سے کام نہیں لیا۔ جس کا بھی کاسہ دل نورِ ولایت کے قابل دیکھا اس کو فیضان مجددی عطا کر دیا اور دین ودنیا کی نعمتوں سے مالا مال کر دیا نہ قوم نہ رنگ نہ نسل نہ علاقہ دیکھا بس اپنی روحانی بصیرت سے جس کسی کو بھی قابل سمجھا نواز دیا۔ آج وہ آستانے دین ودنیا کی نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ مگر سوائے شجرہ طریقت میں نام لینا۔ پڑھنا ان کی مجبوری ہے ورنہ شاید وہ بھی باقی تو ان کیلئے دربارِ عالیہ چورہ شریف کا نام یا احترام یا اپنی اسلاف کی روایت کے مطابق اظہارِ عقیدت مشکل کی بات ہے۔

بعض خانقاہوں کے تو سجادہ نشینان نے نئی ترکیب نکال کے چورہ شریف کے احسان سے جان چھڑانے کی جب کوئی سوال کرے آپ کے اکابر کی بیعت تو چورہ شریف تھی۔ باقی قبلہ عالم کا سلوک فلاں جگہ کے فلاں بزرگوں نے طے کیا اور قبلہ عالم کے فیض کی تکمیل وہاں سے اس طرح چورہ شریف سے دوری اور احسان سے جان چھڑانے کی سعی فرماتے ہیں۔ حالانکہ واقعات شاہد ہیں ان نمک خوارانِ چورہ شریف نے چورہ شریف تو کجا وہاں کے باسیوں اور خانوادوں کے احترام میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اللہ کریم اپنے محبوب کریم کے صدقے اور خواجگانِ نقشبند کے نعلین حسیں کے صدقے ہمیں اسلاف کے پاکیزہ سیرت کردار کو عملاً اپنانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور اپنے روحانی مراکز سے پختہ عقیدت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین۔

نمک خوار چورہ شریف

سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی
سجادہ نشین چورہ شریف
وبانی چادر اوڑھ تحریک

پیش لفظ

رب ذوالجلال کی ذاتِ اقدس تک رسائی حاصل کرنے کے لئے مناطقہ اور فلاسفہ کے دلائل کافی نہیں، کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذاتِ اقدس وراء از عقل و منطق ہے اور اسلام کا کمال یہ ہے کہ یہ انسان کو دلائل عقلیہ سے بالکل الگ تھلگ رکھ کر قوتِ مشاہدہ اور قوتِ یقین سے، حقیقت کے بحرِ ناپیدا کنار سے آشنا کرتا ہے تاکہ انسان کے دل اور اس کی روح کے اندر وجود باری تعالیٰ کا اکمل احساس جاگ اُٹھے اور طالب، ذات اور صفات الٰہیہ میں فنا ہو کر مقامِ رضا و معرفت تک رسائی حاصل کر سکے یہ بات یاد رہے کہ بندہ طالب ہے اور اللہ تعالیٰ مطلوب ہے اس لیے اس طالب اور مطلوب کے درمیان ایک واسطہ ہے اور وہ مرشدِ کامل ہے۔

حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی علیہ الرحمۃ بھی مرشد کامل کی ضرورت و اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

پیر نگر کو جا کے نبی نگر کو جا　　　نبی نگر میں بیٹھ کے یار کا درشن پا

امیرِ ملت حضرت پیر حافظ جماعت علیشاہ محدثِ علی پور علیہ الرحمۃ اکثر اپنے غلاموں کو ارشاد فرمایا کرتے تھے:

پہلے عشق پیر ہے بعد عشق رسول ﷺ
بعد عشق حق، اس قاعدے کو تو کبھی نہ بھول

لہٰذا اس مادی دور میں مرشد کے وسیلہ جمیلہ کے بغیر حق آگاہی و حق آشنائی بہت مشکل ہے۔

دعا ہے کہ رب کریم بطفیل نبی کریم ﷺ مرنے سے پہلے پہلے ہمیں کسی مرد کامل کی نسبت (بیعت و صحبت) نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

قطعہ

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

روز محشر عذر ہائے من پذیر

گر تو می بینی حسابم ناگزیر

از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الآیہ)

ذکرِ الٰہی

(جَلَّ جَلَالُہٗ)

حمد باری تعالیٰ

جہاں بزمِ خرد میں منتہائے جستجو تو ہے
خمستاں میں وہیں مقصود سوز آرزو تو ہے

نسیم صبح ہے نکہت بداماں، فیض سے تیرے
چمن افروز اے جان بہار رنگ و بو تو ہے

ضیاء کون و مکاں میں، مہر عالمتاب ہے تیری
تجلی ریز بزم زندگی میں چارسو تو ہے

جہان عشق کی آبادیاں تیرے ہی دم سے ہیں
نوا بلبل میں ہے تیری، رگ گل میں لہو تو ہے

خرد کہتی رہی روپوش ہے تو لاکھ پردوں میں
مگر میری نظر میں جلوہ فرما چارسو تو ہے

ترے ہی فیض سے آباد ہے مے خانۂ ہستی
مئے خوش رنگ تو، پیر مغاں تو، اور سبو تو ہے

از:

خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ
آلومہار شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر الٰہی

اللہ جل شانہ کے پاک نام میں جو برکت لذت، حلاوت، طمانیت اور سرور و کیف ہے اس کا اندازہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس نے ذکر الٰہی کو اپنا وظیفہ اور حرز جان بنا لیا ہو۔

آیاتِ قرآنی:

خود باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ (الرعد ۲۸)

ترجمہ: خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں بیشمار آیات ہیں جن میں ذکر کرنے کا حکم، ذکر کے فضائل، ذکر کے فوائد اور ذکر نہ کرنے والوں کا انجام بد بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں اس سلسلہ کی چند آیات مقدسہ قلمبند کی جارہی ہیں۔

1- فاذکرونی اذکرکم۔ (البقرہ ۱۵۲)

ترجمہ: میرا ذکر کرو (مجھ کو یاد کرو) میں تم کو یاد کروں گا۔

2- و اذکر ربك کثیرا۔ (آل عمران ۴۱)

ترجمہ: کثرت سے اپنے رب کا ذکر کرو

3- فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا و علی جنوبکم۔ (النساء ۱۰۳)

ترجمہ: پس جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے کرو۔

سید المفسرین حضرت ابن عباس i فرماتے ہیں کہ اس آیت پاک کی تفسیر یہ ہے کہ رات میں اور دن میں، دریا میں اور خشکی میں، سفر میں اور حضر میں، راحت میں اور تنگدستی میں، بیماری میں اور صحت میں سرا اور جہرا ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو۔

4- ولذکر اللہ اکبر۔

ترجمہ: اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

5- والذاکرین اللّٰہ کثیرا و الذاکرات اعد اللّٰہ لھم مغفرۃ و اجرا عظیما ۔

(الاحزاب ۳۵)

ترجمہ: کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

6- و اذکروا اللّٰہ کثیرا لعلکم تفلحون ۔ (الجمعہ۱۰)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

7- ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین ۔ (الزخرف۳۶)

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالی کے ذکر سے (جان بوجھ کر) غافل ہو جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں، پس وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے

ذکر کے بارے میں قرآن پاک کی آیات جب اس کثرت سے ہیں تو احادیث مقدسہ کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ قرآن پاک کے تو کل تیس پارے ہیں اور حدیث شریف کی لاتعداد کتابیں ہیں اور ہر کتاب میں بیشمار احادیث ہیں ایک بخاری شریف ہی کے تیس پارے ہیں، ابوداؤد شریف کے تیس پارے ہیں اور کوئی کتاب بھی ایسی نہیں جو اس مبارک ذکر سے خالی ہو۔ اس لئے احادیث پاک کا احاطہ کون کر سکتا ہے نمونہ اور عمل کے واسطے ایک آیت شریف اور ایک حدیث پاک ہی کافی ہے۔ اور جس نے عمل ہی نہیں کرنا اس کیلئے دفتر کے دفتر بھی بیکار ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کمثل الحمار یحمل اسفاراً ۔ (الجمعہ ۵)

یعنی صرف، کتابوں کا بوجھ اٹھانے والا بے عمل اس گدھے کی طرح ہے جو بوجھ اٹھاتا ہے۔

احادیث نبوی:

ذیل میں ذکر الٰہی سے متعلق چند احادیث پاک پیش کی جاتی ہیں۔

1- عن عبد اللّٰہ ابن بسران رجلا قا ل یا رسو ل اللّٰہ ان شرائع الاسلام قد کثرت علی فاخبرنی بشیء اتشبت بہ قال لا یزال لسانك رطبا

من ذکر اللّٰہ ۔ (ترمذی، مشکوۃ صفحہ ۱۹۸)

ترجمہ: ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ احکام شریعت بہت ہیں مجھے ایک ایسی چیز بتادیجئے جس کو میں اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنالوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللسان رہ۔

2- عن ابی الدرداء قال قال رسول ﷺ الا انبئکم بخیر اعمالکم و ازکاھا عند ملیککم و ارفعھا فی درجاتکم و خیرلکم من انفاق الذھب و الورق و خیرلکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم و یضربوا اعناقکم قالوا بلٰی قال ذکر اللّٰہ ۔ (رواہ مالک واحمد والترمذی وابن ماجہ ومشکوۃ صفحہ ۱۹۸)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں بہترین چیز ہو اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ ہو اور تمہارے درجات کو بہت بلند کرنے والی ہو اور سونے اور چاندی کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہو اور جہاد میں تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تمہیں قتل کریں، اس سے بھی زیادہ بہتر ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ضرور بتائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔

3- عن معاذ ابن جبل قال ما عمل العبد عملا انجی له من عذاب اللّٰہ من ذکر اللّٰہ ۔ (رواہ مالک والترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ صفحہ ۱۹۹)

ترجمہ: اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب الٰہی سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔

4- عن ابی سعید خدری قال ان رسول اللّٰہ ﷺ قال اکثروا ذکر اللّٰہ حتٰی یقولوا مجنون ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ مجنوں اور دیوانہ کہنے لگیں۔

5- عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ما قال عبد لا الٰہ الا اللّٰہ

مخلصًا قط الا فتحت له ابواب السماء حتی یفضی الی العرش ما اجتنب الکبائر۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۲)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جو لا الٰہ الا اللہ کہے اور اس کیلئے آسمانوں کے دروازے نہ کھل جائیں یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

7- عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ جددوا ایمانکم قیل یا رسول اللہ کیف نجدد ایماننا قال اکثروا من قول لا الٰہ الا اللہ۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 359)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو یعنی ایمان تازہ کرتے رہا کرو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان کی تجدید کس طرح کریں۔ ارشاد فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ کو کثرت سے پڑھتے رہا کریں۔

صوفیاء کرام کی محافلِ ذکر کا احادیث صحیحہ سے ثبوت

صوفیاء کرام کا جو طریقہ ہے کہ ایک جماعت حلقہ بنا کر بیٹھتی ہے اور ذکر الٰہی کرتی ہے اس کی اصل احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

1- عن ابی ھریرہ عن النبی ﷺ قال ان للہ تبارک و تعالٰی ملائکۃ سیارۃ یبتغون مجالس الذکر فاذا وجدوا مجلسا فیه ذکر قعدوا معھم و حف بعضھم بعضا باجنحتھم حتی یملؤا ما بینھم وبین السماء الدنیا۔

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے فرشتوں کی ایک جماعت ایسی ہے جو کہ مجالس ذکر کو ڈھونڈتی ہیں۔ پس وہ جماعت جب کسی مجلس میں لوگوں کو ذکر کرتے ہوئے پاتی ہے۔ تو وہاں بیٹھ جاتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، یہاں تک کہ زمین و آسمان کی ساری فضا فرشتوں سے بھر جاتی ہے۔

2- عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ یقول اللہ تعالٰی انا عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی و ان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منھم۔

(رواہ بخاری ومسلم والترمذی والنسائی)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حق تعالٰی جل شانہ نے فرمایا کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اکیلا یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اکیلا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر مجمع میں کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بے گناہ ہیں) اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔

ذکر بالجہر کا ثبوت قرآن واحادیث صحیحہ سے

ذکر بالجھر اور ذکر بالسر دونوں دلائل شریعت سے ثابت ہیں البتہ بعض صورتو ں میں سر مستحب ہے اور بعض صورتوں میں جہر مستحسن ہے۔ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات مبارکہ میں ذکر بالجہر صراحۃً منصوص ہے:

1- فاذکرو اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا۔ (البقرہ ۲۰۰)

ترجمہ: اللہ کا ذکر کرو جیسا کہ تم اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں کفار کا طریقہ کار تھا کہ وہ حج سے فارغ ہو کر بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے اور ان کے کارناموں کو فخر سے بیان کرتے تھے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ بجائے آباء کے ذکر کے اللہ تعالٰی کا ذکر کیا کرو اور ظاہر ہے کہ لوگوں کو سنانے کے لئے جو ذکر ہوگا بالجہر ہی ہوگا۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس آیت پاک کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

دیگر آنکہ جہر مذکور مشروع است بے شبہ...... از ادلہ آنست قول حق سبحانہ تعالٰی: کذکرکم آباءکم۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ ص ۲۷۸)

اور جان لو کہ ذکر بالجہر بلاشبہ جائز ہے۔ اور اس کے دلائل میں سے حق سبحانہ کا یہ

فرمان موجود ہے کہ ایسے ذکر کرو جیسے اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو!

اشرف تھانوی دیوبندی ذکر بالجبر پر یوں استدلال کرتے ہیں:

ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیھا اسمہ و سعٰی فی خرابھا ۔ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو مساجد میں اللہ کے نام کے ذکر سے منع کرتا ہے اور مساجد کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ منع بدون اطلاع ذکر ممکن نہیں اور اطلاع بدون جہر غیر متصور ہے۔ (فتاویٰ امدادیہ جلد چہارم ص ۴۳)

2- عن عبد اللّٰہ بن الزبیر قال کان رسول اللّٰہ ﷺ اذا سلم من صلوتہ یقول بصوتہ الا علی لا الہ الّا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۸۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلند آواز سے لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ کا ذکر فرماتے تھے۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

ایں حدیث صریح است در جہر بذکر کہ آنحضرت با آواز بلند مے خواند۔

(اشعۃ اللمعات جلد ا ص ۴۱۹)

اور یہ حدیث ذکر بالجبر پر نص صریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذکر بالجبر کیا کرتے تھے۔

3- وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال کنت اعرف انقضاء صلوۃ رسول اللّٰہ ﷺ بالتکبیر ۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص ۸۸)

یعنی بخاری اور مسلم نے یہ حدیث شریف حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اختتام کو اللہ اکبر کہنے سے پہچانتا تھا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث شریف کی تشریح فرماتے ہیں، علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں تکبیر سے مراد مطلق ذکر ہے جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نمازوں کے بعد ذکر بالجبر معروف تھا اور آپ فرماتے ہیں کہ میں اختتام نماز کو ذکر بالجبر سے پہچانتا تھا۔

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۴۱۸)

حضرت امام نووی فرماتے ہیں:

هذا دليل لما قاله بعض السلف انه يستحب الجهر بالتكبير و الذكر عقب المكتوبة و ممن استحبة من المتاخرين ابن حزم الظاهری ۔

(نووی بر حاشیہ مسلم جلد ا ص ۲۳۷)

ترجمہ: یہ حدیث سلف کے اس مسلک پر دلیل ہے کہ فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے اور متاخرین میں ابن حزم ظاہری کا یہی مسلک ہے۔

5- فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

جمع عظيم يرفعون اصواتهم بالتسبيح و التهليل جملة لا باس به ۔

(عالمگیری جلد ۴ ص ۹۰)

ترجمہ: جماعت عظیم کے ملکر کلمہ اور تسبیح کو بلند آواز سے ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

6- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

بد آنکہ جہر بذکر مطلقا بعد از نماز مشروع است وار دشدہ است درو ے احادیث۔ (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۴۱۸)

ترجمہ: بلند آواز سے ذکر کرنا نماز کے بعد مطلقا مشروع ہے اس کے بارہ میں احادیث وارد ہیں۔

7- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حقیقت ذکر جہر وحق آنست کہ انکار آں سفاہت واضح است۔ (فتاویٰ عزیزی جلد ا ص [illegible])

ترجمہ: حق یہ ہے کہ ذکر بالجہر کا انکار کرنا جہالت ہے۔

9- شیخ مشائخنا امام ابن حجر مکی الشافعی فرماتے ہیں:

اوراد صوفية التی يقرؤا نها بعد الصلوات علی حسب عاداتهم فی سلوكهم لها اصل اصيل ۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص ۶۵)

ترجمہ: صوفیہ کرام نمازوں کے بعد اپنے سلوک کے مطابق ذکر بالجہر کرتے ہیں اس کی مضبوط اصل ہے۔

ذکرِ خفی کی فضیلت:

ذکرِ خفی کو ذکر جہر پر اسی طرح فضیلت ہے جس طرح روزہ کو باقی عبادت پر۔ کیونکہ باقی عبادات میں ریاکاری اور دکھاوے کا امکان ہے جبکہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو خالق اور مخلوق کے درمیان ایک راز کی صورت ہے یا رکھنے والے کو خبر ہے یا جس کے لئے رکھا گیا ہے وہ باخبر ہے۔ اسی طرح ذکر خفی ایک ایسی عبادت ہے کہ

کراماً کاتبین را هم خبر نیست

بندہ کو خبر ہے یا مولا کو خبر ہے جسے وہ پکار رہا ہے باقی ہر کوئی اس کے حال سے بے خبر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ (انفال ۲۰۵)

ترجمہ: یعنی اپنے رب کو اپنے نفس (دل) میں یاد کر۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ (مسند احمد جلد ۱، صفحہ 172)

ترجمہ: سب سے بہتر ذکر خفی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفَضِّلُ الذِّكْرَ الْخَفِيَّ الَّذِىْ لَا يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعِيْنَ ضِعْفًا۔ (مسند ابی یعلی جلد 7، صفحہ 182)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ایسا ذکر خفی جس کو ملائکہ حفظ بھی نہ سن سکیں ذکر جہر سے ستر درجے افضل قرار دیتے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

ذکرِ نبوی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

نعت پاک

جب بھی شہ کونین تیرا نام لیا ہے
گرنے نہ دیا تو نے ہمیں تھام لیا ہے

مخمور جسے پی کر ہوئے بوذر و سلماں
پھر تیرے فقیروں نے وہی جام لیا ہے

آپ آئیں نہ آئیں یہ رہی آپ کی مرضی
ہم نے تو چراغ آج سرِ شام لیا ہے

لوٹایا ہے سورج کو کیے چاند کے ٹکڑے
سرکار نے انگلی سے عجب کام لیا ہے

در تیرا نہ چھوڑا نہ گلی سے تیری اُٹھے
دیوانگی میں عقل سے کچھ کام لیا ہے

اقدسؔ تیرے پاؤں میں نہ کانٹا نہ کوئی زخم
پھر ہاتھ میں کیوں پرچم اسلام لیا ہے

کلام: تحریک پاکستان کے روح رواں
استاذ الحفاظ حضرت پیر سید حافظ ظہور علی شاہ علیہ الرحمۃ
(دربار عالیہ چورہ شریف)

وجہ تخلیق کائنات (ﷺ)

دنیائے کائنات کی حمد وثنا ذات رب العلی کیلئے جس نے اپنے بے مثل، بے مثال محبوب، پیکر حسن و جمال، مجسمہ ظفر واقبال، لجپال، نبی پاک ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا اور غمخوار و غمگسار، سید الابرار، احمد مختار، نبی عالی وقار جیسا محبوب نبی عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس پہ لکھنے۔ آپ ﷺ کی مدح سرائی، آپ ﷺ کی شخصیت آپ ﷺ کی بڑائی پہ کچھ کہنے کو جہاں سارے جہاں نے سوائے خالق کے لرزتے کانپتے ہے کہا آخر یہ اقرار ضروری ہے کہ

ع...... حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اس حسن ازل کے مظہر کریم ﷺ کے ذکر کیلئے اس فقیر، پر تقصیر، کبیر کی کیا مجال کہ کچھ جرات کرے مگر آپ ﷺ کے تذکارِ قدسیہ کے بغیر "اذکارِ کبیر" مکمل نہ ہوگی اور آپکے نام رحمت ﷺ کا صدقہ میرے گناہوں کا کفارہ اور بخشش کا سہارا، اور زندگی کی خطاؤں کی بہتی ہوئی ناؤ کا کنارہ بن سکے، یہ بات واضح ہے کہ انسان جسم اور روح کے امتزاج کا نام ہے جس طرح جسمانی قوت کے لئے اسے عمدہ غذا، مصفا ہوا، اچھے رہن سہن کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح اسے اپنی روح کی تومندی کے لئے بھی بعض چیزیں درکار ہوتی ہیں۔ روح کی تومندی اور تروتازگی کیلئے انسانی تاریخ میں مختلف کردار سامنے آتے ہیں جنہوں نے روح کے تصفیہ کیلئے انسانیت کے سامنے اپنی تعلیمات پیش کیں سرکار خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی روح کے تزکیہ کیلئے عملاً درس توحید وخوف خدا دیکر انسان کو رب واحد وقہار کی چوکھٹ پر جھکا دیا، اس طرح اللہ کریم جل مجدہٗ کے پیارے کلیم اللہ علیہ السلام نے قولِ لیّن (نرم گفتگو) سے تزکیہ وخشیت کا سبق دیا، یونہی جناب عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی ذات رحمت اپنی تخلیقی انفرادیت، اپنے بچپن کے تکلم اور روحانیت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے، مردوں

کو زندگی، مبرص و مجبور و معذور، مفلوج و ناکارہ انسانوں کو شفائے کاملہ سے صحت یاب فرمادیا اور معاشرہ میں انہیں جنکی طرف کوئی نہ دیکھتا تھا خوبصورت، خوب سیرت بنادیا۔

پوشیدہ رازوں سے حجاب ہٹا کر، گھر کی چاردیواری کے رازوں کا انکشاف فرما کر، دل کی باتوں کا اعلان فرما کر، انسان کو روحانی انکشاف و ادراکات کے ذوق سے نوازا، تزکیہ کے مقصد عظیم کی تکمیل کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو منصب عظیم پر بٹھادیا۔

آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد تھا تعلیم شریعت اور اس کی باریکیاں، فائدے یعنی حکمت اور تزکیہ روح تھا۔ شریعت کی تعلیم اور حکمت کو حقیقی جلا دے کر قبولیت کے شرف سے نوازنا ہے جسے شریعت کی زبان میں احسان کہا جاتا ہے، اس احسان کا حقیقی ادراک تزکیہ روح پر موقوف ہوتا ہے اس لئے حضور پرنور، شافع یوم النشور ﷺ کی سیرت پاک میں زیادہ توجہ تزکیہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں، شناوران بحر حقیقت محمد ﷺ رقمطرازانِ سیرت مصطفویہ ﷺ نے آقائے کریم کے ہر ہر پہلو پر اپنی بساط، اپنی ہمت، اپنی فکری رسائی، اپنی علمی دسترس، اپنے ذوق کی پرواز کے مطابق بہت کچھ لکھا بلکہ اس میں بھی شک نہیں کہ دنیائے کائنات میں وہ ایک محبوب خدا ﷺ کی ذات باصفا ہے جن پہ اتنا لکھا گیا جو نہ گنا جاسکتا ہے نہ تولا جاسکتا ہے بلکہ بالآخر اسی پر اکتفا فرمایا کہ

ع تیرے اوصاف کا ایک باب بھی پورا نہ ہوا

ایک چھوٹی سی جسارت کرتے ہوئے شرمندگی محسوس ہوتی ہے مگر وقت کی ضرورت اور جمیع معتقدین متوسلین کے لئے اہم ضرورت کے تحت عرض کرنا ضروری ہے۔

حضور اکرم ﷺ امت کے مرشدِ حقیقی ہیں:

اس عاجز کی نظر سے حضرت امام سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ کی کتاب لواحٔ انوار قدسیہ گذری اس میں حضرت امام نے بڑی وضاحت اور نہایت عمدگی سے حضور ﷺ کو امت اجابت کیلئے شیخ حقیقی کی حیثیت سے ملاحظہ فرماتے ہوئے شریعت کے جملہ اوامر و نواہی ترغیب، ترہیب، مندوب و مستحب کو شیخ اور مرید کے باہمی عہد و پیمان کی صورت میں واضح فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کم علم اپنی کم مائیگی کے باوجود امام الانبیا ﷺ کے روحانی

تزکیے کے عمل کا اثر جو آپ کے اور آپ کے جانثار صحابہ کرام نے قبول فرمایا تھا۔ اس کو تصوف کی زبان میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہے۔

ع من آنم کہ من دانم

روح جو امر ربی ہے۔ کائنات بشری میں افضل ترین حیثیت کی حامل ہے۔ روح کی صحت روح کی بالیدگی کیلئے کچھ ایجابی صفات کا ہونا ضروری ہے وہ ہیں۔ زہد، صبر، تسلیم، قناعت، فقر، ریاضت، رضا، یاس (خوف خدا) ان آٹھ صفات عالیہ سے روح جتنی وابستہ ہوگی۔ ان صفات سے مسجع مقفیٰ ہوگی، اتنی ہی اس کی تنومندی، پاکیزگی، صفائی، حسن میں اضافہ ہوگا جس کے تحت انسانیت، روحانیت ملاء اعلیٰ کے انکشاف سے واقفیت ہوگی۔ اور نفس مطمئنہ بن کر رجوع الی اللہ میں رضا و خوشنودی محسوس کرے گا، انسان اپنی فطرت کے لحاظ سے جہاں کہیں کسی کو متاثر کرتا ہے وہاں اس کا اپنا متاثر ہونا بھی لازمی ہے۔

تدریس و تعلیم ہو یا تربیت اور رہنمائی اس میں تاثر و تاثیر کا بہت گہرا دخل ہے، مرشد و مسترشد میں رابطہ کی قوت بھی اسی تاثر کی مرہون منت ہوتی ہے کما حقہ تاثر کے لئے اور اس تاثر کی بقا کے لئے روحانیت کے تتبع کرنے والوں کو بعض معتد بہ ضوابط پر عمل پیرا ہونا پڑتا ہے جو کہ نہایت ضروری ہوتا ہے اس حوالہ سے اب ضروری ہے کہ انکی مختصر سی وضاحت بھی کر دی جائے تا کہ حضور معلم کائنات ﷺ کے عمل تزکیہ کی پوری نوعیت سامنے آجائے۔
ابتدائے اسلام میں رحمت عالمیان ﷺ نے دعوت تزکیہ کا آغاز فرمایا تو جن خوش قسمت حضرات کے مقدر میں تھا انہوں نے اس دعوت پر لبیک کہا، تاریخ احادیث کے اوراق شاہد ہیں کہ کفار مکہ نے آپ پر کون کون سے ظلم نہ ڈھائے، پریشان نہ کیا، آپ کا ایک ایک سانس اجیرن کر دیا، ظلم اور نفس کی اذیت اس راہ تزکیہ میں سب سے زیادہ آپ کو پیش آئی اس حد تک وہ پوری فراغت، سکون، مگن، یکسوئی سے اپنے معمولات تزکیہ ادا نہیں کر سکتے تھے۔
جس کی وجہ سے انہیں اپنے آقا کریم ﷺ (مرشد حقیقی) نے اس (ہجرت) کیلئے اجازت مرحمت فرمائی اپنے شفیق کریم آقا ﷺ کا حکم مانتے ہوئے تزکیہ کا عمل جاری رکھنے کیلئے طالبین نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ نجاشی بادشاہ کے سامنے حضرت جعفرؓ نے

اپنے محبوب معلم کونین (مرشد کریم) ﷺ کی تعلیم اور تزکیہ کے نتیجہ کو یوں بیان فرمایا:

اے بادشاہ وقت! ہم جاہل لوگ خدائے ذوالجلال والاکرام سے ناآشنا تھے۔ اور نہ ہی حقیقی مربی ومزکی خالق و مالک کا ہمیں علم تھا ہم تو بتوں کے پجاری مردار خور، حرام خور ،عیار، مکار، قذاق، بدکار، حلال وحرام کی اقدار پاکیزہ سے ناآشنا، جننے والی ماؤں کو بھی بازار میں بیچنے والے مکروفریب، قتل وغارت، ڈاکہ زنی کے عادی، ہمسایہ کے حقوق سے ناآشنا، انسان اور انسانیت سے بےخبر، شریف وشرافت سے کوسوں دور، گناہوں کی غلاظتوں کے دلدل میں دھنسے ہوئے تھے۔ طاقتور غریب کا حق کھا جانا، قوت کے گھمنڈ کے حوالے اپنا حق سمجھتا تھا۔ مگر ہم پہ کرم ہوا ہمارے خالق مطلق کو ہم پہ ترس آیا اور اس نے اپنا پیارا محبوب، نبی محترم جو غم خوار، غمگسار، یتیموں کا وارث، دکھیوں کا آقا، رقیق القلب ہے، عطا فرمایا۔ اور آج ہم انکے قرب کے بدلے اور انکے تربیت وصحبت کے صدقے بدکاریوں سے پاک ہو کر یہاں آپ کے پاس آئے ہیں اپنے آقا کریم مرشد کامل ﷺ کے نسب، ان کی صداقت، ان کی دیانت، ان کی شرافت، ان کی بلند کرداری ان کے جودوکرم، ان کے لطف وکرم ان کی سخاوت ان کی نوازشات کو ہم نے اپنے آنکھوں سے مشاہد کیا، دیکھا اور اچھی طرح دیکھنے، پرکھنے کے بعد ہم نے اپنے دھرم کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا اور اپنے ہاتھوں سے بنائے معبودوں کو توڑ کر کفر وشرک کو چھوڑ کر اپنے کریم نبی محترم (مرشد کریم) ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کرلی۔ (ملخصاً)

محبت شیخ کے لئے اتنا کہنا مناسب ہے کہ

ع جب تک جنوں جوان نہ ہو ملنا تیرا محال ہے

اور بقول کسے

؎ دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

محبت بڑی عجب چیز ہے۔ اسکی اعجازکاریوں سے کوئی پتھر دل ہی انکار کرے۔ بالخصوص جب یہ محبت حضور ﷺ کے حریم ناز میں ڈیرے ڈال دیتی ہے، تو اس کے کارنامے ورائے

عقل ہی نہیں رہتے بلکہ ماوارئے کائنات ہونے کی منزل بھی پالیتے ہیں۔ محبت ویسے بھی پابند حدود و قیود نہیں ہوتی پھر چہ جائیکہ محبت رسول ﷺ کو حدود و قیود میں محصور کر دینے کا کوئی تصور کرے۔ محبت رلاتی بھی ہے اور ہنساتی بھی، گلزار کی بہاریں بھی دکھاتی ہے، نار کے شعلے بھی، یہ اسکا اپنا ہی انداز ہے، محبت ہی ایک ایسا مجرب، ایسا پراثر نسخہ ہے جو محبّ و محبوب کے فاصلے مٹا دیتا ہے۔ محبت سود و زیاں سے بے نیاز کر دیتی ہے، گھربار، مال، اولاد، ملک، وطن، موت و حیات سے بے نیاز کر دیتی ہے اور جو قرب محبوب میسر آتا ہے، بجائے تسکین کے۔

ع...... مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اے انسان! بالخصوص جمیع شرائط و اغراض سے پاکیزہ تر اپنے کریم سے وابستہ ہو، غیر کے تصور باطلہ دل و دماغ قلب و جاں کو فارغ کر دے اور اس کیفیت میں مبتلا کر دے کہ اپنے محبوب کے بغیر

ع...... جچتے نہیں میری نظر میں اپنی نظر کو کیا کروں

محب مخلص اگر اپنے آپ کو محبت کی میزان پہ پرکھنا چاہے تو صرف اپنے اندر کی کیفیت سے سوال کرے کہ کوئی چیز مجھے اپنے محبوب سے عزیز ہے اگر کوئی اور چیز نظر آئے تو محبت خام اور اگر کائنات حیات کی ہر چیز اور ہر رشتہ پہ محبت محبوب غالب آجائے تو وہ محب صادق منزل پا گیا۔ منزل تزکیہ کی معراج یہ ہے کہ محبوب کی اداؤں اور اس کے تابع رہ کر راہ محبت کا مسافر رہے اور اس سفر میں نہ اکتائے اور نہ گھبرائے جو بھی لمحہ قربانی اور امتحان کا آئے بے دھڑک کر گذرے اور کر گزرا تو اپنے مقدر پہ ناز کرے۔

جناب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ ساتھ لیکر اپنے میکے تشریف لے جا رہی تھیں کہ راستے میں حملہ آوروں نے خوبصورت بچہ دیکھ کر چھین لیا اور جا کر بازار میں بیچ دیا اور بچے کے خریدار جناب سیدہ طیبہ طاہرہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ تھے آپ نے چار سو دینار میں خریدا اور خوشی خوشی اپنی پھوپھی جان سیدہ خدیجہ کریمہ رضی اللہ عنہا کے حضور جا کر پیش فرمایا۔ اور جناب زید خوشی سے جناب خدیجہ کریمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت عالیہ میں ڈیوٹی دینے لگے۔ ایک وقت، ایک ساعت

مبارک آئی جب خدیجہ کریمہ رضی اللہ عنہا نے اعلان نبوت پہ نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی دعوت کو قبول فرما کر اسلام قبول فرمایا آپ کے ساتھ جناب زید رضی اللہ عنہ بھی بارگاہ رحمۃ للعالمین ﷺ میں حاضر ہوئے اور داخل اسلام ہوئے ادھر جناب زید رضی اللہ عنہ کے والد گرامی حارثہ کو چلتے چلتے خبر ملی کہ وہ محمد عربی ﷺ کی بارگاہ جہاں پناہ میں ہیں وہ فوراً اپنے بھائی کعب کو لیکر رواں دواں اپنے بیٹے کو لینے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، والی کونین ﷺ نے بے پناہ پیار فرمایا آمد کا مقصد پوچھا انہوں دست بستہ عرض کیا حضور ﷺ آپ کی خدمت میں حاضر زید میرا بیٹا ہے اس کو لینے حاضر ہوا ہوں، کرم فرمائیں اپنی عطا کے صدقے بیٹے کی جدائیوں پہ مرہم عطا فرمادیں۔ آپ ﷺ نے بلا تکلف فرمایا زید بیٹا جاسکتا ہے کوئی روک ٹوک نہیں، ہاں بہتر ہے کہ چونکہ زید نے میرے پاس پیارا وقت گذارا ہے اس سے پوچھ لیں اگر وہ جانا چاہے تو بصد خوشی چلا جائے۔ حارثہ نے فیصلہ کو قبول فرمایا اس سوچ کے ساتھ زید کو جب پتہ چلے گا وہ پہچان لے گا کہ میں اسکا حقیقی باپ ہوں تو وہ مجھے کیسے نظر انداز کرے گا۔ جب جناب زید کو بلایا گیا وہ کیا سماں ہوگا ایک طرف جسم کا رشتہ، دوسری طرف روح و ایمان کا رشتہ، حاضرین سراپا اضطراب ہیں بھلا یہ نوجوان کیا فیصلہ کرتا ہے۔ جناب زید نے بلا جھجک عرض کی اے میرے کریم آقا ﷺ! اے خالق کی تخلیق میں بے مثل محبوب ﷺ! میرے لئے تو ایک سانس بھی برداشت نہیں کہ میں جیتے جی آپکو چھوڑ کر چلا جاؤں اس جدائی کی گھڑی سے موت بہتر، جو آپ کے قدموں میں آئے گی، دنیا کے تمام رشتے حتیٰ کہ ماں باپ بھی آپکے قرب پہ قرباں، صرف آپ مجھے حکم نہ دیں کہ جا چلا جا، سب کچھ برداشت ہے مگر پیارے آقا آپ کی جدائی برداشت نہیں مری تو خواہش اور ایک ہی خواہش ہے کہ

میں مراں تا تد مراں جد دیکھ لا سرکار نوں
سر میرا ہووے قدماں وچ لے منہ مرادربار نوں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اتباع حکمِ رسول ﷺ:

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے واقعات بے مثال بے شمار ہیں لیکن ایک ہی

وابستگان دربار کریم سے اور جمیع عقید تمندان طریقت کے طلبا کیلئے بہت کافی ہوگا اگر رب قدیر اپنے محبوب سراج منیر ﷺ کے صدقے عمل کی توفیق دے۔رب دو جہاں کے محبوب کون ومکاں اپنے حلقہ احباب میں تشریف فرما ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین رشد و ہدایت کے لعل وجواہر سے جھولیاں بھر رہے ہیں اپنے بخت پہ نازاں ہیں، نگاہ بے قرار کے کاسے جمال یار سے سرشار فرما رہے ہیں، یکدم ایک صدائے دل نواز جمیع حضرات کے کانوں میں رس گھول گئی کہ توجہ سے میرے محبوب کے جانثارو سنو!

آج یہ طلبا، یہ مسافر، یہ آپ کے مہمان ہیں۔کہ میں اپیل کرتا ہوں حسب استطاعت جو کچھ بھی ہو سکے جلدی لے آؤ، مراد مصطفےٰ ﷺ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تہیہ کرلیا آج اپنی پوری متاع کا نصف پیش کر کے سب پہ سبقت لے جاؤں گا، اٹھے گھر تشریف لے گئے، کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر گھر کا مکمل اثاثہ کا نصف لیکر آقا کریم ﷺ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور یقین تھا آج میں شناسائے مزاج نبوت، ادب خوردہ نگاہ محبت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بازی لے جاؤں گا۔

اسی ساعت کریم میں آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں عمر! کیا لائے ہو؟ عرض کیا: سیدی یا رسول اللہ ﷺ جو تھا اس کا نصف۔اب کریم آقا ﷺ سن کر خاموش ہو گئے اس طرح دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقدور بھر سامان لیکر حاضر ہوئے اور سامان لا کر رحمت کل ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا اور کریم آقا قبول فرما کر اپنے جانثاروں کیلئے دعا فرما رہے تھے۔آخر میں اس رفیق نبوت کی محفل رسول ﷺ میں حاضری ہوتی ہے، جس کو رب کائنات نے اپنے محبوب ﷺ کے بعد ہمیشہ پہلا درجہ عطا فرمایا۔اور اپنے محبوب پاک ﷺ کی امت میں جمیع امت میں افضل و اعلیٰ ہونے کا شرف عطا فرمایا اور اس شرف کو کون پہنچے جس میں رفیقِ نبوت، عتیق وصدیق مسجد نبوی میں مصلےٰ پاک پہ جلوہ فرما ہوں گے اور جمیع رسولوں کا امام، امام الانبیا ﷺ اقتداء میں نماز ادا فرما رہے ہوں۔

اتنے میں نگاہ نبوت اٹھی دیکھا تو صدیق اکبر، فنائے محبت رسول ﷺ، فنا فی الشیخ اپنے جسم پہ کپڑے بھی نہیں بلکہ ایک پھٹا پرانا کمبل جسم پر اوڑھ رکھا ہے اور اسکے بٹن ایسے

انو کھے کہ جو شاید کسی نے نہ لگائے ہوں، وہ ببول کے کانٹے تھے، نبی کریم، روف رحیم ﷺ نے پیار سے فرمایا صدیق، جی سیدی یا رسول اللہ ﷺ! آپ کیا لائے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو تھا لے آیا اور قیمتی متاع گھر چھوڑ آیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا؟ رو کر عرض کیا اپنے اللہ کریم اور محبوب کریم ﷺ کو۔

سب کچھ آپ ﷺ پر قربان کر کے تربیت یافتہ بارگاہ محبوب خدا ﷺ نے عمل سے ثابت فرما دیا غلام صادق اتنی دیر تک مقام قرب کی معراج پر نہیں پہنچتا جب تک دنیائے کائنات اور جان و مال کوئی بھی چیز محبوب پہ قربان کرنے کا شوق حاصل نہیں ہو جاتا۔ وہ رات پیارے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے بے مثال ہوگی، مقدروں کی معراج کئی بار اپنے رفقاء میں رشک کا سبب، جب ہجرت کی رات آقائے کریم ﷺ اپنے پیارے لاڈلے داماد سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بستر پہ سلا کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گھر سے بلا کر رفاقت سفر کی بشارت دی۔ وہ لمحے کیسے حسیں ہوں گے جب رفیق غار کے دروازے پہ جس کے مقدر پہ عرش کی بلندیاں رشک کر رہی ہوں گی اس دروازے پر سید الابرار ﷺ جلوہ فرما ہونگے ۔سرور عالم ﷺ نے ہجرت کا پیغام سنایا ور رفاقت سفر کی خوشخبری دی بس وہ منظر لفظوں میں نہیں سما سکتا۔ آپ نے حضور ﷺ کے ساتھ سفر شروع فرمایا، غار ثور تک یار کو کاندھوں پہ بٹھایا اور غار ثور کی خلوتوں میں محبوب کے سرِ انور کو آغوش میں رکھ کر تصور شیخ خوب پکایا، جو آج بھی سلسلہ نقشبندیہ کے سلوک کا روح رواں ہے اور ایڑی پہ سانپ کے ڈنک پہ ڈنک کھا کر ثابت کر دیا کہ مرید صادق اسے کہتے ہیں اور آپ کے سلسلہ میں انہیں قرب بھرے لمحات کا فیضان ہے، زبان محبوب الرحمٰن ﷺ سے ارشاد ہوتا ہے:

"اے ابو بکر مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے!
میری حقیقت کو میرے پروردگار کے سوا کوئی نہیں جان سکتا"۔

(مطالع المسرات)

اس میں کوئی مبالغہ آرائی ہے نہ کوئی انکساری، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ سراپا اعجاز اور پیکر نور ہیں۔ دل سے نگاہ تک، روح سے جسم تک، سر سے

پائے مقدس تک اعجاز مجسم اور شاہکار فطرت ہیں، میرے رب کریم کے پیارے محبوب ﷺ کا ہر عضو معجزہ ہی معجزہ ہے بلکہ بے شمار معجزات کا پیکرِ جمیل ہے۔ خداوند لم یزل کے شاہکار جمیل کی ایک ایک ادا، آپ ﷺ کا روئے تاباں، چشم سرگیں، گیسوئے عنبریں، دردنداں، چہرہ زیبا، گفتار شریں، رفتار دلنشیں، دستِ ہمت وسخا، ہر ہر ادا شرم وحیا، لعاب دہن مبارک شفا، پسینہ مشک وعنبرین، جسم اطہر کا سراپا حق کی دلیل اور ہدایت کا مینار، آفتاب نبوت اور شاہکار فطرت کے چہرہ اقدس قد وقامت، خدو خال، سیرت وکردار، عادات واطوار بلاشبہ حصہ ایمان، اسکی کائنات تخلیق میں کوئی دوسری مثال نہیں۔

ارشادات رحمتِ عالم ﷺ کی بہاریں:

فرموداتِ نبوی کی روشنی میں چند باتیں ملاحظہ ہوں:

- بداخلاقی عمل کو اسطرح خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو۔
- دنیا کی محبت خطاؤں کا سرچشمہ ہے۔
- برائیاں جہالت سے مربوط ہے۔
- رب ذوالجلال جس قوم کی تباہی چاہتا ہے اسکی قیادت عیاش "میوں کے سپرد کر دیتا ہے۔
- ایک دوسرے کو ہدیے پیش کرتے رہو کہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور دل کی کدورتیں دور ہوتی ہے۔
- جو چھوٹوں پر ترس اور بڑوں کا احترام نہ کرے اسکا ہمارے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔
- دنیا کو ترک کردو وہ خود بخود تمہارے پیچھے چلی آئے گی۔
- جو اپنے عہد کا پاس نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔
- جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے وہ قحط سے دوچار ہو جاتی ہے۔
- جو قوم زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ خشک سالی کا شکار ہو جاتی ہے۔
- جس قوم میں بدکاری بڑھ جاتی ہے اس میں ناگہانی اموات عام ہو جاتی ہیں۔

عظمت مصطفےٰ ﷺ اغیار کی زبان سے:

جب سے انسان اس دھرتی پر اُترا ہے۔ اسی وقت سے چلا آ رہا ہے یہ حضرت محمد

رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے بھی تھا کہ آپ ہی اس کا نقطہ آغاز ہیں، آپ کے ظاہری زمانے میں بھی تھا۔ آپ ہی نے اس کو مکمل کیا اور آپ کے زمانے کے بعد بھی ہے اور قیامت تک رہے گا۔ دین فطرت کی تصدیق ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے بھی ہوتی ہے جس کی تاریخ تقریباً چھ ہزار سال پرانی ہے اس لئے پہلے ان کتابوں کے بارے میں عرض کیا جاتا ہے پھر ان کتابوں میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کیا جائے گا اس کے بعد آپ کے ابتدائی اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔

ہندوؤں کے ہاں الہامی کتابوں کے عقائد وافکار سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کتابوں کے عاملین آریہ لوگ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے زمانے میں آئے اور انہوں نے ان انبیاء علیہم السلام کے صحائف سے استفادہ کیا ممکن ہے ان میں مسلمان موحدین بھی ہوں' جنہوں نے نظریہ توحید کو یہاں روشناس کرایا اور وہ انبیاء بھی جو مختلف زمانوں میں برصغیر میں آتے رہے پھر زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمات اوجھل ہوتی گئیں۔ ہندوؤں کے مذہبی لٹریچر کے بارے میں کوئی بات قطعی طور پر نہیں کہی جاسکتی سارا لٹریچر کس طرح وجود میں آیا' کس نے تصنیف کیا کب کیا۔ ہندوؤں کا سارا مذہبی ادب گیتوں کے مجموعے پر مشتمل ہے۔ یہ مجموعے چار ہیں جن کو وید کہا جاتا ہے وید کے معنی سنسکرت میں علم کے ہیں۔ ہزاروں برس پہلے جن علماء نے یہ گیت گائے ان کو رشی کہا جاتا ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق انہوں نے برہما سے یہ الہام حاصل کیا ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ وید الہامی کتاب ہے۔ وید کے لفظی معنی علم یعنی علم غیب ابوریحان البیرونی نے کتاب الہند میں لکھا ہے "وید کے معنی ہیں اس چیز کا جان لینا جو پہلے سے معلوم نہ ہو"۔ ہندو عقیدے کے مطابق وید اللہ تعالیٰ کا ذاتی علم ہے۔ وہ ویدوں کو سنا ہوا یا سنا جانے والا الہامی علم جانتے ہیں جس میں کسی لفظ کی تبدیلی جائز نہیں۔ یہ وہی علم ہے جو ہندو مذاہب کی بنیاد ہے ہندو عقیدے کے مطابق وہ کلام الٰہی ہے۔ ہندو ویدوں کو اور گرنتھ (صحف اولیٰ) اور آواگیان (زبرہ الاولین) مانتے ہیں۔ یعنی سب سے پہلے صحیفے اور سب سے پہلے بکھرے ہوئے اوراق لیکن ڈاکٹر رادھا کشن کے مطابق وید انسانی تخلیق کی قدیم ترین دستاویز ہے۔

چار وید۔ رگ وید، سام وید، اتھر وید پہلے تینوں وید لفظی و معنوی لحاظ سے یکسانیت رکھتے ہیں ان میں رگ وید سب سے اعلیٰ ہے۔ آریائی قومیں جب پاک و ہند میں داخل ہوئیں تو اپنے ساتھ عقائد و افکار بھی لائیں۔ ان کی ترتیب و تصنیف اور تحریر کے درمیان بڑا وقفہ ہوگا بہر حال کم از کم پندرہ سو قبل مسیح ان کا رواج ہو چکا تھا بعض فضلائے دو ہزار پانچ سو سال قبل مسیح تک ان کا زمانہ بتایا۔ سر سیندر ناتھ داس گپتا کے خیال میں رگ وید جو چاروں ویدوں میں اہم ترین ہے نہ وہ کسی ایک دماغ کی تخلیق نہ کسی زمانے سے اس کا تعلق ہے بلکہ مختلف زمانوں میں مختلف دانشوروں نے اس کو تسلیم کیا ہے لیکن اس کا امکان کم ہے کہ ہندوستان میں آریوں کی آمد سے قبل یہ تحریر میں محفوظ کر لئے گئے ہوں وہ سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے گئے پھر تحریر میں آئے۔

ہمارے خیال میں ڈاکٹر رادھا کشن اور سر سیندر ناتھ داس گپتا کا یہ خیال قابل تحقیق ہے کہ وید انسانی دماغ کی تخلیق ہے اس میں شک نہیں کہ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی دماغ نے اس میں ملاوٹ کی ہوگی۔ ممکن ہے اس میں الہامی کلام بھی ہو، اگر ایسا نہ ہوتا تو اس میں حضرت محمد ﷺ کی صاف صاف پیشگوئیاں نہیں ملتیں۔ چند سال ہوئے پنڈت وید پرکاش اپادھیا نے اپنی کتاب میں جو ویدوں کی روشنی میں لکھی گئی ہے یہ انکشاف کیا ہے کہ ہندو عرصہ دراز سے جس آخری نبی کا انتظار کر رہے ہیں وہ حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔ یہ خبر مختلف اخباروں میں شائع ہو چکی ہے۔ ہمارے سامنے روزنامہ ''اُمت'' کراچی شمارہ ۲۵ اپریل ۱۹۹۸ء ہے اور یہ من و عن نقل کر رہے ہیں: کالکی اوتار کا ظہور ہو چکا ہے۔ ہندو جاتی کو اب اس کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے اور مقدس کتاب وید کے مطابق کالکی اوتار (ہادی عالم) کو تسلیم کرتے ہوئے اسلام قبول کر لینا چاہیئے۔ ان خیالات کا اظہار سنسکرت کے عالم اور الہ آبادی یونیورسٹی میں اہم عہدہ پر متعین پنڈت وید پرکاش نے اپنی تازہ تحقیقی کتاب میں کی ہے۔ پنڈت وید پرکاش بھارت کے پہلے دس بڑے مذہبی رہنماؤں میں آتے ہیں۔ سنسکرت نے دیگر علما نے بھی پنڈت وید پرکاش کے تحقیقی نظریہ کی تائید کی ہے۔ پنڈت وید پرکاش نے اپنی کتاب کالکی اوتار میں اپنے دعویٰ کی حمایت کی ہے اور ہندوؤں کی مقدس

کتاب وید میں لکھا ہے کہ بھگوان کا آخری پیغمبر (کالکی اوتار) ہوگا جو پوری دنیا کو رہنمائی فراہم کرے گا۔ ہندوازم کی پیشگوئی کے مطابق کالکی اوتار ایک بڑے جزیرے میں جنم لے گا۔ درحقیقت یہ جزیرہ عرب ہے وید امیں کالکی اوتار کے والد کا نام وشنو بھگت درج ہے جبکہ ماں کا نام سومانب ہے۔ سنسکرت کے مطابق وشنو اللہ اور بھگت غلام کو کہتے ہیں۔ اس طرح وشنو بھگت کا عربی ترجمہ عبداللہ بنتا ہے۔ سومانب سنسکرت میں امن و آشتی کو کہتے ہیں اور عربی میں اس کا مترادف آمنہ ہے۔ کالکی اوتار کے متعلق وید میں لکھا ہے کہ بھگوان اپنے خاص پیغام رساں کے ذریعہ انہیں ایک نماز سکھائیں گے۔ یہ بات حضرت محمد ﷺ پر صادق آتی ہے۔ ہندو مذہب کی دیگر مذہبی کتابوں میں لکھا ہے کہ کالکی اوتار گھڑسواری، تیراندازی اور تیغ زنی میں ماہر ہوگا۔ پنڈت وید پرکاش نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اس جانب خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ گھوڑوں تیروں اور تلواروں کا دور گزر چکا ہے۔ ان حالات میں ان ہتھیاروں سے مسلح اوتار کا انتظار غیر دانشمندانہ اقدام ہوگا۔ پنڈت وید پرکاش لکھتا ہے کہ کالکی اوتار درحقیقت حضرت محمد ﷺ کی جانب واضح اشارہ ہے جسے اللہ نے آسمانی کتاب قرآن دیگر پوری کائنات کیلئے رہنما بنا کر بھیجا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ کتاب ایک ہندو پنڈت نے لکھی ہے جو کہ سنسکرت کا ممتاز عالم اور ایک اہم یونیورسٹی میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہے اور اس کی تائید بھی آٹھ اہم پنڈتوں نے کی ہے۔

ویدوں میں بڑی شدت سے اُگنی کا راز (حقیقت کا راز) تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یقیناً اس راز میں کوئی راز ہوگا۔ ویدوں میں ہے کہ اس راز کو راسخین فی العلم حاصل کر سکیں گے۔ ویدوں میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ یہ راز تحقیق و ریسرچ سے ہی کھل سکے گی اور یہ راز کھلنے ہی پر تمہاری (ہندو قوم) کا دارومدار ہے اور اس راز کے کھلنے کے بعد تم امام عالم بنو گے۔

حقیقت احمدی کو سب مقدس کتابوں میں بیان کرنے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اقوام عالم اپنی طرف بھیجے گئے انبیاء کو مان مان کر الگ ہو جائیں گی تو سب کو اس جانے پہچانے نبی کی وحدت پر اکٹھا کیا جائے گا اور یہ کہا جا سکے گا تم آخر میں آنے والے نبی کی حیثیت تو نہیں جانتے۔ البتہ پہلے آنے والے نبیوں کی حیثیت تو جانتے ہو کیونکہ آپ کا

اقرار تمہاری قوموں میں آنے والے ہر نبی سے لیا گیا ہے: بے شک حضرت محمد ﷺ تمام انبیاء کی خوبیوں کے جامع ہیں جس طرح آپ کا اسلام ہر دور کے دین فطرت کا جامع ہے۔

محمد ریاض الرحیم صاحب نے یہ بڑی دل لگی بات کہی ہے کہ وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ دوسرے مذاہب کی کتابوں میں مذکور اس حقیقت محمدی ﷺ کو قرآن کریم کی روشنی میں صاف اور مصفا کر کے تمام دنیا کو ایک رسول کی حقیقت پر جمع کیا جائے۔

ویدوں کی پیشگوئی کے مطابق ریگستانی اُمت کے لوگ (یعنی عرب) اس راز کی تحقیق کریں گے۔ ویدیاس جی نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام کالکی اوتار رکھا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے۔

''ان کے پتا کا نام وشنو ویس (عبداللہ) اور ماتا کا نام وتی (آمنہ) ہوگا''۔

اس کالکی اوتار کے مختلف صفحات کا خلاصہ یہ ہے کہ

''نبی ﷺ آخرالزماں کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا''۔

''جبریل غار حرا میں وحی لائیں گے، سفر معراج فرمائیں گے، زمانے کی سیاہی دور ہو گی، نور مجسم ہوں گے اور خاتم النبیین ہوں گے''۔

ہندوستان کے مذہبی اوتار گوتم بدھ کی کتابوں میں آپ کا لقب میتر یا یعنی ''رحمۃ للعالمین'' موجود ہے۔ گوتم بدھ نے دو نشانیوں کا ذکر کیا ہے۔

پہلی: آپ پر ایک کتاب نازل ہوگی اور اُس کی خوبی یہ ہوگی کہ جتنی پڑھی جائے گی اتنا ہی سننے کو دل کرے گا۔

دوسری: آپ کا دین اس طرح پھیلے گا جس طرح اولے اور پھٹے میں آگ پھیلتی ہے۔

انجیل برناباس سن ۳۲۵ء تک اسکندریہ کے گرجاؤں میں مستند انجیل سمجھی جاتی تھی۔ اس میں کئی صفحات پر سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر موجود ہے۔

قرآن کریم میں لکھا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری کے بعد دوسرے مذاہب کے مذہبی پنڈتوں نے اپنی کتابوں سے ان آیات اور خبروں کو یکسر چھپا دیا جس میں حضرت محمد ﷺ کی آمد کی خبر دی گئی تھی۔ حالانکہ تشریف آوری سے پہلے وہ خود آپ کے وسیلے سے

کافروں پر فتح ونصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ان حقائق کا ذکر قرآن کریم کی آیات میں کیا گیا ہے۔سرکار دو عالم ﷺ کے عہد میں جو یہودی اور عیسائی مسلمان ہوئے انہوں نے بھی ان حقائق کی تصدیق کی اور توریت، زبور اور انجیل کے جو راز مذہبی رہنماؤں نے چھپا لئے تھے وہ سب بتا دیئے۔مسلمان ہونے والے ان حضرات میں حضرت کعب احبار، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت عبداللہ بن سلام۔یہی وجہ ہے کہ ان کے دل میں سچائی تھی، جب انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھا تو فوراً ایمان لے آئے۔تقریباً ۱۰ھ نبوی مطابق ۶۲۰ء میں مکہ معظمہ سے کچھ دور پہاڑی آبادی طائف کے لوگوں کو حضرت محمد ﷺ نے جب اسلام پیش کیا تو آپ کو پتھر برسا برسا کر لہولہان کر دیا گیا۔آپ زخموں سے چور انگور کے ایک باغ میں آئے۔یہ باغ آپ کے ایک بدترین دشمن ربیعہ کا تھا مگر اس کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام عداس سے کہا کہ طشتری میں کچھ انگور رکھ کر اس نو وارد کے پاس لے جاؤ۔عداس نے انگور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے نورانی چہرہ دیکھا وہ لرزا ہوا جھک کر پائے مبارک کو بوسہ دیا پھر ہاتھوں کو چوما۔حضرت محمد ﷺ کا نقش غیر مسلموں کے دلوں پر منقش ہے اگرچہ وہ آپ کو نبی نہیں مانتے۔ہندوستان کے مشہور غیر مسلم شعراء سرور جہاں آبادی، کیفی دہلوی، ہری چند اختر، جگن ناتھ آزاد، کنور مہندر، سنگھ بیدی، فراق گورکھپوری تلوک چند وغیرہ کے چند نعتیہ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

کس نے ذروں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا درِ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

مزید اشعار ملاحظہ ہوں:

سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کو چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ
بڑے چھوٹے میں جس نے اخوت کی بنا ڈالی

زمانے سے تمیز بندہ و آقا مٹا ڈالی

الغرض ہر نبی نے اپنی اپنی اُمتوں سے آپ کا ذکر کیا اور یہ ذکر دنیا میں اس قدر پھلا پھولا کہ لوگ آپ کو اس طرح جاننے پہچاننے لگے جس طرح اپنے خونی رشتوں کو جانتے پہچانتے ہیں۔ اس کی گواہی ہمیں قرآن سے ملتی ہے جو دورِ جدید میں سب سے اہم تاریخی ماخذ بھی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کا نام نامی جو آسمانوں میں احمد ہے اور زمین میں محمد ﷺ...... تقریباً دنیا کی تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں بیان کیا جاتا ہے جن کی تعداد تقریباً ۱۰۴ ہے۔ آپ کا ذکر زبور میں ہے، توریت میں ہے، انجیل مقدس میں ہے، قرآن پاک میں درج ہے۔

آپ کا ذکر ہندوستان کے ویدوں میں ہے، پراڑوں میں ہے، اپشدوں میں ہے، آسمانوں اور زمینوں میں ہے، اور تو اور خود انسانی وجود میں ہے جدہ (سعودی عرب) کے ایک اخبار میں لکھا ہے کہ جب جدید آلات سے سانس کی نالی اور پھیپڑوں کا عکس لیا گیا تو سانس کی نالی میں صاف لکھا ہوا نظر آیا۔ لا الہ الا اللہ اور داہنے پھیپڑے پر محمد رسول اللہ ﷺ۔ یہ وہی کلمہ ہے جو پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام نے آنکھ کھول کر عرش پر لکھا ہوا دیکھا اور اسی نام کے وسیلے سے انہوں نے دعا مانگی اور وہ قبول ہوئی۔ بقول ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے، ہندوستان کے ویدوں، اپنشدوں اور پڑاڑوں میں صاف صاف نام محمد ﷺ موجود ہے۔

”ملک عرب میں ساتویں صدی میں پیدا ہوں گے۔ ان کا دین آگ اور پانی کی طرح سب طرف پھیل جائے گا۔ وہ خاتم النبیین ہوں گے، وہ رحمۃ للعالمین ہوں گے۔ پندرہ سو برس تک ان کا دین دھوم دھام سے چلتا رہے گا“

اور ایک پران میں لکھا ہے:

محمد ﷺ نام ہوگا، آخری زمانے میں آئیں گے، خاتم النبیین ہوں گے، بادل سر پر سایہ کرے گا، جسم پاک کا سایہ نہ ہوگا، معراج سے مشرف ہوں گے، اپنے لئے دنیا کے سلسلے میں کچھ نہ کریں گے، کم خوراک ہوں گے، اللہ کے حبیب ہوں گے، حضرت محمد ﷺ کا نام نامی نباتات میں اور سماوات میں لکھا ہوا مشاہدہ کیا گیا۔ ۴۵۴ھ میں خراسان کے پہاڑوں میں ایک گز لمبے پتھر پر نام نامی محمد ﷺ جگمگ کر رہا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں پاکستان کے صوبہ سندھ

کے شہر ٹنڈو سائیں داد میں بیری کے درخت کے پتوں پر نام محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا گیا۔
۱۹۲۷ء میں ہندوستان کے جبل پور اور آس پاس کے مختلف شہروں میں آسمانوں پر نورانی قلم سے نام نامی محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا گیا۔ ۱۹۳۰ء سے قبل ہندوستان کے دارالسلطنت نئی دہلی میں سنگ مرمر تراشا گیا تو اس پر نام نامی محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا گیا۔ یہ پتھر عام زیارت کیلئے عجائب خانہ لال قلعہ دہلی میں رکھ دیا گیا۔

نام نامی اسم محمد ﷺ آسمانوں اور زمینوں میں تو ہے ہی نومبر ۱۹۹۵ء میں مدینہ منورہ میں غروب آفتاب کے بعد آسمان کی فضاؤں میں یہ منظر لاکھوں انسانوں نے دیکھا کہ مسجد نبویٰ شریف جس میں حضرت محمد ﷺ کا گنبد خضراء ہے۔ یہ گنبد خضرا اور مسجد نبوی شریف غروب آفتاب کے بعد آسمان کی فضاؤں میں جگمگا رہے تھے۔ سات چاند چمک رہے تھے دو چاندوں میں گنبد خضرا اور مسجد کے دو سفید گنبد نظر آ رہے تھے۔ مسجد شریف کے باقی مینار بھی نظر آ رہے تھے۔ تقریباً چھ سات گھنٹے تک مسلسل یہ حسین منظر نظر آتا رہا اور سب حیرت سے تکتے رہے۔ مسجد شریف کے نیچے ایئر کنڈیشنگ پلانٹ کی دیکھ بھال کیلئے میرے دوست شمیم احمد صاحب تعینات تھے۔ یہ چشم دید واقعہ انہوں نے بیان کیا حضرت محمد ﷺ کے نشان قدم اور موئے مبارک آج تک مختلف مقامات پر محفوظ ہیں۔ چنانچہ ایک قدم مبارک کے نشان والا پتھر دہلی میں ہے اور دو استنبول (ترکی) میں ہیں، جن کو شاہانہ آن بان کے ساتھ محفوظ رکھا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے موئے مبارک جو آپ نے ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ نے اپنے سر مبارک کے بال اتروائے تو یہ بال ازواج مطہرات اور صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے۔ سب نے سینے سے لگا کر رکھے۔ دنیا کے کئی مقامات پر یہ بال اب تک محفوظ ہیں۔ جو بال مبارک آپ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو عنایت فرمایا ان میں سے ایک موئے مبارک پاکستان کے صوبہ سندھ کے شہر روہڑی کی ایک یادگار شاہی عمارت میں اب تک محفوظ ہے۔ کراچی کے ایک محلے میں دو حضرات کے پاس ہیں اور ایک موئے مبارک گلبرک کراچی میں محمد مقصود حسین نوشاہی اویسی کے پاس بھی محفوظ ہے۔ اسی طرح برصغیر اور دنیا کے دوسرے شہروں میں بھی تبرکات محفوظ ہیں۔ حضرت محمد ﷺ ہر حیثیت سے

دنیا میں ممتاز ہیں، نوع انسانی میں آپ کی نظیر نہیں اس لیے غیر مسلم بھی آپ کی سیرت پر لکھنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ ایک انگریز فاضل مارگولیوس نے لکھا ہے:

''حضرت محمد ﷺ کے سیرت نگاروں کی فہرست میں شمار ہونا بڑی سعادت کی بات ہے۔''

دورِ جدید کے ایک قلمکار مائیکل ایچ ہارٹ نے دنیا کی سو ۱۰۰ ممتاز شخصیات کا ایک تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ اس جائزے میں حضرت محمد ﷺ کو سب سے پہلے رکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

I have routted these 100 persons in order of importance that is according to the total amount of influence that each of them had on humans and on their everyday live.

''میں نے ایک سو حضرات کی تاریخ اور دوسرے انسانوں کی زندگی پر مجموعی تاثر کی اہمیت کے اعتبار سے درجہ بدرجہ ترتیب دیا ہے۔''

He was the only Man in History who was supremely successful on the religious and secular levels.

''وہ تاریخ میں صرف ایک ہی انسان ہیں جو دینی اور دنیاوی دونوں حیثیتوں میں نہایت ہی کامیاب رہے۔''

Today 13 centuries after his death. His influence is still powerful and pervasive.

''آج ان ﷺ کے وصال کو تیرہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ان ﷺ کا اثر بہت قوی اور غالب ہے۔''

It is this unparalled combination of secular and religious influence which I feel entitles MUHAMMAD (PBUH) to be considered the only influential single figure in human history.

''میرے خیال میں دینی اور دنیوی تاثر کا یہ بے مثال امتزاج محمد ﷺ کو اس کا مستحق

قرار دیتا ہے کہ ان کو انسانی تاریخ کا سب سے زیادہ اثر ڈالنے والا فردِ واحد انسان تصور کیا جائے"۔

باسو تھ سمتھ Basworth Smith نے سچ لکھا ہے:

"کہ تاریخ میں وہ منفرد شخصیت محمد ﷺ ہی ہیں جو قوم سلطنت اور مذہب کے صحیح نگہبان ہیں،

ہندوستان کے ایک برہمن پنڈت فاضل ڈاکٹر وید پرکاش اوپاڈھیا نے اپنی تحقیقی کتاب کالکی اوتار میں ہندوستان کے سارے ہندوؤں کو حضرت محمد ﷺ کی طرف متوجہ کیا ہے۔ حقیقت میں انہوں نے اس طرح سارے عالم کے انسانوں کو حضرت محمد ﷺ کی طرف متوجہ کیا۔ یہ خبر روزنامہ نوائے وقت ملتان کے شمارہ ۹ دسمبر ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی۔

آمد محبوب پاک ﷺ پہ اظہار محبت و مسرت:

جب بھی آپ کو کسی سے پکی سچی محبت ہوگی اور وہ آپ کے ہاں تشریف فرما ہو جائے تو اپنے دل سے، ضمیر سے سوال فرمائیں کہ اس کی آمد پر آپ خوشی ہوگی یا نہیں اگر خوشی نہیں ہوئی تو پھر اس محبت کو فراڈ، دکھلاوا یا فریب کہیں گے اور اگر خوشی ہو تو اس خوشی کے اظہار میں کونسا دقیقہ اپنی اوقات و بساط کے مطابق فروگزاشت نہ فرمائیں گے۔ تو وہ دن، وہ گھڑی وہ ساعت مبارک، وہ مہینہ، وہ سال، وہ جگہ، وہ شہر، وہ وطن کیوں نہ محبوب ہو جہاں محبوب کون و مکاں ﷺ تشریف لائے۔

زمانے کا ایک مزاج رہا ہے کہ وقت کے ساتھ وہ بدلتا رہتا ہے۔ انسانوں کی طبائع اور نقطہ ہائے نگاہ بھی زمانے کے ساتھ ہی بدلتے رہتے ہیں۔ دنوں، تہواروں، روایتوں کو برقرار رکھنے، اپنے مراسم ذوق کے مطابق منانے کے انداز بھی بدلتے رہتے ہیں، ہمیں بھی چاہئے کہ آقا ﷺ کی آمد سعید بارہ ربیع الاول کے دن جلوس میلاد النبی ﷺ میں خیال رکھیں کہ

- کوئی غیر شرعی حرکت نہ ہو۔
- اس میں باوضو پاکیزہ لباس جو سنت رسول رحمت ﷺ مطابق ہو وہ زیب تن کریں۔

- خوشبو لگائیں، سر سے ننگے نہ جائیں۔
- جلوس میں ڈھول، ناچ گانے کی طرز پر نعتیں پڑھنے سے پرہیز کریں یہ اظہار مسرت نہیں بلکہ ناراضگی رسول ﷺ کا سبب ہوگا۔
- جلوس میں کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھتے رہیں، درود شریف کی برکات سے تاجدار کون و مکاں ﷺ کا کون سا غلام آگاہ نہیں۔
- رات کو مکمل شب بیداری کریں، کثرت درود شریف اور کثرت نوافل سے شبِ بیداری کو نور علے نور کریں۔
- اپنے خالق حقیقی کے سامنے اس رحمت بھری گھڑیوں میں اعتراف غلطی اور گناہوں کی سچے دل سے معافی مانگیں، توبہ کریں، ندامت کے آنسوؤں سے اپنے ماضی کے گناہوں کو دھو ڈالیں۔
- طلوع آفتاب اذان فجر سے قبل کھڑے ہو کر اپنے اہل خانہ سمیت بارگاہ خیر الانام ﷺ میں سلام پیش کریں جو سلام آتا ہے وہ ہی پڑھ لیں اور پھر نہایت عجز و انکساری سے دعائیں کریں انشاء اللہ العزیز سال بھر آپ کیلئے رحمت کے دروازے کھلے رہیں گے۔ بشرطیکہ اپنے گناہوں کی توبہ پہ قائم رہیں، سرور کونین ﷺ کی اتباع کا تصور سامنے رکھیں اور اپنے ماضی کے اعمال کا محاسبہ فرمائیں اور موازنہ کریں کہ گزشتہ زندگی اتباع رسول ﷺ کے مطابق گزری اگر نہیں تو وہ ضائع سمجھیں۔
- اپنے گھروں میں بلاناغہ درود شریف پڑھنے کا معمول بنائیں اور شمار کر کے سالانہ شب بیداری میں منعقد ہونے والی سالانہ شب بیداری مہبط انوار و تجلیات خیابان چورہ شریف میں جمع کرائیں۔ اجتماعی نذرانہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش فرمائیں جو لاکھوں کے اجتماع میں صاحبانِ حضوری کی موجودگی میں آقا ﷺ کے حضور پیش ہوگا۔
- ہر مہینے کا ایک جمعہ پیر خانہ کیلئے ضرور وقف فرمائیں بالخصوص سالانہ شب بیداری میں

اپنے اہل وعیال سمیت حاضری دیں کبھی غیر حاضری نہ کریں۔ یادرکھیں ایسی پاکیزہ محافل میں شامل ہونے سے روکنے کیلئے شیطان تمام حیلے بہانے بروئے کار لاتا ہے اپنے پیر خانہ پر پوری رات ذکر میں مشغول رہیں مشائخ کی زیارت کریں اور علماء کرام کے ارشادات سے مستفید ہو۔

- جمہور مشائخ عظام علماء کرام کے ارشادات سے واضح وظاہر ہے کہ آمد محبوب ﷺ پہ سوائے شیطان کے سب مسرتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر عوام الناس کی وجہ سے آج میلادالنبی ﷺ کا جلوس جو روپ اختیار کر رہا ہے سراسر زیادتی ہے عورتوں والے لباس ،ڈھول باجے سب غیر شرعی امور ہیں۔ ذکر محبوب ﷺ درود پاک ،نعت محبوب ﷺ باوضو پڑھنا سننا باعث رحمت ہے۔ جلوس کے ساتھ چلتے ہوئے ذکر رسول کریم ﷺ یا محافل میلاد پاک میں بیٹھے ہوئے درود شریف پڑھتے رہیں آنکھیں بند کر کے گنبد خضرا کا تصور رکھیں۔

بارگاہ محبوب کریم ﷺ میں ایک التجا:

اے پیارے، امام الرسلین، خاتم النبین ﷺ !...... ایک نگاہ، ایک اشارہ ،بندہ نواز ایک تبسم، کریم آقا ﷺ آپ نے اپنی بارگاہ ناز میں آنے والوں کو، اپنی نسبت کے حاملین کو کس طرح نوازا، پوری کائنات خداوندی میں اسکی مثال نہیں۔ آپ کی صحبت، آپ کی توجہ، آپ کے قرب کی دولت پانے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نیازمندانہ حاضر ہوئے تو صدیق اکبر کا رفیع الشان اعزاز پایا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو فاروق اعظم کے حسین لقب سے نوازے گئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو ذوالنورین کا امتیاز عطا ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ تو آئے مشکل کشا کا خطاب دلنواز پایا، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء کا منصب جلیل نصیب ہوا۔

اے میرے لجپال آقا ﷺ !...... آپ کی باطنی توجہ اور فیضان کا کمال ہے حضرت جنید بغدادی سید الطائفہ کی بلندیوں تک پہنچے۔ سیدنا بایزید بسطامی کو سلطان العارفین تسلیم

کیا گیا، جناب علی ہجویری کو داتا گنج بخش مانا گیا، حضرت سرکار بہاؤ الدین، شاہ نقشبند کے معزز خطاب سے نوازے گئے، سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی، غوث اعظم کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے، حضرت حسن سنجری کو غریب نواز، والی ہند کا عظیم اعزاز بخشا، جناب شہاب الدین سہروردی مسند عرفان کے صدر نشین، جناب شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی کے شرف بے پایاں سے نوازے گئے۔ (علیہم الرحمۃ)

آپ کے کرم جلیل سے

- سرکار خواجہ سید محمد فیض اللہ شاہ گیلانی کو غوث العالمین کا اعزاز عطا ہوا۔
- خواجہ سید نور محمد شاہ گیلانی کا لقب قطب العارفین زبان خاص وعام کی زینت بنا۔
- خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی باباجی چوراہی سلطان الفقراء کے مسند نشین ہوئے۔
- خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی امام السالکین اور خواجہ گیسوئے دراز کے القاب پا گئے۔
- پیر سید حیدر شاہ گیلانی کالی چادر والی سرکار قطب العالمین کے اعزاز سے سرفراز ہوئے۔
- پیر سید محمد فضل شاہ گیلانی کالے کپڑوں والی سرکار زبدۃ الاصفیاء کے منصب نشین ہوئے۔ (علیہم الرحمہ)

اے محبوب مالک الملک، اے یتیموں کے وارث آقا ﷺ، گرتوں کو تھامنے والے کریم، لاوارثوں کے وارث مولا، پر اضطراب دلوں کی تسکین، روف و رحیم، گناہوں کے صحراؤں میں جھلسنے والوں کیلئے ابر کرم، کریم آمنہ سلام اللہ علیہا کے لاڈلے، عبداللہ سلام اللہ علیہ کی آنکھوں کے سرور، اپنے رب قدیر کے نور، اے خزانہ رحم و کرم کے قسیم، اسی نگاہ لطف کرم سے ہم گنہگاروں، خطاکاروں کو بھی دیکھ لے!......

تیری اک نگاہ کی بات ہے
میری زندگی کا سوال ہے

سرورِ دو عالم ﷺ اور تربیت روحانی:

دین اسلام ایک کہکشاں ہے جو جھلملاتے ستاروں سے منور ہے۔ ایک گلستان ہے جو

رنگا رنگ پھولوں سے مہک رہا ہے، ان ستاروں کی چمک ایک دوسرے سے الگ ہے، ہر پھول کی خوشبوں دوسرے سے جدا ہے، یہ چمکیلے ستارے اور مہکیلے پھول کائنات کے ہر فرد کیلئے نشان منزل ہیں، ہر انسان کے قلب و ذہن کے لئے روشنی کا سرچشمہ ہیں، اور ہدایت کے مہک بار ماخذ ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ یہ روشن ستارے صاحب روزگار شخص کی تعریف (Definition) کیا کرتے نظر آتے ہیں؟

کیا صاحب روزگار وہ ہے جو صبح سویرے گھر سے نکلتا ہے اور اپنے آراستہ و پیراستہ دفتر میں جا بیٹھتا ہے چند فائلوں پر دستخط کرتا ہے اور اس کے عوض "سرکار" سے چند سکے ہر ماہ وصول کر لیتا ہے یا صاحب روزگار وہ شخص ہے جو تجارت کیلئے سفر کرتا ہے اور اس کا مطمع نظر ہر جائز و ناجائز طریقے سے دولت کا حصول ہوتا ہے۔نہیں ہر گز نہیں دین متین تو ان تمام لوگوں کو بے کار گردانتا ہے اس دین متین کے ذمہ دار تو صاحب روزگار شخص کی کچھ اور ہی تعریف کرتے نظر آتے ہیں۔وہ تعریف کیا ہے؟

ہر وہ شخص صاحب روزگار ہے جس کا دل اپنے مالک حقیقی کی طرف متوجہ ہے، جس کا قلب ذکر خفی اور جسکی زبان ذکر جلی کی حامل ہے۔جسے اپنے محبوب کی قربت کی ہر دم فکر ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

و اذکر ربك فی نفسك تضر عا و خیفة و دون الجھر من القول بالغدو و الآصال و لا تکن من الغفلین ۔(الاعراف،۲۰۵)

ترجمہ: اور ذکر کرو اپنے رب کا اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ڈرتے اور زبان سے بھی چلائے بغیر صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی اور نہ ہو جاؤ (یاد الٰہی سے) غافل رہنے والوں سے۔

۞ ارشاد ہوتا ہے:

یا ایھا الذین امنوا اذکرو اللہ ذکرا کثیرا ۔(الاحزاب ۴۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! ذکر کیا کرو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے۔

۞ ارشاد ہوتا ہے:

رجال لا تلهیهم تجارة و لا بیع عن ذکر اللّٰه ۔(النور ۳۷)

ترجمہ: مرد وہ ہیں جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

درج بالا آیات میں مرد (صاحب روزگار شخص) کی تعریف کر دی گئی کہ

صرف وہ لوگ جو عاجزی کا مجسمہ بن کر دل اور زبان سے صبح وشام اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں، کاروبار حیات ان کو رب ذوالجلال کی یاد سے غافل کرنے کا باعث نہیں بنتا۔

ارشاد ہوتا ہے:

یٰۤا ایها الذین امنوا لا تلهکم اموالکم و لا اولادکم عن ذکر اللّٰه و من یفعل ذلك فاولٰٓئك هم الخسرون ۔(المنفقون ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! (خیال رکھنا) تمہارا مال ومتاع اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے اور جنہوں نے ایسا کیا وہی لوگ گھاٹے میں ہیں۔

اس آیۃ مبارکہ میں متنبہ کیا جا رہا ہے کہ مال اور اولاد کی وجہ سے اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو جانا اور اپنا نام بے کار لوگوں میں نہ درج کروا لینا، تمہاری کامیابی صرف اور صرف اللہ کے ذکر ہی میں مضمر ہے، اسی سے تم اطمینان کی منزل تک پہنچ سکتے ہو۔

مزید فرمایا:

الا بذکر اللّٰه تطمئن القلوب ۔(الرعد ۲۸)

ترجمہ: دھیان سے سنو! اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

دنیا کی تمام نعمتوں میں اطمینان سب سے بڑی نعمت ہے جس کی بنیاد ذکر الٰہی ہے، یہ وہ نور ہے جس سے شکوک وشبہات کے تمام اندھیرے دور ہوتے ہیں، یہ وہ غذا ہے جس سے روح کو تقویت ملتی ہے، انسان میں نیکی کی مخفی قوتیں بیدار ہوتی ہیں، اس سے انسان میں وہ طاقت اور جلال نمودار ہوتا ہے جو شیطانیت کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیتا ہے، عزت ومرتبہ، مال ودولت اور صحت کے باوجود روح بے چین رہتی ہے دل میں بے سکونی کی سی کیفیت ہوتی ہے، صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی وہ کار عظیم ہے جس پر کاربند شخص کبھی کوئی

گھبراہٹ، کوئی خلجان محسوس نہیں کرتا، اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرنے والا شخص پُرسکون ہوتا ہے، اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھیلتی ہے، چاہے وہ آتش نمرود میں ہو، چاہے تختہ دار پر۔

ہر وہ شخص کارگر ہے، صاحب روزگار ہے، جو صاحب ذکر ہے جس کے قلب اور زبان پر ذکر الٰہی جاری ہے اور ہر وہ شخص بے کار ہے جس کا قلب اور زبان ذکر سے عاری ہیں۔

صاحب ذکر کی منزل کا حصول کیونکر ممکن ہے؟:

اس سوال کے جواب کے حصول کیلئے پہلے ہمیں اس غلط فہمی سے چھٹکارا پانا ہوگا جس نے ہمارے ذہنوں کو بری طرح جکڑ رکھا ہے، اور وہ ہے، کثرت ذکر الٰہی اور دنیا سے لاتعلقی کو بغیر سوچے سمجھے رہبانیت کہہ دینا۔

رہبانیت کیا ہے؟:

رہبانیت وہ طریق ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کے چند افراد نے (جو کہ وقت کے حاکموں سے دو دفعہ شکست کھا چکے تھے) اپنی جان اور ایمان بچانے کی خاطر اپنایا۔ انہوں نے پہاڑوں، غاروں اور مکانوں میں خلوت نشینی اختیار کر لی۔ لیکن ان میں سے بہت کم اپنے ایمان کو بچانے میں کامیاب ہوئے زیادہ تر گمراہ ہو گئے کیوں کہ انہوں نے رہبانیت کو حصول جاہ و مال کا ذریعہ بنالیا، اس مقصد کیلئے انہوں نے عجیب عجیب اختراعیں ایجاد کیں کسی نے اپنے آپ کو پابند سلاسل کرلیا، کسی نے اپنے اوپر بوجھ لادلیا، کسی نے اپنے اوپر نیند حرام کرلی، نکاح کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا، موٹے کپڑے پہن لئے، غذا کا استعمال انتہائی کم کردیا، قرآن حکیم نے ان کا حال یوں بیان فرمایا ہے۔

وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ رأفۃ و رحمۃ و رھبانیۃ ن ابتدعوھا ما کتبنٰھا علیھم الا ابتغآء رضوان اللّٰہ فما رعوھا حق رعایتھا فاتینا الذین امنو منھم اجرھم و کثیر منھم فسقون ۔(الحدید۲۷)

ترجمہ: اور ہم نے ان لوگوں کے دلوں میں شفقت و رحمت رکھ دی جو حضرت عیسیٰ علیہ

اسلام کے تابعدار تھے، اور رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کیا تھا، ہم نے اسے ان پر فرض نہ کیا تھا، البتہ انہوں نے رضائے الٰہی کے حصول کیلئے اسے اختیار کیا، پھر اسے وہ نباہ نہ سکے، جیسے اسے نبھانے کا حق تھا۔ پس ہم نے ان میں سے ان کو (حسن عمل اور حسن نیت) کا اجر عطا فرمایا جو ایمان لے آئے تھے اور ان میں سے اکثر فاسق (وفاجر) تھے۔

قوم عیسیٰ (علیہ السلام) کے جن لوگوں کو کامیابی کی خوشخبری دی گئی اور انہیں ان کی مشقت ریاضت کا پھل عطا کیا گیا بیشک ان کو یہ گوہر مقصود رہبانیت اختیار کرنے سے ہی ملا۔ لیکن رہبانیت میں غیر فطری افعال کو شامل کر کے اس کی روح کو مسخ کرنا اور پھر اسے حصول زر کا ذریعہ بنانا پرلے درجے کی بے وقوفی ہے جس کی مذمت صریحاً قرآن پاک میں کی گئی ہے۔ اور اس کے قبیح نتائج آج بھی روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

اسلام میں رہبانیت کا تصور:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قال النبی ﷺ ان لکل امة رهبانية و رهبانية هذه الامة الجهاد فی سبيل الله ۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۶۶)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر امت کیلئے رہبانیت ہے اور میری امت کیلئے رہبانیت اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔

نصاریٰ نے تو ظلم و ستم سے بچنے کیلئے جنگلوں اور ویرانوں کا رخ کیا لیکن رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کیلئے روا نہیں کہ کسی قسم کے خوف کی وجہ سے انقطاع کا راستہ اختیار کریں۔ بلکہ اللہ کی راہ میں جہاد اسلامی رہبانیت کی روح ہے۔

جہاد کیا ہے؟

لغت عرب میں اس کا مفہوم یوں بیان ہوا ہے:

الجهادو المجاهدة استفراغ الوسع فی مدافعة العدو ۔

یعنی دشمن سے بچاؤں کے لئے اپنی امکانی قوت وطاقت کو صرف کر دینا جہاد اور مجاہدہ

کہلاتا ہے۔

یہاں دشمن سے مراد ظاہری اور باطنی دونوں دشمن ہیں یعنی میدان جنگ میں اسلام کے ظاہری دشمنوں کے ساتھ برسرِ پیکار ہونا بھی جہاد ہے اور نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسوں سے اپنے آپ کو بچانا بھی جہاد ہے جسے ''مجاہدہ'' کا نام دیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ان نفسانی خواہشات کو ''ھویٰ'' کا نام دیا گیا ہے۔

۞ عارف ربانی حضرت یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ ھویٰ کا معنی یوں بیان فرماتے ہیں:

الھویٰ: میل کردن دل با آنچہ نشاید۔

دل کا کسی ایسی چیز کی طرف مائل ہونا جو نا جائز ہو۔

۞ علامہ ثناء اللہ پانی پتی نے ''ھویٰ'' کا ترجمہ یوں فرمایا:

الھویٰ: الانهدام و السقوط من علو ۔

ترجمہ: بلندی سے پستی کی طرف گرنا۔

فرماتے ہیں ھویٰ کو ھویٰ اسلئے کیا گیا ہے کہ یہ انسان کو ہر مصیبت میں پھنساتی ہے اور آخرت میں ھاویہ یعنی جہنم میں پھینکتی ہے۔ اسی ھویٰ سے بچنے کا طریق مجاہدہ ہے۔

حدیث پاک ہے:

جاهدوا اهواء كم كما تجاهدون اعداء كم ۔

ترجمہ: جس طرح اپنے ظاہری دشمنوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو اس طرح اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف بھی جہاد کرو۔

ذہن نشین رہے کہ اس جہاد کے پیش نظر کوئی دنیوی مقصد نہیں ہونا چاہئے بلکہ مقصود صرف اور صرف اللہ کی رضا ہونی چاہئے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا ۔ (العنکبوت، ٦٩)

ترجمہ: جن لوگوں نے ہماری ذات کے حصول کے لئے مجاہدہ کیا ہم ان پر اپنے راستے کھول دیتے ہیں۔

جو لوگ اللہ کو تلاش کرتے ہیں ان کے لئے رب کریم آسانیاں پیدا فرما دیتا ہے۔

حدیث قدسی ہے:

ان تقرب الی بشبر تقربت الیه زراعا و ان تقرب الی زراعا تقربت الیه باعا و من اتانی یمشی آتیتہٗ هرولة ۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۱۱۰۱)

ترجمہ: اگر میرا بندہ ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے میں دو گز اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو چل کر میری طرف آتا میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

معلوم ہوا اگر طلب سچی ہو تو دوریاں سمٹتی چلی جاتی ہیں۔

ع سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے

مجاہدہ کیسے ہو؟:

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و تبتل الیه تبتیلا ۔ (المزمل ۸)

ترجمہ: سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔

تبتیل کا مادہ بتل ہے جس کے معنی ہیں قینچی سے کاٹ دینا، علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے تبتل کی تشریح یوں کی ہے:

انقطع الیه تعالی بالعادۃ و جرد نفسك عما سواہ عزوجل و استغرق فی مراقبة سبحانه ۔

ترجمہ: ہر طرف سے تعلق توڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور اپنے نفس کو ماسوا کے خیال سے پاک کر دے اور ہر وقت اللہ جل شانہٗ کے مراقبہ میں مستغرق ہو جا۔

تبتل سے ہرگز مراد یہ نہیں ہے کہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ تھلگ کر لیا جائے، ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچوں سے قطع تعلق کر لیا جائے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے کوئی خواہش نہ رہ جائے، زندگی میں جو قدم بھی اٹھے اللہ کی رضا ملحوظ خاطر رہے۔ دنیا میں رہیں لیکن اس میں دل نہ لگائیں، مقصود صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی

ذات ہو دنیا نہیں۔

کسی عارف نے کیا خوب کہا ہے:

ع ہتھ کار ول، دل یار ول

اور اس کے لئے ضروری ہے اللہ سبحانہ' کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔

ارشاد ہوتا ہے:

ھو قانت انآ ء الیل ساجدا و قآئما یحذ رالآخرۃ و یر جوا رحمۃ ربہ۔

(الزمر۹)

یعنی جو شخص عبادت میں بسر کرتا ہے رات کی گھڑیاں کبھی سجدہ کرتے ہوئے کبھی قیام کرتے ہوئے اور (بایں ہمہ) ڈرتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی۔

حافظ شیرازی کہتے ہیں:

ہر گنج سعادت کہ خدا داد بحافظ
از یمن دعائے شب و ورد سحری

ترجمہ: ایسا ذکر سالک کو تبتل کی منزل تک پہنچانے کا وسیلہ بن جاتا ہے، بشرطیکہ رحمت الٰہی کا نزول ہو اور کسی مرد کامل کی غلامی مقدر بن جائے۔

عارف ربانی حضرت یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ نے تبتل کی تشرح یوں فرمائی ہے:

وایں معنی را اہل سلوک نفی ماسوی اللہ گویند وایں معنی بکثرت ذکر حاصل آید بعنایت ازلیہ و بخدمت شیخ کامل ومکمل بیت۔

بی عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیا ہستش ورق

وبیک نظر مبارک شیخ کہ محبوب حق ومجذوب مطلق باشد چندان تصفیہ وتخلیہ ظاہر و باطن حاصل آید کہ بانواع عبادات ظاہرہ حاصل نیاید۔ (تفسیر یعقوب چرخی صفحہ۱۵۲)

ترجمہ: اس معنی کو اہلِ سلوک ماسوی اللہ کی نفی کہتے ہیں، اور یہ معنی کثرت ذکر سے حاصل ہوتا ہے اور عنایات ازلی اور شیخ کامل ومکمل کی خدمت اس کا سبب بنتی ہے۔ اللہ کی عنایت

اور خاصان حق کی عنایت کے بغیر کوئی فرشتہ سیرت بھی ہوتو اس کا نامہ عمل سیاہ ہوتا ہے۔

شیخ جو محبوب حق اور مجذوب مطلق ہوتا ہے اس کی ایک نظر مبارک سے ظاہر و باطن کی وہ صفائی ہوتی ہے جو طرح طرح کی ظاہری عبادتوں سے حاصل نہیں ہوتی۔

یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی مریض جب کسی مرض کے سلسلہ میں ڈاکٹر سے رجوع کرتا ہے تو ڈاکٹر کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ مرض کی علامات (Sympotms) کے مطابق مناسب دوا (Medicine) کا انتخاب کرے اور پھر اس کی مقدار کا تعین کرے۔ بالکل اس طرح مرشد کامل مرض (روحانی) کی علامت کو مدنظر رکھتے ہوئے ذکر اور اس کی تعداد کا تعین کرتا ہے۔ مریض کو کس قسم کے مجاہدہ سے گذراتا ہے، مرشد کامل ہی اس کی تشخیص کرسکتا ہے۔

یاد رہے، مجاہدے کے بغیر خدائے بزرگ و برتر کے کلام کو سمجھنا ازحد دشوار ہے، کسی بندے پر اسرار الٰہی کا کھلنا اور اس کے قلب پر انوار الٰہی کا نزول، مجاہدے کے بغیر انتہائی مشکل ہے قرآن پاک کی آیات بیانات کا صرف ترجمہ پڑھ لینے سے اس کے معارف سمجھ میں نہیں آسکتے قرآنی آیات کے معارف کو سمجھنے کے لئے تقوٰی اور طہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک قلب کا آئینہ صاف نہ ہو اس وقت تک قرآنی حقائق دل پر منطبق نہیں ہوتے اور آئینہ قلب صاف کرنے کیلئے کسی شیخ کامل کی رہنمائی میں ذکر وفکر، اور مشقت و ریاضت انتہائی ضروری ہے۔

اس طریق میں لازم ہے کہ رہبانیت اور تبتل کے فرق کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ صالحین امت کے مجاہدوں کو رہبانیت کا نام دے کر ان کے پاکیزہ جذبوں اور صالح اعمال کی نفی کرتے کرتے خود کو بھی راہ حق پر چلنے سے محروم کرلیا جائے۔

مجاہدہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرور کونین ﷺ کی بارگاہ عالی وقار سے جو اکتساب فیض کیا وہ کھلی کتاب کی طرح عیاں ہے بارگاہ نبوت ﷺ سے فیض یاب ہونے کے بعد ان کی زندگیوں کے ایک ایک لمحہ میں تبتل کی جھلک نظر آتی ہے ان کے قلب دائمی ذکر سے معمور ہو گئے ایک ہی مقصد حیات رہ گیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی۔

بارگاہ نبوت ﷺ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدق مقال کی سند ملی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شجاعت اور عدل کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا، اور وقت آنے پر دنیا پر اسلام کی دھاک بٹھا دی، اور دنیا نے کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ حکمرانی کرنے والا خلیفہ پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے ہے اور غنیٰ کا یہ عالم ہے کہ اپنے ایک باغ سے واپسی پر نماز باجماعت سے پیچھے ہو گئے تو وہ باغ ہی صدقہ کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حلم و حیا کی دولت سے سرفراز ہوئے تو ذوالنورین کہلائے گئے اور سخاوت کو انکے در سے عظمت ملی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ شجاعت اور باب مدینۃ العلم کی نعمتِ عظمیٰ کے حقدار ٹھہرے آپ نے شجاعت اور علم کو نئے پیمانوں سے آشنا فرمایا۔

اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم

یہ وہ اصحاب ہیں جنہوں نے دنیا سے مکمل کنارہ کشی اختیار کی اور مسجد نبوی کے شمال میں ایک چبوترے کو اپنا مسکن بنا لیا۔ اور ذکر الٰہی اور خدمت رسول ﷺ کو ہی مقصد حیات بنا لیا ان اصحاب کی تعداد مختلف اوقات میں مختلف رہی، ان کی گذر اوقات کا ذریعہ مدنی تاجدار ﷺ کی نوازشات تھیں تمام صدقات ان حضرات میں تقسیم کر دیئے جاتے۔ اگر کہیں سے کھانے پینے کا سامان ہدیہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ ان کے ساتھ شرکت فرما ہو کر تناول فرماتے، بعض اوقات ان میں سے کچھ اصحاب جنگل سے لکڑیاں کاٹ لاتے اور انہیں بیچ کر اپنے اور اپنے ساتھیوں کے کھانے وغیرہ کا بندوبست کرتے بعض اوقات تو ان کے کئی کئی پہر فاقے کی نذر ہو جاتے۔ قناعت اور حبیب کبریا ﷺ کی قربت ہی ان کا سرمایہ حیات تھی۔ ان حضرات نے حضور اکرم ﷺ سے کتاب کا علم بھی سیکھا اور تزکیۂ نفس بھی حاصل کیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب و الحكمة و ان كانو امن قبل لفى ضلل مبين ۔(الجمعہ ۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی وہ ہے جس نے امیوں میں انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کے دلوں کو پاک کرتا ہے اور

انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

جب ان اصحاب کے سینے، علم و حکمت اور نور کے خزینے بن گئے، ان کی زبانیں ذکر سے معمور ہو گئیں اور ان کے دل مطمئن اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے لبریز ہو گئے بالالفاظ دیگر وہ درجہ کمال کو پہنچ گئے، انہوں نے بذریعہ مجاہدہ منزل تجلی کو پالیا تو انہیں مسند رشد و ہدایت عطا کی گئی اور مختلف قبیلوں کی طرف اسلام کا پیغام لے جانے پر معمور فرمایا گیا، خانقاہی نظام کی اساس صفہ کی پہلی درگاہ بنی۔

مشرق و مغرب کے موجودہ حالات:

اگر مغرب کا عمیق نظری سے مشاہدہ کیا جائے تو یہ حقیقت طشت از بام ہو جاتی ہے کہ ذکر، خلوت اور ریاضت (مجاہدہ) کے بغیر ان اقوام نے جو بے پناہ ترقی کی ہے اس نے انہیں جس اخلاقی گراوٹ کا شکار کیا ہے، باوجود کوشش کے وہ اس سے نجات حاصل نہیں کر پا رہے، نفسیاتی اور ذہنی دباؤ کا شکار ہیں، اور جب اس دباؤ میں اضافہ ہوتا ہے، تو اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ کبھی تورا بورا پر تو کبھی عراق، بصرہ پر چڑھ دوڑتی ہیں، اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتی ہیں، لیکن ہوس بھری نگاہیں ہیں کہ سیر ہی نہیں ہوتیں۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو ان کے احوال کیلئے یہ کافی ہے:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اور

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

یہ میراث کیا تھی؟ صرف اور صرف مجاہدہ، ذکر و فکر، ریاضت فقر پر فخر، سادگی، قناعت۔

جب تک مسلمانوں نے ان اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا اس وقت تک ان کا یہ حال رہا کہ

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

آج ہم ذلت کے جس عمیق گڑھے میں گرے ہوئے ہیں اس کے ذمہ دار ہم خود ہیں۔ آج کے مسلم نوجوان کی زندگی فقط کار، کوٹھی اور خوبصورت بیوی کے گرد گھومتی ہے۔ اس نے کبھی سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہ کی ہے کہ وہ کیا گردوں تھا۔

ابھی بھی بہت کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے، اب بھی اگر ہم اپنا رخ گنبد خضرا کی طرف موڑ لیں، عیش کوشی کی بجائے نفس کشی کو شعار بنالیں، مجاہدے کو اپنی زندگیوں میں رواج دے لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اقوام عالم ہماری رہنمائی قبول نہ کریں اور اسلام کے دامن پناہ میں نہ آجائیں۔ لیکن اس کے لئے ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہوگا خانقاہ اور مدرسہ کے ٹوٹے ہوئے تعلق کو ازسرنو جوڑنا ہوگا۔ صرف علم حاصل کرنے کو مطمع نظر بنانے کے بجائے علم وعمل کے راستے کا انتخاب کرنا ہوگا۔ علم حاصل کرنے اور دنیا سے کٹ جانے کے عمل کو اپنانا ہوگا، ذکر الٰہی کو حرز جاں بنانا ہوگا، سخت ریاضت کرنا ہوگی۔

خانقاہ کی اہمیت:

صفہ کی اولین اور عظیم علمی وروحانی درسگاہ نے خانقاہی نظام کی بنیاد رکھی، جس طرح سرور کائنات ﷺ نے درسگاہ میں مقیم صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کو نہ صرف علم کے خزانوں سے نوازا بلکہ انتہائی قلیل عرصہ میں ان کے تزکیہ نفس کا سامان بھی کیا۔ اس طرح اولیائے کاملین جو کہ انبیاء کے وارث ہیں نے اپنے در دولت پر آنے والے طالبان حق کو ان کی استعداد کے مطابق فیضاب کیا۔

دمِ عارف نسیم صبحدم ہے — اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے
(اقبال)

حضرت بایزید بسطامی، حضرت داتا گنج بخش، حضرت معین الدین چشتی، حضرت نظام الدین اولیا، اور حضرت مجدد الف ثانی علیہم الرحمۃ جیسی نابغہ روزگار ہستیوں نے نظام خانقاہی سے اکتساب فیض کیا اور لاکھوں مشرکوں کو تسخیر قلوب کی اس قوت سے دولت اسلام سے مشرف کیا جو انبیاء کرام کے سینوں میں ودیعت کی جاتی تھی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ سورۃ البقرۃ کی آیت

ویعلمکم الکتٰب والحکمۃ و یعلمکم ما لم تکونو تعلمون ۔

(البقرہ، 151)

کی تشریح فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

تکرار الفعل یدل علی ان ھذا التعلم من جنس آخر و لعل المرادبه العلم اللدنی الماخوذ من بطون القرآن و من مشکاۃ صدر النبی ﷺ الذی لا سبیل الی درکه الا الا نعکاس ۔

ترجمہ: یعلم کا فعل دوبارہ ذکر کیا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ تعلیم پہلی تعلیم کتاب و حکمت سے الگ نوعیت کی ہے اور شاید اس سے مراد علم لدنی ہے جو قرآن کے باطن اور نبی مکرم ﷺ کے منور و روشن سینہ سے حاصل ہوتا ہے اور اس کے حصول کا ذریعہ مروجہ تعلیم نہیں بلکہ انعکاس ہے۔

یعنی آفتاب قرآن کی کرنیں اور ماہتاب نبوت کی شعاعیں دل کے آئینہ پر منعکس ہوتی ہیں اور اولیائے کاملین جو انوار نبوت کے صحیح وارث ہیں وہ بھی اپنے مریدان باصفا پر اسی قسم کے علوم و معارف کا القاء اور فیضان فرماتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو طرح کے علوم یاد کیے ہیں ایک وہ علوم ہیں جن کو میں نے لوگوں کے سامنے بیان کیا اور دوسرے وہ علوم ہیں کہ اگر میں ان کو بیان کروں تو لوگ میرا گلہ کاٹنے کو آئیں۔ (بخاری جلد 1 صفحہ 23)

علم و ریاضت کا منبع

علم درسگاہ سے ملے گا اور نفس کی تسخیر کے لئے راہنمائی کسی مرشد کامل کی مرہون منت ہوگی، دین دوست استاد طالب علم کو علم کی دولت سے مالا مال کریگا تو الفقر فخری کا عامل مرشد کامل اپنے مرید کو سلوک اور مجاہدہ کی منازل طے کرائے گا اور اپنے خالق تک رسائی کا اسلوب بتائے گا۔

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (الآية)

تصوّف وطریقت

ضرورت مرشد

اگر تزکیہ نفس محض کتابوں سے پیدا ہوسکتا تو اللہ تعالی بعثت انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری نہ فرماتا۔ اپنی کتاب کسی شخص کی معرفت دنیا والوں کے پاس بھیج دیتا۔ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول خدا، سرکار دو عالم ﷺ کی محبت میں رہ کر اپنے نفوس کا تزکیہ کیا۔ اس طرح آئندہ نسلوں کیلئے ضروری ہے کہ ہر زمانے میں ایسے خاصان خدا پیدا ہوتے رہیں گے جو فنافی الرسول ہو کر تزکیہ نفوس کا مقدس فریضہ انجام دے سکیں وجہ یہ ہے کہ تزکیہ نفس کا علم نہ کتابوں میں مذکور ہے اور نہ ہی کتابوں کو پڑھ کر کوئی شخص تزکیہ کر سکتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگرچہ فن طباعت اور فن جراحت کا علم کتابوں میں مذکور ہے مگر آج تک جالینوس کے زمانے سے لے کر اب تک کوئی حکیم یا طبیب یا ڈاکٹر یا سرجن ایسا نہیں گزرا جس نے کسی میڈیکل کالج یا طبیہ کالج میں باقاعدہ تعلیم نہ پائی ہو اور اطباء اور سرجنوں کی صحبت میں بیٹھ کر متعلقہ فن کی تربیت حاصل نہ کی ہو۔ پس اگر امراض جسمانی کے ازالے کیلئے کتابی علم کے علاوہ میڈیکل کالج یا طبیہ کالج میں تعلیم حاصل کرنا اور ماہرین کی نگرانی میں آپریشن کی مہارت حاصل کرنا شرط اول ہے تو امراض روحانی کے ازالے کیلئے روحانی یونیورسٹی (خانقاہ) میں تربیت حاصل کرنا اور شیخ کامل کی نگرانی میں رہ کر سلوک کی منزلیں طے کرنا کیوں ضروری نہ ہو۔ ہر شخص کا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ دنیا کا کوئی فن غواصی، جراحی، نجاری، طباخی، خطاطی صاحب فن کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ تزکیہ نفس بھی ایک فن ہے اور بہت ہی مشکل فن ہے۔ یہ فن بھی کسی ماہر فن کی صحبت کے بغیر کس طرح حاصل ہوسکتا ہے؟ چراغ دل چراغ دل سے جلتا ہے جبھی تو علامہ اقبال مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں۔

کیمیا پیدا کن از مشت گلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے

یعنی اے مسلمان تو کیا ہے، ایک مشت گل ہی ہے، اگر تو مٹی ہی ہے تو ایک دن مٹی میں مل کر فنا ہو جائے گا۔ اس لئے میں تجھ کو مشورہ دیتا ہوں کہ کسی کامل کے آستانے کو چوم

یعنی کامل کی صحبت اختیار کر پھر تو نہ صرف سونا ہوگا بلکہ سونا بنانے والا بن جائے گا۔

آپ ان چند سطور سے ضرور جان گئے ہوں گے کہ شیخ و مرشد سے وابستہ ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ حضور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی رافع عن النبی ﷺ قال الشیخ فی اھله کالنبی فی امته۔

(الاسرار المرفوعہ صفحہ ۱۴۴ ابرقم ۵۴۸ لعلی القاری، تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۶۴۵)

حضرت رافع سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مرشد اپنے مریدوں میں ایسے ہیں جیسے نبی اپنی امت میں۔

میرے کریم آقا ﷺ کا ارشاد آپ نے پڑھ لیا، یاد رکھیں دنیا کا کوئی کام بھی وسیلہ کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے تو قرب محبوب تک رسائی کیلئے وسیلہ اختیار کر۔

پیر نگر کو جا کے نبی نگر کو جا
نبی نگر میں بیٹھ کے یار کا درشن پا

حیلہ و ریاضت یا نوافل عبادت سے منزل محبوب تک رسائی ممکن ہوتی تو دیکھ لیں۔ پیر مہر علی شاہ سید زادے ہو کر کیوں سیال شریف کی گلیوں کی خاک آنکھوں پر رکھتے یا پیر بلھے شاہ قصوری علیہ الرحمۃ حضرت شاہ عنایت قادری علیہ الرحمۃ کی غلامی کو سعادت اخروی تسلیم کرتے۔ قبلہ عالم کا ذکر فرمالیں۔ پیر چھن شاہ، پیر جماعت علی خواجہ چوراہی کی بارگاہ میں مدتوں تہجد کے وضو اور گھوڑوں کے چارہ ڈالنے کی ڈیوٹی ادا فرماتے رہے۔

ضرورت شیخ پر عقلی دلائل:

حضرت مولانا روم نے ضرورت شیخ اور مرید کی اس سے نسبت کو یوں اجاگر کیا ہے کہ ایک کشتی اپنے دامن میں چار پانچ آدمیوں کو لے کر دریا کی تند و تیز موجوں کا مذاق اڑاتی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی کہ پاس سے ایک درخت کا گذر ہوا،

درخت کشتی سے مخاطب ہوا۔ تو بھی میری طرح لکڑی ہی ہے لیکن نہ صرف خود تیر رہی ہے بلکہ دوسروں کا بوجھ بھی با آسانی اٹھا رہی ہے یہ مقام کیونکر حاصل ہوا؟ کشتی کہنے لگی: میں زمین پر سینہ تانے کھڑی تھی، کہ ایک مرد آیا جس کے ہاتھ میں کلہاڑی اور بغل میں آری تھی،

وہ درخت پسند کرنے لگا، صد شکر کہ اس نے مجھے پسند کرلیا، کلہاڑی سے مجھے زمین پر گرالیا، میں نے صبر کیا، اس نے شاخیں اور کانٹے میرے جسم سے الگ کئے، میں اس تکلیف پر بھی خاموش رہی۔ پھر اس نے آری اور بسولے کی مدد سے تختے بنائے، میں مہر بہ لب رہی۔ پھر اس نے تختے جوڑ کران میں کیل گاڑے، میں پھر بھی نہ بولی اپنے آپ کو اس مرد کے حوالے کر دیا۔ تب جا کر میں اس قابل ہوئی ہوں کہ دریا کی لہروں کے سینے پر نہ صرف اپنا بلکہ دوسروں کا بوجھ بھی اپنے سینے پر اٹھا سکوں۔ بقول عارف کھڑی علیہ الرحمۃ:

ع میں گلیاں، اروڑا کوڑا محل چڑھایا سائیاں

مرشر کامل وہ ہے جو اپنے مرید کے قلب کی صفائی کرے اس نے اپنے غلام کے دل اور دماغ کو دنیا کی آلائشوں سے پاک کرنا ہوتا ہے انہیں صرف ایک اللہ کی آماجگاہ بنانا ہوتا ہے، سو حق کے اس راستے میں بڑے کٹھن مقام آتے ہیں۔ وہ وابستگان طریقت جو صبر اور تسلیم و رضا کا پیکر بن جاتے ہیں، وہ پھر دین کے امام بن جاتے ہیں۔

شیخ سعدی دوسری جگہ فرماتے ہیں:

گلے خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بہ دستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتہ من گلے نا چیز بودم — و لیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشین درمن اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ترجمہ: ایک خوشبو دار مٹی حمام میں مجھے ایک عزیز دوست نے دی، میں نے مٹی سے پوچھا: اے مٹی! تو کستوری ہے یا عنبر، کہ تیری دل آویز خوشبو سے میں مست ہوا جاتا ہوں، وہ کہنے لگی، میں تو صرف ایک حقیر مٹی ہی تھی، لیکن کچھ وقت پھولوں کی صحبت میں رہنا نصیب ہوا، ہم نشین کے جمال نے اپنی تاثیر سے مجھے معطر کر دیا ورنہ میں تو ایک ناچیز مٹی ہی ہوں۔

راہ حق اور اس کا ثمر:

جو انسان وسیلہ تلاش کرتا ہے اور خوش قسمتی سے اسے پالیتا ہے اور اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیتا ہے اور پوری دل جمعی اور خلوص سے مرشد کامل کے احکام کی پیروی کرتا

ہےتو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ معیت الٰہیہ اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

معیت الٰہیہ کے بارے میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ایں معیت می نگنجد در بیاں　　نے زماں دارد خبر زو نے مکان

بل بالمعية المذوقة بالذوق الكشفي الشهودي اى انا معكم بحب مراتب شهوداتكم ان كنتم في مشهد الفعلي فانا معكم بالتجلي الذاتي ما اتقدم و لا اتاخر عنكم۔

ترجمہ: یہ معیت بیان کے احاطہ سے ماورا ہے زمان و مکان اس کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں۔ بلکہ یہ ایسی معیت ہے جس کا مزہ کشفی یا شہودی ذوق سے چکھا جا سکتا ہے یعنی میں تمہارے مشاہدہ کے مراتب کے اعتبار سے تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم مشاہدہ فعلی میں ہو تو میں تجلی ذات سے تمہارے ساتھ ہوتا ہوں اور میں تم سے نہ کبھی مقدم ہوتا ہوں نہ موخر۔

شیخ کامل اور قرآن:

یٰٓا ایها الذين امنو اتقوا الله و ابتغوا اليه الو سيلة و جاهدو ا في سبيله لعلكم تفلحون ۔(المائدہ35)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

بزرگان دین نے اس آیۃ مبارکہ میں وسیلہ سے مراد مرشد کامل بتایا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے۔ (القول الجمیل)

امام المفسرین علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ وسیلہ صیغہ واحد ہے سو اس سے مراد نماز روزہ حج زکوٰۃ جیسے اعمال نہیں بلکہ یہ واحد عمل ہے اور وہ ہے مرشد کامل کی بیعت۔

حتیٰ کہ مخالفین کے اسماعیل دہلوی نے بھی اس آیۃ مبارکہ میں وسیلہ سے شیخ ہی مراد لیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''اہل سلوک ایں آیت را اشارت بسلوک مے فہمند و وسیلہ مرشد را مے دانند پس تلاش مرشد بنا بر فلاح حقیقی و فوز تحقیقی پیش از مجاہدہ ضروری است و سنت

اللہ برہمیں منوال جاریست لہٰذا بدون مرشد راہ یابی نادراست''۔ (صراط مستقیم)

ترجمہ: سالکان راہ حقیقت نے وسیلہ سے مراد مرشد لیا ہے پس حقیقی کامیابی اور کامرانی حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ اور ریاضت سے پہلے مرشد کی تلاش از حد ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے سالکان راہ حقیقت کے لئے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے مرشد کی رہنمائی کے بغیر اس کا ملنا شاذ و نادر ہے۔

تتمہ صراطِ مستقیم:

مسلمانوں کے ارباب عقل و فکر کیوں تربیت قلب سے لاپرواہی کر رہے ہیں جبکہ تمام سعادتوں اور جسم انسانی کا مالک صرف قلب ہی قلب ہے اس لیے پہلے تحریر کیا گیا کہ انسان دوسرے حیوانات سے صرف عقل و قلب کی وجہ سے ممتاز ہے ان دونوں کا تعلق چولی دامن کا ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر ناکارہ اور دوسرے کے سوا پہلا غیر مفید۔ اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کہ عقل جزو انسان ہے اور قلب انسان کا کل ہے، عقل وزارت کا قلمدان سنبھالے ہوئے، تو قلب پورے جسم کا حکمران ہے، اپنے تخت پر بیٹھ تمام امور کلی و جزی سر انجام دے رہا ہے۔ یہی نہیں کہ صرف باطنی طور پر بلکہ ظاہرا انسان کے تمام اعضاء اسکی خدمت کیلئے مامور ہیں، آنکھ نگہبان ہے، تو کان خبر رساں، ہاتھ، پاؤں، پیادوں اور فوج کا کام دے رہے ہیں۔ پھیپھڑا پنکھا بردار ہے، جگر باورچی اور معدہ انتڑیاں باورچی خانہ اسکے کارندے دیگر خدمات سرانجام دے رہے ہیں، اس کی موت تمام جسم کی موت ہے اس کی زندگی حقیقتاً تمام کارخانہ انسانی کی زندگی ہے، اس کے احکام تمام جسم پر حاوی و ساری ہیں۔ اس کی مرضی کے سوا جسم انسانی کا کوئی عضو ایک قدم تک نہیں اٹھ سکتا ہے اور یہی سعادت و شقاوت دکھانے کا آئینہ اور یہی تمام جسم انسانی کا رہبر حقیقی ہے اسے تمام قوی عنایت فرمائے گئے جس سے وہ اپنی مملکت کی تدبیر کرتا ہے اور اپنی سلطنت کو تباہی و زیاں کاری سے بچاتا ہے غم و سرور دے کر اپنے نقصانات پر پریشان ہوتا ہے اور اپنے نفع پر خوش، پسند و ناپسند، محبت و نفرت کے جذبے اس کی فطرت میں ودیعت فرمائے گئے تاکہ اپنی پسندیدہ اشیاء کے اختیار کرنے کے احکام صادر فرمائے اور ناپسندیدہ چیزوں سے نفرت ظاہر

کر کے تمام ارکان مملکت کو ان سے باز رہنے کی ہدایت فرمادے اور انہیں باز رکھے غرض انسانی مشین صرف اس کے چلانے اور متحرک کرنے کیلئے ہے اور مشین کی اصلاح کا یہ خود ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَاوَ تَقْوٰهَا ۔(الشمس 8)

ترجمہ: پس الہام کیا نفس کو گناہ کا اور پرہیزگاری کا۔

اس جلی فطرت میں موجزن ہے کہ ہر نیک و بد کی تمیز بلا فکر و تردد اس کے اندر خود بخود نمودار ہو۔ نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ گناہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا حَاكَ فِيْ النَّفْسِ ۔(مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۴)

ترجمہ: جو تیرے دل میں کھٹکے۔

بد سے بدآدمی کے دل کے اندر یہ حقیقت موجود ہے کہ وہ اپنی برائیوں کو صاف دیکھتا ہے لیکن اپنی طغیانی اور سرکشی سے بے پرواہ رہتا ہے اور اپنی حالت بدلنے کی کوشش نہیں کرتا۔ جیسے سخت سے سخت دل کو غم خود چنتا ہے لیکن سرور اور خوشیاں حاصل کرنے کیلئے اس کی پرواہ نہیں کرتا جس طرح فطرت کا تقاضا ہے، کسی عضو کا اثر اس کے اندر آجاتا ہے۔ ایک بچہ جب ورزش پہ لگا دیا جاتا ہے تو وہ اپنا نصاب پورا کرنے کے بعد ایک دن پہلوان بن جاتا ہے اسی طرح جب ایک بچے کو ذہنی تربیت دی جاتی ہے تو ایک وقت آنے پر وہ عالم بن جاتا ہے اور خلق کا رہبر کہلواتا ہے بعینہٖ یہی حالت دل کی ہے جب اسکو وہ ریاضت دی جاتی ہے جو اس کی فطرت کے مناسب ہے تو پھر ایک ایسا دل بنتا ہے کہ وہ اپنے وجود سے بڑھ کر دوسری انسانی ہستیوں کی رہبری اور امامت کے قابل بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۔(الشمس 96)

ترجمہ: بیشک فلاح پا گیا جس نے نفس کا تزکیہ کیا۔

جو اس دل کو اپنے سے معطل چھوڑ دیتا ہے اور وہ اس سے کام نہیں لیتا جس کیلئے قدرت نے اسے بنایا ہے تو وہ زنگار آلود ہو کر بیکار ہو جاتا ہے وہاں اس کے مہمل چھوڑنے سے اپنی

ہستی سے بھی بے خبر ہو بیٹھتا ہے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۔ (الشمس 97)

ترجمہ: خسارے میں رہا وہ جس نے اس کو خاک میں ملا دیا۔

نامراد ہوا جس نے اسے معیت میں چھپایا۔ ضمیر اگرچہ نفس کی طرف ہو لیکن نفس کا حقیقتاً منبع دل ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اس واسطے فرمایا گیا۔

اَلا و ان فِیْ الجَسَدِ مُضغَۃً اِذَا صلحت صَلحَ الجسد کلّہ وَاِذَا فسدت فسد الجسد کلہ' الا وَھی القلب ۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸)

ترجمہ: ہمارے ہاں جسم کے اندر ایک لوتھڑا ہے اگر وہ اچھا ہو جائے تو تمام جسم صلاحیت پکڑ جاتا ہے اگر خراب ہو جائے تو تمام جسم تباہ ہو جاتا ہے خبردار! وہ دل ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ان السمع و البصر و الفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا ۔ (الاسراء ۳۶)

ترجمہ: بیشک کان، آنکھ اور دل سب سے باز پرس ہوگی۔

اس آیت میں آنکھ اور کان کو بھی ساتھ ہی ذکر فرمایا لیکن یہ بطور وزیر کے ہیں اس واسطے ان پر بھی ذمہ داری ہے مگر حقیقتاً ذمہ دار دل ہے۔ عقل اگرچہ بڑی وزیر ہے آنکھ اور کان رتبہ میں بہت بلند ہیں لیکن اس کو قرآن پاک کسی جگہ بھی ذمہ دار ہستی قرار نہیں دیتا وجہ صرف یہ ہے کہ یہ مشاہدہ نہیں کرتی اس سے نتائج اخذ کرتی ہے جو آنکھ دیکھے اور کان سنے اور اسکے اندر غیر حقیقی وہ مادہ ہے جو قلب کو عنایت فرمایا، عقل کے فیصلے تو خاص لوگوں کے ہوتے ہیں، لیکن عوام و خواص کے رہبری کیلئے صرف دل ہے اور عقل فیصلے کرنے میں بہت غلطیاں کرتی ہے۔ کیونکہ اسکے اندر سوچ بچار کا مادہ کم ہے لیکن حقیقتاً وہ معیار اسکے اندر فطری نہیں رکھا گیا۔ سوچ بچار سے یکدم خود بخود نیکی و بدی اپنی اصل صورت میں نمودار ہو جائیگی تو پھر اسے کیا اختیار کہ کوئی کرے یا نہ کرے اسکی سوچ بچار اپنی جگہ۔ اپنے گھر کئی بار عقل کسی کام کے نہ کرنے کا حکم کرتی ہے لیکن من چلا دل آگے بڑھ جاتا ہے۔ عشق و محبت کی داستان عقل کو کہاں پسند لیکن دل ہے کہ انگاروں بھرا تھال سر پر اُٹھالیتا ہے اور اُف تک نہیں کرتا۔ عقل

جان بچانے کیلئے ہزار تدبیر سامنے لاتی ہے لیکن دل ہے کہ ان تمام کو پس پشت ڈال کر مقتل میں کود پڑتا ہے۔ اسکے علاوہ سب سے جو بلند چیز اسے عنائت فرمائی گئی وہ خالق کائنات کا تعلق اور اس کی ذات بابرکات کے مشاہدے اور جلوہ پذیری ہے انسان کے اندر یہ ایسا آئینہ کہ جس کے اندر تمام کائنات سما جاتی ہے صرف کائنات کا مشاہدہ ہی نہیں بلکہ کائنات کے پیدا کرنے والے کے جلوے اور مشاہدے ہی اسکی زندگی اور روح ہیں اور یہی آب حیات اس کو زندگی بخشتا ہے اور جب اس آب حیات سے اسکی سیرابی ہوتی ہے تو دنیا سے بے نیاز ہو کر خالق اکبر کی درگاہ میں بلا وسیلہ جا کھڑا ہوتا ہے اور اپنی نیازمندی سے سجدے میں گر جاتا ہے اس وقت اس کی ہستی، ہستی مطلق میں فنا ہو کر بقائے حقیقی حاصل کر لیتی ہے اور یہ وقت ہوتا ہے جب دل اپنی فطرت کی بلندیوں پر پہنچ کر انسانی ہستی نہیں بلکہ تمام کائنات کی امامت اور راہنمائی کا علم بردار ہو جاتا ہے اور دنیائے کائنات اس کی امامت پر سر تسلیم خم کر دیتی ہے اور تمام کائنات کے دل اس کے انوار سے منور ہونے لگتے ہیں۔ ہر دل اس کے نور سے منور ہو کر اپنی سعادت اور شقاوت کا راستہ کھلا دیکھتا ہے اور اپنے اندر وہ طاقت پاتا ہے کہ سعادت کے راستے پر قدم زن ہو کر شقاوت سے ہمیشہ کیلئے بچ جاتا ہے۔

عقل کو اس سے وہ نسبت بھی نہیں کہ جو ذرے کو صحرا سے ہے۔ اب عقل بے شک فلک پیمائی کر سکتی ہے۔ لیکن عرش بریں کی سیر اسے کہاں حاصل، وہ سموات سے اوپر تو کجا سموات تک بھی نہیں پہنچ سکتی اور خود چکنا چور ہو کر گر پڑتی ہے۔ دنیا کے اندر لاکھوں نہیں کروڑوں حکماء فلاسفر ہو گزرے ہیں لیکن وہ اپنے پیٹ کے دھندوں کے سوا کسی دوسری چیز تک نہ پہنچ سکے۔ ان کی ساری زندگی کا محور اپنی زندگی کے سوا کچھ نہیں اور پھر لطف یہ کہ اس میں بھی ان کو کامیابی نہ ملی۔ بلکہ غور سے مطالعہ کیا جائے تو ان کی ذات کے اندر خامیاں تھیں وہ بھی دور نہ کر سکے۔ اول تو خامیاں نظر ہی نہیں آئیں اگر آئیں بھی تو ان کے پاس کوئی تدراک ان کو دور کرنے کا نہ نظر آیا۔ جیسے تھے ویسے ہی اس دنیا سے اُٹھا لیے گئے اور آئندہ نسلوں کے لئے وہی کچھ چھوڑ گئے جس کی دھن میں خود منہمک رہ گئے، اپنی حقیقی زندگی سے بے خبر رہے۔

تمام علوم یا عقلی ہیں یا نقلی ہیں، علوم عقلی کا سرچشمہ عقل ہے اور نقلی علوم کا منبع دل ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

فانہ نزلہ علی قلبک ۔(البقرہ ۱۹۳)

ترجمہ: اس قرآن کریم کو ہم نے آپ ﷺ کے دل پہ اُتارا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

نزل بہ الروح الامین علی قلبک ۔(الشعرآء ۱۹۳، ۱۹۴)

ترجمہ: آپ ﷺ کے دل پہ امانتدار روح نے قرآن پاک اُتارا۔

سو جو علوم دل پر اُترتے ہیں براہ راست بارگاہ الوہیت سے اُترتے ہیں اور پھر درجہ بدرجہ ان کے مدارج ہیں جتنا قلب سلیم ہو اتنے ہی اس کے علوم بھی پختہ ہوں گے۔ انتہائی درجہ کو وحی سے تعبیر کیا گیا ہے اور ادنیٰ درجہ کو الہام اور واردات سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگر علوم الٰہی نہ ہوں تو پھر خطرات کہلاتے ہیں اور خطرات بھی کئی درجہ کے ہیں۔ خطرہ ملکوتی، خطرہ نفسی، خطرہ شیطانی۔

اللہ تعالیٰ نے امامت کبریٰ کیلئے ان نفوس کو اپنے انتخاب میں لیا جن کو روز اول سے قلب سلیم عنایت ہوا اور قلب سلیم سے ہر قسم کے انعامات کے وعدے فرمائے گئے ہیں:

- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الامن اتی اللہ بقلب سلیم ۔(الشعرآء ۸۹)

ترجمہ: مگر ہاں اس کی نجات ہوگئی جو پاک دل لیکر خدا کے حضور حاضر ہوا۔

- دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اذجاء ربہ بقلب سلیم ۔(الصفٰت 84)

ترجمہ: جبکہ صاف دل لے کر اپنے رب کی طرف (ابراہیم) رجوع ہوئے۔

- ایک اور جگہ اس قلب سلیم کو منیب کی صفت سے ممتاز فرمایا:

وجاء بقلب منیب ۔(قٓ ۳۳)

ترجمہ: دل گرویدہ لے کر جو شخص حاضر ہوا۔

بہت سے لائق حکماء و فلاسفر گزرے ہیں۔ جن کی دور اندیشی پر آج تمام دنیا [illegible] جنکے عقول نے بڑے بڑے علوم عقلیہ کی بنیاد ڈالی لیکن [illegible] و امانت [illegible]

منصب پر ممتاز نہ فرمایا گیا۔ بلکہ امت کے دوسرے افراد کی طرح ایک رسول کی امت سے ہو گزرے، بلکہ انکار امامت انبیاء علیہم السلام کرتے ہوئے ہمیشہ گھاٹے میں رہ گئے۔ پہلی وجہ تو وہی ہے کہ قلب کو اللہ تعالیٰ سے ایک خاص نسبت ہے، دوسرے اس کے اندر وہ صفائی پیدا کی جا سکتی ہے جس کے اندر اللہ تعالیٰ کے انوار وارد ہوتے ہیں۔ تیسرے یہ اس تمام کارخانہ انسانی کا مالک ہے۔ چوتھے اس کی اصلاح سے تمام جسم خود صلاحیت پکڑتا جاتا ہے۔ پانچویں اس کے اندر محبت وصبر پیدا ہونے سے تمام دوسرے دلوں میں محبت ومہر پیدا ہو جاتی ہے اور وہ خود بخود جذب ہونے لگتے ہیں اس کی ذرا سی جنبش کے ساتھ دنیا کی جنبش و حرکت پیدا ہوتی ہے۔ ساتویں یہ تمام علوم الٰہیہ کے حامل ہونے اور اُٹھانے کے قابل دستور ہوتا ہے اور براہ راست تلمیذ الٰہی بننے کے قابل۔ بہر صورت انبیائے کرام علیہم السلام گزرے کسی کو بھی جہاں تک میرا خیال ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ کسی اور سے علوم عقلیہ رسمی طور پر پڑھنے اور کسی اور سے سیکھنے کا موقع ہی نہیں دیا بلکہ براہ راست اپنے انتخاب میں لیکر اپنا توحیدی سبق لا الٰہ الّا اللّٰہ کی فطرتی تعلیم سے ان کی تربیت شروع فرمائی گئی یہاں تک کہ نزول وحی اپنی رہبری اور امت کی رہبری کیلئے انہیں مستعد فرمایا گیا اور پھر فرمایا گیا:

انی جاعلك للناس اماما ۔ (البقرہ ۱۲۴)

میں نے تجھے انسانوں کا امام بنا دیا ہے۔

اور پھر ان کی ذات بابرکات کو تمام علوم الٰہیہ کا سرچشمہ بنا کر امت کو اس سے سیراب ہونے کا موقع دیا گیا تاکہ دین ودنیا کی فلاح سے انسانی ہستی بہرہ ور ہو سکے۔ اسی وقت خطاب ہوتا ہے:

یٰسین و القران الحکیم انك لمن المرسلین علی صراط مستقیم ۔ (یٰس ۱ تا ۴)

اور علوم الٰہیہ کی چھم چھم بارش ہونے لگتی ہے اور فرمایا جاتا ہے:

و وجدك ضالاً فهدی ۔ (الضحیٰ ۷)

ان کو اپنی محبت میں وارفتہ دیکھا پس راستہ عنایت فرمایا۔

مزید فرمایا:

اما بنعمة ربك فحدث ۔ (الضحیٰ 11)

ترجمہ: اپنے پروردگار کی نعمت بیان فرمایئے۔

تا کہ قرآن کے مطابق شکر گزاری ہو۔

الغرض علوم نقلیہ کو جتنا تعلق دل کے ساتھ ہے اتنا عقل کے ساتھ نہیں۔ ان علوم عقلیہ سے فائدہ اُٹھانے کیلئے اور صحیح طریقے پر حاصل کرنے کیلئے قلب سلیم پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور جب تک قلب سلیم پیدا نہ ہو اس وقت تک ان علوم پر کامل ایمان اور کامل یقین پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ آج عقلی طور پر ان علوم کو حاصل کرنے والوں کی کیا کمی ہے۔ بلکہ ملت کا بچہ بچہ ان علوم سے بھرا ہوا ہے جو ان علوم کی آخری سند حاصل کر کے دستار فضیلت سر پر رکھتے ہیں۔ لیکن نتیجہ کیا دوسروں کی رہبری اور امامت تو کجا اپنی رہبری خود نہیں کر سکتے دوسروں کو غفلت اور ناشکری سے کیسے بچائیں گے۔ جو خود غفلت اور ناشکری اور کفران نعمت میں غلطاں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حدیثیں کم جانتے تھے یا قرآن فہمی کا ملکہ ان میں کم تھا؟ ہرگز ہرگز نہیں ان کے برعکس آئے دن علوم نقلیہ کے تشریح وتفسیر کے دفتر شائع ہوتے ہیں اور کتب خانے بھر جاتے ہیں۔ لیکن نتیجہ کیا ہے صفر۔ صرف اس لیے کہ علوم نقلیہ کو عقلی طور پر حاصل کرنا ایسے ہی ہے جیسے ایک طوطے کو پڑھانا، پڑھتا تو وہ سب کچھ ہے لیکن سمجھتا کچھ بھی نہیں کیونکہ ہر چیز وہاں پرورش پاتی ہے جہاں اسے مناسبت کاملہ ہو۔ علوم نقلیہ کا گہوارہ تو دل ہے یہ دل کے اندر ہی پرورش پا سکتے ہیں اور اس کے اندر ہی کامل نشوونما پا سکتے ہیں۔ اس کے بغیر کتنا بڑا درخت ہو جائے اور دیکھنے میں اس کا سایہ کتنا ہی دلفریب کیوں نہ ہو۔ لیکن نہ تو اس پر پھل عمدہ اور بکثرت آئے گا اور نہ ہی اس کے سایہ میں وہ لطافت اور راحت وسرور ہوگا۔ جو ایک چھوٹے درخت جن کی تربیت قلب کے ذریعے ہوئی ہو اپنے سایہ اور اپنے ثمر کے اندر شرینی و لطافت رکھتا ہے۔ تمام مذاہب کا منبع قلب ہے اور مذاہب کے تمام علوم قلب سے اُٹھتے اور اُترتے ہیں اور پھر یہ علوم قلب انسانی ہی جذب کرتے ہیں یہاں تک کہ ایک دنیا کے علوم دل سے گزرتے ہیں اور اس وقت یہ تمام دنیا کو اپنے اندر جذب کرنے کی قوت پیدا

کرتا ہے اور دنیا خود بخود اس کے اندر جذب ہونے کو چلی آتی ہے۔

تا کہ تمام علوم عقلیہ کی طرح ان کی سیرت وصورت میں دلچسپی پیدا کی جائے اور اس کے اندر دل فریبی آجائے کہ عقل دنیا کی سند ہو جائے لیکن نتیجہ الٹا نکلتا ہے خود بھی اپنے علوم اور مذہب سے غافل ہونا شروع ہوتے ہیں کہ یہاں تک خالی ڈھول مذہبی رہ جاتا ہے۔ آواز تو بہت علمی رنگ میں ہوتی ہے، بڑے بڑے معرکوں کے مناظرے شروع ہوتے ہیں، ہر جگہ غالب ہونے کا خیال دامن گیر رہتا ہے اور غالب عقلاً ہو بھی جاتے ہیں، کمائی حاصل کرنے کا ذریعہ مذہب اور مذہبی علوم رہ جاتے ہیں اس وقت مذہبی جذبہ پر موت آجاتی ہے اور مذہب مذہب نہیں رہتا، بلکہ مذہب قومیت کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے اور سوائے قومیت کے اس کے پاس کچھ نہیں رہتا۔ اس وقت تک ہر قسم کی برائیاں قوم کے اندر پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں، یہاں تک کہ قوم کی فنا کا وقت ہو جاتا ہے۔ یا مولا کریم کو منظور ہو تو پھر از سر نو کوششیں مہیا کرنے لگتے ہیں۔ علوم مذہبی کیلئے اصل گہوارہ تلاش کیا جاتا ہے اور فطرتی طور پر اس کی پرورش ہوتی ہے اور پہلے کی طرح پھلنے پھولنے لگتا ہے۔ اپنے تمام مراحل طے کر کے اس منزل پر پہنچ گیا جس پر پہنچ کر جذبۂ مذہب فناء کے گھاٹ اُتارتا ہے

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون ۔(الحجر 96)

ترجمہ: ہم نے ذکر کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

پھر از سر نو زندگی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں اور خواص کے دل کے اندر یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ جذبۂ مذہب اسلام آخری منزل پر پہنچ گیا ہے اور فناء کے گھاٹ پر ہے اس احساس نے ایک گونہ بیداری پیدا کی ہے اور اہل علم کی توجہ اس طرف اُٹھتی نظر آ رہی ہے۔ بعض افراد نے قدم بھی اُٹھایا ہے اور اپنی ہمت بھی صرف کر رہے ہیں۔ لیکن علوم عقلیہ کے زور نے ہمارے احباب کی توجہ کو بھی اپنی طرف ہی پھیرا ہوا ہے اور قرآن حکیم کے رخ کو عقلی طور پر عقلوں میں اتارنے کی کوششوں میں مصروف ہے اور عقل ہی کو قرآن فہمی کا ذریعہ جانتے ہیں اور عقل ہی کی اصلاح ان کے زیر نظر ہے۔ لیکن خود جانتے ہیں کہ عقل اصلاح

سے محروم ہے عقل کو علم سے ضرور نسبت ہے، لیکن اصلاح کا ذاتی تعلق عقل سے نہیں بلکہ دل سے ہے جیسے پہلے بیان ہوا قرآن پاک کا لفظ لفظ و لتنذر بہ (الاعراف 2) تا کہ آپ قرآن کے ذریعے ڈرائیں۔

❁ و ذکری للمومنین ۔(الاعراف 2)

ترجمہ: اور نصیحت ہے ایمان داروں کیلئے۔

❁ لتکون من المنذرین ۔(الشعرآء ۱۹۴)

ترجمہ: تا کہ آپ ڈرانے والوں میں ہوں۔

❁ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام ۔(الزمر ۲۲)

ترجمہ: پس جس شخص کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیا۔

❁ جن کے دل اللہ تعالیٰ کیلئے ذکر سے بوجہ سختی بے پرواہ ہیں۔

❁ اس کا دل ایمان کی وجہ سے مطمئن ہے لیکن وہ شخص جس کا سینہ کفر کیلئے کھل گیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

❁ بیشک مسلمان مرد، مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں قانت مرد اور قانت عورتیں۔

ان کے دل ہیں وہ سمجھتے نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس بات کے شاہد ہیں کہ قرآن کا مطمع نظر دل ہے اور جہاں کہیں دوسرے قوائے جسم کا ذکر بھی ہے تو ثانوی۔میں اپنے دوستوں کو جن کو اسلام کا حقیقی درد ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اسلام از سر نو زندہ ہو کھلی دعوت دیتا ہوں کہ جب تک وہ راستہ اختیار نہ فرمائیں گے جو راستہ فطرتی ہے، جسے اللہ جل شانہ نے مقرر فرمایا ہے، اس وقت تک کشتی پار اترتی نظر نہیں آتی، خواہ اسے علم کے کتنے ہی چپو لگائے جائیں، اور ہوا خواہ اپنے ہی موافق ہو میں کہتا ہوں ہوا کہاں موافق ہے، جبکہ ہوا موافق سے کام لیکر اصل مقصد سے دوری ہی ہوتی جاتی ہے۔ میں خود اپنے بعض کرم فرماؤں کے علمی مقالے پڑھ کر عقلی طور پر مسلمان بن چکا ہوں۔ اس وقت میرے دل کے اندر علوم شرعیہ کی ایک بھاری ٹھاٹھ موجود ہے اور میرا قلم اگرچہ دریا تو نہیں بہا سکتا تاہم حس و حرکت

اور یقین واطمینان اور ایمان میں اپنے لا علاج مرض کا علاج سمجھتے ہوئے اور وہ یہ کہ صرف ایمان باللہ قائم ہو جائے زبانی نہیں اور رسمی نہیں بلکہ جو انبیاء کا ایمان تھا یا وہ نہ سہی تو ان کے متبعین کا ایمان۔ اقبال نے کہا:

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اول ایمان شہودی کا درجہ ہے وہ نہ ہو تو پھر تقلید نصیب ہو، لیکن تقلید بھی تو باتوں سے نصیب نہیں ہوتی، کوئی صاحب دل ایک آنکھ دیکھے تو یہ منزل بھی ملے۔

ع نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اہلِ علم نے جو کچھ کرنا تھا کر رکھا لیکن ابھی تک اس کے اندر وہ صفائی پیدا نہیں کہ اس کی جھلک یا اس کے جلوے اس کے اندر آئیں۔ آہ آج کے مسلمانوں میں تو ایمان شہودی ہے نہ تقلیدی (الا ماشاء اللہ) بلکہ اس ایمان کی تو کوئی حقیقت ہی نہیں سب کی زبان پر لا اللہ الا اللہ ہے مگر نام کے مسلمان اور دل کے کافر منافق کہو تو بجا۔ کہ مسلمان تو ہیں لیکن

ع جو چیرا تو ایک قطرہ خون کا نہ نکلا

والا معاملہ ہے اور پس لطف یہ ہے کہ جو اس مرض کے علاج کے لئے تشریف لاتے ہیں وہ مرض کے اسباب تک دیکھنا اور توجہ تک نہیں کرتے اور اپنی ادویہ کے خاص تریاق دینا چاہتے ہیں۔ خواہ مریض بچے یا نہ بچے۔ تمام مذاہب کی بنیاد توحید ہے جب یہ توحیدی تخم عمدہ قلب کے اندر مہیا نہ ہو سکے تو کیوں مذہب کا درخت پیدا ہو۔ چہ جائیکہ بار آور ہو۔ اسلام کو پیش کیا جاتا ہے تو معاشیات سے سیاسیات، اخلاقیات سے بڑھ کر پھر ان سے چلتے چلتے قرآن پر آتے ہیں اور قرآن سے رسالت پر اور رسالت سے توحید پر خود سوچئے کہ یہ الٹی گنگا نہیں تو کیا ہے۔ تخم ہو یا نہ ہو۔ درخت اُگے یا نہ اُگے یار لوگوں کو تو پھل سے واسطہ ہے لیکن کوئی عقلمند ہے جو یہ کہہ سکے کہ انگور کے بیل کی قلم نہ لگائی جائے اور پھر اسے پانی سے پرورش نہ کیا جائے لیکن جب موسم آئے تو ان کا گھر انگوروں سے بھر جائے۔ عبادت کا فلسفہ پرستش خالق زمین وزمان ہے بلکہ ہے تو پاکیزگی جماعت بندی، اتحاد، ضبط، ہمدردی، اغیار پر اثر وغیرہ

وغیرہ۔ بھلا فرمائیے تو وہ طاقت اس صورت میں کہاں سے آئے گی۔ وہ تزکیہ کہاں سے آئے گا جوان اوصاف کو پیدا کرے گا۔ علی ہذا القیاس روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی کا جب فلسفہ یہی ہے تو اس فلسفہ کے خواہ مخواہ کے لئے تصور پیدا کرنا اسے رضا و رغبت سے کیا واسطہ؟ عقلی علوم کو عقلی سانچہ میں ڈھالنے کا۔ پھر اسی حالت میں نتائج بھی وہ کچھ پیدا کریں گے جو فطرتاً ایسے علوم تخیل سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر صاحبان علم سے مسلمانوں کے مرض اور اسلام کے انحطاط کے اسباب دریافت کئے جائیں۔ اول تو کسی نے بیماری کی طرف توجہ نہیں کی۔ اسلام کے گرنے اور کمزور ہونے کا خیال اسے آیا ہو اور اگر آیا بھی اسباب وعقل پر توجہ کہاں بھئی، اس سے زیادہ بس یہ کہ مولیٰ کریم کی مرضی اور اگر کسی سعادت مند کی توجہ کا مرکز کہ آخر ہمارے انحطاط کے اسباب کیا ہیں۔ جب علماء کو دو رکعت نماز سیاہ رات میں گزارنی مشکل ہو بلکہ فریضہ بھی اپنے وقت پر ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے وقت ملتا ہے تو متواتر کئی نمازیں یکے بعد دیگرے قضا ہو جاتی ہیں اور طبیعت ہے تو نڈر بے خوف۔ اگر کسی نے پوچھ لیا تو کہہ دیا کہ اس حالت میں قضا ہوئی رہتی ہے۔ جو شخص اپنے اندر اتنا بڑا ایمان نہیں رکھتا کہ کسی خلوت میں اپنے مولا کریم سے یہ کہے کہ مولا ہم پر رحم فرما۔ مجھے صراطِ مستقیم پر چلا، مجھے بھولا بھٹکا نہ چھوڑ، مجھ گنہگار پر رحم فرما، اپنے محبوب کے اسوہ حسنہ سے سرفراز فرما اور مجھے اپنی پناہ میں لے لے اور اس پر تمام عمارت اسلام کی بنیاد ہے۔ جب کسی کے دل میں یہ احساس پیدا ہو تو آپ کے سامنے وہ نتائج کیوں کر پیدا ہوں جن کی بنیاد صرف یہی ہے اور بس! لیکن آج یہ حالت ہے کہ مسلمان ذی علم کے دل پر نہیں آتا کہ اس کمی کی وجہ سے ہم اور ہمارا اسلام دنیا کی آنکھوں میں بے وقعت ہو رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آج یہ دولت مسلمان پیدا ہی کرلیں پھر دیکھتے ہیں کہ کیا کچھ ہے جو ہم کر نہیں سکتے، کون ہے جو ہمارے مقابل آ جا سکے اور دنیا میں کون ہے جو ہمارا اعتبار نہ کرے اور کون سا اخلاق ہے جو ہمارے اندر سمٹتا نہ آئے، کونسی دولت ہے جو ہمارے قدموں پر جان نثار نہ ہو، کونسی حکومت ہے جو ہم سے لرز نہ جائے۔ بلکہ حکومت تابع ہونا فخر سمجھے، لیکن تقویٰ اخلاق کی جڑ اس کا تخم تو صرف توحید اور توحید ہے۔

لیکن کونسی توحید جو فلسفہ اسلام پر ایمان رکھتی ہے اور اسکے اندر اور کچھ نہیں جی تو چاہتا ہے کہ ایسے سرسبز درخت کے سایہ میں بیٹھے کہ اس کے میٹھے پھل کھائیں لیکن یہ ہمت نہیں ہوتی کہ اس کا تخم لے کر اپنے گھروں میں اسے بوئیں۔ پھر اسے اپنے لہو کے پانی سے سینچیں اور اس وقت تک انتظار کریں کہ درخت بار آور ہو جائے علمی توحید نہ ہو جو اصلاحی دلنشین الفاظ اور تعریفات کے اندر محدود ہو کر خلق اللہ کو کافر اور مشرک بنانے کے سوا کوئی مقصد ہی نہیں۔ لیکن یہاں تو وہ توحید مطلوب ہے کہ

ع ہر گھڑی ہے وہ نظر میں جو نظر آتا نہیں

لیکن اس کے سوا کچھ نظر آتا ہی نہیں نہ ابتداء نہ انتہا، نہ ظاہر نہ باطن، سراسر منہ سے یہ [illegible] ہے۔

ھو الاول و الآخر و الظاھر و الباطن و ھو بکل شیء علیم ۔ (الحدید ۳)

ترجمہ: وہی اول ہے وہی آخر ہے وہ ظاہر وہی باطن اور وہی ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

اگر "لا تدرکہ الابصار" اس کو آنکھیں نہیں پا سکتیں، پر یقین کامل ہے تو اس درجہ پر

و ھو یدرك الابصار ۔ (الانعام ۱۰۴)

ترجمہ: اور وہ آنکھوں کو سمجھتا ہے۔

پر یقین ہو چکا، تن من دھن سب اسی پر قربان، زندگی ہے صرف اسی ایک کیلئے، توحید مومن کو خاموش نہیں رہنے دیتی بلکہ فطرت مجبور کرتی ہے کہ کھلا اعلان کردے۔

قل ان صلاتی ونسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین لا شریك لہ و بذالك امرت و انا اول المسلمین ۔ (الانعام ۱۶۳،۱۶۴)

ترجمہ: آپ کہہ دیں کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت اللہ کیلئے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ملا ہے میں پہلا تسلیم کرنے والا ہوں۔

اور زبانی اعلان ہی نہیں بلکہ خواہشات انسانی ترک کردے۔

فلا تتبع الھوی فیضلك عن سبیل اللہ ۔

ترجمہ: پس تو خواہشات کی پیروی نہ کر وہ تجھے اللہ کے راستہ سے ہٹا دیں گی۔

دنیا اور اس کے تمام ساز و سامان اس کے لوازمات جو فطرت کو پسندیدہ طبعی ہیں ان کیلئے ان سے آواز آتی ہے۔

وما هذه الحيوة الدنيا الا لهو و لعب وان الدار الآخرة لهى الحيوان ۔

(العنکبوت ۶۴)

ترجمہ: دنیا کی یہ زندگی تو لھو ولعب ہے بے شک اصل آخرت کی زندگی ہے۔

اور اپنے ہی لئے نہیں بلکہ اپنے ہم نشینوں اور دوستوں کیلئے ان کی خیر خواہی کیلئے ان کو اپنے اندر جذب فرمانے کیلئے بھلے الفاظ سنیئے۔

لو كانوا يعلمون ۔ (ایضاً)

ترجمہ: کاش یہ لوگ جانتے ہوتے۔

کہیں اس حوالہ محبت سے کہلا دیا جاتا ہے۔

قل متاع الدنيا قليل ۔(النساء ۷۷)

ترجمہ: آپ کہہ دیں کہ دنیوی ساز و سامان بہت ناپائیدار ہے۔

غرض کوئی کام بغیر امر اور اجازت کے نہیں۔

فاستقتم كما امرت و من تاب معك ۔

ترجمہ: آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی جو تائب ہوئے استقامت کے ساتھ رہیں۔

جیسے حکم ہوتا ہے اس کے مطابق اپنے آپ کو اپنے تعلقداروں، دوستوں اور اقرباء کو ڈھالنا ہوتا ہے۔

فاتخذه و كيلا ۔(المزمل ۹)

ترجمہ: پس اس کو ہی اپنا کارساز بنائیں۔

دوست دشمن کے معاملات سے بھی دست بردار ہونے کیلئے ارشاد ہوتا ہے۔

پس جھٹلانے والوں کو میرے حوالے کر دیں۔(مزمل)

تو کوئی لمحہ بھی اپنی مرضی پر نہیں ہوتا نہ سفر و حضر میں فرق نہ صلح و جنگ میں امتیاز

رہے۔ بے سروسامانی میں حکم ہوتا ہے کہ جنگ کیلئے اُٹھو تو وہ ہتھیار باندھ کر میدان میں اسے جنگ جیتنے یا ہارنے سے کوئی تعلق نہیں اپنی سربازی سے تعلق ہے۔ تمام مسلمان موجود ہیں اور سرفروش جانثار سردھڑ کی بازی لگا بیٹھتے ہیں۔ لیکن حکم ہو جاتا ہے کہ صلح کرلو تو صلح کیلئے ہاتھ بڑھائے جاتے ہیں خواہ کتنی بظاہر ناقابل پسند شرائط ہی کیوں نہ ہوں اور گو کتنے ہی بگڑ بیٹھے ہوں، غرض کرنا وہی ہے جو خدا کو منظور ہے۔ ہر وقت، ہر آن، ہر حال اس کے حکم کے منتظر، دکھ، سکھ آرام وخوشی سے واسطہ نہیں۔ بال بچے اور ان کے تعلقات اس کے اختیار میں ہیں جسے حکم ملتا ہے، نکاح میں لے لیا جاتا ہے، جسے امر ہوتا ہے چھوڑ دیا جاتا ہے، اولاد نرینہ کو واپس بلا لیا ہے تو یہ غم نہیں کہ میرے بعد کون جانشین ہوگا۔ بلکہ تسلی دی جاتی ہے کہ ''بیشک آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہوگا''۔ (الکوثر ۳)

ایک طرف ''وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اس سے کوئی جنا گیا''۔ (الاخلاص)

حقیقت عیاں ہوتی ہے۔ تو دوسری طرف ''جہاں بھی آپ ہوں وہ آپ کے ساتھ ہے''۔ کی شان برابر نظر آرہی ہے۔ بلکہ ''وہ ہر چیز کو اپنے قبضے میں لئے ہوئے ہے''۔ کا یقین دل کی آنکھوں کے ذریعے حاصل ہو جاتا ہے۔ اپنی ذات اس کی ذات کے اندر اور اس کی ذات اپنی ذات کے اندر صاف دکھائی دیتی ہے۔ پھر عجب یہ کہ وہ اور یہ ان دونوں میں زمین و آسمان سے بھی بلند تر فرق، وہ قدیم یہ حادث، وہ واجب یہ ممکن، وہ باقی اور یہ فانی، تردد اور ظن کا گزر تک نہیں، سراسر یقین آجاتا ہے اور تمام کام یقین سے ہونے لگتے ہیں۔ فکرِ تصور اُٹھا دیا جاتا ہے اگر ہے تو اسی ذات مقدس کا!

بس یہ توحید سرور جان ہے یہی توحید روح ایمان ہے۔ یہی توحید باعث تخلیقِ کون و مکان ہے، توحید زینت زمین وزمان ہے۔ یہ توحید ساری کائنات کی آن بان ہے۔ یہی توحید فرش سے عرش تک یکساں ہے۔ یہی توحید روح دین وایمان ہے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح پر تیار کیا۔ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو بھٹی کیلئے منتخب کیا اسی نے پھر گلزار بنایا۔ اس نے

عیسیٰ علیہ السلام کے اندر روح پھونکی جو مردے زندہ کرنے لگے۔ پھر اس نے یہودیوں کے ستم سہنے کے لیے صبر دیا۔ یہی باعث بربادی و ہلاکت ثمود ہوئی۔ اس نے عاد کو تباہ کیا، اسی نے قوم لوط پر پتھر برسائے اور زمین کو اوپر سے نیچے کر دیا تا کہ اس کے نافرمان بندے عبرت حاصل کریں اور اس کے پاک بندوں کا حوصلہ بلند ہو۔ دشمن مقہور ہوں اور دوست سربلند اسی نے حضرت محمد ﷺ کو گھر چھوڑنے کا حکم کیا۔

لا تحزن ان اللہ معنا۔(التوبہ ۴۰)

ترجمہ: آپ نہ ڈریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

کی آواز سنائی۔ اس کے کرم سے مہاجرین نے پرورش پائی اور گھر بار چھوڑا، وطن چھوڑا، قبیلے چھوڑے، احباب، دوست چھوڑ کر حضرت کی غلامی میں مدینے میں جا بسے۔ اسی نے انصار کو اپنی شراب محبت پلائی اور ایسا مدہوش کیا کہ انہوں نے اپنی جان، تمام مال و متاع، گھر بار اس کے نام لیواؤں پر قربان کر دیا۔ حتیٰ کہ اپنی ہر چیز کی تقسیم کر کے برابر کا حصہ اپنے بھائیوں کو ہی نہیں بلکہ ان مسافروں، غریب الوطنوں اور بے کسوں کو دیا جو اس کی محبت میں گرفتار ہو کر آئے تھے۔ صدیق، فاروق، عثمان و حیدر رضی اللہ عنہم انہیں کے پرورش یافتہ تھے جو امیر المومنین ہو کر دنیا میں مہکے، اس نے منصور کو شریعت کی آڑ میں فتویٰ قتل دیا اور اس نے ہمت دلائی کہ سچے آدمی کیسے سولی پر جان دیتے ہیں، سب کچھ دیکھا لیکن اُف تک نہ کی۔ جب لوتھڑے کو سولی پر کھینچنے کیلئے لے گئے تو کسی نے کہا توحید کیا ہے۔ تو کہا جو کچھ دیکھتے ہو یہ سب ادنیٰ ہے۔ اسی نے عام آدمیوں سے، بروں سے، فاسقوں سے، فاجروں سے، عابد، تائب اور ذاکر بنائے اسی نے دنیا میں مسلم اور مومن کی شان پیدا کی۔ اس نے قائمین اور صائمین کے گروہ در گروہ پیدا کر دیئے۔ اس نے دنیا کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے اور جنت ان کے نام لیواؤں کی منتظر۔ غرض جس کے ساتھ اس کا تعلق محبت پیدا ہوا اسے اسفل السافلین سے اُٹھا کر اوج عرش پر جا بٹھایا اور انسانیت کے اعلیٰ اور بلند مدارج پر جا کے بٹھا دیا، ذلیلوں کیلئے عبرت، بے کسوں کیلئے مروت، فاقہ کشوں کیلئے قوت مظلوموں کیلئے فریاد، دادخواہوں کیلئے عدل و انصاف، اقرباء کیلئے احسان، عوام کیلئے سخاوت

جانوروں کیلئے رحم ہروقت اپنے پاس رکھتی ہے۔یہی ظالم کیلئے حاکم، قاتل کے لئے انتقام رہزن کیلئے موت، زانی کیلئے رجم، فاسق کیلئے ہدایت، مشرک کیلئے توحید، کافر کیلئے اسلام ملحد کیلئے دین ہے، غرض دنیا و مافیہا کیلئے سراسر رحمت و رأفت ہے، اس کے سوا دنیا کا قیام ناممکن۔اس کی ہستی دنیا کی ہستی ہے، اس کی فضا دنیا کی فضا ہے، جب تک دنیا میں ہے دنیا قائم اور جب یہ دنیا سے اُٹھائی جائے گی تو دنیا ختم ہو جائے گی اور فنا اس پر چھا جائے گی کیونکہ اخلاق اُٹھے گا تو دنیا کیسے باقی رہ سکتی ہے، یہی سرچشمہ اخلاق و مروت ہے، باالفاظ دیگر فطرت سلیمہ کا جاگ اُٹھنا اور دل کی آنکھ سے فرش سے لے کر عرش تک ہر چیز کی حقیقت اور صحیح قیمت دیکھنا ہے۔جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''اسی طرح ابراہیم کو آسمان اور زمین کے ملکوت دکھائے تا کہ موقنین سے ہو جائے''۔(الانعام 76)

جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا، اسے قرآن پاک میں ہدایت فرمایا گیا ہے پس اس کی رہنمائی میں چلیں۔

دوسری جگہ فرمایا:

ووجدك ضالا فهدى ۔(الضحیٰ ۷)

ترجمہ: آپ کو اپنی محبت میں وارفتہ پایا تو راستہ دکھایا۔

تیسری جگہ فرمایا:

ترجمہ: وہ ایسی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے ہر دین پر غالب کر دے۔(الصف 9)

اس ہدایت سے وہی ہدایت مراد ہے جسے توحید خالص کہتے ہیں۔یہ اپنے اندر مختلف درجے رکھتی ہے اس کا سارا دارومدار قلب سلیم پر ہے۔جس درجہ کا قلب سلیم ہوگا اسی درجہ اس کی آنکھوں میں بصارت اور نور اشتہاد کو اصل رنگ وروپ میں دیکھنے کی طاقت کامل ہوگی۔

تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض ۔(البقرہ ۲۵۳)

ترجمہ: ہم نے رسولوں کو ایک دوسرے پر برتری دی۔

اس پر شاہد ناطق اور جس درجہ قلب سلیم اپنے انتہائے فطرت سے گرا ہوا ہوگا۔ اس درجہ ضعف، کمزوری بصارت ہوگی اور اشیاء کی حقیقت کے اصل رنگ و قیمت اس قدر کہاں پیدا ہوگی۔ اگر چہ اصل حقیقت سب کے اندر یکساں ہوگی اور حقیقت کاملہ کے اندر اختلاف نہ ہوگا۔ کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ خود حقیقت کی فطرت وہ اپنی جامعیت کے اعتبار سے مختلف حالات میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ گاہے چنیں، گاہے چناں اور مختلف قلوب میں مختلف عوارض سے ظاہر ہوتی ہے گو تشخص ایک ہوتا ہے۔

ہدایت کا لفظ مشترک ہے اور قرآن پاک میں کئی معنوں میں استعمال ہوا۔ عام طریقت فطری پر تمام حیوانات اپنے اندر فطری میلان رکھتے ہیں اور ایسے ہی اشجار و حجار۔

کل شی ء خلقه ثم هدٰی ۔(طٰہٰ 49)

ترجمہ: ہر چیز کو پیدا فرما کر اسے صحیح راستے پر چلایا۔

دوسری وہ ہدایت جو انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے انسان کو سعادت کی راہ دکھائی گئی جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

”ہم نے تو اس کو راستہ دکھلا دیا ہے اب کوئی شاکر ہوا اور کوئی ناشکرا“۔ (الدھر ۳)

تیسری وہ جو قلب کے اندر سے خود بخود پھوٹ نکلتی ہے، جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے اور جو ہمارے مطمع نظر ہے۔ حقیقتاً یہ ہدایت ایک ہی چیز ہے لیکن کمی بیشی کی وجہ سے، قوت و ضعف کی وجہ سے اس کے تین درجے مقرر فرمائے گئے اور قرآن پاک نے تینوں کو اپنے اپنے موقع پر لفظ ہدایت سے تعبیر فرمایا۔ یہ ضلالت و گمراہی کی ضد ہے۔ قرآن پاک کو ہدایت سے تعبیر فرمایا گیا: ”ھدی للمتقین“۔ (البقرہ ۲) تو یہ مجازاً استعمال ہوا ہے۔ جیسے دریا کا بہنا لازم ہے ملزوم کا نام لے لینا ہے یا الٹا عام محاورہ جو اہل زبان ہے۔ ورنہ قرآن پاک کے درج ذیل مقامات مثلاً۔

وهديناه النجدين ۔(البلد ۱۰)

ترجمہ: ہم نے اسے (انسان کو) دونوں راستے دکھائے۔

جو عام انسانی فطرت کی ہستی میں ہے دوسری طرف:

فالهمها فجورها و تقوها۔(الشمس ۸)

ترجمہ: اللہ نے گناہ، ثواب دونوں الہام کیے۔

اس ہدایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور دل کا حاصل ہے۔ آنکھ کی بینائی اور ہر وہ چیز ہے جو کچھ آنکھ دیکھتی ہے۔ یعنی مشاہدہ اور چیز دونوں میں فرق عظیم ہے۔ مگر ہدایت سے نکلنے کی وجہ یا قلوب انسانی کو ہدایت کا باعث ہونے کی وجہ سے اگر قرآن پاک کو ہدایت سے تعبیر فرمایا گیا ہے تو یہ مجازاً جو عمومی طور پر مستعمل محاورہ ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں کی حقیقت اور معنی ایک ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو دو چیزیں دے کر بھیجا ایک ہدایت اور دوسرا دین حق۔ جن بزرگوں نے ان کو ایک کر دکھایا وہ خیال نقص میں غلطی کر گئے کیونکہ عطف اور معطوف ہمیشہ مغائر ہوتے ہیں۔ ورنہ عطف کرنے کی ضرورت کیا تھی ہدایت کے معنی بینائی، روشنی دل، صفائی دل اور دین حق، سچا دین، دین خدائی یا دستور الٰہی اور قانون خدائی ہے ایسی صورت میں دونوں کو کیونکر ایک کہا جا سکتا ہے گو ایک دوسرے کے ساتھ چولی دامن کا تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں۔ اصل میں جب کوئی مذہب دنیا میں پھوٹتا ہے تو وہ اپنی فتح و تسخیر اور اپنی حفاظت و نگہداشت کے سامان اپنے ہمراہ لاتا ہے، صاحب مذہب کو وہ قوت دی جاتی ہے کہ جس سے قلب انسانی مسخر ہوتے چلے جاتے ہیں اور دائرہ ملک انسانی وسیع ہو جاتا ہے۔ اس کا نام وہی مخصوص ہدایت ہے جسے ہم توحید کے نام سے یاد کرتے ہیں اور دستور اور قانون الٰہی کا نام ہے۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو دونوں چیزیں نہایت اعلیٰ درجے کی عطا ہوئیں۔ ہدایت وہ بھی شک وشبہ سے پاک اور دین تمام ادیان سے بلند ایک میانہ راہ جسے حنیف کے لفظ سے تعبیر کیا گیا۔ جو تمام زمین کے رہنے والوں کیلئے یکساں فتح اور مسخر رکھنے کی قوت ہے اور دین حق یا دستور زمانہ یا قانون بھی جو تمام مذاہب میں اسلاف کے باعث ہر پہلو سے مکمل کیا اور بلحاظ تمدن، ہر فطرت کیلئے موزوں، ہر تمدن کیلئے مناسب اور دنیا کے آخری ارتقاء کے مطابق نہایت مکمل جس کے اندر کوئی خامی پیدا نہیں کی جا سکتی اور پھر عملاً پیدا نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔

اگر توحید کا تخم کامل نہ ہو تو تسخیر قلوب ناممکن اور پھر فتح قلوب کے بعد اگر مناسب انتظام اور کوئی ایسا قانون نہ ہو جو ہر ایک کو اپنے اپنے درجہ میں رکھے۔ ہر ایک کو اپنی مناسبت کی وجہ سے پھیلنے پھولنے کا موقع دے تو تمام نظام بگڑ کر ہمیشہ کیلئے مملکت قلوب تباہ ہو جاتی ہے۔آیت بالا میں اسی کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں ایسے انعامات فرمائے کہ ان کا ثانی پہلے دنیا میں نہیں آیا۔اس لیے جو دین بھی اس کے سامنے آئے گا وہ ختم ہو کر رہے گا۔ یہ ایک قسم کی پیشگوئی تھی کہ ''اللہ تعالیٰ اس دین کو تمام ادیان پر اس مخصوص ہدایت (فاتح قلوب) اور اس مخصوص دین الٰہی کے ذریعے فتح دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جہاں کہیں مقابلہ ہوا اور یہ دین دوسرے ادیان کے اندر پہنچا۔قلوب انسانی اس کی ہمہ گیری اور وسعت کے اندر خود بخود سمٹتے آئے اور وہ مغلوب ہو گئے۔ چنانچہ آج باوجود ایک دین ہونے کے ان تمام ادیان پر غالب ہے۔ جو اپنے بادشاہوں کے سایہ وحمایت میں ہو کر اس دین الٰہی کا مقابلہ کر رہے ہیں۔طغیان اور بغاوت دوسری چیز ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

''انہوں نے علم حاصل ہونے کے بعد محض نافرمانی کی وجہ سے اختلاف کیا''۔

تعصب کی راہ چھوڑ کے اگر کوئی غور کرے خواہ کوئی مذہب کیوں نہ ہو اپنے آپ کو اس دین الٰہی سے پست پائے گا۔عبادتاً، اخلاقاً، سیاستاً کوئی چیز اس دین میں نہیں ملتی جو مکمل نہ ہو، یہ وجہ ہے اس کے غالب ہونے کی۔اسی پر اللہ تعالیٰ نے مہر تصدیق ثبت فرمائی کہ

''اللہ جل شانہ خود کافی گواہ ہے''۔

اللہ کی شہادت کیا ہے کہ دنیا کا خود بخود بول اُٹھنا۔

ع آوازۂ خلائق نقارۂ خدا است

اللہ اس کے غالب ہونے پر گواہ ہے۔والحمد للہ علی ذلک۔

شیخ کامل کی صفات:

کامل شیخ کی صفات یہ ہیں کہ کتاب اللہ اور حدیث کا عالم ہو محض علم ہی نہیں صفات کامل کے ساتھ متصف ہونا ضروری ہے دنیاوی مال وجاہ کا اسیر نہ ہو اور اسکا روحانی رشتہ

سلسلہ وار نبی کریم ﷺ تک پہنچتا ہو اور وہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق ریاضت مجاہدہ، قلت کلام، قلت طعام، قلت منام، کثرت صدقہ اور صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو، پسندیدہ اخلاق اور حسن ادب جیسے کہ صبر، شکر، توکل، قناعت، یقین، سخاوت، حیاء، وفا، امانت، حلم، تواضع، سکون اور تمکین اس کے اندر موجود ہوں، حرص وہوا سے دور ہو، قندیل نبوت کے نور سے منور ہو۔ تکبر، بخل، طول امل میں مبتلا نہ ہو، ریاضت کی لذت اور حلاوت کی بدولت اس کے چہرے پر انوار چمکتے ہوں، مشاہدہ اور اسکے کمال کے انوار تجلی افروز ہوں اور نور قلب سے اس کا سینہ روشن ہو، دنیا اور اہل دنیا سے خلوت میں گریز کرتا ہو۔ بحر حلال میں سیراب ہو۔ ہر قسم کی قیود اور علتوں سے آزاد ہو کر مرتبہ احسان تک پہنچ چکا ہو اور زبان حال سے یہ بات کہتا ہو کہ جس معبود کو میں نے دیکھا نہیں اس کی عبادت کیسے کروں، مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے حضرت وعیل یمانی نے پوچھا کہ کیا آپ اپنے پروردگار کو دیکھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ رب جسے میں دیکھتا نہیں اس کی پرستش نہیں کرتا۔ حضرت وعیل نے عرض کی آپ کیسے دیکھتے ہیں فرمایا اے وعیل اسے ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھتا بلکہ دل کی آنکھ صدق وایمان کیساتھ دیکھتی ہیں۔

نیز وہ شیخ مجاہدات اور ریاضت کے بعد وصال کی راحت حاصل کرے اور لامکاں کے میداں میں قرب کی صداؤں سے مانوس ہو اس پر مشاہدات کے دروازے کھل چکے ہوں اور وہ درد ہجر کی دوا پا چکا ہو۔ عالی ظرف ہو اور اس سے کلمات حکمت سرزد ہوں مخلوق کے دل اس کی طرف مائل ہوں اس کا ظاہر جلوت اور باطن خلوت میں مشاہدہ کے اندر مستغرق ہو جلوت میں بھی اسے خلوت میسر ہو، مغلوب الحال نہ ہو، اس سے خلاف شرع کلمات سرزد نہ ہوں، اپنی استعداد کی قوت سے دوسروں کی استعداد کو سمجھتا ہو، پس ایسا شخص، شیخ بننے کے قابل ہے، شیخ کا تمام علوم پر حاوی ہونا شرط نہیں، بلکہ جائز اور ناجائز میں تمیز کرنے کی قابلیت ہو اور سلوک میں ضروری ہے کہ سالکین کی امراض اور انکے علاج سے واقف ہو، ریاضت اور مجاہدہ کے طریقہ پر ہر شخص کو اس کی استعداد کے موافق جانتا ہو اور راہ سلوک کے حقائق اور معارف کی مہارت رکھتا ہو، شیخ کیلئے منازل تلوینات، تمکینات،

مشاہدات سے گزر کر فنا الفناء اور بقاء البقاء تک پہنچنا عظمت و کرامت، وحدانیت اور فردیت کی معرفت رکھنا بھی ضروری ہے تاکہ سالکین کی تربیت اور راہنمائی کر سکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

''آپ (ﷺ) فرمادیجئے کہ یہ میری راہ ہے جس کی جانب تمہیں بصیرت، مشاہدہ سے بلاتا ہوں''۔ (یوسف،108)

مشائخ عظام اور شیخ کامل:

حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

دونوں جہانوں کی سعادت شرعی احکام بجالانے میں ہے اللہ کی فرمانبرداری اور متابعت کے حاصل ہونے کا بڑا بھاری سبب خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے اور ان دونوں کی محبت تب حاصل ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی محبت اور خدمت حاصل ہو۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''بزرگوں کا طریق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریق ہے کوئی کتنا بڑا پرہیزگار کیوں نہ ہو بزرگوں کی صحبت سے مستثنیٰ نہیں''۔

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ میرے پیر اور وصول الی اللہ میں راہنما وہ لوگ ہیں جن کے توسل سے میں نے راہ سلوک میں آنکھیں کھولی ہیں اور انہیں کی وساطت سے میں نے راہ سلوک کے معاملہ میں لب کشائی کی ہے اور طریقت میں الف اور با کا سبق انہیں سے لیا ہے میں نے مولیت کا ملکہ بھی انہیں کی توجہ شریف سے حاصل کیا ہے۔ اگر مجھ میں علم ہے تو انہیں کی طفیل اور معرفت ہے تو بھی ان ہی کی توجہات کا اثر ہے، میں نے نہایت کو بدایت میں درج کرنے کا طریقہ انہیں سے سیکھا ہے۔ میں نے قیومیت کی جہت سے جذب کی نسبت بھی انہیں سے اخذ کی ہے میں نے ان کی ایک نظر سے وہ فیض پایا ہے۔ جو دوسروں کو چالیس دن کی چلہ کشی میں بھی میسر نہیں آسکتا میں نے ان کی گفتگو سے وہ کچھ پایا جو دوسرے برسوں میں

بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہیچ کس از نزد خود چیزے نہ شد ہیچ آہن خود بخو تیغے نہ شد
ہیچ حلوائی نہ شد استاد کار تا نہ او شاگردِ شکر یزے نہ شد
مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمش تبریزے نہ شد

ترجمہ: کوئی لوہا خود بخود تیز خنجر نہیں بن سکتا جب تک وہ کسی لوہار کے ہاتھ نہیں آتا۔ کوئی حلوائی از خود اپنے کام کا استاد نہیں بن سکتا جب تک کسی شکر یز کی شاگردی نہیں کرتا۔ یہ مولوی مولائے روم ہرگز نہ بن سکتا اگر شمس تبریز کی غلامی نہ اختیار کرتا۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں:

کیمیا پیدا کن از مشت گلے بوسہ زن بر آستان کاملے

ترجمہ: مشت گل (جسم یا شخصیت) کو کیمیا میں تبدیل کر لے کسی کامل کے آستانے کو چوم لے (یعنی شیخ کامل کی صحبت اختیار کر)۔

حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نہ رب عرش معلیٰ اتے نہ رب خانے کعبے ہو
نہ رب علم کتابیں لبھا، نہ رب وچ محرابے ہو
گنگا تیرتھ مول نہ ملیا، پینڈے بے حسابے ہو
جد دا مرشد پھڑیا باہو چھٹے سب عذابے ہو

❁

اللہ پڑھیوں پڑھ حافظ ہویوں نہ گیا حجابوں پردا ہو
پڑھ پڑھ عالم فاضل ہویوں طالب ہویوں زر دا ہو
لکھ ہزار کتاباں پڑھیاں پر ظالم نفس نہ مردا ہو
باجھ فقیراں کوئی نہ مارے ایہو چور اندر دا ہو

مرشد کامل کی بیعت، بہت بڑا انعام:

حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ان کے مرشد فرمایا کرتے تھے

کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی بندے پر ارادت کی صفت کی تجلی ظاہر نہ کرے تب تک وہ بندہ اہل اللہ کا سلوک طے کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی کا مرید ہو سکتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مرد کی بھلائی چاہتا ہے تو اسے کسی پاک باطن صوفی کے حوالے کر دیتا ہے۔

مرشد کامل کی توجہ، مرید کے فطری نقائص کی اصلاح:

سورۃ النصر میں واستغفرہ کی تفسیر کے حاشیہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز رقمطراز ہیں:

چوں عارف بمرتبہ تکمیل رسید واز ہر گونہ مردم تابع اوشدند واستعدادات آنہا در نقصان وکمال تفاوت فاحش دارد لاجرم اورامی باید کہ برائے تکمیل ناقصاں طلب امرزش نماید، تاآن ہمہ نقصانات اصلیہ استداد باتباع او روز محشر منجر بکمال استقلالی اوگردد۔

ترجمہ: جب عارف ایسے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے جہاں وہ دوسروں کو باکمال بنا سکتا ہے تو اس کے مریدوں میں ہر قسم کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں، جن کی صلاحیتوں اور استعدادوں میں بہت تفاوت ہوتا ہے۔ کوئی بالکل ناقص اور کوئی کامل مکمل اس وقت عارف کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تاکہ اس کے ناقص مرید بھی مرتبہ کمال پر فائز ہو جائیں اور عارف کی اس دعائے مغفرت کے باعث جبلی استعداد میں جو خامی تھی وہ پوری ہو جائے۔

منازل کا چشم زدن میں طے ہونا:

علامہ پانی پتی علیہ الرحمۃ سورۃ المعارج کی آیۃ مبارکہ "تعرج الملآئکۃ والروح الیہ" کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

و من ھھنا قالت الصوفیہ العلیۃ فناء القلب الذی یحصل للصوفی بالحزب من اللہ تعالیٰ بتو سط النبی ﷺ والمشائخ لواراد و احدان یحصلہ بالعبادات والریاضات من غیر جذب من الشیخ فانما یحصل لہ فی زمان کان مقدارہ خمسین الف سنۃ اذ لا یتصور بقاء احد بل بقاء الدنیا الی ھذا المدۃ ظھران الوصول الی

اللّٰہ تعالیٰ من غیر جذب منه تعلی بتوسط احد من المشائخ کما هو المعتاد و بلا توسط روح رجل کما یکون لبعض الا و یسی من الافراد محال و اللّٰہ المستعان ۔(مظہری)

ترجمہ: اس لئے صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ فنائے قلب کا مقام صوفی کو صرف کشش اور جذب سے حاصل ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص شیخ کامل کی توجہ کے بغیر صرف عبادتوں اور ریاضتوں سے اس مقام تک پہنچنا چاہے تو اس کے لئے پچاس ہزار سال کا عرصہ درکار ہے اور اتنی تو کسی کی عمر نہیں ہوسکتی، اس سے یہ بات آشکار ہوگئی کہ پیر کامل کی توجہ کے بغیر کسی کا اس مقام پر فائز ہونا محال۔ و اللّٰہ المستعان ۔(مظہری)

شیخ کا ہر جگہ موجود ہونا:

مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید شیخ کی روحانیت سے دور نہیں جب اس بات کو راسخ کرے اور شیخ کو ہر وقت یاد رکھے گا تو روحانی تعلق پیدا ہوگا اور ہر آن میں عجیب فائدہ حاصل کرے گا تب مرید ہر وقت عقدہ کشائی میں شیخ کا محتاج ہوگا اور شیخ کو دل میں حاضر کر کے جب زبان حال سے سوال کرے گا تو یقیناً شیخ کی روح اللہ کے حکم سے اس کو جواب دیگی لیکن اس میں ربط تام شرط ہے۔

آداب مرشد:

قیوم زمانی، امام ربانی، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کا ارشاد ہے، جاننا چاہیے کہ پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے اوپر ہوتے ہیں۔ بلکہ پیر کے حقوق کو دوسروں کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے، حضرت حق سبحانہ کے انعامات اور اس کے رسول ﷺ کے احسانات کے بعد پیر کے حقوق کا درجہ ہے، بلکہ سب کے مرشد حقیقی تو خود رسول اللہ ﷺ ہی ہیں، اگرچہ ظاہری پیدائش والدین سے ہوتی ہے مگر معنوی پیدائش پیر ہی کے ساتھ مخصوص ہے، ولادت صوری کی حیات تو چند روزہ ہے مگر ولادت معنوی کیلئے حیات ابدی ہے، پیر ہی تو ہے جو اپنے قلب و روح سے معنوی گندگیوں کی صفائی کرتا ہے اور

اس کے اندرونی حصوں کو پاک وصاف کرتا ہے۔ ان توجہات میں جو کہ بعض مریدوں کی نسبت واقع ہوتی ہیں، محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی باطنی آلائشوں کی تطہیر (پاک کرنے) میں ایک گنا تلوث آلودگی خود صاحب توجہ تک سرائیت کر جاتا ہے اور اسے ایک عرصہ تک مکدر وگدلا رکھتا ہے۔ پیر ہی ہے جس کے وسیلہ سے لوگ خدائے عزوجل تک پہنچتے ہیں جو تمام دنیوی اور اُخروی سعادتوں سے بلند تر چیز ہے۔ پیر ہی ہے جس کے وسیلہ سے نفس امارہ جو اپنی ذات کے اعتبار سے خبیث واقع ہوا ہے تزکیہ حاصل کر لیتا اور پاک وصاف ہو جاتا ہے اور اطمینان کے مقام تک پہنچتا ہے اور جبلی طبع کفر سے اسلام حقیقی تک رسائی پاتا ہے۔

ع گر بگویم شرح ایں بے حد شود

اگر اس کی شرح کروں تو بے حساب ہو جائے۔

لہٰذا اگر پیر کسی مرید کو قبول کر لے تو اسے یہ اپنی سعادت سمجھنی چاہیے۔ اگر وہ کسی مرید کو رد کرے تو اپنی بدبختی شمار کرنی چاہیے، ہم اس چیز سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں، حق سبحانہ کی رضا کو پیر کی رضا کے پس پردہ رکھا گیا ہے، جب تک مرید اپنے آپ کو پیر کی رضامندیوں میں گم نہ کر دے حق سبحانہ کی رضامندیوں تک نہیں پہنچ سکتا، مرید کی سب سے بڑی آفت پیر کو آزار (ایذاء) دینے میں ہے، ہر لغزش جو اس کے بعد ہو اس کا تدارک کر لینا ممکن ہے۔ لیکن آزار پیر کا تدارک کسی چیز سے بھی نہیں ہو سکتا، آزارِ پیر، مرید کیلئے شقاوت اور بدبختی کی بنیاد ہے۔

اس سے حق سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ! اعتقادات اسلامیہ میں بڑا خلل اور احکام شرعیہ کی بجا آوری میں بڑا فتور ہی کا نتیجہ اور ثمرہ ہوتا ہے۔ احوال واحدانیات جن کا تعلق باطن سے ہوتا ہے، ان کا تو پوچھنا ہی کیا، اگر باوجود پیر کی آزار رسانی کے احوال کا کوئی اثر باقی رہ جائے تو اسے استدراج اور مہلت میں سے شمار کرنا چاہیے کہ آخر میں وہ لامحالہ خرابی ہی لائے گا۔ اور سوائے نقصان کے اور کوئی نتیجہ نہیں دے گا، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی کا ارشاد ثانی:

مرید جس کمال کو بھی حاصل کرتا ہے وہ اپنے پیر کی تقلید ہی سے حاصل کرتا ہے۔ پیر کی

غلطی بھی مرید کے لئے صواب اور درست سے بہتر ہے۔

واضح ہو کہ شیخ کی خدمت میں جانا اور ان کی خدمت میں بیٹھنے کے آداب ولوازمات سے واقف ہونا اور ان امور کی رعایت رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ جب مرید پیر کی خدمت میں رہے گا تو شیخ کے دل میں اس کی محبت پیدا ہوگی اور جب شیخ کے دل میں اس کی محبت اثر کرگئی تو اس وسیلہ جمیلہ سے مرید کا وجود رحمت الٰہی اور برکات وفیوض لامتناہی میں شامل ہو جائے گا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو!

- مرید کو چاہیے کہ شیخ کی صحبت کے التزام میں اس کی ہمت مضبوط رہے یعنی طالب اپنے دل میں یہ بات مقرر کرے کہ میرا فتح باب یعنی دین ودنیاوی سعادت اور تکمیلات کا دروازہ شیخ کی صحبت اور اس کی خدمت کرنے سے کھلے گا۔
- مرید کیلئے اس کی اپنی جان ومال میں بھی تصرفات شیخ کے مانع نہ ہوں۔ جو کچھ پیرو مرشد ارشاد فرمائیں اس پر راضی اور قائم رہے کیونکہ ارادہ اور صحبت کا جوہر اس طریقہ کے سوا ظاہر نہیں ہوسکتا۔
- پیرومرشد کے ظاہری اور باطنی تصرفات میں اعتراض نہ کرے۔
- مرید پر لازم ہے کہ وہ سب دینی ودنیاوی کاموں کو اپنے شیخ محترم کی ارادت، اختیار اور اجازت کے بغیر جزوی یا کلی طور پر کسی طرح بھی ہرگز شروع نہ کرے۔
- مرید پر لازم ہے کہ وہ شیخ کے حضور میں اپنی آواز بلند نہ ہونے دے کیونکہ بزرگوں کے حضور میں آواز کا بلند کرنا بھی ادب کے منافی ہے، مرید کو شیخ کے ساتھ زیادہ کلام نہیں کرنا چاہیے۔
- مرید کو چاہئے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے اور پیر کے اذن کے بغیر نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو۔
- جہاں تک ہوسکے مرید اس جگہ بھی کھڑا نہ ہو جہاں اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا سائے پر پڑتا ہو۔

- اپنے شیخ کے وضو کی جگہ طہارت (استنجا) نہ کرے۔
- شیخ کے مخصوص برتنوں کو استعمال نہ کرے۔
- شیخ کے آستانے کی جانب پاؤں دراز نہ کرے اور نہ اس جانب تھوکے۔
- اپنے پیرومرشد سے کرامتیں طلب نہ کریں اگرچہ وہ طلب دل میں وسوسہ اور خطرہ کی طرح ہی گزرے۔

کیا تو نے کبھی سنا ہے کہ کسی مومن نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہو معجزے کے طالب کافر اور منکر لوگ ہوا کرتے ہیں۔

احترام شیخ:

دامن رشد میں پناہ لینے والوں کو ادب مرشد سے دین و دنیا کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت امام قشیری اپنے پیرومرشد ابوعلی دقاق کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ''میں ہمیشہ اپنے شیخ نصیر آبادی کی مجلس میں حاضر ہونے سے پہلے غسل کرلیا کرتا ہوں''۔

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ میں بھی اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے غسل کرلیتا تھا اور ہمیشہ روزے سے ہوتا تھا۔ (رسالہ قشیریہ عربی)

یہ ہے پیرومرشد کا ادب جس کو ہم نے چھوڑ رکھا ہے۔

آداب زیارت:

برادران طریقت! جب بھی دربار گوہر بار پر عرس مبارک یا بغیر عرس پاک حاضر ہوں تو نہایت ادب کے ساتھ حاضری دیں۔ دربار شیخ یعنی مزار پاک کی حاضری کے وقت آپ پہلے وضو فرمائیں اور اس کے بعد دو رکعت نفل ادا فرمائیں۔ پھر آپ مزار شریف پر حاضر ہو کر سلام پیش کریں۔ سلام یہ ہے:

السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین و انا انشاء اللّٰہ بکم للاحقون نسئال اللّٰہ لنا و لکم العافیة ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۴)

''سلام ہو تم سب اہل قبور مومنین اور مسلمین پر اور انشاء اللہ ہم بھی آپ کے ساتھ ملنے والے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کی دعا مانگتے ہیں''۔

سلام کے بعد اس طرح بیٹھیں کہ قبور کی طرف یعنی مزار پاک کی جانب چہرہ ہو اور قبلہ کی جانب پشت ہو۔ زیارت قبور اولیائے کرام کا ادب اسی طرح ہونا چاہیے جیسا کہ ان کی حیات مبارکہ میں ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ اسی طرح ان کی وفات شریف کے بعد بھی احترام واجب ہے مزار شریف کی جانب پاؤں نہ پھیلائیں اور مزار کی طرف پیٹھ نہ کریں اور نہ ہنسیں اور نہ فحش کلام کریں، سر جھکا کر مؤدب بیٹھیں جیسے شاگرد استاد کے سامنے اور مرید پیر کے سامنے باادب بیٹھتا ہے۔ اس کے بعد سورۃ فاتحہ و قل شریف تین بار اور درود شریف تین بار پڑھ کر ایصال ثواب کریں۔ اولیائے کرام سلام کرنے والوں کو جانتے ہیں اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو! شواہد الحق (علامہ یوسف نبہانی) شرح الصدور (علامہ سیوطی) کتاب الروح (ابن قیم)۔

صحبتِ شیخ:

سالک کیلئے شیخ کامل کی صحبت از حد ضروری ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کی جانب وسیلہ تلاش کرو۔ (المآئدہ 35)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے فلاح پاؤ گے''۔

(مشکوٰۃ ۵۵۴)

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم میں آپ ﷺ سے یہ روایت کی نقل ہے۔

کہ شیخ اپنی قوم میں ایسے ہے جیسے نبی اپنی امت میں۔

یعنی شیخ اپنی قوم کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور گمراہی سے بچاتا ہے مرید کو چاہیے کہ

اس راہ میں بہت کوشش کرے کہ آیا شیخ، شیخ بننے کے لائق بھی ہے کہ نہیں کیونکہ بہت سے طالبین گمراہ لوگوں کی پیروی کر کے ہلاک ہو گئے۔

کسی کے اسلام کو تب تک بہتر نہ جانو جب تک اس کے عقائد کی صحت دریافت نہ کرلو اور احکام اور اعمال منسوخ ہو سکتے ہیں نہ کہ عقائد اور ایمانیات۔

مجتہدین امت کا اختلاف فروع میں ہے نہ کہ اصول میں۔ فروعات میں اختلاف رحمت ہے، ان فروعات میں جو (مجتہد) خطا پر ہوگا وہ ایک ثواب کا مستحق ہوگا اور درست رائے والے کو دگنا ثواب ملے گا پس جو شخص اس مذہب پر ہو اور اجماع امت اور کتاب و سنت پر عقیدہ رکھے اور اس کیساتھ ساتھ علم حقیقت اور طریقت میں بھی ماہر ہو وہ شیخ بننے کے قابل ہے متلاشی کو یہ بات معتبر اور عادل قسم کے لوگوں سے معلوم ہو سکتی ہے نیز شیخ کے مریدوں سے بھی پتہ چل سکتا ہے اگر علمائے وقت اس سے انکار نہ کریں بلکہ اہل علم اور سمجھدار، نیک، جوان، بوڑھے اس سے فیض حاصل کریں اس کیساتھ دینی محبت رکھیں اور طریقت و حقیقت میں اسے تسلیم کیا جاتا ہے تو حقیقتاً وہ اللہ کی راہ کا ماہر ہے پس جب اس کی بیعت کر لیں تو اس کے فرماں بردار رہیں اور توحید مطلب کیلئے کمر بستہ رہیں۔

گذشتہ صفحات میں بیان کی گئیں صفات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ

صحبت صالح تیرا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

ترجمہ: ایک نیک عمل والے انسان کی صحبت تجھے نیک بخت بنا دے گی اور برے انسان کی صحبت تجھے بدنصیب بنا دے گی۔

مولانا روم فرماتے ہیں:

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ: ولی اللہ کے ساتھ صرف ایک ساعت کی صحبت سو سال کی خالص عبادت سے بہتر ہے۔

توحید مطلب:

توحید مطلب یہ ہے کہ سالک کو یقین ہو جائے کہ میرے مرشد کے بغیر کوئی مجھے مطلب اور مقصود تک نہیں پہنچا سکتا ہے اگرچہ انکے ہم عصر کئی دوسرے شیخ بھی ہوں اور صفات مذکورہ سے موصوف ہوں۔ یہ بہت بڑا رکن ہے اگر توحید مطلب نہ رکھے گا ہر جگہ پریشان رہے گا اور خدا بھی اسکی پرواہ نہ کرے گا کہ وہ کسی جنگل میں تباہ و ہلاک ہو گیا بلکہ جیسے حق اور قبلہ ایک ہے منزل مقصود تک پہنچا سکتا ہے اور شیطان اس میں تصرف کر کے اس کو حقیقی راہ سے پھسلا سکتا ہے اور اس پیر کی شکل اختیار کر کے اس کو گمراہ کرتا ہے لیکن توحید مطلب میں شیطان شیخ کی صورت میں نہیں آسکتا کیونکہ حضورﷺ نے ایسے شیخ کو جو اپنے مریدوں میں ہو ایسے نبی سے تشبیہ دی ہے جو اپنی قوم میں ہو اور اپنی امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح فرمایا ہے۔ (مقاصدِ حسنہ صفحہ ۲۹۳)

پس جیسے شیطان یقیناً حضور نبی کریمﷺ کی شکل نہیں بن سکتا جیسا کہ آپﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقت میں مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۱۰۳۵)

اس طرح شیطان، شیخ کی شکل میں بھی نہیں آسکتا پس مرید محفوظ رہے گا۔

سلسلہ ہائے طریقت:

حدیث نبویﷺ میں فرمایا گیا ہے کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی بھی اتباع کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ 554)

سلسلہ نقشبندیہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاری ہوا جبکہ باقی سلاسل کی ابتدا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ سے ہوتی ہے۔

افضل سلسلہ طریقت:

طریقت کے چاروں سلسلوں میں سب سے افضل واقرب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

ہے کیونکہ یہ سلسلہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے، انبیاء علیہم السلام کے بعد سب انسانوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں، اس پر امت کا اجماع ہے۔

عظمتِ طریقتِ نقشبندیہ مجددیہ:

سلسلہ نقشبندیہ میں ایک اہم اور عظیم شخصیت امام ربانی، قیوم زمانی، قطب ربانی، حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ جن کا نام نامی اسم گرامی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں ایک سند کی حیثیت رکھتا ہے اور سلسلہ نقشبندیہ میں ''مجددیہ'' کا اضافہ آپکی ذات ستودہ صفات کی وجہ سے ہے۔ آپ کے حالات و واقعات عجیب و غریب ہیں، قرب حق کے جو روحانی مقامات عالیہ آپ نے طے فرمائے ہیں، ان کے فہم وادراک میں بڑے بڑے عرفاء حیران ہیں آپ نے طالبان راہ طریقت نقشبندیہ کو باقاعدہ نصاب طریقت عطا فرمایا جسکی دیگر سلاسل میں مثال نہیں ملتی۔ علم سلوک کی خوب تشریح فرمائی اور مثل آئینہ اپنے وابستگان کی نگاہوں کے سامنے رکھ دیا۔ راہ روان حق کو اپنی مشعل علم اور معرفت سے سیدھا راستہ عطا فرما دیا۔ چھوٹی چھوٹی بھول بھلیوں اور پگڈنڈیوں کی صعوبتوں سے بچا لیا۔

آپ کے زمانہ پاک سے قبل جتنے بھی مردان حق گزرے ہیں۔ ان سے وہ کلمات و مقامات ثابت نہیں، جو آپ نے تحریر فرمائے ہیں اسی لئے آپ کو مجدد الف ثانی کہتے ہیں، اولیاء سابقین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے صرف لطائف قلب و روح کی خبر دی اور بعض نے لطیفہ سر کی، لیکن میرے آقا فیض حقانی، مرشد لاثانی، امام ربانی کی زبان حق ترجمان نے سینہ انسان میں پانچ لطائف کا اعلان فرما کر دنیائے تصوف کو حیران کر دیا اور ایک مکمل پُر وضاحت سفر روحانیت کا سامان عطا فرما دیا۔

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہونے سے انسان جنتی ہو جاتا ہے:

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

یہ فقیر اپنے دوستوں کے حلقے میں ایک روز بیٹھا ہوا تھا اور اپنی کمزوریوں پر غور کر رہا

تھا۔ یہ فکر اس حد تک غالب آچکی تھی کہ اپنے آپ کو درویشی کی اس وضع میں بغیر کامل مناسبت کے محسوس کر رہا تھا۔ اس عرصہ میں بامصداق من تواضع اللّٰہ رفعه اللّٰہ یعنی جو اللہ کے لئے انکساری کرتا ہے، خدا تعالیٰ اسے اور بلند فرماتا ہے۔ کارکنان قضا و قدر نے دور افتادہ کو ذلت کی خاک سے اٹھایا اور مزید بلند کر دیا اور میرے باطن میں یہ ندا دی کہ غفرت لك و لمن توسل بك الی بواسطة او بغیر بواسطة الی یوم القیامة ۔

(مبداء و معاد صفحہ ۱۷)

ترجمہ: یعنی میں نے تجھے بخش دیا اور قیامت تک پیدا ہونے والے لوگوں کو جو تیرے وسیلہ سے مجھ تک پہنچیں، خواہ یہ وسیلہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ ہو۔

برادران طریقت مقام غور ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا محبوب ہے۔ آیئے آپ بھی اس پاک اور اقرب سلسلہ میں داخل ہو کر اپنے دامن نامراد کو ہر مراد سے بھرلیں۔

اصول طریقت:

صوفیائے کرام کے نزدیک طریقت قطع منازل اور اللہ تعالیٰ کی طرف ترقی کا نام ہے جسکا پہلا دروازہ شریعت ہے۔ طریقت کی ابتدا یہ ہے کہ تمام تر آسانیوں اور رخصتوں سے پرہیز کرے اور اعمال حسنہ، مستحبات اور شریعت کو اپنے لئے ضروری سمجھے۔ طریقت کی انتہا کے بارے میں حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ

ہدایت (آغاز) کی جانب رجوع کا نام ہے بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ: ہدایت سے مراد ذات خداوندی ہے کیونکہ ہر چیز کی وہی بدایت و نقطہ آغاز اور نہایت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ تمام امور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ (آل عمران 109) جو اپنے انجام کار کو یہاں تک پہنچا دے اس کو کامل صوفی کہیں گے اس مقام پر عبدیت کا کمال اسے حاصل ہو جائے گا سلوک کی راہ میں کئی مقامات اور منازل ہیں ہر مقام کی ابتداء اور انتہا ہے لیکن ابتداء کو درست کئے بغیر انتہا تک رسائی ناممکن ہے۔ امام جنید

بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص انتہا تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ابتداء درست نہ کرے بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ وصول جو حقیقت اور عرفان کا نام ہے طریق سلوک کو خراب کرنے سے ضائع ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوسلیمان درانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں غیر اللہ سے قطع ہو جانے کا نام وصول یا اتصال ہے، وصال کا سب سے چھوٹا درجہ یہ ہے کہ حجاب قلبی دور کر کے محبوب حقیقی کا جمال اپنے دل کی آنکھوں سے مشاہدہ کرے اگرچہ دور ہی سے کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد ہمت کے مطابق اس میں ترقی کرے اور بلند سے بلند مقامات تک پہنچ جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کہ اے ابوذر! کیا تو جانتا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کیلئے نکلتا ہے تو 70 ہزار فرشتے اس کیلئے بخشش مانگتے ہیں۔

بندہ اور خدا کے مابین وصال کے معنی غیر اللہ سے منقطع ہونے اور اسی کی ذات میں محو ہونے کا نام ہے ایسا نہیں کہ بعض ملحد کہتے ہیں کہ اد[illegible] صال ہے جیسے خارج میں دو چیزیں ایک دوسرے کیساتھ ملتی ہیں یہ سراسر گمراہی اور ارتداد ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ غیر اللہ سے جتنا منقطع ہوگا اسی قدر وصل کی منزلیں طے کرے گا پس طالب کو چاہیے کہ جس مرتبے پر پہنچ جائے کوشش جاری رکھے اور ترقی کرے جو کسی بھی جگہ رک گیا تو وہ اُلٹا ہو کر گرے گا

شریعت، طریقت، [illegible]

قانون الٰہی کے مجموعہ کا نام شریعت ہے، قانون الٰہی کا دوسرا نام کلامِ الٰہی ہے۔ جسے عرف عام میں قرآن مجید کہا جاتا ہے جس کی شرح آپ ﷺ کی احادیث ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی ہاتھوں کے ذریعے اپنی شان و شوکت کیساتھ موجود ہیں۔ شریعت مقدسہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کے ڈھنگ سکھاتی ہے۔ ولادت سے لیکر وفات تک زندگی کے تمام معاملات کی کامل ترین راہنمائی کرتی ہے۔ اس کے برعکس جو زندگی ہوگی وہ اللہ کی مرضی کے خلاف ہوگی۔ اب ہر کوئی اپنی زندگی کو پرکھ سکتا

ہے۔طریقت نام ہے باطن کی صفائی کا ہر طرح آلائش اور گندگی سے بچنے کی تگ و دو اور طہارت کی نگہداشت کرنے کا۔

کیا طریقت اور شریعت علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں؟ اگر جاہل فقیروں اور عاملوں کے اس دعویٰ کو مان لیا جائے تو پھر اس طریقت کے قوانین کا مجموعہ کیا ہے؟ اور کیا رب العزت

نے آپ ﷺ کو صرف شریعت کا امام بنا کر بھیجا ہے اور طریقت کو چھپا رکھا ہے جو اب اس دور کے چرسیوں، بھنگیوں اور بدمست نفس پرست جاہلوں پر ظاہر ہوئی ہے اور معاذ اللہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس نعمت خداوندی سے محروم رہے، ہرگز نہیں نبی کریم ﷺ شریعت کے بھی امام اور طریقت کے بھی امام ہیں، اب اس دور کے تصوف کی اس غلط صورت کو ملاحظہ فرمائیں جس کے حامل جاہل پیر ہیں اور دوسری طرف حضور اکرم ﷺ کی مبارک و پاکیزہ حیات مبارکہ کے ایک ایک لمحے کا مشاہدہ فرمائیں۔آپ ﷺ کی عاجزانہ اور والہانہ مناجات، تسبیح و تقدیس و تہلیل اور اس پر مداومت دیکھئے اور غلط تصوف کے دعویداروں کو دیکھئے کہ حقیقی تصوف اور اہل تصوف کے اعمال کو چھوڑ کر غلط طریقے اور غلط نظریے قائم کر کے انہیں پر ڈٹے ہوئے ہیں۔کیا ان کا کوئی عمل ایسا ہے کہ جو آپ ﷺ کی حیات مبارکہ اور سیرت پاک کے مطابق ہے۔اگر طریقت شریعت سے جدا کر دی جائے تو رشد و ہدایت تزکیہ نفس کے نورانی پردے کے پیچھے صرف ایک چیز نظر آئے گی اور وہ ہے اقتدار کی ہوس، دولت کا حصول اور نفس پرستی کے ہتھکنڈوں کا مجموعہ۔

شریعت اور طریقت دونوں ایک ہی چیز ہیں طریقت شریعت کا بلند نتیجہ ہے۔اگرچہ لوگوں کی صلاحیت اور طاقت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے طریقہ ہائے علاج مختلف ادوار میں مختلف طور پر ظاہر فرمائے جن مبارک ہستیوں پر یہ چیزیں ظاہر فرمائی گئی وہی حضرات مشائخ عظام، صوفیاء کرام اور پیران عظام کہلوائے جیسا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی، غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، سیدنا حضرت امام مجدد الف ثانی، سیدنا شیخ شہاب الدین سہرودی قدست اسرارھم جن کی ذات والا صفات پر کسی بھی حوالے سے آج تک کسی

بھی شخص خواہ اس کا تعلق کسی بھی مسلک یا فرقے سے ہو اعتراض نہیں کیا۔ مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہر عام و ناقص کج رو یہ دعویٰ کرے کہ یہ امور مجھ پر ظاہر ہوئے ہیں جو ان مقدس حضرات پر منکشف ہوتے ہیں، وہ حضرات علم دین کے حامل اور طریق علاج باطن کے ماہر تھے۔ اصل صوفی حضرات وہی تھے، صرف رنگ برنگ کپڑے پہننے سے انسان صوفی نہیں بنتا۔ جیسا کہ آج کل کے نام نہاد پیروں کا طریقہ ہے اور جسکو یہ جزو تصوف مانتے ہیں جو علاج باطن شریعت مقدسہ سے متصادم ہو تو جان لینا چاہیے کہ وہ سرے سے طریقت نہیں بلکہ شیطان کا بچھایا ہوا جال ہے۔ حقیقت دراصل اسی طریقت یعنی علاج باطن کے نتیجے میں حاصل ہونے والی محبت روحانی، تکمیل تزکیہ نفس اور امراض قلبی سے شفایاب ہونے اور اس پر استقامت اور کمال حاصل ہونیکا نام ہے۔ افسوس صد افسوس اپنی ذات کے اعتبار سے جس قدر یہ شعبہ پاکیزگی کا حامل تھا آج اتنا ہی گھناؤنا نظر آتا ہے۔ پھر اس پر یہ کہ ہم صوفی ہیں شیطان نے خدا کے دین کو جتنا اس نورانی پردے کی آڑ لیکر بگاڑا ہے اللہ کی قسم کسی اور بھیس میں آ کر اتنا نقصان نہیں پہنچایا۔ اس حقیقت کا ادراک آپکو دیہات میں ہوگا جہاں سادہ لوح اندھی عقیدت کے باعث مال اور چڑھاوے عزت کے ان جعلی علمبرداران تصوف پر چڑھاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ آجکل کے پیر ٹھگ ہیں، عورتوں سے بے حجابانہ گفتگو کرتے ہیں اور پیر کہتے ہیں کہ اگر آج ہم ان (مریدنیوں) کو اچھی طرح نہ پہچان سکیں گے تو کل کس طرح قیامت میں اپنے ساتھ جنت میں لے جا سکیں گے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیر کا نفس مر چکا ہے لہٰذا کوئی خطرہ نہیں۔ عوام کو ہم اس بات میں مخلص سمجھتے ہیں جیسا کہ بچشم خود بعض قبور پر میلوں ٹھیلوں کے مواقع پر دیکھا ہے ان حضرات کی خدمت میں اتنی گزارش ہے کہ وہ پیر نہیں ہوتے بلکہ لٹیرے، عیاش، پیروں کا لبادہ اوڑھ کر آ جاتے ہیں۔ لفظ پیر و مرشد، شیخ و صوفی کا اطلاق ان بہروپیوں پر کسی بھی طور استعمال کرنا شرعی و اخلاقی جرم سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ الفاظ اپنی ذات کے اعتبار سے نہایت بابرکت ہیں، ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ نمازی چور ہوتے ہیں مساجد سے جوتیاں اُٹھاتے ہیں۔ نہیں نہیں نمازی چور نہیں ہوتے

بعض چور صورتاً نمازی بن کر آتے ہیں اور چوری کر کے لے جاتے ہیں۔اسی طرح پیر نہ ٹھگ ہوتے ہیں نہ عیاش اور نہ ہی مال و عصمت کے لٹیرے، بعض ہوس پرست اچکے بدمعاش صورتاً پیر بن کر آتے ہیں اور اندھی عقیدت کا جال بچھا کر لوگوں کو پھانس لیتے ہیں۔لہٰذا ان بدکاروں کی بدکاری اور مکاری کا نقشہ سامنے رکھ کر تصوف کی حقیقت، مشائخ عظام کی ولایت و کرامت کا انکار سراسر زیادتی ہے جسطرح ان مکاروں کو پیر ماننا جرم شدید ہے اسی طرح ان مقدس حضرات کہ جنکا کوئی قدم شریعت کے خلاف نہیں اُٹھتا انکی ولایت و کرامت اور تصوف کا انکار بھی شدید جرم ہے۔

یہ مشہور ضرب المثل ہے کہ جسکا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ایک بزرگ نے اس پر ذرا ناقدانہ طور پر اضافہ کیا ہے کہ پیر ہو خواہ وہ صورتاً انسان اور سیرتاً شیطان ہی ہو۔ ان کے ہاں پیر کے ہونے کیلئے اتنی بات ہی کافی ہے کہ یا تو کسی پیر کے صاحبزادے ہوں یا وہ کسی قبر کے مجاور ہوں خواہ جاہل مطلق ہی ہوں اور یہ ہی نہیں بلکہ شکل و صورت بھی چاہے مسلمانوں والی نہ ہو، یہ ایک حقیقت ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا بس ان ہی جیسے لوگوں نے صوفیانہ بہروپ اختیار کر کے تصوف میں اپنی جہالت اور نفس پرستی سے شرک و بدعت کی آمیزش کی ہوئی ہے اور لوگوں کے سامنے درود و سلام میلاد و نعت خوانی کے پاکیزہ آبگینوں میں بھر کر عقیدتمندوں کی مدہوشی کا اہتمام کرتے ہیں بس موت کے وقت ہی ان کی مدہوشی دور ہوگی یا پھر اللہ خود کسی پر کرم فرمائے۔

تصوف نہ کسی جانور کا نام ہے کہ پیر صاحب مرتے وقت اس کی رسی اپنے جانشین کے ہاتھ دے جاتے ہیں اور مرنے کیساتھ ہی صاحبزادہ صاحب کامل بزرگ بن جائیں۔کیا ہوا اگر آج باپ کے چند مرید انہیں کامل مان ہی لیں لیکن حقیقت موت کے وقت ایسی کھلے گی کہ جیسے سورج کے نکلنے پر دن کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے لہٰذا ابھی وقت ہے کہ توبہ کر لینی چاہیے۔یاد رکھیئے کہ جب تک انسان علم شریعت کا وافر حصہ حاصل نہ کرے جیسا کہ حاصل کرنیکا حق ہے اور اپنے اعمال میں اخلاق پیدا نہ کرے تب تک مسند ارشاد کا وارث نہیں ہو سکتا۔ وگرنہ خود تو اپنی آخرت برباد کرے گا ہی لیکن ساتھ عقیدت مندوں کو بھی برباد کرے

گا۔ یہ چیز کتابیں ہی پڑھ لینے سے حاصل نہیں ہوتی جب تک کسی صاحب علم، باعمل، صاحب اخلاص واستقامت اور متبع سنت بزرگ کی صحبت میں ادب وعقیدت اور اطاعت کامل کے ساتھ نہ رہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم شامل حال ہو تو انسان روحانی بیماریوں سے شفایاب ہوتا ہے۔

خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ صحبت کا اثر ایک حقیقت ہے وہم نہیں ہے صرف پیر یا بڑے باپ کا بیٹا ہونا کامل ہونے کی دلیل نہیں جو جس کیساتھ محبت کریگا کل قیامت میں اسی کیساتھ اُٹھایا جائیگا۔ اگر کوئی خلاف سنت چلتا ہے تو ایسے لوگوں سے عقیدت رکھنا گناہ ہے اس کا مرید ہونا گمراہی میں پھنسنا ہے، تو ایسے لوگوں سے عقیدت بھولے سے ہو جائے تو اس کی بیعت توڑنا فرض ہے ورنہ جہاں یہ جاہل اور مکار نام ونہاد صوفی جہنم کا ایندھن بنے گا اسی طرح تمام مرید خواہ مرد ہو یا عورت اسی کیساتھ جہنم میں جائے گا۔

قلب، روح، سر، خفی، اخفی:

امام ربانی علیہ الرحمۃ نے یہ پانچ لطیفے ارشاد فرمائے اور انکی جگہ سینہ انسان میں اور رنگ وانوار انکے مقرر فرما دیئے، ان کی تشریح مقصود ہو تو مکتوب خواجہ عبدالواحد کافی ہے، آپ سرکار مجدد الف ثانی کے حقیقی پوتے ہیں۔ یہ مکتوب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں درج فرمایا ہے۔

الحمد للہ علی کل حال ہمشیرہ عزیزہ خدا پرست نے لطیفہ ہائے انسانی پوچھے تھے۔ سو تحریر ہیں، پانچ لطیفے انسانی ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی، اخفی۔

یہ عالم امر سے ہیں، ان کا مقام فوق العرش ہے، جسے عام اصطلاح میں لامکاں کہتے ہیں اور عالم ارواح بھی اسے کہتے ہیں، رب العزت ﷻ نے کمال قدرت سے اپنے ان لطائف کو بدن انسان سے مشتق اور تعلق دے کر وہاں سے نیچے اتار کر ہر ایک کو ایک خاص مقام میں انسان کے بدن کو جو اس کے مناسب تھا جگہ دی ہے۔ قلب کو سینہ کے بائیں طرف پستان میں جگہ دی ہے، روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اس کے مقابل دائیں جانب، اخفی لطیف اور احسن لطائف ہے درمیان حقیقی سینہ کے، سر کو درمیان قلب اور

اخفی کے خفی کو درمیان روح اور اخفی کے، ولایت اس میں سے ہر ایک لطیفہ کے زیر قدم ایک اوالعزم پیغمبر کے ہے۔ چنانچہ

- قلب کی ولایت حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔
- روح کی ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔
- سر کی ولایت حضرت موسی علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔
- خفی کی ولایت حضرت عیسی علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔
- اخفی کی ولایت حضرت سرور کائنات روح موجودات ﷺ کے زیر قدم ہے۔

اب معلوم ہوا کہ اولیا کاملین کے قدموں کا تفاوت انہی لطیفوں کے راہ سے ہے تو جو زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام اس کی ولایت قلب ہے۔ تو وہ صاحب استعداد ولایت کے ایک درجہ ہے پانچ درجوں کے اور جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے اسکی ولایت روحی ہے۔ اس کو دو درجوں کی ولایت کی استعداد حاصل ہے، پانچ درجوں میں سے ولایت سر یہ زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے یہ ولایت تین درجوں کی استعداد کی مالک ہے، تین درجوں میں سے، خفی یہ زیر قدم ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے، یہ چار درجے کی استعداد کا مالک ہے۔ پانچواں مقام اخفی ہے، یہ زیر قدم تاجدار کون ومکاں روح ہر دو جہاں ﷺ کے زیر قدوم میمنت لزوم ہے اس کی ولایت، ولایت اخفی ہے اعظم واعلیٰ اور احسن ہے سب درجوں سے۔ اس ولایت کے صاحب کو قابلیت پانچ درجے ولایت کی

- -

اب مختصر انوار و لطائف کے رنگ کے متعلق عرض ہے ہر صاحب کشف نے جو مشاہدہ فرمایا اپنے وابستگان کو ارشاد فرمایا میں نے جو اپنے شیخ کامل سے سنا وہ پیش خدمت ہے۔ قلب کا نور زرد ہے، روح کا نور سرخ ہے، سر کا نور سفید ہے، خفی کا نور سیاہی مائل اور اخفی کا نور سبز ہے، کچھ نفس کے متعلق عرض خدمت ہے نفس نفس خبیثہ ہے، اس کا محل دماغ ہے بالذات شرارت وخباثت سے متصف ہے۔ اور اپنے تیئں لطائف کی طرح لطیفہ نفیسہ ظاہر کیا ہے ریاست دانائی کا دعوٰی کر کے تمام اجزاء ولطائف پر تصرفات فاسد کر کے

شیطان کے بہکانے سے تمام لطائف، اجزاء کو اپنے لطائف ذمیمہ سے متصف کر دیا ہے۔
اور بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ ہونے سے محروم رکھ کر نقصان ابدی کو پہنچایا ہے، عنایت ازلی نے جس کی دستگیری و رہنمائی فرمائی اس نے اسکی شرارت سے اطلاع پائی، اس کے فر یبوں مفسدوں سے منہ پھیر کر متوجہ بارگاہ ذات الٰہی ہوا، اور سعادت ابدی کو پہنچا جب نفس پا ک صاف مطہر ہو جاتا ہے، اپنے سب وصف رزائل بالکل چھوڑ دیتا ہے، تو باذن اللہ بڑے مرتبہ ولایت پر متمکن ہو جاتا ہے۔ اور اسے مشاہدہ مقام رضا اور قرب کی دولت سے نواز دیا جاتا ہے، پھر اس کی پرواز سب سے بلند ہوتی ہے، اس کو حصول کمال کے بعد تخت روحانیت عطا کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کو تمام لطائف کی ریاست کی حکمرانی میسر آتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ان مقامات حال کی تصدیق فرما کر اسکے مزید مقامات ترقی بیان فرمائے ہیں جو صوفیاء سابقون سے کہیں ثابت نہیں یہ مقام خا ص حضرت امام ربانی کو ہی حاصل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

ایک مقام سے دوسرے مقام میں اس قدر فرق ہے جیسے دریا اور قطرہ میں، یوں سمجھ لیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آدھ سیر جو بہتر ہیں (اُمتی خواہ ولایت کے بھی اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو) غیر صحابی کے جبل احد کے برابر چاندی سونا خیرات کرنے سے۔ اسی طر ح تمام اولیائے کاملین کی ولایت کی قوت ایک صحابی رسول ﷺ کے منصب کے برابر نہیں ہو سکتی۔ جس طرح تمام اُمت محمدیہ علیہا السلام میں مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جسکا ثبوت فضلنا بعضهم على بعض۔ (الاسراء 21) ارشاد رب العباد ہے۔

ان مراتب عالی تبار کی لاکھوں طالبان حق نے نسبت نقشبندیہ مجددیہ کے توسط سے مشاہدہ فرمایا اور تصدیق ارشادات امام ربانی کی۔ اور بڑے بڑے صاحبان نظر نے، رب قدیر بہ تصدق نبی سراج منیر ﷺ ہم سب حاملان طریق نقشبندیہ مجددیہ کے راہ سلوک میں لطائف کی سیر اور نفس امارہ کو نفس مطمئنہ بنانے کیلئے مجاہدہ کا شوق اور حق تلک رسائی کا شعور عطا فرمائے، اور پکا سچا نقشبندی مجددی بننے کی توفیق عطا فرمائے ہر ہر قدم نسبت طریقت مجددیہ کی قدروں پر قائم رہنے کی ہمت عطا فرمائے۔

یادر ہے ہمارے سلسلہ طریقت میں سماع سے سخت پرہیز کا حکم ہے۔

تربیتِ اولاد:

حیات وممات کے سلسلے سب کے سامنے ہیں۔انبیاء کے سوا کوئی فرد بھی ان پہلوؤں کی گہرائیوں تک نہیں پہنچ سکا۔تجربہ سے ثابت ہے کہ یہ دنیا مصائب وآلام کی آماجگاہ ہے اور بالآخر اسے فنا ہے۔کتنے بڑے بڑے نامور تاجدار، کتنے سورمے، کتنے شہ زور جرنیل جن سے مخلوق لرزتی تھی زیر خاک ہو گئے۔سب کچھ جانتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ تھوڑی سی مہلت جو ہمارے اختیار واقتدار میں ہے کس طرح استعمال میں لائی جائے کہ زمانہ کی دشواریاں سخت اور زیادہ خطرے نظر آئیں اس دور میں ہر شخص حرص وہوس میں بڑی تیزی سے مبتلا ہے اور یہ بھی ایک وجہ ہے کہ انسان کے مصائب وآلام میں غیر معمولی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور تمام دولت اور آسودگی کے باوجود دل کا سکون ندارد۔ذرا اس راز کو معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کتنے بے وقوف ہیں وہ لوگ جو زندگی کی عام کیفیت کے روبرو یہ سمجھنے لگے ہیں کہ یہ مصیبتیں صرف انہیں ہی درپیش ہیں ورنہ ساری دنیا آرام وسکون کی زندگی گزار رہی ہے۔اس کمزوری کے پیش نظر ہم والدین سے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔پہلے بچپن اور طالب علمی کے زمانہ کو لیجیے۔یہ مانی ہوئی بات ہے کہ بچوں کو قطعی طور پر ان کے حال پر نہ چھوڑا جائے اور اپنے کنٹرول کو ایک فریضہ قرار دیا جائے۔ان کی پرورش اور نگہبانی، کے ساتھ ان کی تربیت کا خیال رکھنا بھی ایک ضروری امر ہے۔

پرورش میں ہر وقت آپ کی دعائیں شامل حال رہنی چاہییں۔

نگہبانی، بچہ کی عادات اور جسمانی نشوونما پر کڑی نظر سے دیکھتے رہنا کہ کھیل کود کے مواقع کیسے ہیں، کن بچوں کے ساتھ کھیلتا ہے، ساتھیوں کے انتخاب میں مدد دینا اور ہو سکے تو کھیل میں ان کے ساتھ شریک ہو جانا۔یہ سب کچھ توجہ چاہتا ہے۔

تربیت کا انداز:

حدیث رسول ﷺ ہے کہ نیک اولاد، والدین کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔یقیناً بچے

قوم کی اساس ہیں، اس لیے اس دولت کی طرف توجہ دینی چاہیے، اصل بات تو یہ ہے کہ خود کو بھی از سر نو سنوارنا شروع کر دیا جائے تو بچوں کے لئے مثال قائم ہوتی رہے گی۔ ایک رہبر کی حیثیت سے غور و فکر، مطالعہ اور دینی احساس سے آپ کے منہ سے پاکیزہ کلمات نکلتے رہیں۔ جو النقش فی الحجر ثابت ہوں گے۔ خود اپنے اندر اسلامی روایات، رزق حلال، طہارت، انصاف، نیکی، راستی، رحم، شفقت اور انسانوں کے ساتھ عمدہ میل جول سے اولاد پر اچھا اثر پڑے گا۔ اس میں میانہ روی کا اصول بے پناہ جوہری طاقت رکھتا ہے، اسی سے حرص و ہوا پر کنٹرول رہتا ہے، اس کو ہاتھ سے نہ جانے دیں، تربیت کے سلسلے میں چند باتیں اور بھی ضروری ہیں۔ ادب، آداب، نماز، بامعنی اور سورۃ لقمان کا دوسرا رکوع۔ (پارہ ۲۱) شروع ہی میں اچھی طرح پڑھا دیا جائے۔ یہ جاگ (خمیر) کا کام دے گی۔ صحبت کا مسئلہ اتنا ضروری ہے کہ تصوف کے پیرو اس ایک نقطے کے گرد گھومتے نظر آتے ہیں۔ ایسی تربیت سے بچہ خود بخود سمجھنے لگتا ہے کہ کٹھن منزل کا مقابلہ کرنے کیلئے کس قسم اور کتنی طاقت درکار ہے۔ شہزادگی اور لاڈ پیار ایک غلط اور نقصان پہنچانے والا عمل ہے، اس سے بچنا چاہیے، یہ ہر حال میں مضر ہے، ایسی بے ہودگی سے اسلام میں رخنے پڑ گئے۔

آخر میں ایک اور احتیاط بڑی ضروری ہے کہ سورۃ تغابن پارہ 28 آیت نمبر 14 ملاحظہ ہو۔ اس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہارے دشمن ہیں، تم ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کر دو اور درگزر کرو اور ان کو بخش دو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت شریفہ میں ارشاد ہے کہ کئی بار ان کی خواہشات اور مطالبات تمہیں رزق حلال پیدا کرنے سے روکتے ہیں ان کی اندھا دھند رضا جوئی تمہیں ذکر الٰہی تو کیا کئی دینی راستوں سے بھٹکا دیتی ہے اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلتا۔ پھر اس سے زیادہ اور کیا دشمنی ہو سکتی ہے۔ اس آیت شریفہ میں حکم دیا گیا ہے کہ تم کو بڑے تدبر سے کام لیکر ان سے بچتے رہنا ہے اور ساتھ ہی انکی حماقتوں اور کوتاہیوں سے چشم پوشی کرنا ہے تاکہ دنیا کا انتظام درہم برہم نہ ہو جائے۔

خلافت:

ارشاد ربانی ہے کہ ”جولوگ ایمان لائے اور تم میں سے نیک عمل کیے اللہ تعالیٰ نے ان کو ملک کا حاکم بنانے کا وعدہ کیا، جس طرح اللہ نے پہلے لوگوں کو حاکم کیا تھا، ان کو اپنے دین میں جما دے گا اور ڈر کے بدلے امن عطا کرے گا، شرط یہ ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں گے“۔

اس آیت شریفہ کے مطابق حکومت کرنے کا ان لوگوں کو وعدہ دیا گیا ہے جو اللہ ہی کو وحدہ لاشریک جانتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتے، اپنی حاجت روائی کیلئے اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں، ہر حال میں اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور اپنے مرنے جینے میں اسی کی رضا جوئی کی فکر میں رہتے ہیں، بزرگوں نے اس سے یہ اشارہ دیا ہے کہ یہ لوگ پیغمبر کے جانشین ہوں گے، جو آسمانی بادشاہت کا اعلان کریں گے، خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی زندگی سے اس پیشین گوئی کا پورا ہونا قطعی طور پر ثابت ہے اور خدا کے فضل وکرم سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے بعد بھی ایسے حاکم آتے رہیں گے اور اس پیشین گوئی پر پورا اُترتے رہیں گے۔ جس سے یہ قوی یقین ہوتا ہے کہ ایسے بزرگ حاکم آتے رہیں گے جو عام بادشاہوں کی طرح نہ ہوں گے۔

اس آیت شریفہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ حکمران دین کے ذریعے امن وسکون پیدا کریں گے اور ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا کہ خدا ان مسلمانوں کی کیوں نہ مدد کرے گا جو ایسی قوم ہے کہ اگر ہم ان کو زمین میں سلطنت دے دیں تب بھی وہ ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوں، خود بھی نیکیوں میں لگے رہیں اور دوسروں کو بھی نیکی کی تلقین کرتے رہیں۔

اس آیت شریفہ میں بھی صحابہ کرام اور خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی طرف اشارہ ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اس پیشین گوئی پر پورا اُترتے ہیں، جب رسول مقبول ﷺ قریش میں بنو ہاشم کے سردار اور خود رسول کریم ﷺ کے نزدیکی رشتہ دار شامل تھے۔ تنگ آ کر ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے وہاں مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کی ایک نئی برادری جو دینی بنیادوں پر قائم ہوئی، حزب اللہ کہلائی۔ اس برادری سے ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت کی ریاست اُبھری جن کے ذہنوں میں الارض للہ یعنی اللہ کی ملکیت کا

تصور پختہ ہوا۔ اس حکومت کا تصور حجۃ الوداع میں دیئے گئے رسول اکرم ﷺ کے آخری خطبے سے ظاہر ہے کہ یہ ایک انقلابی چارٹر یعنی انسانی بہبود کا آخری منشور اور جامع دستور ہے۔ جس میں درج ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ کسی سفید کو کالے پر اور کسی کالے کو سفید پر کسی قسم کی فوقیت نہیں ہے۔ تم سب ایک برادری کے افراد ہو۔

اس لیے ہم میں سے کسی کیلئے جائز نہیں کہ بھائی کی چیز یا عزت پر ہاتھ ڈالے، اس انقلابی وصیت سے تمام مسلمانوں میں ایسا رابطہ اور رشتہ اخوت پیدا کر دیا کہ بڑی بڑی سلطنتیں دنگ رہ گئیں، آپ ﷺ کے جانشین خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے عدل وانصاف اور مخلوق کی خیر خواہی بغیر تنخواہ کام کرنے کی داستانیں عربی کے علاوہ اور زبانوں میں بھی عام ہوئیں۔ ان لوگوں کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے کپڑوں کی خود مرمت کیا کرتے تھے اور حکومت کے سربراہ ہونے کے باوجود ان کے کپڑوں پر کئی پیوند لگے ہوتے تھے۔ عربوں کی شکست فاش جہاں ظلم اور بے بسی کا ایک افسانہ ہے وہاں نہ صرف ان کیلئے بلکہ تمام دنیائے اسلامی کے لئے یہ ایک تازیانہ عبرت ہے۔ ذرا غور کریں تو ہم میں سے ہر شخص اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ فلاحی کام کر سکتا ہے۔

خاندان نقشبندیہ کے بنیادی اصول

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ خواجگانِ نقشبندیہ کے مبارک طریقہ کے گیارہ بنیادی اصول ہیں۔

ہوش دَر دَم:

اس سے مراد یہ ہے کہ طالب کو چاہیے کہ ہر وقت اپنے دم یعنی سانس کی نگہبانی کرے اور نفس سرکش کی گمراہ کن چالوں سے ہوشیار رہے طریقت نقشبندیہ کا سارا دارومدار اسی اصول پر ہے کیونکہ جو دم غافل سو دم کافر۔

نظر بر قدم:

سالک کو چاہیے کہ چلتے پھرتے وقت اپنی نظریں اپنے قدموں کی طرف رکھے تاکہ

محرم پر نظر نہ پڑے اور اگر اچانک کسی وقت نظر اُٹھ جائے تو فوراً توبہ کریں، یہ عمل تفرقہ بیرونی کے دفعیہ کیلئے ہے۔

سفر در وطن:

اس سے مراد ہے وطن کا سفر۔ سالک کیلئے ضروری ہے کہ کثرتِ عبادت، التزام سنت، زہد و ریاضت، خشوع و خضوع اور تقویٰ و پرہیز گاری سے صفات مذمومہ بشریہ سے انتقال کر کے صفات محمودہ ملکیہ روحانیہ اختیار کرے۔

خلوت در انجمن:

مراد یہ ہے کہ سالک ظاہر میں تو خلق میں مشغول رہے لیکن بباطن، اپنے خالق کی یاد میں مستغرق رہے۔ بقول کسے

ع ہتھ کار ول دِل یار ول

یاد کرد:

سالک کو اپنے معبود مطلق کی یاد سے کبھی بھی غافل نہیں ہونا چاہیے ہر وقت ذکر میں مشغول رہے خواہ زبانی ہو یا قلبی اسی میں سالک کی کامیابی ہے۔

بازگشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک چند بار اسم اللہ کہے اور توبہ کرے، پھر اپنے رب سے طالب دعا ہو کہ مولیٰ میرا مقصود صرف تو ہی ہے، مجھے اپنی مغفرت و خوشنودی عطا فرما۔

یادداشت:

سالک کو ہمیشہ اپنا دھیان اپنے معبود حقیقی کی طرف ہی رکھنا چاہیے تا کہ اسے دوام آگاہی حاصل ہو۔

نگہداشت:

سالک کو چاہیے کہ وہ اپنے قلب کو شیطانی وسوسوں سے پاک رکھے خطرات کو

دور کرنے کیلئے کلمہ طیبہ حبس دم کے ساتھ مفید ہے۔

وقوفِ زمانی:

سالک کو ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے تاکہ غفلت دور ہو اور دوامِ حضور حاصل ہو۔ نیز یہ کہ سالک اپنے حال سے واقف رہے، صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اسے محاسبہ بھی کہتے ہیں۔

وقوفِ عددی:

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک بوقتِ ذکر نفی اثبات مع حبسِ دم سانس چھوڑتے ہوئے طاق عدد کا لحاظ رکھے جیسے ۱، ۳، ۵، ۷، ۹ وغیرہ۔

وقوفِ قلبی:

طالب صادق کو چاہیے کہ ذکر کرتے وقت قلب پر نظر رکھے تاکہ ذکر میں مشغول رہے اور غافل نہ ہو۔

نقشبنداں را عجب قافلہ سالار اند
برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعنی قصور
حاشا للہ کہ بر آرم بزبانِ ایں گلہ را
ہمہ شیرانِ جہاں بستہ ایں سلسلہ اند
رو بہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

آلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

(پ: ۱۱)

اکابرینِ سلسلہ نقشبندیہ

(رحمہم اللہ تعالیٰ)

سلسلہ نقشبندیہ کے سالارِ اعظم

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

امام الرسلین کے جانشین اول، وارث مسند صداقت، شناسائے مزاج نبوت، ادب خوردہ نگاہ محبت، پیکر ایثار و مروت، یارِ غار، غلام جانثار، قافلہ اصحاب رسول ﷺ کے سالار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کا بچپن ہو یا لڑکپن، جوانی ہو یا بڑھاپا، مکی زندگی ہو یا مدنی زندگی، ہر قدم پہ اپنے محبوب سید الابرار، احمد مختار ﷺ کے بعد آپ ہی نظر آتے ہیں۔ انقلاب روحانی، جسمانی، معاشی، معاشرتی حتی کہ ہر شعبہ ہائے حیات کے انقلاب کی ابتدا ایک پہاڑ، جسکے دامن میں ایک غار، اس میں قیام فرما اپنے رب کا یار، اپنے محب کی طرف سے پیغام لیکر جبرائیل امین تشریف فرما ہوئے، وہی تحریک پوری دنیائے انسانیت کو ہلا دینے والی ثابت ہوتی ہے۔ اور اس انقلابی اعلان کے بعد دن نہیں، رات نہیں، ہفتہ نہیں، مہینہ نہیں، سال نہیں، مکمل 23 سال مخالف لوگ دکھوں، اذیتوں، شرارتوں، جبر وظلم کی انتہا کرتے ہیں مگر ان 23 سالوں میں باریک بینی سے مشاہدہ کیا جائے، تعصب کی عینک کو اتار دیا جائے تو کسی مقام پہ بھی اس مستقل مزاج، استقامت کے پہاڑ، جناب صدیق اکبرؓ ایک لمحہ بھی اپنے رہنما، مقتدا سے جدا نظر نہیں آتے اور نہ ہی دنیائے کائنات کے دکھ انکی طبیعت میں سرمو کوئی پریشانی کے موجب بن سکے۔ وہ تحریک جس کا آپ کے کریم آقا ﷺ نے آغاز فرمایا پہلے دن سے لیکر مکمل انقلاب تک اور اس تحریک کے مکمل کامیاب ہونے تک اور اس کامیابی میں کتنے مشکل مراحل آئے لیکن صدیقی نعرہ مستانہ فضاؤں میں گونجتا رہا۔

مانا کہ محبت کی راہ میں ہر گام پہ سو سو خطرے ہیں
لیکن یہ سفر آسان بھی ہے گر ساتھ تمہارا ہو جائے

آپ نے اپنوں کی بے اعتنائی، قطع تعلقات، گھر کا محاصرہ، معاشرتی دباؤ، بھرے

زمانے میں اکیلا پن، مگر اس سے بے نیاز، بدر و اُحد کے معرکے، خیبر و تبوک کے واقعات یہ تمام وقت اور اسکی ایک ایک گھڑی کتنی تکلیف دہ تھی وہ نا قابل بیان و تحریر ہے، یہ مشکلیں پہاڑ پہ آتیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا، سمندر پہ آتیں تو اس کے پانی کی لہریں بوند بوند ہو کر ہوا میں اڑ جاتیں مگر کیا جرأت اور ہمت کا اظہار کیا، ان کے پائے استقامت میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ لمحہ فکر یہ ہے کہ خوشی میں تو انسان سوچ سکتا ہے، سنبھل سکتا ہے، مگر دکھ تو مضبوط سے مضبوط انسان کو اندر سے ہلا دیتے ہیں، سوچنے اور بچنے کی تجاویز سامنے آتی ہیں اور انسان کی شخصیت منتشر ہو جاتی ہے مگر اس طرف باریک بینی سے دیکھیں، سوچیں، پڑھیں تو یہاں معاملہ ایک دن یا ایک ہفتہ کا نہیں یہاں تو مسلسل بلاؤں کا قدم قدم پہ سامنا ہے۔

مگر واہ صدیق اکبر تیری عظمت کو سلام نیاز، کوئے جاناں میں قدم رکھا، دکھوں طوفانوں سے ٹکرانے کے بعد بھی ایک لمحہ واپس جانے کا نہیں سوچا دنیائے علم و فکر میں وفا کی اصطلاح مختلف معانی سوچ اور فکر کی رسائی سے بیان کی گئی، لکھنے والوں نے ہر زبان پشتو، اردو، انگریزی، سندھی، پنجابی، عربی، فرانسیسی، میں وفا کا کوئی نہ کوئی نیا مفہوم اور نیا پیرایہ نہ ملتا ہو تو ساری داستان حسن و عشق کا مرکزی نقطہ اور محور وفا ہے اور وفا کی کوئی تعریف، کوئی معیار، کوئی بلندی منتخب کی جائے یا طے کی جائے۔ بفضل خدائے کریم ہر پہلو، ہر معیار، ہر بلندی پہ رب قدیر کے محبوب سراج منیر ﷺ کے زلف کے اسیر ابو بکر صدیق ہی نظر آئیں گے، اگر آپ سوچیں کہ فلاں نے محبت کا، وفا کا حق ادا کر دیا۔ اندر سے سوال ہوتا ہے، کیوں؟ کیسے؟ جواب آتا ہے، اس نے تو جان کی پرواہ نہ کی اور بس بھئی اور کیا یہ کوئی کم وفا ہے، مگر یہاں ایک جان کیا سب کچھ قربان کرنے کے لئے اعلان ہوتا ہے۔ بلبل نے محبوب پھول کو ٹھہرایا، چکور تو نے چاند سے محبت کی، قمری نے سرو کو محبوب ٹھرایا، شمع نے پروانے پہ قربان ہونے کی قسم کھائی، مگر پیارے صدیق کائنات میں ایک ہی محبت کر کے انتہا کر دی صرف اور صرف

صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

سنو، سنو مکہ کی گلی میں رب قادر کی طرف آنے کا اعلان ہو رہا ہے آؤ اپنے سچے رب کی

طرف، وہ دیکھو سب سے پہلے کون آ رہا ہے وہ صدیق اکبر۔ اسلام کو عام کرنے کے لئے کام کا آغاز ہوتا ہے تو پہلا کارکن صدیق اکبر، صحن حرم میں کفار مکہ محبوب خدا پہ ظلم کے پہاڑ توڑتے ہیں تو پہلا پتھر کس کو لگا اور زخمی کون ہوا؟ وہ ابوبکر۔ جب سماجی مقاطعہ کے حوالے سے حضور اکرم نور مجسم ﷺ کو شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر چھوڑا۔ جب اپنے جمیع اعزا اور اقربا تنہا چھوڑ گئے اور جان سے مار دینے پر تل گئے اور مطالبہ ہر طرف سے تھا پیارے مصطفی ﷺ کو چھوڑ دو۔ یہ مطالبہ سننا بھی گوارا نہ کیا، جس نے گھر چھوڑنے میں، جمیع رشتے توڑنے میں، صرف اور صرف اپنے پیارے خدا اور پیارے مصطفی ﷺ سے تعلق جوڑنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تو وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی نظر آتے ہیں۔ اولاد بہت پیاری چیز ہے مگر بدر کے میدان میں اپنے بیٹے کے آمنے سامنے آئے تو لحاظ نہیں، جب غار ثور کی پر خطر گہرائی میں کچھ دیر کے لیے رکنا پڑا تو حضرت ابوبکر ؓ سب سے پہلے وہاں اترے، بلاشبہ کچھ ایسے ہی عاشق ہو گزرے ہیں جنہوں نے تاج شاہی کو ٹھکرا دیا اور کوچہ محبوب میں بستر جما دیا، مگر گردش زمانہ نے بوریا اٹھانے پر مجبور کر دیا، کئی ایسے بھی ہوئے ہیں کہ جوش محبت میں گھائل ہو گئے، ایسے بھی ہیں کہ پل بھر میں نظر اٹکی اور اگلے ہی لمحہ جان سولی پر لٹک گئی مگر پورے شعور، بھرپور ایقان، ثابت قدمی، استقلال اور یکسوئی سے عہد وفا نبھایا یہ سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی لافانی دوستی کی دلیل ہے، رحمت عالم ﷺ نے جانثار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پیار کی ہر قدم، ہر سانس، ہر جگہ قدر افزائی فرمائی اور بلحاظ زبان رحمت سے ارشاد فرمایا۔

''جس جماعت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہو تو مناسب نہیں کہ ان کے علاوہ کوئی شخص امام بنے''۔ (ترمذی 2/208)

کہیں حکم محبوب الٰہی ﷺ ہے:

''اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تم میرے غار اور حوض کوثر کے ساتھی ہو''۔ (ترمذی 2/208)

''لوگو جس کسی نے ہمیں کچھ دیا ہم نے اسکا بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر صدیق کے۔ انہوں نے میرے ساتھ ایسی معاونت کی جس کا بدلہ قیامت کے دن

خدائے ذوالجلال دے گا"۔ (ترمذی صفحہ 2/207)

سلسلہ نقشبندیہ کے سالار اعظم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے محبوب کو جب غار ثور میں اپنی گود میں آرام فرما ہونے کی دعوت دی تو رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا پیارے صدیق آج یہ بھی اپنی جستجو اور آرزو پوری فرما لے اور

آغوش تیری ہوگی سر میرا ہوگا
آنکھ تیری ہوگی ،چہرہ میرا ہوگا
دماغ تیرا ہوگا، خیال میرا ہوگا
توجہ تیر ی ہوگی دھیان میرا ہوگا

پھر کیا تھا عاشق زار کو ایسا موقع میسر آیا محبوب کو اپنے آغوش رحمت میں سلانے ،مقدر جگانے ،دل سوئے رسول رحمت ﷺ لگا کے ،نگاہ بیقرار کا کاسہ ،جمال یار سے سرشار فرمانے لگے۔ خوب اپنا سبق ذکر خفی پکانے تک اپنے محبوب کو آغوش سے اٹھنے نہ دیا اور ذکر خفی کی ابتداء اور تصور شیخ پکانے کا ڈھب، ڈھنگ ایسا پکایا اور یہ سب کچھ اپنے سلسلہ کے غلاموں کیلئے سنت صدیق بنا دیا۔

سلسلہ صدیقیہ نقشبندیہ مجددیہ میں ذکر خفی کی افادیت اسی طرح ہے جس طرح ارکان اسلام میں روزہ کی فضلیت ہے۔ اس لئے کہ اس میں کوئی راز دار نہیں اور ذکر خفی میں بھی راز دار نہیں۔ بس

"ہتھ کارول، دل یارول"

تو آجی سدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پکے سچے جانثار بن کر اپنے کریم سالار سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایسے ہی پیروکار بن جائیں۔ محبوب ﷺ خدائے ذوالجلال کا یار، غار میں آرام فرما ہو اور ذکر خفی میں ایسے سرشار ہوں کہ سانپ ڈنک پہ ڈنک مارتا رہے اور غلامی رسول ﷺ میں سرشار عاشق زار کو جان کی بھی پرواہ نہ ہو۔ آپ بھی جب ذکر خفی کریں تو اسی طرح یکسوئی سے کریں کہ غیر کی طرف دھیان نہ جائے جب تک تمام تخیلات باطلہ سے ذہن پاک نہ ہو جائے اتنی دیر تک قرب محبوب میسر نہیں آتا ،صوفی اپنی منزل نہیں پاتا۔ ان تمام تصورات

باطلہ سے اپنے ذہنوں کو پاک کر کے مراقبہ کرنے کی عادت اور تصور شیخ کی کوشش کریں۔

جمیع اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ امت محمدی ﷺ میں حضور پر نور سید المرسلین ﷺ کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق کا ہے حضرت شیر خدا داماد مصطفیٰ ﷺ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے فرزند جلیل حضرت محمد بن حنفیہ روایت فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کریم سے سوال کیا کہ تاجدار انبیا ﷺ کے بعد سب سے بہتر کون ہے، تو آپ شیر خدا نے فرمایا ابوبکر صدیق۔ (مشکوٰۃ صفحہ 555)

جس طرح آپ سرکار ثانی اثنین اذ هما فی الغار۔(التوبہ آیت 40) صحابہ کبار میں منصب افضلیت پہ فائز ہیں۔ تو پھر ماننا پڑے گا کہ وہ سلسلہ عالیہ صدیقیہ بھی بلند عظمت و اہمیت کا حامل ہے جسکے سالار اعظم مکین گنبد خضریٰ ﷺ کے دامان پرسکون میں آرام فرما ہیں۔ ہم صدیقی ہیں رب قدیر ہمیں اپنے محبوب سراج منیر ﷺ کے زلف کے اسیر کے شرف غلامی کی زکوۃ، خیرات ہی عطا فرما دے تو ہمارا کام بن جائے گا۔

امام ربانی قیوم زمانی سیدنا الشیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ صدیقی ہے اور جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک منفرد فضیلت حاصل ہے بایں صورت طریقہ صدیقی کو بھی۔ اس لئے اس میں شریعتِ مطہرہ کی کوئی لطیف سے لطیف کوتاہی بھی برداشت نہیں کی جاتی لہذا صدیقی نقشبندی مجددی حضرات کے سانس تک کو بھی محبت رسول ﷺ سے سرشار رہنا چاہیے اور احکام خداوندی کی بجا آوری کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔

صدیقی نقشبندی مجددی حضرات کو دنیا کی کوئی چیز راہِ خدا میں دینے سے جھجک محسوس نہیں کرنی چاہیے اور زندگی کی کوئی سانس اور کوئی لمحہ سنت رسول ﷺ سے ہٹ کر نہیں گزارنا چاہیے۔ الحمد للهِ علی ذالك۔

رب کریم کا کروڑہا کروڑ مرتبہ شکر ہے جس نے ہمیں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غلامی نصیب فرمائی اللہ کریم ہمیں رسول رحمت ﷺ کے گنبد خضریٰ کی خیرات عمل صالح کی توفیق عطا فرما کر دین و دنیا کی برکتیں عطا فرمائے، چورہ شریف کی خانقاہ سنت

صدیقی کی آج تک عملی تصویر ہے، اپنے خالق و مالک رب کریم اور اپنے آقائے نعمت تاجدار مدینہ ﷺ کے نام اقدس پہ خیرات کرتے ہیں کہیں کنجوسی کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ فقیر کو ہوش سنبھالنے سے لیکر آج تک کبھی اپنے خالق و مالک کی راہ میں خرچ میں کوئی جھجھک محسوس نہیں ہوئی، لنگر شریف پر دل کھول کر خرچ کرنا اپنی عقیدت کی معراج تصور کرتا ہوں، یتیموں، غریبوں کی حسب استطاعت خدمت کرنا اپنی بخشش کا سامان سمجھتا ہوں، غرض مند حضرات کی غرض پوری کرنا بھی ہمیشہ سنتِ صدیقی سمجھ کر ادا کی اور الحمد للہ کوئی بھی خالی نہ گیا اور کوئی بنک بیلنس آج بھی اگر ہے تو میری اولاد کیلئے حرام ہے۔ مولا کریم سنت صدیقی پہ گامزن رکھے۔ آمین بجاہِ النبی الکریم الامین۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مسند رشد و ہدایت:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

و اتبع سبیل من اناب الی ۔(لقمان،15)

ترجمہ: اور پیروی کرو اس کے راستہ کی جو میری طرف مائل ہوا۔

مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ دِل تمام قسم کی آلائشوں سے پاک ہو، سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی طرف متوجہ نہ ہو، سارے رشتے ناطے توڑ کر صرف ایک جل جلالہٗ سے لو لگی ہو، دوستی اور دشمنی کی بنیاد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہو۔

علمائے تفسیر نے اس آیہ مبارکہ میں من اناب کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا ہے آپ کی انابت الی اللہ زندگی کے ہر قدم پر روز روشن کی طرح عیاں ہے، دولت ایمان سے مشرف ہونے کے بعد سرور کائنات ﷺ کی غلامی ایسے کی کہ المرید لا یرید کی مجسم مثال بن گئے، آپ کا مشرف باسلام ہونا اسلام کی تقویت کا باعث بنا، آپ نے جب غلامی مصطفےٰ ﷺ اختیار کی تو حضرت سعد بن ابی وقاص، عبد الرحمٰن بن عوف، عثمان، طلحہ، زبیر اور سعید رضی اللہ عنہم آپ کے در اقدس پر حاضر ہوئے اور استفسار کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کر دی ہے اور ایمان لے آئے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں میں ایمان لے آیا ہوں اور رسالت محمد مصطفےٰ ﷺ کو صدق دل سے تسلیم کر لیا

ہے یہ جواب سنتے ہی یہ حضرات بارگاہ نبوت علیہ میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔کون نہیں جانتا کہ دولت ایمان سے سرفراز ہونے سے پہلے بھی اہل مکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دانائی اور ہوشمندی کے قائل تھے اور جن حضرات نے آپکی تقلید کرتے ہوئے اسلام قبول کیا وہ فہم وفراست اور کاروباری مہارت میں مکہ کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے۔

حضرت اقبال نے آپ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

اور رسول خدا علیہ نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبتوں اور عقیدتوں کو جو عزت بخشی وہ اس حدیث پاک سے عیاں ہے کہ

''میں (رسول اللہ علیہ) نے دنیا میں تمام لوگوں کے تعاون کا بدلہ چکا دیا ہے لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تعاون کا بدلہ روز قیامت اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا''۔(ترمذی 2/207)

کون صدیق اکبر؟

یار کے نام پہ مرنے والا سب کچھ صدقے کرنے والا
منزل صدق وصفا کا رہبر سیدنا صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بارگاہِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں

اقبال کا نذرانۂ عقیدت

پوچھا حضور سرورِ عالم ﷺ نے اے عمر!
اے وہ کہ جوشِ حق سے تیرے دل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گذار
کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار
اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار
ملکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپ قمر، سم و شتر و قاطر و حمار
بولے حضور ﷺ چاہئے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعث تکوینِ روزگار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

منقبت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اِس بات میں نہیں مجھے عابد! کوئی کلام
میرے نبی ﷺ کے بعد ہے صدیق کا مقام
ہوں کتنا خوش نصیب کہ ہیں مصطفیٰ ﷺ کے بعد
صدیق میرے راہبر و مرشد و امام
قدموں میں میرے کیوں نہ ہو فرِ شہنشہی
سوجان سے ہوں حضرت صدیق کا غلام
وہ پاسبانِ ختم نبوت وہ یار غار
قائم ہے جس کے صدق سے کونین کا نظام
جس نے خدا کی راہ میں سب کچھ لٹا دیا
مولائے کائنات کو تھا جس کا احترام
آساں تھا جس پہ جیشِ اسامہ کا مرحلہ
اُس جانشین سرورِ کونین ﷺ پر سلام
اِس فخر پر زمانے کی سب عظمتیں نثار
اپنی جگہ نبی ﷺ نے بنایا انہیں امام
جس دل میں ہے محبتِ صدیق جاگزیں
واللہ اس پہ آتش دوزخ ہوئی حرام
چاہو اگر کہ دور ہوں ملت کی مشکلات
نافذ کرو خلافتِ صدیق کا نظام

حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ الساری

آپ کے آباؤ اجداد مجوسی تھے، آپ کے دادا نے اسلام قبول کیا۔ آپ کے دو بھائی اور بھی تھے مگر آپ سب سے بڑھکر عالم و فاضل اور زاہد و متقی مشہور ہوئے۔ آپ کو علم باطن میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روحانی تربیت کا شرف حاصل ہے کیونکہ آپ کی ولادت حضرت امام صاحب کے وصال کے بعد ہوئی۔

مجاہدہ وریاضت:

بچپن میں آپ نے مکتب میں پڑھنا شروع کیا، جب سورۃ لقمان کی اس آیت پر پہنچے۔ ان اشکر لی و والدیک۔ (لقمان،۱۴) یعنی میرا شکر ادا کرو اور ماں باپ کا۔ تو آپ سیدھے گھر پہنچے اور اپنی والدہ کریمہ سے عرض کیا کہ میں نے یہ آیت پڑھی ہے، اب میری یہ درخواست ہے کہ میں دو گھروں کا تعلق نباہ نہیں سکتا یا خدا تعالیٰ سے مانگ لیجئے کہ میں بالکل آپ کا ہو رہوں یا پھر اللہ کو سونپ دیجئے۔ تو والدہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ جاؤ میں نے تجھے خدا کو سونپ دیا، یہ سن کر آپ نکلے اور بادیۂ شام میں تیس سال تک مجاہدہ اور ریاضت کرتے رہے۔ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ سخت سے سخت مجاہدہ کونسا ہے جو آپ نے کیا تو آپ نے فرمایا اس کا بیان ممکن نہیں، اس نے کہا آسان سے آسان تکلیف جو آپ کے نفس نے راہ خدا میں اٹھائی ہو۔ فرمایا تو ہاں سنو! ایک دفعہ میں نے اپنے نفس کو کسی طاعت کی طرف بلایا تو وہ نہ مانا اس پر میں نے اسے ایک سال پیاسا رکھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ حج کیلئے نکلے تو بارہ سال میں کعبہ پہنچے کہ ہر چند قدم پر دو نفل ادا فرماتے، ارشاد فرمایا کہ وہ دنیا کے بادشاہ کی بارگاہ نہیں کہ یکبارگی جا پہنچیں، حج سے فارغ ہو کر آپ مدینہ منورہ نہ گئے فرمایا کہ زیارتِ مدینہ منورہ کو حج کے تابع کرنا مناسب نہیں جانتا اگلے سال زیارتِ مدینہ منورہ کا علیحدہ سفر کیا۔

جب آپ نماز پڑھتے تھے تو خوف خدا اور تعظیم شریعت کے سبب سے آپ کے سینہ کی ہڈیوں سے اس قدر چرچراہٹ کی آواز نکلتی کہ لوگ سن لیتے۔ ایک روز آپ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، نماز سے فارغ ہو کر اس امام نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کوئی کام بھی نہیں کرتے نہ کسی سے سوال کرتے ہیں آپ کھاتے کہاں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا ٹھہر جا میں نماز لوٹا دوں کیونکہ جو شخص روزی دینے والے کو نہیں جانتا اس کے پیچھے نماز ہی نہیں۔

والدہ کی خدمت:

آپ فرماتے ہیں میں نے جس کام کو سب سے مؤخر جانا وہ سب سے مقدم نکلا اور وہ والدہ کی رضا تھی، ایک رات میری ماں نے مجھ سے پانی مانگا، میں پانی لینے گیا، تو کوزے میں پانی نہ تھا، میں نے گھڑے میں دیکھا، وہاں بھی نہ ملا، ندی پر گیا، وہاں سے پانی لایا، جب والدہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ سو چکی تھیں، میں ساری رات پانی اٹھائے ان کے پاس کھڑا رہا، جب ان کی آنکھ کھلی تو پانی پیا اور مجھے دعا دی۔ کوزہ اسی طرح میرے ہاتھ میں جما رہا، فرمایا نیچے کیوں نہ رکھ دیا، میں نے عرض کیا کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں آپ جاگ اٹھیں اور میں حاضر نہ ہوں، فرماتے ہیں مجھے وہ مل گیا جسے میں کئی مدتوں سے تلاش کر رہا تھا۔

زہد و تقوی:

ایک رات آپ کو عبادت کا ذوق نہ آتا تھا، خادم سے فرمایا کہ دیکھو گھر میں کوئی چیز تو موجود نہیں؟ دیکھ بھال کی گئی تو انگوروں کا ایک گچھا نکلا آپ نے فرمایا یہ کسی کو دے دو۔ ہمارا گھر میوہ فروش کی دوکان نہیں ایک روز آپ نے صحرا میں اپنا کپڑا دھویا ایک مرید نے عرض کی کہ ہم اسے انگوروں کی دیوار پر لٹکا دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ لوگوں کی دیوار میں میخ نہ گاڑو، اس نے عرض کی درختوں پر لٹکا دیتے ہیں فرمایا ان کی شاخیں ٹوٹ جائیں گی، عرض کی کہ گھاس پر پھیلا دیتے ہیں فرمایا ایسا نہ کرنا وہ چوپایوں کی خوراک ہے ہم اسے ان سے نہیں چھپاتے۔ پس آپ کپڑے کو اپنی پشت مبارک پر رکھ کر دھوپ میں کھڑے ہو گئے جب ایک طرف سوکھ گئی تو دوسری طرف الٹا دی۔

ہمسائے کا حق:

آپ کا پڑوسی آتش پرست تھا، اس کا ایک دودھ پیتا بچہ تھا، وہ سفر کو گیا، اس کا بچہ تاریکی کے سبب روتا تھا، آپ روزانہ چراغ اس کے گھر رکھ آتے جس کی روشنی میں وہ بچہ کھیلتا رہتا، جب مجوسی واپس آیا تو اس کی بیوی نے اس سے شیخ کا سلوک بیان کیا، مجوسی نے کہا افسوس کہ شیخ کی روشنی ہمارے گھر میں آئے اور ہم تاریکی میں رہیں اسی وقت آ کر مسلمان ہو گئے۔

حضرت ذوالنون مصری اور حضرت بایزید:

ایک روز حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ نے ایک مرید کے ہاتھ آپ کو پیغام بھیجا کہ اے بایزید تم رات کو جنگل میں آرام سے سوتے رہے اور قافلہ چلا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ مرد کامل وہ ہے جو رات کو سو جائے اور صبح قافلہ کے پہنچنے سے پہلے پہنچ جائے۔ حضرت ذوالنون یہ سن کر رو دیئے اور کہا کہ بایزید مبارک ہو ہم ابھی اس مقام پر نہیں پہنچے۔

مقام بایزید:

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بایزید اولیاء کی جماعت میں ایسے ہیں جیسے کہ جبرائیل فرشتوں میں، دیگر سالکین کے میدان کی نہایت بایزید کے میدان کی ابتدا ہے۔

وصال مبارک:

آپ نے 15 شعبان 261ھ کو بسطام میں وصال فرمایا بعد وصال لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا تو آپ کا حال دریافت فرمایا، تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ بوڑھے!...... تو ہمارے واسطے کیا لایا؟ تو میں نے عرض کی کہ اے اللہ!...... جب کوئی فقیر شہنشاہ کی درگاہ میں آتا ہے تو اس سے یہ نہیں پوچھتے کہ تو کیا لایا بلکہ پوچھتے ہیں کہ کیا مانگتا ہے؟

شیخ ابو سعید ابوالخیر آپ کی زیارت کو آئے تو فرمانے لگے کہ یہ وہ جگہ ہے کہ دنیا میں جس شخص کی کوئی چیز گم ہو وہ یہاں سے ڈھونڈ لے۔

تعلیمات مقدسہ:

- آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے یہ معرفت کس طرح حاصل کی جواب ارشاد فرمایا کہ بھوکے پیٹ اور ننگے بدن سے۔
- اگر تم کسی شخص میں کرامات دیکھو یہاں تک کہ ہوا میں اڑتا ہو تو اس پر فریفتہ نہ ہو جاؤ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر ونہی، حفظ حدود اور آداب شریعت میں کیسا ہے۔
- میں نے اللہ کو اللہ کے ساتھ پہچانا اور اللہ کے ماسوا کو اللہ کے نور کے ساتھ پہچانا۔
- میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ اے میرے پروردگار میں تجھے کس طرح پاؤں؟
- اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نعمتیں دیں تا کہ ان کے سبب سے اللہ کی طرف رجوع کریں مگر وہ ان کے سبب اس سے غافل ہو گئے۔

کرامات:

آپ کی چند کرامات یہ ہیں:

- ایک مرتبہ آپ حج پر تشریف لیجا رہے تھے، اپنا اور مریدوں کا اسباب ایک اونٹ پر لادا ہوا تھا، ایک شخص نے کہا کہ اس اونٹ پر بوجھ زیادہ ہے، یہ ظلم ہے، حضرت بایزید نے فرمایا اے جوانمرد بوجھ کو اٹھانے والا اونٹ نہیں ہے۔ اس نے جو دیکھا تو بوجھ اونٹ کی پشت سے ایک ہاتھ اونچا تھا کہنے لگا یہ عجیب معاملہ ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال تم پر پوشیدہ رکھتا ہوں تو تم مجھے ملامت کرنے لگتے ہو اور اگر ظاہر کروں تو اس کی طاقت نہیں رکھتے ہو، کیا کیا جائے۔
- ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک جماعت آئی اور قحط کی شکایت کی اور بارش کیلئے درخواست کی اور دعا کیلئے عرض کیا، آپ نے یہ سن کر سر جھکا لیا پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ جاؤ اپنے پرنالوں کو درست کر لو بارش آ گئی ہے اسی وقت مینہ برسنا شروع ہو گیا اور ایک دن رات برستا رہا۔

- ایک دفعہ ملک روم میں لشکر اسلام کا کفار سے مقابلہ ہوا، مسلمانوں کو شکست ہونے والی تھی کہ حضرت شیخ نے یہ آواز سنی۔ "بایزید دریاب" (اے بایزید خبر لیجیو) اس وقت خراسان سے آگ ظاہر ہوئی۔ جس کی دہشت سے لشکر کفار میں تہلکہ مچ گیا اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔
- شیخ ابوسعید میخوارنی حضرت بایزید کی خدمت میں بغرض امتحان آئے آپ نے فرمایا کہ میرے مرید ابوسعید راعی کے پاس جاؤ، کیونکہ ولایت وکرامت ہم نے ان کو بخش دی ہے، جب ابوسعید وہاں پہنچے تو دیکھا راعی صحرا میں نماز پڑھ رہے ہیں اور بھیڑیئے ان کی بھیڑوں کی رکھوالی کر رہے ہیں، جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کیا چاہتے ہو۔ کہا گرم روٹی اور انگور حضرت راعی نے ہاتھ کی لکڑی کے دو ٹکڑے کر کے ایک اپنے آگے اور دوسرا اس کے آگے گاڑ دیا، فوراً انگور لگے مگر راعی کی طرف کے سفید اور اس کی طرف سیاہ تھے۔ اس نے راعی سے سبب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میری طلب بطور یقین اور تیری بطور ــ امتحان تھی، ہر چیز کا رنگ اس کے حال کے موافق ہوتا ہے، اس کے بعد راعی نے ابوسعید کو اپنی گدڑی دی اور کہا کہ اس کو سنبھال کر رکھنا مگر وہ جب حج کو گئے تو عرفات میں گدڑی کھوگئی، جب واپس آئے تو راعی کے پاس تھی۔

شعر

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی عقیدت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

خواجہ خواجگان

حضرت سید بہاؤالدین شاہ نقشبند قدس سرہ

ولادت پاک:

آپ کی ولادت باسعادت ۴ محرم الحرام ۷۱۸ ہجری میں "قصر عارفاں" میں ہوئی، جو شہر بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر تھا۔ پیدائش سے پہلے حضرت بابا سماسی علیہ الرحمہ نے آپ کی ولادت کی خوشخبری دی تھی، ولادت کے تیسرے روز آپ کے جد امجد آپ کو حضرت بابا قدس سرہ کی خدمت میں لے گئے حضرت بابا نے آپکو فرزندی میں قبول کیا اور اپنے خلیفہ حضرت سید امیر کلال علیہ الرحمہ سے آپ کی تربیت کا عہد لیا۔

طفولیت:

لڑکپن سے ہی ولایت کے آثار نمایاں تھے اور کرامت و ہدایت کے انوار آپ کی پیشانی سے ظاہر و آشکار تھے، چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ میرا فرزند بہاؤالدین چار سال ایک ماہ کا تھا، میرے پاس ایک گائے تھی جو حاملہ تھی ایک دن میرے فرزند نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ گائے سفید پیشانی والا بچھڑا جنے گی، چنانچہ چند ماہ کے بعد قدرت الٰہی سے اس گائے نے ویسا ہی بچھڑا جنا، جنہوں نے میرے فرزند کی بات سنی وہ حیران ہوئے اور حضرت بابا جی کے نقش مبارک کا اثر ثابت ہوا۔

چراغوں کا قصہ اور بیعت:

آپ کو آداب طریقت کی تعلیم بظاہر حضرت سید امیر کلال علیہ الرحمہ سے ہے مگر حقیقت میں آپ اویسی ہیں کیونکہ آپ کی تربیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمہ

کی روحانیت سے ہوئی چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ اوائل احوال اور جذبات و بیقراری میں راتوں کو نواحی بخارا میں پھرا کرتا تھا اور ہر مزار پر جاتا تھا۔ ایک رات تین مزاروں پر گیا، جس مزار پر پہنچتا ایک چراغ ٹمٹماتا نظر آتا۔ حالانکہ چراغ میں پورا تیل اور بتی ہوتی مگر بتی کو ذرا اکسانے کی ضرورت تھی تاکہ تیل باہر آجائے اور بخوبی جلے، شروع رات میں خواجہ محمد واسع علیہ الرحمہ کے مزار مبارک پر پہنچا وہاں اشارہ ہوا کہ خواجہ محمود الخیر غزنوی علیہ الرحمہ کے مزار پر جانا چاہئے جب اس مزار پر پہنچا تو دو آدمی آئے انہوں نے دو تلواریں میری کمر سے باندھی اور گھوڑے پر بٹھا کر اس کا رخ حضرت داخن علیہ الرحمہ کے مزار کی طرف کر دیا۔ جب وہاں پہنچا تو فیتہ اور چراغ اسی طرح تھا، میں روقبلہ بیٹھ گیا، اس توجہ میں حیرت ہوگئی، کیا دیکھتا ہوں کہ قبلہ کی طرف ایک بڑا تخت ظاہر ہوا تخت پر ایک بزرگ بیٹھے ہیں جن کے سامنے سبز پردہ ہے اس تخت کے گرد ایک جماعت ہے میں نے اس جماعت میں حضرت بابا سماسی علیہ الرحمۃ کو دیکھا اور جان گیا کہ یہ گذشتہ بزرگوں کی جماعت ہے مگر خیال آیا وہ بزرگ اس جماعت میں کون ہیں اتنے میں اس جماعت میں سے ایک نے کہا کہ وہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ ہیں اور یہ جماعت ان کے خلفاء کی ہے۔ خلیفوں کے نام لے لے کر اس نے ہر ایک کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ حضرت احمد صدیق یہ ہیں، یہ خواجہ اولیاء کلال، یہ خواجہ عارف ریواگری، یہ خواجہ محمود الخیر غزنوی، یہ خواجہ علی رامیتنی ہیں علیہ الرحمۃ جب خواجہ بابا سماسی علیہ الرحمۃ پہنچا تو اشارہ کر کے کہا ان کو تم نے حالت حیات میں دیکھا ہے، یہ تیرے شیخ ہیں انہوں نے کلاہ دی ہے کیا تو ان کو پہچانتا ہے، میں نے کہا ہاں میں ان کو پہچانتا ہوں مگر کلاہ والا واقعہ کافی پرانا ہے وہ مجھے یاد نہیں انہوں نے کہا کہ وہ کلاہ تیرے گھر میں ہے اور تجھے یہ کرامت حاصل ہوئی ہے کہ جو بلا نازل ہو وہ تیری برکت سے دور ہو جائے گی۔

اس وقت اس جماعت میں سے کسی نے کہا کہ خاموش ہو جاؤ اور توجہ سے سنو حضرت خواجہ تمہیں ارشاد فرمائیں گے جو تجھے راہ سلوک میں کام آئیں گے۔ میں نے اس جماعت سے درخواست کی کہ میں حضرت خواجہ کو سلام پیش کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے وہ پردہ آگے

سے اٹھادیا میں نے حضرت خواجہ کو سلام پیش کیا، حضرت نے جواب دیا اور ارشادات فرمائے جو سلوک کے ابتداء، وسط اور انتہا کے متعلق تھے، ان میں سے ایک یہ تھا کہ جو چراغ تجھے اس حالت میں دکھائے گئے وہ تیرے لئے بشارت ہیں اور اس امر کی طرف اشارہ ہیں کہ تجھ میں اس راستے کی استعداد اور قابلیت ہے، مگر استعداد کی بتی کو اکسانا چاہئے تاکہ مقصد حاصل ہو۔

دوسرا ارشاد یہ تھا جس کی آپ نے تاکید فرمائی کہ ہر حال میں جادہ شریعت پر استقامت سے قدم رکھنا چاہیے اور قرآن وسنت پر عمل کرنا چاہیے اور رخصت و بدعت سے بچنا چاہیے اور ہمیشہ احادیث مصطفیٰ ﷺ کو پیشوا بنانا اور اخبار رسول اکرم ﷺ اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تلاش میں رہنا چاہیے۔

مشائخ سے استفاضہ:

خواجگان نقشبند کے سلسلہ میں خواجہ محمود الخیر غزنوی علیہ الرحمۃ سے لے کر خواجہ سید امیر کلال علیہ الرحمہ تک ذکر خفی کو ذکر علانیہ سے ملاتے تھے۔ مگر حضرت خواجہ ذکر خفی کرتے اور ذکر علانیہ سے پرہیز کرتے۔ جب حضرت خواجہ امیر کلال کے اصحاب ذکر علانیہ کرتے تو حضرت خواجہ محفل سے اٹھ جاتے اصحاب پر یہ عمل ناگوار گزرتا مگر حضرت امیر کی خدمت و متابعت میں حضرت خواجہ کوئی کمی نہ کرتے اور حضرت امیر کی بھی نگاہ التفات روز بروز آپ کی طرف بڑھتی چلی جاتی تھی۔ ایک دن آپ کے اصحاب نے خلوت میں حضرت خواجہ کی شکایت کی آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ کے اصحاب جن کی تعداد اس وقت پانچ سو کے قریب تھی مسجد و جماعت خانہ کی تعمیر کے لئے جمع تھے۔ آپ نے ان کو فرمایا کہ تم میرے فرزند بہاؤ الدین کے بارے میں بدگمانی کرتے ہو تم نے اس کو نہیں پہچانا حق تعالیٰ کی نظر خاص ہمیشہ اس کے شامل حال ہے اور بندگان حق تعالیٰ کی نظر حق سبحانہ وتعالیٰ کی نظر کے تابع ہے ان کے حق میں مزید التفات کے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں۔

پھر حضرت خواجہ جو اینٹیں لا رہے تھے ان کو طلب کیا اور فرمایا کہ اے فرزند بہاؤ الدین حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمۃ نے جو تمہارے حق میں وصیت کی تھی میں اسے بجا لایا انہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جس طرح میں نے تمہاری تربیت کی میرے فرزند بہاؤ الدین

کی تربیت بھی اسی طرح کرنا اور کوئی کوتاہی نہ کرنا سو میں نے ویسا ہی کیا۔ اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ پستان میں نے تمہارے واسطے خشک کئے اور تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے بیضہ سے نکل آیا۔ مگر تمہاری ہمت کا مرغ بلند پرواز واقع ہوا ہے۔ لہٰذا تخت و تاج میں جس جگہ سے بھی کوئی خوشبو تمہارے پاس پہنچے طلب کرو اور اپنی ہمت کے موجب طلب میں کوتاہی نہ کرو۔ اس ارشاد کے تحت حضرت خواجہ نے سات سال تک حضرت مولانا عارف دیک علیہ الرحمہ کی خدمت کی، کبھی ان کے قدم پر قدم نہ رکھا وضو کیلئے نہر پر ان کے نیچے کی طرف بیٹھے۔ تین ماہ تک شیخ قشم علیہ الرحمہ کی خدمت کی بعد ازاں بارہ سال حضرت اتا علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہے چھ سال آپ حضرت خلیل اتا علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہے۔ جو ماوراء النہر کے بادشاہ بھی تھے، دن میں آپ آداب سلطنت بجالاتے اور شب میں ان کے محرم راز ہوتے۔

سیر مقامات:

آپ فرماتے ہیں کہ دو مرتبہ مقامات و منازل طے کرتے ہوئے، حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقت میرے اندر آئی، نزدیک تھا کہ جو آوازان کے منہ سے نکلی وہ میرے منہ سے نکلتی، بخارا میں ایک مقام پر سولی تھی، میں دونوں دفعہ اپنے تئیں اس سولی کے نیچے لے گیا اور فرمایا تیری جگہ یہ دلی ہے، عنایت الٰہی سے یہ مقام پار کر گیا۔ فرمایا حضرت اویس قرنیؓ کی روحانیت کا اثر علائق ظاہری و باطنی سے تجرد کلی اور انقطاع تمام ہے۔

فرمایا کہ میں نے سلطان بایزید علیہ الرحمۃ اور شیخ جنید علیہ الرحمۃ اور شیخ شبلی علیہ الرحمہ اور ابن منصور حلاج علیہ الرحمہ کے مقامات کی سیر کی جہاں وہ پہنچے میں بھی پہنچا یہاں تک کہ مقاماتِ انبیاء علیہم السلام کی سیر میں ایسی بارگاہ میں پہنچا جس سے بڑی کوئی بارگاہ نہ تھی میں نے جان لیا یہ بارگاہ محمدی (ﷺ) ہے۔ سلطان العارفین جب اس بارگاہ میں پہنچے تھے تو انہوں نے چاہا کہ سیر کرنے میں حضور ﷺ کی معیت کریں تو ان کی پیشانی پر دست رحمت مارا گیا مگر میں نے ایسی جرات نہ کی اور سر نیاز و تسلیم آپ کی بارگاہ عالی اور آستانہ عزت و احترام پر رکھا۔

وابستگان طریقت کی تربیت:

حضرت بہاؤ الدین قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد حضرت خواجہ کی نظر عنایت کی برکت سے طالبوں کا یہ حال تھا کہ قدم اول ہی میں سعادت مراقبہ سے مشرف ہو جاتے جب نظر عنایت زیادہ ہوتی تو درجہ عدم کو پہنچ جاتے جب اس سے بھی زیادہ نظر عنایت ہوتی تو مقام فناء پر پہنچ جاتے اور فانی از خود باقی بحق ہو جاتے۔ اس حال کے بارے میں حضرت خواجہ خود یوں فرمایا کرتے تھے کہ ہم تو دولت وصال کے واسطہ ہیں ہم سے وابستہ ہو کر مقصودِ حقیقی کو ملنا چاہیے۔

معاشرتی اقدار کا احترام زہد و تقویٰ کے آئینے میں:

حضرت خواجہ خود فقیر تھے اور ہمیشہ فقر کی تائید فرماتے رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کچھ پایا محبت فقر سے پایا۔ آپ کے دولت خانہ میں سردیوں میں خاشاک مسجد ہوتا تھا اور گرمیوں میں پرانا بوریا، ہر چیز بالخصوص طعام میں حلال کی رعایت اور شبہات سے اجتناب میں نہایت احتیاط فرماتے تھے، باوجود کمال فقر کے آپ میں ایثار اعلیٰ درجہ کا تھا۔ جو شخص آپ کی خدمت میں ہدیہ لاتا اتباع سنت کے طور پر اس سے اسی قدر یا اس سے زیادہ احسان فرماتے۔ آپ کا گذارہ زراعت پر تھا ہر سال کچھ جو اور کچھ ماش بوتے، بیج، زمین اور بیلوں سے کام لینے میں بڑی احتیاط فرماتے، اکابر علماء جو حاضر خدمت ہوتے آپ کا طعام بطور تبرک کھاتے، شہر میں آپ کا کوئی ملکیتی مکان نہ تھا بطور عاریت رہا کرتے تھے، آپ کی کوئی خادمہ یا خادم نہ تھا، آپ کے ہاں جب کوئی مہمان آتا تو شام کے وقت جو کھانا ہوتا اسے پیش کرتے اور چراغ ایک طرف رکھ دیتے تاکہ وہ پیٹ بھر کر کھانا کھا لے اگر وہ سو جاتا اور رات سرد ہوتی تو خواہ گھر میں ایک ہی کپڑا ہوتا اس کو مہمان پر ڈال دیتے آپ اکثر اوقات کھانا خود ہی پکاتے اور دستر خوان کی خدمت خود کیا کرتے تھے جو کھانا غصہ یا کراہت کی حالت میں پکا ہوتا اسے نہ کھاتے فرماتے اس میں خیر و برکت نہیں ہے۔

وصال مبارک:

آپ کی عمر مبارک تہتر (73) برس ہوئی، چوہترویں سال میں دوشنبہ کی رات ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں آپ کا وصال ہوا اور مزار مبارک قصر عارفاں میں ہے۔

وقتِ وصال آپ نے فرمایا کہ جب میرے جنازے کو اٹھانا تو آگے آگے یہ شعر پڑھتے جانا: ''مفلسانیم آمدہ در کوئے تو''۔

کلماتِ قدسیہ:

آپ کے چند ملفوظات عالیہ درج ذیل ہیں:

- صوفیاء کا طریقہ تمام کا تمام ادب ہی ہے، ایک ادب حق جل شانہٗ کا ہے، ایک ادب حضرت رسول کریم کا ہے اور ایک ادب اپنے شیخ طریقت کا ہے۔
- بخارا کے علماء میں سے ایک عالم نے آپ سے سوال کیا کہ نماز میں حضور کس چیز سے پیدا ہوتا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ طعام حلال سے جو وقوف و آگاہی سے کھایا جائے۔
- ولایت ایک نعمت ہے، ولی کو چاہیے کہ جانے میں ولی ہوں تاکہ اس نعمت کا شکر ادا ہو، عنایتِ الٰہی ولی کے شامل حال ہوتی ہے خوارق و احوال اور عادات و کرامات کے ظہور کا کچھ اعتبار نہیں افعال و اقوال میں استقامت درکار ہے۔
- گروہ صوفیہ کی تین قسمیں ہے مقلد، کامل، کامل مکمل، مقلد اس پر عمل کرتا ہے جو اپنے شیخ سے سنتا ہے، کامل فیض رسانی میں اپنی ذات سے تجاوز نہیں کرسکتا، دوسروں کی تربیت کامل مکمل کے سوائے کوئی نہیں کرتا اور نہ کرسکتا ہے۔
- ہمارا طریقہ محبت ہے کیوں کہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔
- ہمارا طریقہ نوادر ہے اور محکمہ دست آویز ہے اور سنت مصطفی ﷺ کے دامن کو پکڑنا اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے آثار کی پیروی کرنا ہے۔ اس راہ میں ہمیں بفضل الٰہی لایا گیا ہے اول سے آخر تک ہم نے یہ فضل الٰہی ہی مشاہدہ کیا ہے نہ کہ اپنا عمل، اس طریقہ میں تھوڑے سے عمل سے بہت فتوح حاصل ہوتی ہیں مگر سنت کی متابعت کی رعایت بڑا کام ہے۔
- ہم فضلی ہیں، ہم دو سو آدمی تھے جنہوں نے طلب کے کوچے میں قدم رکھا مگر فضل صرف

مجھ پر ہوا۔

- جس شخص نے بھی ایک بار میرا جوتا سیدھا کیا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

کرامات:

آپ کی چند کرامات یہ ہیں:

- آپ کے ایک درویش کی دیناروں کی تھیلی گم ہوگئی جس میں پچیس دینار تھے لوگوں نے آپ سے عرض کیا: آپ نے فرمایا کہ ان دیناروں کو اس کی لونڈی لے گئی ہے۔ آپ نے کنیز کو حکم دیا کہ تھیلی دے دو اس نے کہا کہ میں نے فلاں جگہ زمین میں دفن کیے ہیں، آپ نے فرمایا کہ وہ صرف تین ہیں جب نکالے گئے تو صرف تین ہی تھے۔
- ایک روز حضرت خواجہ ایک درویش کو کسی طرف روانہ کر رہے تھے۔ آپ نے حسب عادت اس کو بغل میں لیا اور نگاہ عنایت ڈالی اتفاق سے آپ کے ایک درویش حضرت اخی محمد درآہنی علیہ الرحمہ اس راستے پر آگے آگے تھے وہ درویش تھوڑی دور گیا اور گر پڑا اس کی روح قالب سے نکل گئی، جب اخی محمد نے دیکھا تو آپ کی خدمت میں پہنچے سارا ماجرا عرض کیا۔ حضرت خواجہ اس درویش کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا قدم مبارک اس کے سینہ پر رکھا وہ ہلنے لگا اور اس کی روح قالب میں آگئی، بعد ازاں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں نے اس کی روح چوتھے آسمان میں پائی اور وہاں سے واپس کر دی۔
- حضرت خواجہ خلوت میں تھے ایک جماعت کچھ انار آپ کی خدمت میں لائی اس جماعت میں درویش محمد زاہد بھی تھے حضرت خواجہ نے انار تقسیم فرما کر حکم دیا کہ کھاؤ محمد زاہد نے کہا کہ میرا غلام بھاگ گیا ہے میں تشویش میں ہوں، آپ نے فرمایا کہ انار کھاؤ دو دن رات ہمارے پاس ٹھہرو، تیسرا روز گزرے تو اپنے گھر چلے جانا غلام کی خبر تمہیں مل جائے گی۔ محمد زاہد نے ایسا ہی کیا تیسرے روز جب وہ اپنے مکان پر پہنچے تو قبل اس کے حضرت خواجہ کی بشارت بیان کریں سامنے سے غلام آتا دکھائی دیا غلام سے پوچھا تو وہ بولا میں تو نسف کی طرف بھاگ گیا تھا ایک بیڑی میرے پیر میں آ

پڑی جو مجھے واپس بخارا کی طرف لے آئی۔

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ درویشوں کی جماعت کے ساتھ ایک درویش کے حجرے میں تھے اس جماعت کے کچھ حضرات حضرت خواجہ کے اشارے پر دستر خوان کے سامان کے لئے نکلے اور دو فریق ہو گئے ایک بازار سرافاں کی طرف گیا انہوں نے آپ کو بازار صرافاں میں دیکھا دوسرا گروہ چوراہے کی طرف گیا انہوں نے آپ کو چوک میں دیکھا اور خیال کیا کہ آپ حجرے سے نکل آئے ہیں بعد ازاں اخی محمد درآہنی سے قصہ بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے تو حضرت خواجہ کو فلاں طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے، اتنے میں ایک درویش آیا اور کہا کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھیوں نے کس واسطے اتنی دیر لگا دی ہے انہوں نے سارا قصہ درویش سے بیان کیا تو اس نے کہا کہ جس وقت تم حجرے سے نکلے ہو آپ تو اس وقت سے حجرے میں ہیں اور صاحب حجرہ اور میں آپ کی خدمت میں حاضر رہے اور اس وقت آپ ہی نے مجھے تمہارے پیچھے بھیجا ہے۔ اصحاب حیران ہوئے اور اسی حالت میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا تو آپ مسکرا اٹھے اور فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت عزیزان علی رامیتنی علیہ الرحمہ کی تیرہ[1] مقام پر دعوت تھی اور آپ تیرہ جگہ تشریف فرما تھے۔

ایک روز آپ شیخ شمس الدین کلال علیہ الرحمۃ جو حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے ایک ندی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے جو شیخ سیف الدین علیہ الرحمہ اور شیخ حسن بلغاری علیہ الرحمہ کے مزار کے سامنے ہے آپ سے میں باتیں کر رہا تھا، اسی اثناء میں مچھلی کے قصے کی بات ہوئی جو حضرت سیف الدین اور شیخ حسن کے درمیان ہوا تھا، شیخ شمس الدین کلال نے کہا کہ بے شک اولیا اللہ کے ایسے تصرفات ہوتے ہیں مگر کیا آج کے زمانے میں بھی کوئی ایسا صاحب کمال ہے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا مگر ایسے بھی بزرگ ہوتے ہیں کہ اگر کہہ دیں اور اشارہ کریں تو ندی الٹی بہنے لگے، جونہی آپ کی زبان مبارک سے یہ بات نکلی ندی الٹی بہنے لگ گئی،

حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا تو ندی سیدھی بہنے لگ گئی۔

- حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ سخت برفباری میں حضرت خواجہ شیخ شادی کو ساتھ لیکر خوارزم روانہ ہوئے، راستہ میں ایک ندی کے کنارے پہنچے تو شیخ شادی کو حکم دیا کہ پانی میں سے گذر جاؤ شیخ نے توقف کیا آپ نے دوبارہ ہیبت سے شیخ کی طرف نظر کی تو شیخ بے خود ہوگئے، جب ہوش آیا تو پانی میں قدم رکھ کر روانہ ہوئے حضرت خواجہ بھی ساتھ تھے، ندی سے نکلے تو آپ نے فرمایا اپنے موزہ کو دیکھ، دیکھا تو موزہ کی کوئی جگہ بھی بھیگی نہ تھی۔

- ایک درویش بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ میرے غریب خانے پر تشریف لائے مجھے بڑی خوشی ہوئی اس دن میرے گھر میں آٹا نہ تھا اسی دن جا کر آٹے کی بوری لایا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس آٹے کو خرچ کرتے رہو مگر اس کی کمی یا بیشی کا کسی سے ذکر نہ کرنا، حضرت خواجہ دو ماہ میرے گھر قیام پذیر رہے، ہر روز درویش اور یار دوست آپ کی زیارت کو آتے تھے، اسی آٹے سے پکتا رہا، جب حضرت خواجہ تشریف لے گئے تو مدتوں بعد بھی پکتا رہا، اور اس بوری میں ذرا بھی کمی نہ ہوئی، بعد ازاں میں نے خلاف ارشاد حضرت خواجہ کے، اس کا ذکر اپنے اہل وعیال سے کر دیا پھر وہ برکت نہ رہی۔

- حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ کا ایک درویش آپ کی خدمت میں سیب لایا جب پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ ٹھہرو یہ سیب ذکر الٰہی کر رہا ہے، لہٰذا اسے ابھی نہ کھاؤ اتنا کہنا تھا کہ بہت سے لوگوں نے سیب کی تسبیح کو سنا۔

- ایک مرتبہ غدیوت میں حضرت خواجہ ایک درویش اسحٰق کے مکان میں کھانا تیار کر رہے تھے تنور میں آگ شعلہ زن تھی اسی حالت میں آپ نے اپنا ہاتھ تنور میں ڈال دیا اور کافی دیر تک رکھا بعد ازاں نکال لیا، عنایت الٰہی سے آپ کے دست مبارک کا بال بھی نہ جلا تھا۔

منقبت

حضرت شہنشاہِ نقشبند بخاری قدس سرہ

توتیائے چشم سازم خاک پائے نقشبند
تابیابم سرِحق ازلطف سائے نقشبند

رو بدرگاہ بہاء الدین نظر کن زانکہ ہست
نہ فلک مانند درباں در سرائے نقشبند

مشکلات ماہمہ ہر گز نیاید در عدد
المدد یا خواجہ مشکل کشائے نقشبند

از:
حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ

منقبت

حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ الباری

اپنے تو پیشوا ہیں شہ نقشبند
جلوہ دلربا ہیں شہ نقشبند

بالیقیں قطب عالم غوث زماں
سرور اولیاء ہیں شہ نقشبند

فیضیاب کمالاتِ صدیق ہیں
جان صدق و صفا ہیں شہ نقشبند

مخزن معرفت، مشعل راہ دیں
نائب مصطفیٰ ہیں شہ نقشبند

کیسے محروم لطف و عطا ہم رہیں
بحر جود و سخا ہیں شہ نقشبند

پرتو نور صبح ازل سر بسر
چشم دل کی ضیاء ہیں شہ نقشبند

نقشبندی ہوں ثاقبؔ مجھے فخر ہے
میرے جد اعلیٰ ہیں شہ نقشبند

قیوم زمانی، امام ربانی

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ

ولادت مبارکہ:

آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، اس لئے آپ نسباً فاروقی ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت شہر سرہند میں شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ میں ہوئی۔
آپ کے والد گرامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ولادت سے قبل میں نے خواب دیکھا کہ تمام جہان میں ظلمت چھا گئی ہے سور، ریچھ اور بندر لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں اسی اثناء میں میرے سینے سے نور نکلا اور اس میں ایک تخت ظاہر ہوا اس تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور اسکے سامنے تمام ظالموں، زندیقوں اور ملحدوں کو بکروں کی طرح ذبح کیا جا رہا ہے اور کوئی شخص با آواز بلند کہتا ہے "وقل جآء الحق و زھق البا طل ان البا طل کا ن زھو قا" اس خواب کی تعبیر حضرت مخدوم شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کی انہوں نے بعد توجہ فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس سے الحاد و بدعت کی تاریکی دور ہوگی یہ تعبیر بالکل درست نکلی۔

نقل ہے کہ ایام رضاعت میں آپ نہایت علیل ہو گئے آپ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمہ آپ کو شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لے گئیں حضرت شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں دے دی اور آپ اسے دیر تک چوستے رہے، شاہ صاحب نے فرمایا خاطر جمع رکھو یہ لڑکا بڑی عمر کا ہوگا عالم و عامل اور عارف کامل ہوگا اور میرے تیرے جیسے بہت سے اس سے پیدا ہوں گے۔

تحصیل علوم:

جب آپ سن تعلیم کو پہنچے تو آپ کو مکتب میں داخل کر دیا گیا تھوڑی مدت میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا بعد ازاں اکثر علوم متداولہ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے حاصل کئے اس کے بعد آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے اور وہاں معقولات کی بعض کتابیں مولانا کمال کشمیری علیہ الرحمہ سے اور حدیث کی بعض کتابیں مولانا یعقوب کشمیری علیہ الرحمہ سے پڑھیں بعد ازاں آپ نے تفسیر واحدی و دیگر مولفات واحدی اور تفسیر بیضاوی و دیگر مصنفات بخاری و مشکوۃ المصابیح و شمائل ترمذی و جامع صغیر سیوطی اور قصیدہ بردہ وغیرہ کی اجازت عالم ربانی قاضی بہلول بدخشانی علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔ الغرض سترہ سال کی عمر میں ظاہری علوم کی تحصیل کے سب مرحلے مکمل فرما کر آپ اپنے والد بزگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر تدریس میں مشغول ہو گئے اس دوران میں آپ نے عربی و فارسی میں مختلف رسائل تحریر فرمائے جن کے نام درج ذیل ہیں:

رسالہ تہلیلیہ، رسالہ اثبات نبوت، رسالہ رد الروافض وغیرہ۔

بیعت وخلافت:

حضرت شیخ کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ مقدسہ رسول اکرم ﷺ کا از حد شوق تھا مگر والد ماجد کی کبرسنی کے سبب اس ارادے کو ملتوی رکھا ہوا تھا۔ آپ کے والد ماجد نے 22 جمادی الثانی 1002ھ میں اسی سال کی عمر میں وصال فرمایا اس انتقال کے اگلے سال آپ حج کے ارادے سے روانہ ہوئے، راستے میں دہلی پہنچے تو مولاحسن کشمیری علیہ الرحمہ کی زبانی حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی علیہ الرحمہ کی بہت تعریف سنی تو ملنے کا شوق پیدا ہوا چونکہ آپ کو نسبت نقشبندیہ کا شوق پہلے ہی سے تھا، اس لئے حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ مہربانی سے پیش آئے آپ کا ارادہ و مقصد دریافت کیا آپ نے اپنا عزم ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ کا شیوہ یہ نہ تھا کہ کسی طالب کو بذات خود اپنے آپ اخذ طریقہ کا اشارہ کریں۔ لیکن آپ نے اپنی عادت مبارکہ سے تجاوز کیا اور فرمایا کہ اگرچہ تم سفر مبارک کا

ارادہ رکھتے ہو، لیکن کچھ مدت کم سے کم ایک ماہ یا ایک ہفتہ فقراء کی صحبت میں رہو تو کیا حرج ہے، حسب الارشاد آپ نے ایک ہفتہ قیام اختیار فرمایا، ابھی دوروز بھی نہ گزرے تھے کہ حضرت خواجہ کی کشش وتصرف سے آپ پر اخذ طریقہ نقشبندیہ کا شوق غالب ہوا، آپ نے حضرت خواجہ سے عرض کیا آپ نے فی الفور بغیر استخارہ کے داخل طریق کرلیا اور خلوت میں لیجا کر توجہ شروع کی چنانچہ اسی وقت آپ کا دل ذاکر ہوگیا اور حلاوت وقرار پیدا ہوا اور روز بروز ترقی وعروج ظاہر ہونے لگے۔

حضرت امام ربانی اپنے مرشد کی نگاہ میں:

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ میرے مرشد حضرت خواجہ امکنگی علیہ الرحمہ نے مجھے ہندوستان جانے کا حکم دیا تاکہ یہ سلسلہ شریفہ وہاں جاری ہو میں نے اپنی طرف سے عذر خواہی کی آپ نے استخارہ کا حکم دیا، میں نے استخارہ میں دیکھا گویا ایک طوطی شاخ پر بیٹھا ہے میں نے اپنے دل میں نیت کی کہ اگر یہ طوطی شاخ سے اڑکر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے میرے لئے اس سفر میں بہت سے فتوح ظاہر ہوں گی اس خیال کا آنا تھا کہ وہ طوطی اڑکر میرے ہاتھ پر آبیٹھا اور میں نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس طوطی نے شکر میرے منہ میں ڈال دیا۔ دوسرے روز یہ واقعہ حضرت خواجہ امکنگی علیہ الرحمہ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ طوطی ہندوستان کا جانور ہے، ہندوستان میں تمہارے دامن کی برکت سے ایک بزرگ کا ظہور ہوگا جس سے ایک جہان روشن ہوگا، اور تم بھی اس سے بہرہ ور ہوگے۔ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت خواجہ نے آپ سے فرمایا کہ حضرت مولانا کا اشارہ تمہاری طرف تھا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ آپ سے فرمایا کہ جب میں حضرت مولانا خواجہ امکنگی قدس سرہ سے رخصت ہو کر ہندستان میں آیا اور تمہارے شہر سرہند میں پہنچا تو واقعہ میں مجھے بتایا گیا تھا کہ تم قطب کے پڑوس میں آرہے ہو اور اس قطب کے حلیہ سے بھی اطلاع بخشی گئی۔ صبح اٹھ کر میں شہر کے درویشوں اور گوشہ نشینوں کی ملاقات کے لئے گیا لیکن کسی کو اسی حلیہ کے موافق نہ پایا اور نہ کسی میں قطبیت کے آثار نظر آئے میں نے خیال کیا کہ شہر والوں میں سے

کسی میں قطبیت کی قابلیت ہوگی کہ جس کا ظہور بعد میں ہوگا۔ مگر جس روز میں نے تم کو دیکھا تمہارا حلیہ اس حلیہ کے مطابق پایا، اور اس قابلیت کا نشان بھی تم میں دیکھا گیا۔

تیسرا واقعہ یہ ہے کہ میں نے ایک بڑا چراغ جلایا ہے جس کی روشنی ساعت بساعت بڑھتی جاتی ہے اور لوگوں نے اس چراغ سے بہت سے چراغ روشن کر لیے ہیں۔ میں جو سرہند کے نواح میں پہنچا تو وہاں کے جنگل و صحرا کو مشعلوں سے پُر پایا اس بات کو بھی میں نے تمہارے معاملہ کی طرف اشارہ سمجھا۔

آپ نے اپنے ایک مخلص کو خط میں یوں لکھا:

شیخ احمد نام ایک شخص سرہند کا رہنے والا کثیر العلم اور قوی العمل ہے وہ چند روز فقیر کی صحبت میں رہا اس کے بہت سے عجیب حالات دیکھنے میں آئے، وہ ایسا نظر آتا ہے کہ ایک چراغ ہوگا جس سے جہان کے جہان روشن ہوں گے، الحمد للہ اس کے احوال کا معاملہ میرے نزدیک یقینی ہے۔

ایک موقع پر آپ نے حضرت امام ربانی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میاں شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان میں گم ہیں۔ کامل اولیائے متقدمین میں سے خال خال ان کی مثل ہوئے ہوں گے۔

مجددیت و قیومیت:

علامہ سیوطی نے جمع الجوامع میں یہ حدیث نقل کی ہے۔

❁ قال النبی ﷺ یکون رجل فی امتی یقال لہ صلہ یدخل الجنہ بشفاعتہ کذا و کذا۔ یعنی فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو صلہ کہا جائے گا اس کی شفاعت سے اتنے اتنے مسلمان بہشت میں داخل ہوں گے۔

یہ حدیث گویا حضرت شیخ کے وجود مسعود کی طرف اشارہ کرتی ہے اور آپ خود یوں فرماتے ہیں۔

❁ الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین و مصلحاً بین الفئتین۔

"ہر حال میں اکمل حمد اس خدا کیلئے ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا

(صلہ) اور دو گروہوں میں صلح کرانے والا بنایا۔ اور درود و سلام ہوں حضرت خیر الانام ﷺ اور انبیاء کرام و ملائکہ عظام پر"۔

حضرت شیخ کے ارشاد میں دو سمندروں سے مراد شریعت و طریقت ہیں اور دو گروہوں سے مراد صوفیاء اور علماء ہیں۔

- حضرت شیخ، مجدد الف ثانی تھے یعنی سن ہجرت کے حساب سے دوسرے ہزار سال کے مجدد تھے، چنانچہ آپ سیادت مآب میر محمد نعمان مرحوم کو یوں تحریر فرماتے ہیں اور معلوم رہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد گذرا ہے لیکن صدی کا مجدد اور ہے اور الف (ہزار) کا مجدد اور، سو اور ہزار میں خصوصاً فرق ہے اتنا ہی [illegible] ان کے مجددوں میں فرق ہے، مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس مدت میں جو فیوض امتیوں کو پہنچتے ہیں خواہ وہ اس وقت کے اقطاب، اوتاد، ابدال و نجباء ہوں اسی کی وساطت سے پہنچتے ہیں۔

(مکتوبات دفتر دوم مکتوب نمبر 4)

- حضرت شیخ کو جمعہ کا دن ربیع الاول کی دسویں تاریخ 1010ھ میں تجدید کا خلعت زیب تن ہوا۔
- حضرت شیخ کو اللہ تعالیٰ نے منصب قیومیت عطا فرمایا، چنانچہ روضہ قیومیہ میں ہے کہ ایک روز آپ نماز ظہر کے بعد مراقبے میں بیٹھے تھے ناگاہ آپ نے اپنے اوپر ایک خلعت عالی نورانی کو پایا ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت تمام کائنات کی قیومیت کا ہے۔ جو بوراثت و تبعیت ختم الرسل ﷺ عطا ہوا ہے اتنے میں حضرت سید المرسلین ﷺ تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے آپ کے سر پر دستار باندھی اور منصب قیومیت کی مبارکباد دی، قیومیت کی کیفیت حضرت شیخ کے مکتوبات دفتر ثالث مکتوب نمبر 79، 80 میں موجود ہے۔ یاد رہے کہ منصب قیومیت حضرت شیخ کو دوشنبہ کا دن 27 رمضان المبارک 1010ھ میں عطا ہوا۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا جبہ:

قیومیت کے دوسرے سال شاہ سکندر قادری علیہ الرحمہ جو شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمہ

کے پوتے اور خلیفہ تھے۔ کیتھل سے حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خرقہ غوث الاعظم جوان کے سلسلہ میں چلا آرہا تھا آپ کے کندھے پر رکھ دیا، آپ اس وقت حالت مراقبہ میں تھے آنکھ کھولی تو شاہ صاحب کو دیکھ کر تواضع سے معانقہ کیا اور خاطر داری کی۔

حضرت شیخ اس خرقہ کو پہن کر حرم سرا میں تشریف لے گئے کچھ دیر بعد جو نکلے تو بعض محرمانِ اسرار سے فرمایا کہ جب میں نے اس خرقہ کو پہنا تو حضور غوث پاک اور آپ کے تمام خلفاء تشریف لائے تو حضرت غوث الانس والجن علیہ الرحمہ نے میرے دل کو تصرف میں کرلیا اور خاص نسبتوں کے انوار و اسرار سے منور کر دیا ان انوار کے غلبہ سے میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں تو حضرات نقشبندیہ علیہم الرحمہ کا تربیت یافتہ ہوں فرماتے ہیں اسی اثناء میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمہ سے لیکر حضرت باقی باللہ دہلوی علیہ الرحمہ تک تمام خواجگان نقشبند تشریف فرما ہوئے ہر دو گروہوں میں میرے بارے میں مباحثہ ہوا آخر کار دونوں گروہ مجھے مشرف و مقبول فرمانے پر متفق ہو گئے۔

فضائل و کمالات:

آپ کے چند کمالات یہ ہیں:

- حضرت شیخ جناب سرور کائنات ﷺ کی طینت (خمیر جسم اطہر) کے بقیہ سے پیدا کئے گئے۔
- حضرت شیخ کو اللہ تعالیٰ نے علماء راسخین سے بنایا اور آپ پر اسرار متشابہات قرآنی اور رموز مقطعات قرآنی ظاہر فرمائے گئے۔
- حضرت شیخ محدث تھے، آپ کو آپ کے جد مکرم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وراثت سے محدث بنایا گیا۔
- حضرت شیخ کو بشارت دی گئی تھی کہ تم مجتہدین علم کلام سے ہو۔
- اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے حضرت شیخ کی دنیا کو آخرت کر دیا تھا۔
- حضرت شیخ کو اللہ تعالیٰ نے حضور سید الانبیا ﷺ کی کمال متابعت کے سبب اس مقام سے مشرف فرمایا جو مقام رضا سے بھی بلند ہے۔

- حضرت شیخ کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ جس جنازے پر آپ حاضر ہوں گے وہ میت بخش دی جائے گی۔
- حضرت شیخ کا ارشاد ہے کہ مرد وزن جو بالواسطہ یا بلا واسطہ ہمارے طریقہ میں داخل ہوئے ہیں یا قیامت تک ہوں گے وہ سب ہمیں دکھائے گئے ہیں اور ہر ایک کا نام و نسب اور مولد و مسکن ہمیں بتایا گیا اگر چاہیں تو ایک ایک کو بیان کریں۔

تبلیغ واشاعت دین:

حضرت شیخ نے سترہ برس کی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ ہو کر درس و تدریس اور تصنیف رسائل کے ذریعے تبلیغ کا آغاز فرما دیا تھا، بعد ازاں حضرت باقی باللہ دہلوی علیہ الرحمہ سے اجازت طلب فرما کر تلقین میں مشغول ہو گئے تھے اور جب آپ لاہور میں اشاعت طریقہ فرما رہے تھے کہ حضرت خواجہ نے وصال فرمایا، حضرت شیخ کے کمالات عالیہ اور انوار و محبت کے فیض سے سلسلہ نقشبندیہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہندوستان میں دور دور تک شائع ہو گیا اس کے بعد سلسلہ مجددیہ ہندوستان سے باہر دیگر ممالک میں بھی پھیلنے لگا، چنانچہ قیومیت و مجددیت کے چھٹے سال شیخ طاہر بدخشی، شیخ احمد برکی، خواجہ یوسف برکی، شیخ حسن برکی، مولانا یار محمد طالقانی، مولانا صالح ختلانی، شیخ عبدالحق شادمانی علیہم الرحمہ اپنے شہروں سے دور دراز کا سفر طے کر کے سرہند شریف حاضر ہوئے اور داخل سلسلہ عالیہ ہوئے۔ تجدید کے بارہویں سال بہت سے جن سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے حتیٰ کہ جنوں کا بادشاہ بھی مع لشکر آپ کا مرید ہو گیا۔

اخلاق وعادات:

صبر و شکیب، رضا و تسلیم، حسب حال ہر ایک کی تعظیم، لوگوں پر شفقت، صلہ رحم، ارباب حقوق کی رعایت، مریضوں کی عیادت، سلام میں سبقت، کلام میں نرمی آپ کا شیوہ حسنہ تھا۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اتباع محبوب خدا ﷺ اور سنت کے احیاء کے خاطر گزرا۔ آپ ہر کام میں سنت کا از حد خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ مولانا صالح ختلانی علیہ الرحمہ کو

فرمایا کہ تھیلی میں سے چند لونگ نکال کر لاؤ وہ چھ لونگ نکال لائے آپ نے جھڑک کر فرمایا کہ یہ دیکھو یہ بھی صوفی ہیں انہوں نے اتنا بھی نہیں سنا کہ اللہ و تر ویحب الوتر عدد طاق کی رعایت مستحب ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دے دیں تو بھی سمجھو کچھ نہیں دیا۔

وصال مبارک:

حضرت شیخ ایام مرض میں تنہائی پسند فرماتے تھے ماہ ذوالحج میں بیماری بڑھی ان دنوں میں آپ لقائے حق سبحانہ کے شوق میں رو پڑتے تھے۔ 12 محرم 1034ھ کو فرمایا کہ 40 سے 50 دنوں کے درمیان اِس جہان سے اُس جہان کو جانا ہوگا اور میری قبر مجھے دکھائی گئی ہے۔ اگرچہ آپ پر ضعف غالب آگیا تھا مگر وظائف وعبادات میں سر مو فرق نہ آیا۔ بدستور ذکر و شغل مراقبہ اور نماز با جماعت ادا فرماتے رہے۔ روز وصال کی شب اٹھ کر وضو کیا تہجد ادا کی صبح نماز فجر با جماعت ادا کی حسب عادت مراقبہ کیا، کچھ دیر بعد بستر پر سنت نبویؐ کے مطابق لیٹ گئے اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے وقت چاشت 28 صفر 1034ھ آپ نے 63 سال کی عمر میں 63 دن بیمار رہ کر اللہ اللہ کہتے ہوئے وصال فرمایا۔

کرامات:

آپ کی کرامات درج ذیل ہیں:

- سید جمال جو حضرت شیخ کے مقبولین میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک جنگل میں اچانک ایک شیر میرے آگے آیا تنہائی کی وحشت اور اس درندے کی ہیبت سے میں سخت ہراساں ہوا۔ بھاگ جانا بھی ممکن نہ تھا ناچار میں نے حضرت شیخ کی طرف توجہ کی اور عرض کیا بچایئے، میں نے اس وقت معاملہ دیکھا کہ حضرت عصا ہاتھ میں لئے دوڑے آرہے تھے آپ نے آتے ہیں نہایت زور سے عصا اس شیر کے منہ پر مارا جب اس معاملہ میں میری آنکھ کھلی تو نہ میں نے حضرت کو دیکھا اور نہ جنگل میں شیر کا کوئی نشان پایا۔

- محمد صادق کابلی جو حضرت شیخ کے بڑے مخلصوں میں تھے مرض جذام میں مبتلا ہو گئے، اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے میں یار، ان کی مشارکت سے پرہیز کرنے لگے یہاں تک کہ ایک مجلس میں ایک خاص یار نے ان کے ساتھ کھانے پینے سے اعلانیہ انکار کر دیا وہ بڑے شرمندہ اور غمگین ہوئے۔ اور حضرت سے توجہ کی درخواست کی، آپ مرض کے دفعیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے وہ مرض اپنے اوپر لے لیا، چنانچہ اس کا اثر مریض کے بدن سے نکل کر آپ کے پاؤں میں منتقل ہو گیا، اس سے اگرچہ مخلصوں کی عقیدت میں زیادتی ہوتی چلی گئی مگر سبھی غمگین و پریشان ہو گئے، جب حضرت نے صاحبزادوں اور یاروں کی بے چینی کو دیکھا تو دعا کی کہ یہ مرض آپ سے دور ہو جائے چنانچہ اللہ کی عنایت سے وہ بیماری آپ سے بھی جاتی رہی اور سب خدا کا شکر بجالائے۔
- ایک دفعہ حضرت شیخ بیاباں و جنگل کی سیر کو نکلے اثنائے راہ میں دھوپ کی شدت اور گرد و غبار کی کثرت سے بڑے صاحبزادے اور دوسرے حضرات پر جو پیادہ ہمرکاب تھے پیاس نے غلبہ کیا۔ مگر بپاس ادب حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اس اثناء میں خود حضرت نے مولانا محمد یوسف سمرقندی سے جو آپ کے مرید اور پیر بھائی تھے ارشاد فرمایا کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت سے یاروں کو تکلیف ہو رہی ہے، مولانا نے عرض کیا کہ حضرت کو معلوم ہے یاروں نے عرض کی حاجت نہیں اس پر حضرت نے مسکرا کر آسماں کو دیکھا اور زیر لب کچھ پڑھا، چند قدم بھی آگے نہ بڑھے تھے کہ بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا، جس نے حضرت اور آپکے یاروں پر سایہ ڈالا اور پانی برسایا مگر اتنا کہ گرد و غبار دب گیا اور کیچڑ نہ ہوا اور معتدل ہوا چلنے لگی، حالانکہ وہ موسم بارش کا نہ تھا۔
- حضرت شیخ کے صاحبزادے حکایت کرتے ہیں کہ ایک سوداگر کی نیل کی بوری چوری ہو گئی صاحب مال نے حضرت کے رشتہ داروں میں سے ایک جوان پر چوری کا الزام لگایا وہ جوان اہانت اور تکلیف سے ڈر کر بھاگ گیا۔ سرہند کے کوتوال نے جب یہ سنا تو حضرت کو طلب کیا آپ نے ان یاروں کو جن کی نسبت آپ کو علم تھا کہ وہ آپ کا اس

طرح جانا گوارا نہ کریں گے ہر طرف کسی نہ کسی کام پر روانہ کر دیا اور خود خادم کے ساتھ پیادہ تشریف لے گئے، وہ بے ادب کوتوال سخت باتیں زبان پر لاتا تھا، اور آپ بڑی نرمی سے جواب دیتے تھے۔ اسی اثناء میں مولانا طاہر بدخشی آپہنچے اور اس کوتوال پر ناراض ہو کر کہنے لگے کہ ارے تجھے معلوم ہے کہ تو نے کس شخص کو طلب کیا ہے، حضرت نے مولانا کو گفتگو سے روکا کوتوال نے آپ کو رخصت کر دیا، اس بے ادبی پر زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ اس کوتوال اور اس علاقہ کے کروری کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی، کوتوال تمیں بیٹوں اور رشتے داروں کے ساتھ ایک بالا خانہ پر چڑھ گیا جو بارود سے پر تھا، اچانک اس بارود میں کہیں سے آگ لگ گئی جس نے کوتوال کو ساتھیوں سمیت جلا کر ان کا نشان تک نہ چھوڑا۔

- ایک امیر زادہ کو سلطان وقت نے کسی تقصیر کی بناء پر لاہور سے طلب کیا، غضب سلطانی کے مشاہدے سے لوگوں کو یقین تھا کہ اس امیر زادے کو آتے ہی ہاتھی کے پاؤں میں ڈال دیا جائے گا، جب وہ سرہند پہنچا تو حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جان بخشی کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تمہیں تکلیف نہ پہنچے گی بلکہ سلطان وقت تم پر مہربانیاں کرے گا۔ اس نے نہایت اضطراب سے عرض کیا کہ جو کچھ آپ زبان مبارک سے فرما رہے ہیں وہ مجھے لکھ کر دے دیجئے تاکہ پورا پورا اطمینان ہو۔ حضرت نے اس کے اصرار پر یہ لکھ کر دے دیا کہ چونکہ فلاں امیر زادے نے غضب سلطانی کے خوف سے جو غضب الٰہی کا نمونہ ہے فقراء کی طرف رجوع کیا۔ اس لیے فقراء نے اسے اپنی پناہ میں لے لیا اور اس مہلکہ سے اسے رہائی دے دی۔ کئی دن بعد اچانک خبر آئی کہ اس کو سلطان نے اذیت دے کر قید خانہ میں بھیج دیا ہے جب حضرت نے سنا تو مسکرا کر فرمایا کہ فقیر کی نظر میں صبح کی روشنی کی طرح واضح ہے کہ وہ سلطان کی طرف سے شفقت و عنایت ہی دیکھے گا اور یہ جو خبر آئی ہے غلط ہے۔ دو تین روز بعد معلوم ہوا کہ سلطان اس امیر زادے کو دیکھتے ہی مسکرا پڑا اور نصیحت کے طور چند کلمے زبان پر لایا پھر بڑی عنایت سے خلعت دے کر

رخصت کر دیا۔

- مولانا محمد امین جو خواجہ دیوانہ سورتی کے مریدوں سے تھے مرض شدید میں مبتلا ہو گئے اور مدت تک بیمار رہے نہ دوا سے بیماری میں تخفیف ہوتی تھی نہ دعا سے۔ حضرت شیخ کی شہرت سن کر انہوں نے ایک عریضہ خدمت شریف میں ارسال کیا اور دعا صحت اور جامہ تبرک کیلئے التماس کی۔ حضرت نے ترس کھا کر ایک عنایت نامہ مع پیراہن تبرک بھیجا، اس عنایت نامہ میں مرض قلبی کے ازالہ کی تاکید فرما کر آپ نے یوں تحریر کیا ''دیگر آنکہ آپ ظاہر کے ضعف کے سبب سے اندیشہ نہ کریں انشاءاللہ تعالےٰ یہ ضعف صحت و عافیت سے بدل جائے گا۔ فقیر کا دل اس طرف سے مطمئن ہے، آپ نے فقیروں کا جامہ طلب کیا تھا پیراہن بھیج دیا گیا، آپ اسے پہن کر نتائج و ثمرات کے منتظر رہیں کیونکہ یہ بڑی برکت والا ہے۔

ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است   وآنکہ دیدش نقد خود مردانہ است''

چنانچہ مولانا نے وہ پیراہن پہن لیا اور سالوں کی بیماری سے صحت پائی اور حاضر خدمت ہو کر حضرت شیخ کے مریدوں کے زمرہ میں داخل ہوئے۔

- نواب خانخاناں صوبہ دار دکن جو محب الفقراء اور حضرت شیخ کے معتقد تھے اس امر پر مامور تھے کہ ممالک دکن کو تصرف میں لائیں۔ ایک مدت دراز یوں ہی گذر گئی معتمدان سلطنت نے سلطان سے عرض کیا کہ خانخاناں نے پوشیدہ دشمن سے صلح کی ہے اور بظاہر جنگ میں مشغول ہے، بادشاہ نے فوراً خانخاناں کو معزول کر دیا اس بات کا خطرہ ہوا کہ کہیں اسے قتل کر دے، سیادت مآب میر محمد نعمان نے جو خانخاناں کے آشنا تھے یہ معاملہ حضرت شیخ کی خدمت میں لکھا اور توجہ کیلئے التماس کی۔ حضرت نے میر موصوف کے عریضہ کو پڑھ کر لکھا کہ آپ کے خط کے مطالعہ کے وقت خان موصوف بہت عالیشان نظر آئے آپ اس کے معاملہ میں مطمئن رہیں۔ جب یہ جواب سید صاحب کی خدمت میں پہنچا تو سید صاحب نے بجنسہ خانخاناں کے پاس بھیج دیا۔ اس نے شکریہ ادا کیا اور کہا بزرگوں کی توجہ سے ایسا ہو جانا تعجب کی بات نہیں

مگر بظاہر بہت مشکل ہے۔ کیونکہ سلطان وقت میرے حق میں نہایت بدگمان ہوگیا اور حاسد لوگ ہر طرف سے ضرر پہنچانے کی فکر میں ہیں۔ حضرت شیخ کے مکتوب کو دس بارہ روز بھی نہ ہوئے تھے کہ بادشاہ کا دل خانخاناں کی طرف سے صاف ہوگیا۔ اور ملک دکن کی صوبہ داری پر بحال کردیا۔

- شیخ محمد مسعود جو حضرت شیخ کے چھوٹے بھائی اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے مقبول مریدوں سے تھے تجارت کے لئے قندھار گئے ہوئے تھے۔ اس اثناء میں ایک روز صبح کے وقت حضرت نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے میں ہر چند محمد مسعود کے احوال کی طرف متوجہ ہوا اور چشم مکاشفہ سے اس کو تلاش کیا مگر روئے زمین پر کہیں اس کو نہ پایا۔ بعد ازاں جب میں بغور متوجہ ہوا تو اس کی قبر نظر آئی کہ ابھی فوت ہوا ہے۔ سامعین نے تاریخ اور دن لکھ لیا چند روز کے بعد اس کے ساتھی واپس آگئے اور انہوں نے ان کے مرنے کی تاریخ اور دن وہی بتایا جو حضرت شیخ نے بیان کیا تھا۔
- جن دنوں میں حضرت شیخ اجمیر شریف تشریف رکھتے تھے رمضان کا مہینہ عین برسات میں آیا حضرت حسب عادت ختمات قرآنی میں مشغول ہوگئے۔ پہلی رات نماز تراویح میں بیس یاروں کے ساتھ ایک مسجد میں جو نہایت تنگ تھی نماز ادا کی۔ تعفن سے حضرت کو اور درویشوں کو تکلیف پہنچی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت کی زبان مبارک سے نکلا کہ جو ختمات ہم نے قرار دیئے ہیں ان کے اختتام تک اگر بفضل الٰہی راتوں کو بارش نہ ہو، تاکہ مسجد کے باہر تراویح پڑھی جائیں تو یہ بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ستائیسویں رات تک چار ختم ہوگئے اور کسی رات بارش نہ ہوئی اور اٹھائیسویں تاریخ سے رات کو پانی برسنا شروع ہوا۔
- ایک امیر نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ میں جوانی سے گزر کر بڑھاپے کو پہنچ گیا مگر کوئی فرزند پیدا نہ ہوا جو میرے بعد صفحہ روزگار پر میری یادگار رہتا اس بارے میں آپ توجہ فرمائیں۔ حضرت کچھ دیر تک مراقب رہے پھر فرمایا کہ لوح محفوظ میں اس موجودہ بیوی سے تمہاری قسمت میں کوئی اولاد نہیں ہے اگر دوسری شادی کرو تو اولاد

ہوگی تمہارے بعد تمہاری یادگار رہے گی، اتفاقاً اس کی بیوی نے وفات پائی اور دوسری بیوی سے اس کی شادی ہوگئی جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دونوں اس کے بعد یادگار رہے۔

❁ شیخ نور محمد اناری جو حضرت شیخ کے قدیم مرید اور صاحب اجازت تھے اور آٹھ بار حضور پرنور نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو چکے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی کے گھر میں جن رہتا تھا جو ہمیشہ اس سے دشمنی کرتا تھا۔ یہاں تک اس کی اذیت سے میرے بھائی نے انتقال کیا، میں بھی اس گھر میں رہتا تھا بھائی کے انتقال کے بعد ہیبت ناک صورتیں میرے سامنے آنے لگیں اور پھولوں کی خوشبو مہکتی محسوس ہونے لگی، میرے بھائی کی بھی ابتدائی حالت یہی ہوئی تھی میرے اقرباء یہ سن کر میری زندگی سے ناامید ہو گئے ایک رات میں اپنی بیوی سے ہم بستر تھا اور ابھی فارغ نہ ہوا تھا کہ وہ جن آ گیا اور ہم دونوں کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا اور ہمیں ایسا دبایا کہ ہم ہاتھ اٹھانے سے عاجز آ گئے، لحاف کو بھی اپنے اوپر سے نہ اٹھا سکے، ہم اسی بیقراری میں تھے کہ حضرت شیخ نمودار ہوئے اور آواز دی کہ نور محمد! کچھ خوف نہ کر، یہ جن ابھی بھاگ جائے گا، کیونکہ شیطان کا مکر کمزور ہوتا ہے جن نے حضرت کی آواز سنتے ہی ہم کو چھوڑ دیا، میں اٹھا اور حضرت غائب ہو گئے اس کے بعد میرے گھر میں کسی کو جن کا آسیب نہ ہوا اور جنات وہاں سے جلاوطن ہو گئے۔ میں دیکھتا تھا وہ اپنے ساز و سامان کو لے کر میرے گھر سے جا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت نے ہم کو جلاوطن کر دیا اب ہم موضع شادیوال میں جا کر ٹھہریں گے۔

حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ اور تجدید دین:

اللہ رب العزت کا کرم جو زمین کو پیاسا، درختوں کی شاخوں اور پتوں کو خشک اور پھولوں کلیوں کو مرجھایا ہوا نہیں دیکھ سکتا یہ کیسے ممکن ہے کہ نائب خدا اور اشرف المخلوقات یعنی انسان کو ذلت اور گمراہی کا شکار دیکھے اور اسے اپنے فیض سے محروم رکھے۔ ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ جب دنیا میں گمراہی کی گھٹا چھائی اور انسانی روح سچائی کی روشنی سے محروم ہوئی اللہ

تعالیٰ نے ہدایت کے روشن ستارے اپنے نورانی بندوں یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے دلوں کے ذریعے گمراہیوں کا پردہ چاک کیا اور سچائی کے نور سے روحوں اور دلوں کو سکون بخشا۔ سلسلہ رشد و ہدایت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور نبی کریم ﷺ پر اس قصر نبوت کی تکمیل ہوگئی اب آپ کی آمد کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا، چونکہ آپ کے ظاہری وصال کے بعد بھی دنیا کو قائم رہنا تھا، اس لیے حکمت خداوندی کا تقاضا تھا کہ وقتاً فوقتاً ایسی ہستیاں تشریف لاتی رہیں جو کمالات محمدی سے فیض یاب ہوں اور خلق خدا کی روحانی پیاس بجھائیں، گمراہی کی دلدل سے نکالیں، دین مبین میں بدعات کا خاتمہ کریں اور رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چل کر اپنے روحانی فیض، قول و عمل سے، کھرے کھوٹے کو الگ کر دیں اور دنیا کے سامنے وہ دین رکھیں جو صراط مستقیم ہے اور جس کی خاطر آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا۔ حضور ﷺ کا ایسی ہی ہستیوں کے بارے میں ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا ۔

(ابوداؤد ۲/۲۳۳)

”اللہ تعالیٰ اس امت کی اصلاح کیلئے ہر صدی کے شروع میں مجدد بھیجتا رہے گا جس کا کام دین محمدی کی تجدید ہوگا“۔

اس مقدس بشارت کے مطابق مختلف صدیوں میں مجددین و مصلحین کا ظہور ہوتا رہا حتیٰ کہ 971ھ میں آسمان تجدید کے نیر درخشاں، آفتاب ہند، امام ربانی، مجدد الف ثانی، حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ القوی نے اپنے ظہور سے اس خاکدان عالم کو مشرف فرمایا۔

دین اکبری:

کسی حقیقت شناس نے کیا خوب کہا ہے کہ

”دین کی بربادی بس تین گروہوں کے ہاتھوں ہوتی ہے سلاطین، علماء سو، گمراہ فقراء“۔

پس 1032ء ہندوستان کیلئے ایسا ہی تھا اس میں دین کی بربادی کیلئے تینوں اسباب

جمع ہو گئے تھے۔ شہنشاہ اکبر تخت نشین تھا جو اپنی جہالت کے باعث حقیقت دین اور روح اسلام سے نا آشنا تھا بلکہ اس نے ہندوستان کی اکثریت کو خوش رکھنے اور سلطنت کی حدود کو وسعت دینے کیلئے قانون محمدی (ﷺ) کو نظر انداز کر کے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی تھی وہ مذہب کیا تھا، اس کی بنیاد کیا تھی، اس کے آئین کیا تھے، اس کی تفصیل بڑی طویل ہے۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کیلئے ایک سرسری اشارہ ضروری ہے، عصر حاضر میں قومیت کی تبلیغ واشاعت بڑی سرگرمی سے کی جا رہی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام اور کفر کی تمیز اُٹھا دی جائے، آسمانی شریعت، الہامی کتاب، رسول اکرم (ﷺ) کا نام بھی زبان پر نہ لایا جائے، بلکہ ہندوستان کی تمام قومیں یک رنگ ہو جائیں، سب کی زبانوں سے محض وطن پرستی کا نعرہ بلند ہو، ایک لباس، ایک وضع، ایک ہی تمدن کے سب پابند ہوں، مگر شرط یہ ہے کہ یہ تہذیب حجازی نہ ہو بلکہ خالص ہندوستانی ہو۔

یاد رہے کہ قومیت جدیدہ اور متحدہ کا یہ تخیل کوئی نیا تخیل نہ ہے بلکہ اسی مذہب کا عکس ہی تو ہے، جس کا بانی اور پیشوا خود شہنشاہ اکبر تھا، کسی کتاب میں اکبر کی تصویر ملاحظہ فرمائیں اس کی شکل وشباہت اس کی وضع قطع سے آپ قطعی طور پر نہیں پہچان سکتے ہیں کہ یہ کسی مسلمان کی تصویر ہے۔ علاوہ بریں بطور ''سول میرج'' ہندو رانیاں محل میں موجود، جن کیلئے مندر بنے ہوئے تھے ان کیساتھ کبھی کبھی بادشاہ بھی پوجا میں شریک ہوتا تھا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ بادشاہ کا جب یہ حال ہے تو رعایا کا کیا حال ہوگا۔ رہ گئے علماء اور فقراء وہ بھی بادشاہ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ابوالفضل اور فیضی کی بد دینی سے کون ناواقف ہے، یہ خود ملحد تھے، الحاد میں بادشاہ کے معاون، مسلمان فقراء اور پیروں کا تصوف سراسر برہمنوں اور جوگیوں کے جوگ ہی نہیں رہبانیت کی بھی نقل تھا۔ یہ جملہ زبان زد عام تھا کہ شریعت اور طریقت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ الغرض وہ تمام طبقے جنکے اثر سے جمہور عوام کی اصلاح ہو سکتی تھی خود گمراہی کا شکار تھے حضرت امام ربانی قدس سرہ کے ایک سیرت نگار نے اس عہد تاریک کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا ظہور ایسے اہم عہد میں اور نازک موقع پر ہوا ہے کہ جب

ہندوستان اپنی تاریکی کے انتہائی مدارج طے کر چکا تھا۔ ضلالت و گمراہی، سرکشی وطغیانی، جور و تشدد، اکراہ واستبداد، ظلم وستم کی گھنگور گھٹاؤں نے اس کو کچھ اسی درجہ ڈھانپ لیا تھا کہ اس مطلع کی درخشانی کی توقعات بھی اس تیرگی وتاریکی میں پنہاں ہوگئیں تھیں۔ عوام چھوڑ خاص کی یہ حالت تھی کہ تاریکی کے تہہ درتہہ جالوں نے ان کی چشم بصیرت کو معطل کر کے رکھ دیا تھا ان کے نزدیک یہ انحراف، عدل۔ معصیت، عین تقویٰ۔ ہر ذلت محض شرافت اور ہر بدی نیکی تھی۔ غضب تو یہ تھا کہ اس ضلالت کے زمانے میں حاکم مدعی اسلام تھا جو اکبر کے نام سے مشہور تھا مگر حالت یہ تھی کہ پیشانی پر تلک لگائے، گلے میں زنار پہنے ہوئے، ہندو وزراء کے ہمراہ بتوں کے آگے جبین نیاز جھکائے بیٹھے ہیں۔ دربار شاہی میں وہ محشر برپا تھا کہ الاماں، الاماں، شرک کی تعلیم علی الاعلان، بابانگ دہل دی جاتی تھی درباری آداب سجدہ تھا۔ مساجد بند کر دی گئیں، قوانین خلاف شریعت جاری کیے گئے تھے۔ ابوالفضل اور فیضی کا الحاد وزندقہ شبانہ روز ترقی پذیر تھا۔

ظہور امام ربانی:

اس عہد ضلالت و دور الحاد میں حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی قدس سرہ کا ظہور ہوا۔ امام ربانی کے بچپن کے واقعات، کسب کمال اور تحصیل معارف کا بیان کیا جا چکا ہے اس جگہ صرف یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ امام ربانی نے تجدید دین واصلاح امت کی راہ میں کیسی کیسی کوششیں فرمائی ہیں۔ اس سے پہلے یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ حضرت کا مسلک و پیغام کیا تھا سیاست وشریعت، اخلاق وتصوف کی بابت اعتقاد کیا تھا؟ اگر تفصیل کی جائے اور مکتوبات شریف کو شہادت میں لایا جائے تو ضخیم کتابیں بھی متحمل نہ ہوسکیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ امام ربانی ہر کمال انسانی کو دامن اقدس حضور نبی کریم ﷺ سے وابستہ جانتے تھے اور آپ ﷺ کی اتباع چھوڑنے میں خسران وگمراہی کے سوا کچھ نہ دیکھتے تھے۔ اتباع سنت اور بدعت سے اجتناب ہی آپ کا مقصد و مطمع نظر تھا۔ آپ سنت کے علمبردار اور پرجوش داعی تھے، یہی آپ کے علم وعمل اور قول وفعل کا محور ومدار تھا۔ اس امر کی شہادت آپ کے صدہا مکاتیب سے ملتی ہے۔ یہاں ان میں سے صرف ایک نقل کیا جاتا ہے، میر محب اللہ کو تحریر فرماتے ہیں۔

''دین خالص سید المرسلین ﷺ کی اطاعت اور پیروی اور سنتوں کو ادا کرنے کا نام ہے بدعات میں در یست کوئی نورانیت اور روشنی نہیں ہے اور نہ ان میں کسی مرض کی دوا ہے نہ کسی مریض کیلئے شفا ہے، بھلا کیونکر ہو سکتی ہے، حالانکہ ہر بدعت دو حال سے خالی نہیں ہوتی یا وہ کسی سنت کو موقوف کرنے والی ہوگی یا اس سے ساکت ہوگی اور جو ساکت وہ بھی لامحالہ سنت پر زائد ہوگی پس ضروری ہے کہ اس کیلئے ناسخ ہو کیونکہ نص پہ زیادتی اس کو منسوخ کرتا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ بدعت خواہ بظاہر کیسی ہی ہو لامحالہ سنت کے خلاف ہوگی اور اس کو موقوف کر دینے والی لہٰذا اس میں کوئی بھلائی اور بہتری نہیں ہو سکتی اور مجھے معلوم نہیں کہاں سے لوگوں نے ان بدعات محدثہ کے حسنہ ہونے کا حکم لگا دیا ہے جو دین کامل اور اللہ کے پسندیدہ مذہب میں بعد تکمیل و اتمام ایجاد کی گئی ہیں۔ افسوس انہوں نے نہیں سمجھا کہ کمال اور اتمام کے بعد ایجاد و احداث میں بھلائی اور بہتری کوسوں دور ہے کہ حق کے بعد بس گمراہی ہی ہے اگر اس راز کو سمجھ لیتے تو کامل دین میں نکالی گئی بدعت کو حسنہ کہنا اس دین کے کمال کو متزلزل کرنا ہے تو وہ ہرگز اس کی جرأت نہ کرتے۔

دین اکبری کا خاتمہ:

حضرت امام ربانی کے مسلک اور آپ کے عقیدہ و خیال پہ مکتوب بالا اچھی طرح روشنی ڈال رہا ہے آپ جیسا صاحب عزیمت ناممکن تھا کہ کفر نواز بادشاہ کے حالات پر صبر کرتا۔ آپ نے بلاخوف و خطر سب سے پہلے افضل جہاد سلطان جابر کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنا ہے (ابوداؤد ۲/۲۴۱) کے مصداق جہاد اکبر کیلئے کمر باندھی آپ سرہند سے اکبر آباد (آگرہ) تشریف لائے۔ آپ نے اپنے مریدین خان خاناں، خان اعظم جو اکبر کے مقربین میں تھے کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ بادشاہ ''اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہو گیا ہے جاؤ میری طرف سے اسے سناؤ کہ اس کی بادشاہی، اس کی طاقت، اس کی فوج، اس کی عزت سب کچھ ایک روز مٹنے والی ہے وہ توبہ کرے اور خدا اور رسول ﷺ کا فرماں بردار بنے ورنہ غضب الٰہی کا منتظر رہے''۔

یہ لوگ بادشاہ کے پاس گئے اسے ہر چند سمجھایا مگر اس نے قبول نہ کیا۔ پھر اس نے

ایک نہایت وحشت ناک خواب دیکھا جس کو اس نے امام ربانی کی روحانیت کا سبب سمجھا اس کے بعد اس نے جبریہ سجدہ موقوف کرا دیا۔ پھر اس نے حق و باطل کے فیصلے کیلئے ایک دن مقرر کیا جس میں ایک طرف دربار اکبر سجایا اور دوسری طرف بارگاہ محمدی (ﷺ) بنائی جس کا منظر نہایت بوسیدہ اور غریبانہ رکھا گیا۔ حضرت امام ربانی چند مخصوص امراء اکثر غرباء کے ساتھ بارگاہِ محمدی (ﷺ) میں تشریف فرما ہوئے وہاں آپکی اس کرامت کا ظہور ہوا کہ نہایت سخت طوفان آیا کہ جس کی وجہ سے دربار اکبری تہہ و بالا ہو گیا، خیموں کی چوبیں، میخیں، سب اکھڑ گئیں سارا سامان تباہ و برباد ہو گیا، بادشاہ خود بھی زخمی ہوا۔ لیکن قریب ہی بارگاہ محمدی (ﷺ) میں بالکل امن و امان رہا اس واقعہ کے چند دنوں بعد اکبر دنیا سے رخصت ہو گیا۔

حضرت امام ربانی اور بادشاہ جہانگیر

عہد جہانگیری میں جب سے نور جہاں داخل حرم ہوئی شاہی محل، فوج عہدیداران حکومت میں رفض کا عروج شروع ہوا۔ اس سلسلہ میں چند بد باطنوں نے حضرت امام ربانی کی شکایت جہانگیر سے کی، اس نے حضرت کو طلب کیا جب آپ اسکے پاس تشریف لے گئے تو رسم دربار کے مطابق نہ سجدہ کیا نہ گردن خم کی۔ جب حضرت کو اس تعظیم حرام کا اشارہ کیا گیا تو آپ نے با آواز بلند فرمایا کہ یہ پیشانی غیر اللہ کے آگے ہرگز نہ جھکے گی۔ اس جرم پر قلعہ گوالیار میں قید کر دیا گیا، حضرت کی قید کا سن کر مریدین میں بے چینی پھیل گئی، آپ کے مریدوں میں بڑے بڑے امیر، وزیر اور حکام شامل تھے۔ چنانچہ خانخاناں، خانِ اعظم، سید صدرِ جہاں، خانِ اسلام، خان مہابت، خان مرتضیٰ، تربیت خان، جہاں خان لودھی، سکندر خان، حیات خان اور دریا خان وغیرہ بغاوت کیلئے تیار ہو گئے۔ مگر حضرت نے خط و کتابت کے ذریعے منع فرما دیا۔ آپ ایام اسیری میں بھی تبلیغ فرماتے رہے یہاں تک کہ سینکڑوں کافر آپ کے دستِ حق پرست پر مسلمان ہوئے اور ہزاروں داخلِ سلسلہ مجددیہ ہوئے۔ بے شمار حضرات کو آپ نے درجہ ولایت سے سرفراز کیا۔ ایام قید میں آپ نے کبھی بادشاہ کو بد دعا نہ دی بلکہ آپ فرماتے تھے اگر وہ مجھے قید نہ کرتا تو اتنے لوگ ہدایت سے محروم رہتے وہاں عرصہ تک آپ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ دو سال بعد بادشاہ

شرمسار ہوا (ایک روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ جہانگیر کے خواب میں تشریف لائے آپ ﷺ نے انگلی مبارک دندانِ مبارک میں دبا کر فرمایا کہ اف تو نے ایسے شخص کو قید کر رکھا ہے) متعدد وجوہ کی بنیاد پر جہانگیر کو رہائی کا حکم صادر کرنا پڑا آپ نے رہائی سے قبل کچھ شرطیں پیش کیں جو شریعت اسلامیہ کے قیام کی بابت تھیں ان کی وجہ سے بہت سی رسومات کفر کا خاتمہ ہوا اور احکام اسلام جاری کئے گئے۔ بادشاہ خود بھی اور اس کے بیٹے آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ کافی عرصہ تک بادشاہ نے آپ کو اپنے ساتھ لشکر میں رکھا آخرکار آپ ۱۰۳۲ ہجری میں بادشاہ سے رخصت لیکر سرہند شریف تشریف لے گئے۔ ان دونوں واقعات سے حضرت کی تجدید کا ظہور ہوتا ہے اس زمانے میں جب کہ شعائر اسلام مٹائے جا رہے تھے علماء اور اکابر کی زبانیں گنگ تھیں محض حضرت کی ذات اقدس تھی جو آگے بڑھی اور حکومت باطلہ سے ٹکرائی اور اسلام کی اصل تعلیم مخلوق تک پہنچائی۔

تجدید طریقت وتصوف:

اس سلسلہ میں حضرت کی جو مبارک خدمات ہیں انکو صحیح طور پر سمجھنے کیلئے حضرت کے مکاتیب شریفہ کا مطالعہ کیا جائے حضرت نے دلائل اور تعلیم و تلقین سے یہ خوب واضح فرمایا ہے کہ سچا تصوف وہی تصوف ہے جسے تاجدار کونین، فخر بنی آدم، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لائے تھے، حضرت نے اپنی مجددانہ قوت سے اسلامی دنیا میں انقلاب پیدا کیا، اس کا مبارک فیض آج تک باقی ہے، یہ کہنا بالکل مبالغہ نہ ہوگا کہ ہندوستان میں اسلام کی بقاء کا ایک بڑا سبب حضرت امام ربانی کا وجود ہے کیونکہ حضرت کے صاحبزادے اور خلیفہ راشد حضرت امام خواجہ معصوم سرہندی قدس سرہ کے دست مبارک پر محی الدین اورنگ زیب بیعت تھے، حضرت عالمگیر سے ہندوستان میں جو اسلام کی قوت پہنچی وہ مخفی نہیں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

نظریہ وحدت الوجود
اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا بے مثال کردار

اسلامی تصوف پر جن افکار و نظریات نے سب سے زیادہ اثرات مرتب کئے، ان میں شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ کا پیش کردہ وحدت الوجود کا تصور نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ اس تصور کی اجمالی تعریف یوں کی جا سکتی ہے۔

''وجود ایک ہے، وہی اللہ ہے، ہر شے اس کا مصدر یا مظہر ہے، خدا نہ وراء الورا ہے اور نہ ہی محیط کل، وہ سب کچھ تخلیق تو صرف خدا کی خود کو ظاہر کر کے جاننے کی خواہش ہے۔ سلوک کے آخری مقام فنا پر سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ وہی ہے اور ذات و صفات خدا ایک ہیں''

خود ابن عربی نے اس نظریہ کو یوں بیان کیا ہے:

''انسان مثال خدا ہے اور خدا روحِ انسان، خدا انسان ہی کی ہستی میں سما کر موجودات عالم کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جن صفات سے بھی انسان خدا کو متصف کرتا ہے، وہ خود ان صفات کا مصدر ہے۔ جب انسان خدا کا تصور کرتا ہے تو وہ اپنا تصور کرتا ہے اور جب خدا انسان کا تصور کرتا ہے تو گویا وہ بھی اپنا تصور کرتا ہے''۔

ابن عربی کا نظریہ تھا کہ فنا فی اللہ ہونے کے بعد ہی ذات الٰہی کا صحیح عرفان حاصل ہوتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں عقل کی برہانی اور فکری قوت سلب ہو جاتی ہے۔ غایت حیرت ہی انتہائے معرفت ہے۔ یہاں انسان خود کو غیر خدا نہیں بلکہ عین خدا سمجھتا ہے کیونکہ صفات عین ذات خدا ہے۔ اس پر یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ وجود صرف ایک ہی ہے۔ نظریہ وحدت الوجود سے بہ ظاہر یہ علمی استخراج کیا گیا کہ جب پوری کائنات غیر خدا نہیں بلکہ عین

خدا ہے تو پھر خدا کی عبادت ہر انداز سے کی جا سکتی ہے۔اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ مذاہب عالم کے درمیان مفاہمت و مساوات پیدا نہ ہو سکے۔اس وجہ سے ابن عربی ''صلح کل'' کے مؤید ہیں۔وہ لکھتے ہیں ''میرے دل میں ہر کسی کی سمائی ہے۔وہ راہب کا گرجا' بتوں کا مندر' غزالوں کا مرغزار اور عابدوں کا کعبہ، تورات بھی یہی ہے اور قرآن بھی یہی ہے۔ میرا مسلک تو مسلک عشق ہے''۔ یہ نظریہ بتدریج پورے ہندوستان میں پھیل گیا اور اسلامیان ہند کے فکر و عمل پر اس کے منفی اثرات واضح ہونے لگے۔اس ماحول میں اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو ہمت عطا فرمائی کہ وہ اس باطل تصوف کی اصلاح کیلئے میدان میں اتریں اور اہل ایمان کو کتاب وسنت کی طرف ازسرِ نو متوجہ کریں۔ایک مؤرخ کے مطابق ''شیخ احمد سرہندی کی بڑی کامیابی یہی ہے کہ انہوں نے ہندی اسلام کو متصوفانہ انتہا پسندی سے خود تصوف کے ذریعے نجات دلائی۔شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جس نظریہ کی انہوں نے تردید کی، اس کے مطلب و مفہوم اور قدر و قیمت کا ان کو ذاتی طور پر عمیق ادراک تھا''۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے نظریہ وحدت الوجود کے اسباب و علل پر روشنی ڈالی آپ نے فرمایا:

> ''محی الدین ابن عربی اور ان کے مکتب فکر نے سلوک کی صرف ایک منزل یا حال ''فنا'' کے متعلق بات کی ہے۔یہ کوئی آخری منزل نہیں ہے مقام فنا پہ جا کر سالک خود فراموش ہو جاتا ہے اور ذات باری میں اتنا محو ہو جاتا ہے کہ غیر اللہ کا اس کو احساس تک نہیں رہتا۔واقعہ یہ ہے کہ ابن عربی داخلی اور خارجی میں تمیز نہیں کر سکے حالانکہ اس مقام پر بھی ان کو اہل دنیا کا ضرور احساس رہنا چاہیئے تھا تا کہ وہ خالق و مخلوق میں تمیز کر سکیں' ورنہ ان کی گفتگو صرف خدا ہی کے بارے میں ہوگی''

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ منزل ''فنا'' سے اوپر بھی ایک اور منزل ہے جہاں ابن عربی نہیں پہنچے۔اس منزل پر سالک کو پتہ چلتا ہے کہ خدا کو محض وجدان

کے ذریعے نہیں پہچانا جا سکتا۔ اس لئے انسان کو علوم دینیہ کی قدر ومنزلت کرنی چاہیئے جن کی بنیاد تمام تر وحی پر ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہیئے کہ انسان کو شریعت کی قدر و منزلت کرنی چاہیئے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر زور طریقہ پر کہتے ہیں:

''دنیا اور خدا میں وہی رشتہ ہے جو خالق و مخلوق میں ہوتا ہے۔ اتحاد و حلول کی تمام تقریریں الحاد ہیں جو سالک کی باطنی غلط فہمی سے پیدا ہوتی ہیں''۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے نظریات کی اشاعت مکتوبات کے ذریعے کی ہے جو انہوں نے اپنے مریدین اور دوسرے لوگوں کو تحریر فرمائے ہیں۔ ان کی مجموعی تعداد 519 ہے اور مذہبی لٹریچر میں ان کی حیثیت ادب عالیہ کی ہے۔

ایک اور مقام پر نہایت زوردار الفاظ میں تحریر فرمایا:

''ممکن کو عین واجب کہنا اور اس کی صفات و افعال کو صفات و افعال کے عین قرار دینا صفات و افعال کی بے ادبی ہے''۔

ایک دوسری جگہ تحریر فرمایا:

''پس عالم کے ساتھ اس کو کسی طرح بھی نسبت نہیں ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ عالمین سے بے نیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ کو عالم کے ساتھ عین اور متحد بنانا بلکہ اس سے نسبت دینا بھی فقیر پر بہت گراں ہے''۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر یہ بھی گراں تھا کہ رام اور رحمٰن کو ایک ہی حقیقت سے وابستہ کر دیا جائے۔ ہندوؤں میں یہ خیال تھا ہی، مسلمان بھی یہی سمجھتے تھے کہ ان میں صرف نام کا پھیر ہے مگر حقیقت ایک ہی ہے۔ اس تصور میں بھی نظریۂ وحدت الوجود سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کو بڑا دخل تھا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ایک ہندو ہرے رام کو جو خط لکھا، اس میں واضح کر دیا کہ رحمٰن سے رام کو کوئی نسبت نہں ہے۔

آپ نے تحریر فرمایا:

''جان لے اور آگاہ رہ کہ ہمارا اور تمہارا پروردگار بلکہ تمام اہل دنیا کا پالن ہار، کیا آسمان والے اور کیا زمین والے، کیا عالم بالا والے اور کیا عالم اسفل والے،

سب کا پروردگار ایک ہے۔ وہ بیچوں وبیچگون، تشبیہ ومثال سے پاک ہے اور شکل وصورت سے منزہ ہے۔ اس اللہ تعالیٰ سبحانہ کے حق میں پدری اور فرزندی محال ہے۔ مثال وہمسری کو اس جناب میں کیا مجال شائبہ؟ اس کی شان میں اتحاد وحلول مکروہ ہے اور کون وبروز کا گمان برا ہے۔ کوئی زمانہ نہیں جو اس کا مخلوق نہ ہو' کوئی مکان نہیں جو اس کا بنایا ہوا نہ ہو۔ نہ اس کے وجود کی ابتداء ہے اور نہ اس کی زندگی کی انتہاء۔ جس چیز کا تعلق نیکی وکمال سے ہے۔ وہ اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت ہے اور جس چیز کا تعلق نقص وزوال سے ہے وہ اس اللہ سے مسلوب ہے۔ پس مستحق عبادت وہی ہے اور لائق پرستش بھی وہی ہے۔ رام اور کرشن اور اسی قسم کے ہندوؤں کے جو دوسرے اوتار ہیں مذکورہ بالا مکتوب میں آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:

''رام جسرتھ کا بیٹا چھمن کا بھائی اور سیتا کا خاوند ہے۔ جب رام اپنی بیوی پر نگاہ نہ رکھ سکا تو وہ دوسرے کی کیا مدد کر سکتا ہے۔ عقل دور اندیش سے کام لینا چاہیئے اور ان کی تقلید پر نہ چلنا چاہیئے۔ بڑے عار کی بات ہے کہ کوئی تمام جہانوں کے پروردگار کو رام یا کرشن سے یاد کرے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عظیم الشان بادشاہ کو ادنیٰ خاکروب کے نام سے یاد کرے۔ رام اور رحمٰن کو ایک جاننا بڑی بیوقوفی ہے۔ خالق مخلوق کے ساتھ ایک نہیں ہوتا اور چوں بیچوں کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتا''۔

غرض حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے نظریہ توحید شہودی پیش کر کے خالق و مخلوق کے اتحاد وحلول کے تصور کی پوری طرح بیخ کنی کی جو تمام بدعات کی جڑ تھا اور ان دونوں کے فرق کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا اور توحید وجودی سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئی تھیں، ان کو دور کیا اور بتایا کہ مقام وجودیت سے بڑھ کر مقام ظلیت اور پھر سب سے اعلیٰ و ارفع مقام عبدیت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بعد جو بزرگ پیدا ہوئے، ان میں سے بعض نے آپ کے نظریہ سے اتفاق نہیں کیا اور توحید شہودی کو تسامح پر مبنی قرار دیا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی (م 1114ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا یہ سمجھنا کہ وحدت وجود اور وحدت شہود میں تباین ہے، فقط تسامح ہے۔ ابن عربی کا مذہب بھی وہی ہے جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا۔ وحدت وجود اور وحدت شہود میں محض نزاع لفظی ہے''۔

ایک اور مقام پر ان دونوں نظریات کو اس طرح ایک ثابت کیا ہے:

''وحدت شہود سے مراد صرف یہ ہے کہ واجب کے کامل ہونے پر اور ممکن کے ناقص اور ہیچ ہونے پر اصرار کیا جائے لیکن ابن عربی بھی یہی کہتے ہیں کہ ممکن ناقص اور ہیچ ہے اور کمال فقط ذات واجب ہی کو حاصل ہے''۔

شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین (م 1184ھ 1770ء) کا مسلک بھی یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''وحدت وجود اصلی مسئلہ ہے، یہی حقیقت اسلام ہے، اسی لئے وہ ان پر پوری طرح منکشف نہیں ہوا تھا مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ''کل من عند اللہ'' کے مطابق ''ہمہ از اوست'' کی تصدیق وحی سے ہوتی ہے، اس لئے ہمہ اوست غلط ہے اور ہمہ از اوست صحیح''۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں (م 1194ھ 1780ء) بھی مسلک توحید شہودی کے قائل تھے۔ ان کے ایما پر مولانا یحییٰ (1195ھ 1780ء) نے شاہ ولی اللہ صاحب کے نظریہ کی تردید اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تائید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''شاہ صاحب کا یہ کہنا کہ وحدت الوجود اور وحدت شہود حقیقت اشیاء اور حادث و قدیم کے مابین ربط کو ظاہر کرتے ہیں اور یہ کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے، سراسر غلط ہے۔ ان دونوں مسئلوں کے درمیان تطابق کسی طرح ممکن

ہی نہیں کیونکہ وحدت وجود کی بناء عالم اور موجود عالم کے مابین عینیت پر ہے اور وحدت شہود کی رو سے واجب اور ممکن کے درمیان غیرت تامہ ہے"۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے جانشین، شاہ غلام علی (1240ھ 1824ء) بھی ان دونوں نظریات کی تطبیق کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ لکھتے ہیں:

"وحدت وجود اور وحدت شہود کشف کے دو جدا جدا مقام ہیں۔ جو اہل سلوک ان مقامات سے گذرے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ ان کی تطبیق محال ہے"۔

تاہم اس میں شک نہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نظریہ توحید شہودی نے اسلامی تصوف پر عجمی اثرات کو بڑی حد تک زائل کر کے ایک نیا حقیقی اسلامی فکر عطا کیا۔ عہد جدید کے اکثر فضلا نے اس کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ لندن یونیورسٹی کے فاضل پیٹر ہارڈی لکھتے ہیں:

"بہر کیف اکبر اور متصوفہ کی مذہبی بے راہ رای کے جواب میں جو شخصیت رد عمل کے طور پر میدان عمل میں آئی، وہ شیخ احمد سرہندی (1564ء تا 1624ء) کی ممتاز شخصیت تھی۔ موصوف نے ابن عربی کے نظریۂ توحید وجودی پر متصوفانہ مشاہدہ و تجربہ کی روشنی میں بحث کی اور مسلمانوں کو اس چیز کا ازسرِ نو احساس دلایا کہ مذہب اسلام میں وحی الٰہی کا ایک بلند مقام ہے"۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے اپنے لیکچروں میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نظریۂ وحدۃ الشہود کو سراہا ہے۔ فرماتے ہیں:

"سترھویں صدی کا ایک گراں قدر مفکر حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ جن کی ہم عصر تصوف پر بے باکانہ تشریحی تنقید ایک نئی تکنیک کی ترقی پر منتج ہوئی۔ متصوفہ کے جو مختلف طریقے سنٹرل ایشیا اور عرب سے ہندوستان آئے، ان میں صرف موصوف کی وہ تکنیک ہے جس نے ہندوستان کی سرحد کو عبور کیا اور آج بھی پنجاب، افغانستان اور ایشیائی روس میں ایک زندہ قوت ہے"

نظریۂ وحدت الوجود نے مسلمانانِ ہند کو ذوق عمل سے محروم کر دیا تھا اور شریعت محمدی

(ﷺ) پس پردہ چلی گئی تھی۔ اسلام کی زبوں حالی میں اس نظریے اور اس کی غلط تشریحات نے بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ مسلمان قوم میں احساس زیاں جاتا رہا تھا اور کسی طرف سے بھی اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ ہو رہی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس گئے گزرے دور میں شریعت اسلامیہ کے قیام کی سعی کی اور دین اسلام کی خوبیوں کو اُجاگر کیا۔ انہوں نے شریعت کی پیروی کو ہی تمام بدعات کا علاج اور انسانی معراج قرار دیا۔ انہوں نے ارکان سلطنت اور اپنے مریدین و معتقدین کو جو بے شمار مکاتیب تحریر فرمائے، ان میں حضور پاک ﷺ کے اتباع کی بڑی تاکید کی۔ ایسے ہی ایک مکتوب میں شیخ فرید بخاری کو لکھا

"کل قیامت کے دن شریعت کے متعلق پوچھا جائے گا، تصوف کی پرسش نہ ہوگی۔ دخول جنت اور تقرب محبوب، اتباع شریعت سے وابستہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام جو کائنات میں سب سے افضل ہیں. انہوں نے شریعت ہی کی طرف دعوت دی ہے اور نجات اخروی کا مدار بھی اسی پر ہے۔ ان اکابر کی بعثت سے مقصود تبلیغ شریعت ہے۔ پس سب سے بڑھ کر نیکی یہی ہے کہ شریعت کی ترویج میں کوشش کی جائے اور احکام شریعت کے کسی حکم کو زندہ کیا جائے۔ خصوصاً ایک ایسے دور میں جبکہ شعائر اسلام منہدم ہو گئے ہیں"

بالفاظ دیگر آج برصغیر میں اسلام اگر اپنی صحیح شکل و صورت میں موجود ہے تو اس میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی مساعی کا بڑا دخل ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

برصغیر میں احیائے اسلام کیلئے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمات اور مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کی عقیدت

مفکر پاکستان حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کے والد گرامی قدر شیخ نور محمد ایک صاحب علم و عمل تھے اور تصوف کا خاص ذوق رکھتے تھے۔ آپ کی والدہ بھی بڑی عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں، جن کے فیض تربیت نے آپ کی فطری صلاحیتوں کو مزید جلا بخشی۔ چونکہ علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کی نشوونما خالص صوفیانہ ماحول میں ہوئی تھی، اس لئے قدرتی طور پر ان کو تصوف اور صوفیائے کرام سے خاص مناسبت پیدا ہو گئی تھی۔ علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کو اپنے گھرانے کے ان اوصاف حمیدہ کا کماحقہٗ ادراک تھا، اس لئے اپنے فرزند جاوید اقبال کو مخاطب کرتے ہوئے ضرب کلیم میں ارشاد فرمایا:

جس گھر کا مگر چراغ ہے تو
ہے اس کا مذاق عارفانہ

اُن ایام میں تمام دینی رجحان رکھنے والے مسلمان گھرانوں میں یہ رواج تھا کہ بچے کو سب سے پہلے قرآن مجید پڑھایا جاتا تھا۔ چنانچہ علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کے والد نے بھی سب سے پہلے ان کو قرآن مجید کا درس دیا اور اس کے بعد وہ مدرسہ میں داخل ہوئے۔ تاہم مدرسہ کی تعلیم کے دوران بھی قرآن حکیم کا درس جاری رہا۔ اس بارے میں علامہ محمد اقبالؒ خود رقمطراز ہیں:

''جب میں سیالکوٹ میں پڑھتا تھا تو صبح اُٹھ کر روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا۔ والد مرحوم اپنے اوراد و وظائف سے فرصت پاکر آتے اور مجھے دیکھ کر گزر جاتے''۔

قبلہ محترم شیخ نور محمد پنجاب کے ضلع گجرات کے قصبہ آوان شریف کے بزرگ حضرت قاضی سلطان احمد قادری علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے اور انہوں نے اپنے ہونہار بیٹے کو بھی انہی بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت کروایا تھا۔آپ کے والد بزرگوار نے بستی نظام الدین دہلی میں حضرت خواجہ پیر سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کی درگاہ پر حاضر ہو کر التجا کی تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اگر انہیں اولاد نرینہ سے نوازے تو وہ اسے لے کر دوبارہ در اقدس پر حاضر ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کی دلی مراد بر آئی تو انہوں نے علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کو ساتھ لے کر دوبارہ دہلی کا قصد کیا اور وہاں حاضری دی۔

علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ ایک غیر معمولی ذہین انسان تھے۔ قیام یورپ کے دوران انہیں یورپ کے متعدد نابغۂ روزگار اہل علم ودانش کی صحبت حاصل رہی اور اس کے طفیل ان کی نگاہ میں وہ وسعت اور ہمہ گیری پیدا ہوگئی جو برصغیر کے کسی دوسرے باشندے کو حاصل نہ تھی۔علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کی طبیعت پر صوفیانہ رنگ نے اس زمانے میں غلبہ حاصل کیا جب وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے یورپ میں مقیم تھے۔آپ نے میونخ یونیورسٹی، جرمنی میں، ایران میں مابعد الطبیعیات'' کے موضوع پر مقالہ پیش کر کے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس مقالے کی تیاری کے سلسلے میں آپ نے جہاں حضرت بایزید بسطامی، حضرت معروف کرخی، حضرت شیخ بلخی نسخوں کا مطالعہ کیا، وہاں انڈیا آفس لائبریری، لندن میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت امام غزالی، حضرت سید علی بن عثمان الہجویری المعروف داتا گنج بخش اور حضرت سید محمد گیسودراز رحمۃ اللہ علیہم کی تصانیف کا بھی بنظر غائر مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ان برگزیدہ ہستیوں کی نورانی زندگیوں اور تعلیمات کے مطالعہ نے علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ مرحوم کے ذوق تصوف کو مزید اُجاگر کیا اور 1908ء میں وطن واپسی پر انہوں نے تصوف کا باقاعدہ مطالعہ شروع کر دیا اور حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ اور حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانیؒ کی حیات وتعلیمات سے گہرا اثر قبول کیا۔ان کا کلام اور دیگر نثری تحریریں ملفوظات اور مکاتیب اس امر پر شاہد ہیں کہ ان کی زندگی خالص صوفیانہ رنگ میں رنگی گئی تھی۔صوفیائے

کبار سے عقیدت کی بناء پر علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کے دل میں حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی بے پناہ عزت و توقیر تھی۔ ایک مرتبہ اُن کے مزار پُر انوار پر حاضر ہو کر پُر خلوص عقیدت کا نذرانہ پیش کر کے یوں کہتے ہیں:

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں، ولیکن نہیں بیدار

علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کی شاعری میں جس صوفیانہ مسلک کے آثار ملتے ہیں وہ رسمی یا رائج تصوف نہیں ہے۔ اس کی بنیاد خالص اسلامی تصوف پر ہے۔ آپ کا سارا کلام اس کی تشریح و تفسیر ہے اور یہی علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ مرحوم کے تصوف کا امتیازی نشان ہے۔ اس مسلک کو اپناتے وقت علامہ محمد اقبالؒ مرحوم نے ان صوفیائے کرام سے بھی اکتساب فیض کیا جو زندگی کے اس مثبت و تعمیری نظریہ کے علمبردار تھے۔ علامہ محمد اقبالؒ مرحوم ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''تصوف سے اگر اخلاص فی العمل مراد ہے تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ہاں جب تصوف فلسفہ بننے کی کوشش کرتا ہے اور عجمی اثرات کی وجہ سے نظام عالم کے حقائق اور باری تعالیٰ کی ذات سے متعلق موشگافیاں کر کے کشفی نظریہ پیش کرتا ہے تو میری روح اس کے خلاف بغاوت کرتی ہے''۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ خاک ہند سے حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسا انقلاب انگیز صوفی پیدا نہیں ہوا۔ آپ نے عجمیت کے رنگ میں رنگی ہوئی فضا کو حجازی رنگ میں رنگا۔ آپ کی اس فکری اور عملی زندگی اور حرکت پسندی نے علامہ محمد اقبال کو اپنی طرف متوجہ کیا اور وہ کشاں کشاں آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر گویا ہوئے۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساقی!

خاندان مجددیہ کے ایک چشم و چراغ حضرت مولانا ہاشم جان سرہندی مرحوم نے علامہ محمد اقبالؒ مرحوم سے اپنی ایک ملاقات کا حال یوں بیان کیا ہے ''ایک مرتبہ چند احباب

کے ساتھ سرہند شریف جاتے ہوئے لاہور پہنچا تو اقبال سے ملاقات کو دل چاہا۔ چنانچہ عصر کے وقت ملاقات کیلئے گیا۔ اقبال کو جب یہ معلوم ہوا کہ مجھ کو خاندان مجددیہ سے نسبی تعلق ہے تو انہوں نے بڑی عزت افزائی فرمائی اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے اپنی عقیدت کی ابتداء کے متعلق ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حافظ عبدالعلیم کے ہاں چند احباب کے ساتھ "بسی" گیا ہوا تھا۔ واپسی کے وقت راستے میں سرہند پڑا۔ احباب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک پر فاتحہ خوانی کیلئے گئے۔ مجبوراً مجھے بھی جانا پڑا۔ سب لوگ مراقب ہو گئے، میں بیٹھا رہا۔ اچانک مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ لرزنے لگا اور تھوڑی دیر بعد بیہوش ہو گیا جب سب لوگ مراقبے سے فارغ ہوئے تو مجھ پر پانی چھڑکا اور میں ہوش میں آیا۔ اس روحانی تجربے کے بعد مجھ کو معلوم ہوا کہ مزارات اولیاء فیضان الٰہی سے خالی نہیں"۔ حضرت مولانا محمد ہاشم جان فرماتے ہیں کہ اقبال یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے روتے جاتے۔ ان کا دل محبت سے معمور اور آنکھیں اشکبار تھیں۔

سید نذیر نیازی کے نام ایک مکتوب کا اقتباس بھی لائق توجہ ہے جس میں علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "آج شام کی گاڑی میں سرہند شریف جا رہا ہوں۔ چند روز ہوئے صبح کی نماز کے بعد میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کسی نے مندرجہ ذیل پیغام دیا ہے "ہم نے جو خواب تمہارے اور شکیب ارسلان کے متعلق دیکھا ہے وہ سرہند بھیج دیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ تم پر بہت بڑا فضل کرنے والا ہے" پیغام دینے والا معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہے؟ اس خواب کی بناء پر وہاں کی حاضری ضروری ہے اس کے علاوہ جاوید جب پیدا ہوا تھا تو میں نے عہد کیا تھا کہ جب وہ ذرا بڑا ہو گا تو اسے حضرت کے مزار پر لے جاؤ
وہ بھی ساتھ جائے گا تا کہ یہ عہد بھی پورا ہو جائے"۔

سید نذیر نیازی ہی کے نام ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں "سرہند خوب جگہ ہے۔ مزار نے میرے دل پر بڑا اثر کیا ہے۔ بڑی پاکیزہ جگہ ہے۔ پانی اس کا سرد و شیریں ہے۔ شہر کے کھنڈرات دیکھ کر مجھے مصر کا قدیم شہر فسطاط یاد آ گیا جس کی بنیاد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے رکھی تھی۔ اگر سرہند کی کھدائی ہو تو معلوم نہیں کہ اس زمانے کی

تہذیب وتمدن کے کیا انکشافات ہوں۔ یہ شہر فرخ سیر کے زمانے میں بحال تھا اور موجودہ لاہور سے آبادی وسعت کے لحاظ سے دوگنا تھا"۔

پروفیسر محمد یوسف حلیم چشتی کے بقول علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ ، ان سے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "سجادہ نشین خلیفہ محمد صادق مرحوم نے میرے لئے مزار مبارک پر تخلیہ کرا دیا تھا۔ میں ایک گھنٹے تک مراقب رہا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی روح میری طرف محبت آمیز رنگ میں متوجہ رہی۔ مجھے ماحول کا احساس نہیں رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں اور حضرت مجھ سے فرما رہے ہیں کہ تمہاری دینی خدمات سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ہو گئی ہیں۔ آج حضور ﷺ کی تم پر خاص نگاہ کرم ہے۔ میرے قلب میں سوز و گداز کی ایسی کیفیت پیدا ہوئی جس کا اظہار لفظوں میں نہیں ہو سکتا اور مجھے یہ اندازہ ہوا کہ خاصان خدا کا فیض بعد وفات بھی جاری رہتا ہے اور یہ بھی اندازہ ہوا کہ حضور انور ﷺ کے روضہ مبارک سے کس قدر فیضان جاری ہے۔ رقت کا عالم بار بار طاری رہا' زمان و مکان کا احساس ختم ہو گیا تھا، روحانی فیض میرے رگ و پے میں ساری تھا، دل میں اس قدر وسعت پاتا تھا کہ ساری کائنات اس میں سما گئی"۔

علامہ محمد اقبال مرحوم اہل یورپ کے حضور مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے متعارف کروانا چاہتے تھے۔ 1931ء میں آپ نے روم، لندن اور قاہرہ میں جو تقاریر کی تھیں، ان میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ذکر فرمایا تھا۔ انہوں نے 1933ء میں بھی انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے اہل علم و ادب میں بے حد مقبول ہوئی تھی۔ انہیں اس بات پر بے حد ملال تھا کہ مسلمان اپنی شاندار تاریخ اور عظیم تمدن سے کس قدر بے خبر ہیں۔ وہ سرہند شریف سے واپسی پر بڑا گہرا اثر لے کر آئے تھے اور انہوں نے بال جبریل کی ایک نظم بعنوان "پنجاب کے پیرزادوں سے" میں اپنے قلبی تاثرات اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کارناموں میں مختصراً ذکر فرمایا ہے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار
آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند
یہ اہل نظر کشورِ پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلہ فقر سے ہو طرۂ دستار
باقی کلۂ فقر سے تھا ولولۂ دستار
طروں نے چڑھایا نشہ خدمت سرکار!

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی کو ''مجدد الف ثانی'' کا خطاب سرزمین سیالکوٹ کے ایک مایۂ ناز عالم علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے دیا تھا۔ سب سے پہلے موصوف نے اپنے ایک مکتوب میں حضرت شیخ احمد سرہندی کو ''مجدد الف ثانی'' تحریر فرمایا۔ پھر یہ خطاب دور و نزدیک پھیل گیا اور آج آپ اسی خطاب سے جانے جاتے ہیں اور حسن اتفاق کہ اسی سرزمین سے اقبال پیدا ہوا جس نے تعلیمات مجددیہ کو مزید عام کیا اور یہ ثابت کردیا کہ واقعی آپ الف ثانی کے مجدد ہیں۔

واضح رہے کہ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر ایک جھوٹا الزام لگا کر اپنے دربار میں طلب کیا تھا۔ دربار میں جانے سے پہلے شہزادہ خرم (شاہجہان) نے جو آپ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا، چند علماء کو بھیج کر یہ درخواست کی تھی کہ حضرت مجدد الف ثانی

جہانگیر کے سامنے سجدۂ تعظیمی کر لیں تو کوئی گزند نہیں پہنچے گی۔ نیز یہ کہ علمائے کرام نے سجدۂ تعظیمی کو مباح لکھا ہے۔اس پر آپ نے جواب دیا:

''یہ تو رخصت ہے،عزیمت یہ ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ نہ کیا جائے''۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عزیمت پسندی نے سرزمین ہند کو بڑی ہلاکت سے بچا لیا اور تاریخ ہند کا رُخ موڑ دیا۔

حضرت علامہ اقبال مرحوم اپنی مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق'' میں اسلام میں فقر و درویشی کا تصور پیش کرتے ہیں جو بہت ندرت ہے

علامہ محمد اقبال مرحوم اُس کی پیشوائی و امامت کو ملت اسلامیہ کیلئے فتنہ قرار دیتے ہیں جو مسلمان کو سلاطین کا پرستار کرے۔

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شاہ پرستی نہیں سکھائی، خدا پرستی سکھائی۔ یہی ادا اقبال مرحوم کو بھائی ہے۔ کیونکہ انہوں نے خود، خودار طبیعت پائی تھی اور غیر اللہ کے سامنے جھکنا ان کے نزدیک موت کے مترادف تھا۔

تاریخ کے طلبہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اکبر کے ہاتھوں ملت اسلامیہ کا سرمایہ کس بیدردی سے لٹ رہا تھا۔ حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے تھے۔ 1586ء میں دین اسلام کے مقابلے میں ایک نیا دین ''دین الٰہی'' کے نام سے بنایا گیا اور یہ دین اسلام پر اکبر کا آخری وار تھا۔اکبر کے درباری مؤرخ عبدالقادر بدایونی نے ''منتخب التواریخ'' میں اکبر کی بے راہ رویوں اور گمراہیوں اور عام ناگفتہ بہ حالات کا اس طرح نقشہ کھینچا ہے۔

اکبر آفتاب کی پرستش کرتا تھا، آب و آتش، شجر و حجر سب کی پرستش کی جاتی تھی۔ گائے کے گوبر کی پوجا ہوتی تھی۔اکبر قشقہ لگاتا تھا، ان کی زیارت عبادت تصور کی جاتی تھی۔ جانور ذبح کرنے والے خصوصاً گائے ذبح کرنے والوں کی انگلیاں کاٹ دی جاتی تھیں، قلعہ میں جوئے کی بازیاں لگتی تھیں، شراب دھڑلے سے بکتی تھی اور شراب فروش مسلمان عورت تھی۔

''شیخ الاسلام'' مفتی صدر جہاں اور ''میر عدل'' میر عبدالحیٔ بھی خم پہ خم چڑھایا کرتے تھے۔ داڑھی کا رکھنا معیوب تھا، عربی لکھنا اور پڑھنا جرم تھا۔ حتیٰ کہ عربی حروف کے استعمال کی بھی ممانعت کردی گئی تھی۔ مسجدیں ویران ہو رہی تھیں اور ان کی جگہ یا تو اصطبل بن رہے تھے یا مندر۔ الغرض دین اسلام کی پوری پوری بیخ کنی کی جا رہی تھی اور یہ سب کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں ہو رہا تھا۔

ان حالات میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اصلاح و تبلیغ کا بیڑا اٹھایا۔ چنانچہ مکتوبات شریف میں اعیانِ مملکت کے نام بے شمار مکتوب ملتے ہیں جن میں حالات کی اصلاح کی طرف ترغیب دلائی ہے۔ مثلاً دربار اکبری کے ممتاز فرد شیخ فرید بخاری کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''ذرا خیال کریں کہ معاملہ کہاں تک پہنچ چکا ہے۔ مسلمانی کی بو بھی باقی نہیں رہی۔ ایک دوست نے کہا کہ تم لوگوں میں سے جب تک کوئی دیوانہ نہ ہوگا' مسلمانی تک پہنچنا مشکل ہے۔ اسلام کا بول بالا کرنے کیلئے اپنے نفع و نقصان کا خیال بھی نہ کرنا، یہ ہے دیوانگی۔ اسلام رہے تو کچھ بھی ہو اور اگر نہ رہے تو پھر کچھ بھی نہ رہے۔ اگر مسلمانی ہے تو پھر خدا کی رضا اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کی خوشنودی بھی ہے اور آقا کی رضا سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں''۔

اس طرح حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اعیان مملکت کو دین اسلام کی زبوں حالی اور آنے والی تباہی سے بروقت خبردار کیا۔ اکبر کے زمانے میں راستہ ہموار کیا اور جہانگیر کے زمانے میں وہ وقت بھی آیا کہ خود جہانگیر نے امورِ شرعیہ میں مشورہ دینے کیلئے علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا اور حالات رو بہ اصلاح ہونے لگے۔ پھر اورنگ زیب کے عہد تک اسلام کو جو فروغ حاصل ہوا، وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ یہ سب کچھ خاندان مجددیہ کی مساعیٔ جمیلہ کا ہی ثمر شیریں تھا۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

افکارِ امام ربانی علیہ الرحمۃ

امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات قدسیہ سے چند ان مسائل کا حل پیش خدمت ہے جنہیں بعض جاہ پسند لوگوں نے بے جا طعن کا نشانہ بنایا ہے۔

نور ہی نور:

حضور انور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ تھا یا نہیں؟ اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا موقف یہ ہے:

''چوں کہ حضرت محمد ﷺ کا وجود عالم ممکنات سے نہیں ہے بلکہ اس عالم کے فوق سے ہے تو لازمی طور پر آپ کا سایہ نہ تھا اور پھر یہ بھی ہے کہ عالم شہادت میں کسی شخص کا سایہ اس شخص سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور آپ سے زیادہ عالم میں کوئی چیز لطیف ہی نہیں تو سایہ کی کیا گنجائش ہے''۔ (دفتر دوم، مکتوب 100)

عظمت مصطفےٰ ﷺ:

حضور ﷺ اللہ کے محبوب بھی ہیں اور مطلوب بھی اس لئے آپ کی محبت کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے اور اطاعت کی بھی تاکید کی گئی ہے پھر بھی اختلاف پایا جاتا ہے اور تعظیم سے روکا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

'' حضرت محمد ﷺ کی شان کو اس دنیا میں کیا پا سکتے ہیں اور آپ ﷺ کی عظمت و بزرگی کو اس جہاں میں کیا پہچان سکتے ہیں کیونکہ اس دور ابتلاء (دنیا) میں سچ، جھوٹ کے ساتھ اور حق، باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ لیکن قیامت کے دن آپ ﷺ کی عظمت و بزرگی معلوم ہو جائے گی جب آپ ﷺ پیغمبروں کے امام ہوں گے اور وہ آپ کی شفاعت کے معترف ہوں گے اور حضرت آدم

علیہ السلام اور تمام انبیاء و مرسلین ان کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے"۔ (دفتر دوم مکتوب 7)

سچ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے طفیل ہی انسان نے اپنے رب کو جانا اور مانا۔ آپ ﷺ سے رخ پھیرنا سراسر احسان فراموشی ہوگی۔ احسان مندی کا تقاضا یہ ہے کہ محسن کا احسان مانا جائے، اس کا کہا مانا جائے، اس کو یاد رکھا جائے اور اسکی عظمت کو تسلیم کیا جائے۔

محبت رسول ﷺ:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ایک روز قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے کہ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ سامنے آگئی جس میں اللہ و رسول کیلئے مسلمانوں سے ایسی محبت کا مطالبہ کیا گیا جس کے سامنے والدین، بھائیوں، بیویوں، رشتہ داروں، مال و دولت، اور تجارت، شاندار مکانوں کی محبت ہیچ نظر آئے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اس آیت کریمہ کو پڑھتے ہی بہت گریہ طاری ہوا اور خوف غالب آگیا......

اس اثناء میں اپنے حال کا جائزہ لیا تو میں نے اندازہ لگایا کہ میں ان میں سے کسی چیز میں گرفتار نہیں ہوں۔ (دفتر سوم مکتوب 18)

حضور انور ﷺ کی محبت کا کمال یہ ہے کہ وہ اللہ کا محبوب بنا دیتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ فرماتے ہیں:

"یہ بات (شرعی اور عقلی طور پر) طے شدہ اور ثابت ہے کہ جس چیز میں محبوب کے اخلاق و عادات پائے جائیں، محبوب کے تابع ہونے کی وجہ سے وہ چیز بھی محبوب ہو جاتی ہے اور یہ آیہ کریمہ:

"یعنی تم میری پیروی کرنے لگو تا کہ اللہ تم سے محبت کرنے لگے"۔ میں اس امر کا بیان ہے۔ پس ہر عقلمند اور سمجھدار پر واجب ہے کہ ظاہر و باطن میں اللہ کے حبیب ﷺ کا کامل طریقہ پر اتباع کرے"۔ (دفتر اوّل، مکتوب 42)

ہمیں کامل اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ اعمال واقوال، احوال واذواق میں اتباع ومحبت و نفرت میں اتباع یعنی جس سے آپ محبت کریں اس سے ہم محبت کریں، جس سے آپ نفرت کریں، اس سے ہم نفرت کریں۔ محبت ونفرت کے جذبات کا صحیح استعمال یہی ہے۔

اللہ ورسول کی محبت، اللہ ورسول کے دشمنوں اور گستاخوں سے نفرت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ایک مکتوب میں اس نکتہ پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔

1۔ ''ایمان کی تحقیق میں کفر سے تبریٰ (بیزاری کا اظہار) کئے بغیر چارہ نہیں۔ تبریٰ کا ادنیٰ درجہ دل سے بیزاری ہے اور تبریٰ کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ دل اور جسم دونوں سے ہو اور تبریٰ سے مراد حق جل وعلاء کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھنا ہے۔ خواہ دشمنی قلب سے ہو جبکہ ان سے نقصان پہنچنے کا خوف ہو، خواہ دل اور جسم دونوں سے ہو جبکہ ان سے ضرر کا خوف نہ ہو۔

2۔ ''خدائے عزوجل کی محبت اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ان کے دشمنوں کی دشمنی کے بغیر صورت پذیر نہیں ہوتی''۔

3۔ ''دوستوں سے محبت کی شرط ہے کہ ان کے دشمنوں سے تبریٰ (بیزاری کا اظہار) کیا جائے''۔

میلاد شریف:

حضور ﷺ کی ذکر پاک کی محفل پہلے اللہ نے سجائی پھر انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی اُمتوں میں سجائی، آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے محفل سجائی پھر خود حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سجائی پھر سنت الٰہی اور سنت انبیاء پر عمل کرتے ہوئے صلحاء اُمت نے محفلیں سجائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ایسی محافل کے انعقاد کی اجازت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مجلس میلاد شریف اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے

اور حضور ﷺ کی نعت شریف اور منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟" (دفتر سوم، مکتوب 72)

پھر آگے فرماتے ہیں:

"ناجائز تو یہ ہے کہ قرآن حکیم کے حروف میں تغیر و تحریف کر دی جائے اور قصیدے پڑھنے میں راگ اور موسیقی کے قواعد کی رعایت اور پابندی کی جائے، تالیاں بجائی جائیں۔ اگر اس طرح پڑھیں کہ کلمات قرآن میں تبدیل واقعی نہ ہو اور قصیدے پڑھنے میں شرائط موسیقی کا لحاظ نہ ہو اور غرض صحیح کے تحت پڑھے جائیں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں بصورت دیگر آج کل کا مروجہ طریقۂ نعت خوانی عدم جواز پر دال ہے کیونکہ اس میں ادب واحترام مفقود ہوتا ہے"۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے جس دن حضور انور ﷺ کی زیارت فرمائی اہل خانہ کو خوشی منانے اور قسم قسم کے کھانے پکانے کی ہدایت فرمائی تھی۔ (دفتر سوم مکتوب 107)

تفضیل شیخین:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا آخری دور دور جہانگیر تھا، جہانگیر بادشاہ کی ملکہ نور جہاں کا تعلق شیعہ فرقے سے تھا۔ اس کا باپ دیوان کل تھا اور بھائی آصف جاہ وکیل مطلق تھا۔ ان کے اختیار و اقتدار کی وجہ سے یہ خیال پھیلنے لگا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ حالانکہ شیخین کی فضیلت حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اس بارے میں فرماتے ہیں:

"اور حضرات خلفاء اربعہ کی فضیلت ان کی خلافت کے موافق ہے کیونکہ اہل حق کا اجماع اس پر ہے کہ پیغمبروں کے بعد افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ابوبکر وعمر دونوں اس اُمت میں سب سے افضل ہیں جو کوئی مجھ کو ان دونوں پر فضیلت دے وہ مفتری ہے اور اس میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے مفتری کو لگاتے ہیں''۔ (دفتر سوم، مکتوب 17)

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نزدیک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اُمت محمدیہ میں سب سے افضل ہیں اور آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فضیلت ہے

محبت وصحبت اولیاء:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے آغاز ہی میں صلحاء کا ذکر فرمایا ہے پھر اپنے دوستوں کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے بلند درجات، مقامات وکمالات کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ ذکر کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان کو یاد رکھا جائے، ان سے محبت کی جائے، ان کی پیروی کی جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ خود ایک عارف کامل تھے اور اس کا ادراک رکھتے تھے کہ اولیاء کاملین کی صحبت، اللہ کی عظیم نعمت ہے۔ ایک مکتوب میں آپ فرماتے ہیں:

''اس گروہ (اولیاء اللہ) کی صحبت جو ان کی معرفت مرتب ہوتی ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے، دیکھئے کس صاحب نصیب کو اس نعمت سے مشرف فرماتے ہیں''۔ (دفتر اول، مکتوب 67)

دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:

''ان کی صحبت کی برکتیں کیا بیان کی جائیں، یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ حق تعالیٰ جل جلالہٗ کے دوست کسی شخص کو قبول کرلیں چہ جائیکہ اس کو محبت وقرب سے ممتاز فرمائیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین کبھی بدنصیب نہیں ہوتا۔ غرضیکہ ان کی صحبت کو غنیمت جانیں اور آداب صحبت کو مدنظر رکھیں تا کہ تاثیر پیدا ہو۔ (دفتر اول، مکتوب 87)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''اور اپنے پیر کامل کی طرف جو اس دولت (جمعیت قلب) کے حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔ پوری توجہ کریں اور حضور و غیبت میں اس دولت عظمیٰ کے وسیلوں (پیروں) کے آداب کی رعایت کو اچھی طرح مدنظر رکھیں''۔

(دفتر اول، مکتوب 218)

مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''فقراء کے آستانوں کی خاک روبی، دولت مندوں کے ہاں کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔ آج اگر یہ بات آپ کو معقول معلوم ہو یا نہ ہو، آخر کار معقول معلوم ہو جائے گی مگر اس وقت کچھ فائدہ نہ ہوگا''۔ (اول مکتوب 132)

تصرفات انبیاء و اولیاء:

یہ سادہ سی بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ مختار کے جتنے قریب ہوگا اختیار بڑھتا جائے گا۔ قادر کے جتنے قریب ہوگا، قدرت بڑھتی جائے گی۔ قوی کے جتنے قریب ہوگا، قوت بڑھتی جائے گی۔ یہ مناظر دنیا میں ہم دیکھتے رہتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اللہ کے محبوب اور پیارے ہیں اس لئے حسب درجات و مقامات اس کے کرم کے طفیل اپنی قوت، قدرت، اختیارات و تصرفات کو بروئے کار لاتے ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے مشاہدات کا ذکر فرماتے ہیں جو نہایت حیرت ناک ہیں:

آپ فرماتے ہیں:

''مدت ہوئی بعض احباب حضرت خضر علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں دریافت کرتے رہتے تھے چونکہ فقیر کو ان کے احوال پر پوری طرح اطلاع نہیں دی گئی تھی اس لئے جواب میں توقف کر رہا تھا۔ اتفاقاً آج صبح کے حلقے میں دیکھا کہ حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہ السلام روحانیوں کی صورت میں تشریف فرما ہیں اور روحانی ملاقات میں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا

کہ ہم عالم ارواح میں سے ہیں اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہماری ارواح کو ایسی قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ عالم اجسام کی صورت میں متمثل ہو کر وہ کام انجام دیں جو عالم اجسام سے وقوع میں آتے یں۔ (دفتر اول، مکتوب 282)

اولیاء اللہ کے تصرات کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

آپ نے دریافت کیا تھا "صاحب تصرف پیر کسی مستعد مرید کو اپنے تصرف سے اس کی قابلیت سے زیادہ مرتبے پر پہنچا سکتا ہے یا نہیں"؟...... ہاں پہنچا سکتا ہے جو اس کی استعداد کے مناسب ہوں نہ کہ اس مراتب پر جو اس کی استعداد کے مناسب نہ ہوں"۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام اور حضرت اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہم تصرفات فرماتے ہیں۔ ان کیلئے یہ عقیدہ رکھنا کہ مر کر مٹی میں مل گئے، درست نہیں۔

وسیلہ انبیاء واولیاء:

وسیلہ کے بغیر انسان ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتا۔ کھانے پینے چلنے پھرنے لکھنے پڑھنے، سب ہی کیلئے وسیلے کی ضرورت ہے۔ دورِ جدید تو وسیلوں کا دور ہے، ان وسیلوں سے ہم دور دراز کے سفر کرتے ہیں۔ میلوں فاصلوں سے باتیں کر سکتے ہیں۔ وسیلوں کو ترک کر دیں تو سفر زندگی یکا یک رک جائے۔ اللہ نے اپنے کرم سے وسیلوں کو پیدا کیا، ہمیں شکر ادا کرنا چاہیئے وہ اپنے کرم سے بغیر وسیلے ہی اپنے انعام واکرام سے نواز سکتا ہے۔ پھر بھی فرمایا:

"اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈ و اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ"۔ (المائدہ:35)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے کئی مقامات پر وسیلہ کا ذکر فرمایا، ایک جگہ فرماتے ہیں:

"آپ ﷺ کے واسطہ کے بغیر کسی کو مطلوب تک وصول محال ہے"۔

(دفتر سوم، مکتوب 122)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''بہر حال اس گروہ (اہل اللہ) کی محبت کا رشتہ ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور ان لوگوں کے ساتھ التجاو عاجزی اپنا شعار بنائیں اور منتظر رہیں کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ان لوگوں کی محبت کے وسیلے سے اپنی محبت سے مشرف فرمائے اور پوری پوری طرح اپنی طرف کھینچ لے اور ان جنجالوں (غیر شرعی دنیوی تعلقات) سے بالکل آزاد کردے''۔ (دفتر اوّل، مکتوب 73)

ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

''اور اسی طرح سے مرید اپنے پیروں کی مثالی صورتوں سے استفادہ کرتے ہیں اور وہ مشکلات کو حل کرتے ہیں''۔ (دفتر دوم، مکتوب 58)

محافل عرس:

بزرگان دین کے ایام وصال پر ان کی یاد میں محفل منعقد کی جاتی ہے جس میں قرآن کریم پڑھا جاتا ہے، کلمہ طیبہ اور درود پاک کا ورد ہوتا ہے، نعت و منقبت بھی پڑھی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا ذکر مبارک بھی ہوتا ہے۔ ایسی محافل کو ''عرس'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اللہ کے محبوبوں کی یاد میں محفل سجانے کا تو قرآن کریم میں بھی حکم ہے، خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے محبوب پاک ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر جو کچھ عرس میں ہوتا ہے قرآن و حدیث میں اس کی تائید تو ہے ممانعت نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پیر و مرشد خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کا دہلی میں عرس ہوتا تھا اور آپ اس میں شریک ہوتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے بھی اپنے والد ماجد کا عرس کیا کرتے تھے۔

(مکتوب معصومیہ، دفتر دو، مکتوب 68، دفتر اوّل، 233)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ خود عرس میں شریک ہوئے تھے اور سرہند میں آپ کے صاحبزادگان آپ کا عرس کرتے اور خود شرکت فرماتے۔ حضرت مجددؒ عرس کے خلاف نہ تھے بلکہ ان امور کے خلاف تھے جو اس میں خلاف شرع شامل کر لئے

جاتے ہیں۔سو یہ عرس کے ساتھ کیا خاص ہے ہر ایسی محفل کی مخالفت کی جائے گی جس میں خلاف شرع امور کا ارتکاب ہو رہا ہے۔بعض بے کھٹکے آلات موسیقی کی اجازت دیتے ہیں اور عرس میں مزامیر کے ساتھ قوالیاں کراتے ہیں۔اس سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مؤقف یہ ہے:

''سرود وغنا کی حرمت میں آیات واحادیث اور روایات فقیہ اس کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے۔اس کے باوجود اگر کوئی شخص منسوخ حدیث یا روایت شاذ وکو سرود کے مباح ہونے میں پیش کرے تو اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ کسی فقیہ نے کسی زمانے میں بھی سرود کے مباح ہونے کا فتویٰ نہیں دیا ہے''۔(دفتر اول،مکتوب 266)

چادر پوشی:

کسی چیز کو کپڑے سے ڈھکنا اس کی تکریم کی نشانی ہے۔حضور انور ﷺ نے بیت اللہ پر غالباً برد یمانی کا غلاف چڑھایا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قبر انور کو چادر سے ڈھکا۔قرآن کریم پر کپڑے کی چولی چڑھائی جاتی ہے اور کپڑے کا جزدان بنا کر اس میں رکھا جاتا ہے۔عورت ومرد کا کپڑے پہننا اور عورتوں کا چادر سے بدن کو ڈھانکنا یہ سب انسانی وجود کی تکریم کی نشانیاں ہیں اور تو اور بستروں پر نفیس چادریں اور فرش پر سفید چاندنیاں، گھر والوں یا آنے والوں کے اعزاز واکرام کی نشانیاں ہیں، اس پر کوئی روک ٹوک نہیں۔الغرض کسی شے کو کپڑے سے ڈھکنا اس کی تکریم کی نشانی ہے، غالباً اسی لئے بعض محتاط علماء نے بزرگوں کی قبر پر صرف ایک چادر ڈالنے کی اجازت دی ہے، پرانی ہو جائے تو دوسری چادر......

1029ء سے 1033 تک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جہانگیر بادشاہ کی خواہش پر اس کے ہم رکاب رہے، اس زمانے میں آپ اجمیر شریف میں خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر حاضری دی، مزار مبارک پر مراقب تھے کہ اس دوران مزار مبارک کی چادر بدلی گئی جب مراقبے سے فارغ ہوئے تو یہ چادر خادموں نے آپ کی

خدمت میں پیش کر دی، آپ نے سرد آہ کھینچی اور فرمایا:

''اس لباس سے قریب حضرت خواجہ کے قریب کوئی لباس نہ تھا لامحالہ وہی عطا فرما دیا، ہماری تکفین کیلئے یہ محفوظ رکھا جائے''۔ (زبدۃ المقامات، ص 284)

اس واقعہ سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ خواجہ معین الدین چشتیؒ کی قبر شریف پر چادر ڈالی جاتی تھی۔ دوسری بات یہ کہ چادر بدلی جاتی تھی، تیسری بات یہ کہ چادر مخمل وریشم اور زردوزی کی نہ تھی، سیدھی سادی تھی، چوتھی بات یہ تھی کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس کو بخوشی قبول فرمایا بلکہ تبرک سمجھ کر اپنے کفن کیلئے محفوظ کرایا، اگر آپ کے نزدیک چادر کا چڑھانا ناجائز ہوتا تو ہرگز قبول نہ فرماتے۔

ایصالِ ثواب:

مرنے کے بعد انسان کی اپنی کمائی کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق دوسروں کی نیک کمائی سے مرنے والوں کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے ایصالِ ثواب کا طریقہ اپنایا ہے۔ اس کو روکنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مجبور و معذور انسان کی مدد یا مخدوموں کو تحفے تحائف پیش کرنے سے روکے اور یہ سراسر ظلم ہے۔ خواص کی بات الگ ہے مگر عام مرنے والے مسلمان اپنے عزیزوں کے اعمال خیر کے انتظار میں رہتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میت قبر میں اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو مدد کیلئے پکار رہا ہے۔ وہ مردہ اپنے والد، والدہ، بھائی یا دوست کی طرف سے ہر وقت دعا کا منتظر رہتا ہے، جب قبر میں کسی کی دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے''۔ (دفتر اول، مکتوب 104)

ہمارے معاشرے میں بھی ایصالِ ثواب کا رواج ہے۔ اس کیلئے قرآن خوانی ہوتی ہے۔ کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد ہوتا ہے اور مرحوم کیلئے جانور ذبح کر کے کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ بعض ایسے ذبیحہ کے گوشت کو محض اس لئے حرام کہتے ہیں کہ وہ کسی کے نام کیا

گیا، کو ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ قرآن کریم میں ایسے گوشت کی حلت کیلئے واضح حکم موجود ہے اور منع کرنے والوں کو حد سے گزر جانے والے قرار دیا ہے۔ لوگ قرآن کو چھوڑ کر اپنے دل سے فیصلہ کر لیتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

''اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے، وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا، مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو اور بیشک بہتیرے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں بے جانے۔ بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے''۔ (الانعام:119)

یہ آیت بالکل واضح ہے کسی تفسیر وتشریح کی ضرورت نہیں۔ اس کی روشنی میں ہمیں اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لینا چاہیئے اور اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیئے۔ ہم عقیقہ کرتے ہیں بچہ کے نام ہی کا بکرا ہوتا ہے۔ ہم قربانی کرتے ہیں اپنے نام ہی سے کرتے ہیں مگر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیتے ہیں، سب کھاتے ہیں، کوئی اعتراض نہیں کرتا، جب صاف حکم ہے کہ جس جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو حلال ہے تو ہم کو موشگافیاں کر کے اپنے من سے حلال کو حرام نہ بنانا چاہیئے۔

ایصالِ ثواب اور فاتحہ مروّجہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نزدیک جائز ہے اور وہ خود اس پر عامل رہے ہیں۔

والحمد للّٰہ علی ذالك

شعر

نگوں سر آپ کے در پر نہ کیوں ہوتے سلاطین بھی
خدا کے تابع فرماں، مجدد الف ثانی ہیں

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں

علامہ اقبال کا نذرانۂ عقیدت

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

جس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیء احرار

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

منقبت

حضرت مجدد الف ثانی

عظیم المرتبت، ذی شاں، مجدد الف ثانی ہیں
ظہور عظمت انساں، مجدد الف ثانی ہیں

عیاں کیوں کر نہ ہوں اسرارِ توحیدِ شہودی سب
سراسر سورہ رحمان، مجدد الف ثانی ہیں

جمال نور مصطفوی ہے بے شک آپ کی صورت
جلال حضرت یزداں، مجدد الف ثانی ہیں

نگوں سر آپ کے در پہ نہ کیوں ہوتے سلاطین بھی
خدا کے تابع فرماں، مجدد الف ثانی ہیں

نوازا خرقہ اطہر سے غوث پاک نے ان کو
تمنائے شہ جیلاں، مجدد الف ثانی ہیں

ہیں ہم نام نبی، اسم گرامی، حضرت احمد
جمال جلوہ جاناں، مجدد الف ثانی ہیں

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

جناب امیر ملت حافظ جماعت علی شاہ علی پوری سیداں

ساداتِ عالیہ گیلانیہ چوراہیہ

(رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تعالیٰ)

بنے چنن تھے لاثانی خدائی پیر چمدی اے
نظر چورے دے ولیاں دی بڑی اکسیر ویکھی اے

منقبت

گلستانِ معرفت کی سحر چورہ شریف
ظلمتوں میں نور ایماں کی سحر چورہ شریف

گردش حالات کے اس قلزم خاموش میں
زندگی کی روشنی دیتا گہر چورہ شریف

جس جگہ آ کر سکوں ملتا ہے اہل شوق کو
ہے یہی تو بالیقیں ایسا نگر چورہ شریف

نقشبندیت کی شمع نور روشن ہے یہاں
اس کے دم سے نور افزاء پُر اثر چورہ شریف

وقت جتنی کروٹیں بدلے مٹا سکتا نہیں
ہو رقم جب قلب و جاں کی لوح پر چورہ شریف

اس سے ہے مہکا ہوا ماحول بزم دھر کا
گلشن دنیائے ایماں کا ثمر چورہ شریف

ہیں یہاں کے سنگریزے بھی رضؔا مثل نجوم
کاروان وقت کا ہے راہبر چورہ شریف

(از: پروفیسر محمد اکرم رضؔا، گوجرانوالہ)

خواجگانِ چورہ شریف

سادات عالیہ چوراہیہ نے اہل نسبت و اہل طریقت کیلئے دینی و دنیوی فلاح و بہبود اور رہنمائی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، یہی وجہ ہے کہ اس دورِ خرابی میں بھی بیشمار مخلوقِ خدا حضور باباجی چوراہی علیہ الرحمۃ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہی ہے اور فلاح دارین کی منزل پا رہی ہے۔ موجودہ پرفتن دور میں اس وسیع تر سلسلہ نسب اور حلقہ ارادت وسلوک پر کچھ منفی قوتوں نے اثر انداز ہونے کی اپنی سی کوشش کی ہے اور اس ماہتاب کی ضیاء پاشیوں اور آفتاب رشد و ہدایت کی نورانی کرنوں کو خبث باطن سے تیرہ و تار کرنے کی اپنی سی جسارت میں اپنے مذموم مقاصد کی آبیاری کی، لیکن دراصل اپنا وقت برباد کیا، تعجب ہے کہ وہ لوگ جو کشمیری پنڈتوں اور برہمنوں کی اولاد تھے باباجی چوراہی علیہ الرحمۃ کی جوتیوں کے صدقے ذات پا گئے تو کچھ غرض مند لوگوں اور کچھ مار آستیں، آلہ کاروں کے توسط سے انہوں نے باباجی چوراہی علیہ الرحمۃ کے نسب پاک کے متعلق ہرزہ سرائی شروع کر دی تا کہ خود بلھے شاہ بن کر دوسروں کو پیر عنایت شاہ ثابت کر کے اپنی انا کی تسکین کا سامان پیدا کر سکیں۔ ہم ہزار تحمل اور برداشت کے باوجود اپنے آباؤ اجداد کیلئے مغلظات کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ حیرانی ہے کہ ان ابن الوقت کاذبوں کی جسارت پر جو کذب و افتراء کا بازار گرم کر کے چند روزہ راحت کیلئے اپنی بڑائی کا سودا کر رہے ہیں انہیں دعوتِ فلاح و فکر دی جاتی ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ دروغ گوئی سے توبہ کریں اور اپنی عاقبت کی فکر کریں جہاں ان کی کوئی ہوشیاری کام نہ آسکے گی، جہاں ہیں وہی رہیں گے اور حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسل پاک جو ہے وہی رہے گی چاند پر تھوکنے سے چاند کا کچھ نہیں بگڑتا بلکہ اپنے منہ پر ہی آتا ہے۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

ایسے لوگ شاید اس حقیقت سے دیدہ دانستہ روگردانی کر رہے ہیں کہ آج خانوادۂ عالیہ چوراہیہ پنجاب میں ہی نہیں بلکہ دنیائے اسلام میں اپنی نسبی فوقیت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور آج کے اکثر سادات گھرانے خانوادہ چورہ شریف سے نسبی نسبت کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں اور آج بھی ہزاروں لوگ اس روحانی مرکز سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

شجرہ نسب

(تصدیق شدہ سادات اُوچ شریف)

اکابر السنہ نے شجرہ نسب یوں نقل کیا ہے:

سید محمد کبیر علی شاہ بن حضرت پیر سید محمد فضل شاہ (کالے کپڑوں والی سرکار) بن حضرت پیر سید حیدر شاہ (کالی چادر والی سرکار) بن حضرت پیر سید احمد نبی شاہ (زلفاں والی سرکار) بن حضرت پیر سید خواجہ فقیر محمد شاہ (باباجی چوراہی) بن حضرت پیر سید خواجہ نور محمد شاہ (بانی چورہ شریف) بن سید فیض اللہ شاہ تیراہی بن سید خان محمد شاہ بن سید علی ولی محمد شاہ بن سید شیخ سلیمان شاہ بن سید سلطان شاہ بن سید شیخ الاسلام شاہ بن سید عبد الرسول شاہ بن سید موسیٰ شاہ بن سید عبد القادر شاہ بن سید حسن شاہ بن سید محی الدین ابوالنصر شاہ بن سید ابو صالح شاہ بن سید عبد الرزاق شاہ بن سید محی الدین عبد القادر شاہ جیلانی بن سید ابی صالح شاہ بن سید موسیٰ شاہ بن سید عبد اللہ شاہ الجیلی بن سید یحییٰ شاہ زاہدی بن سید محمد مورث شاہ بن سید داؤد شاہ بن سید موسیٰ شاہ بن سید عبد اللہ الحوارث بن سید موسیٰ الجون بن سید عبد اللہ شاہ بن سید حسن مثنی بن سید امام حسن بن حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم۔

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

غوث العالمین، برھان الواصلین، سرتاج الاصفیاء، عارف ربانی، خواجہ خواجگان، سید السادات
حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ شاہ گیلانی مجددی تیراہی قدس سرہ

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت صوفی باصفا حضرت خواجہ سید خان محمد شاہ گیلانی کے آستانہ مقدسہ تیزئی شریف، تیراہ، افغانستان میں ہوئی ۔آپ حسنی حسینی سید ہیں، آپ کے آباؤ اجداد عرب شریف سے مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے افغانستان میں آکر قیام پذیر ہو گئے تھے۔آپ 25 واسطوں سے مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور 12 واسطوں سے حضور غوث الاعظم قدس سرہ سے تعلق رکھتے ہیں آپ کا شجرہ شریف پیش کیا جا چکا ہے۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے جس گھرانہ میں آنکھ کھولی وہ گھرانہ افغانستان کے علمی گھرانوں میں ایک اعلیٰ مقام رکھتا تھا۔آپ کے والد گرامی حضرت سید قاضی خان محمد شاہ گیلانی کوہاٹ کے قریب ایک گاؤں ''شادی خیل'' میں دین مصطفیٰ ﷺ کی ترویج واشاعت میں مصروف تھے۔آپ اپنے وقت کے بے مثل و بے مثال عالم، نامور مفتی اور باکمال صوفی تھے۔آپ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کرنے والوں میں صرف کوہاٹ صوبہ سرحد ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے بیشتر علاقوں کے لوگ شامل تھے۔آپ نے علوم متداولہ کی تعلیم اپنے والد گرامی ہی سے حاصل کی عالم شباب میں دستار فضیلت اور سند فراغت سے بہرہ مند ہوئے۔

بیعت:

آپ ظاہری تعلیم کے بعد کچھ عرصہ والد گرامی کے ساتھ درس وتدریس میں مشغول

رہے۔مگر کتابوں اور درس وتدریس میں آپ کا جی نہ لگتا اور آپ کی توجہ کسی مردِ کامل کی تلاش اور علوم باطنی کی تحصیل کی طرف زیادہ رہنے لگی۔آپ چونکہ شریعت کے ظواہر پر سختی سے کاربند تھے، لہٰذا تلاش مرشد میں آپ کا معیار کسی طور بھی شریعت سے ہٹ کر نہیں ہوسکتا تھا جہاں کسی بزرگ کی شہرت سنتے وہاں پہنچ جاتے، مگر جب دیکھتے کہ اس کے احوال شریعت کے موافق نہیں فوراً واپس ہٹ جاتے۔آپ کے نزدیک شیخ کامل کا شریعت پر اس حد تک عمل پیرا ہونا ضروری تھا کہ اس کی زندگی کا ایک سانس بھی خلاف شرع نہ ہو۔آپ ایک مقام پر ایک بزرگ کے احوال سن کر پہنچے جب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ نماز میں مصروف تھے ان کے دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ زیادہ تھا۔آپ فوراً واپس ہوگئے کسی نے پوچھا تو جواب ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو یہ بھی علم نہ ہو کہ نماز کے دوران قدموں کے درمیاں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے وہ مجھے کیا فیض دے گا۔اس طرح ایک اور بزرگ کے پاس تشریف لے گئے اس کے مرید بھنگ تیار کررہے تھے انہوں نے آپ کو دیکھا تو اپنے ساتھ شامل ہونے کیلئے کہا تو بزرگ نے اپنے مریدوں سے کہا کہ انہیں بھنگ نہ پلاؤ یہ تو نماز میں خلاف شرع فاصلہ بھی برداشت نہیں کرسکتے، ہم تو شریعت سے بڑے دور ہیں ان کا حصہ حضرت حافظ جمال اللہ شاہ ولی کے پاس ہے۔یہ وہ زمانہ تھا کہ جب ہندوستان پر احمد شاہ ابدالی حملہ کرچکا تھا آپ نے فنون سپہ گری کی تعلیم حاصل کی اور احمد شاہ ابدالی کی فوج میں شامل ہوگئے آپ کو قلعہ رام پور تعینات کیا گیا۔ایک دن اپنی ڈیوٹی پر کھڑے تھے کہ حضرت شاہ جمال قدس سرہ سیر کرتے ہوئے اس جانب آنکلے آپ نے جس وقت ان کے چہرہ جمال آرا کی طرف دیکھا تو بے ہوش ہوگئے۔ہوش آیا تو فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت کی درخواست کی انہوں نے آپ کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور یہ فرما کر کہ میں تمہارے ہی انتظار میں تھا آپ کو داخلِ سلسلہ فرمالیا۔

باطنی تربیت:

آپ ایک باعمل عالم تھے عہد طفولیت سے ہی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔خلق خدا کی خدمت کا جذبہ آپ میں اس حد تک تھا کہ ملازمت کے دوران ساری تنخواہ

فقراء اور غرباء کی خدمت میں صرف فرما دیتے۔ جب آپ بیعت ہوئے تو آپ کے شیخ کامل نے آپ کو ذکر کی اجازت دے کر تکمیل منازل کی خاطر اپنے باکمال خلیفہ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہ کے سپرد کر دیا۔ آپ کی منازل سلوک کی تکمیل میں حضرت شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ کی توجہات کے ساتھ ساتھ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ علیہ الرحمۃ کی محنت بڑی حد تک شامل ہے۔ جب آپ نے طریقت اور سلوک کی تمام منازل کی تکمیل کر لی تو حضرت خواجہ محمد عیسیٰ علیہ الرحمۃ نے آپ کو حضرت شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں پیش کر دیا آپ کو خرقہ خلافت حضرت شاہ جمال اللہ رام پوری قدس سرہٗ سے حاصل ہے۔

مسندِ ارشاد پر جلوہ گری:

حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ گیلانی قدس سرہ 4 سال تک حضرت شاہ جمال قدس سرہ کی خدمت عالی وقار میں مصروف رہے اور قریباً 18 سال بعد آپ واپس اپنے وطن کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ دوران سفر آپ کا گذر کوہاٹ کے قریبی گاؤں داور شریف میں ہوا تو وہاں آپ کے والد بزرگوار کے سینکڑوں ارادت مند موجود تھے۔ ان دنوں وہاں تپ دق کا موذی مرض پھیلا ہوا تھا مخلوق خدا کو آپ کی آمد سعید کا پتہ چلا تو لوگ جوق در جوق آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس موذی مرض کے دفع کی درخواست کی آپ نے بہت سے لوگوں کو دعا اور تعویز بنا کر دیئے اور دم بھی فرماتے رہے آپ کی دعا اور آپکے قدم مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس علاقے سے تپ دق کے مرض کو مکمل طور پر ختم کر دیا، یہاں پر بہت سارے لوگ آپ کے فیوض و برکات سے بھی مستفید ہوئے۔ یہاں سے آپ واپس اپنے وطن تیراہ شریف میں تشریف لائے اور خلق خدا کی تربیت میں مصروف ہو گئے۔

اشاعت دین:

آپ نے اشاعت دین کے سلسلہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے دین محمدی (ﷺ) کی ترویج و اشاعت کیلئے افغانستان اور ہندوستان کا کئی مرتبہ سفر

کیا۔آپ کی بدولت لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہزاروں لوگوں کو اتباع رسول ﷺ کا حسن عطا کیا۔سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج جس طرح آپ کی ذات سے ہوئی وہ اپنی مثال آپ ہے۔

آپ نے افغانستان اور ہندوستان کے سرحدی علاقوں میں سلسلہ عالیہ کی اشاعت میں وہ گراں قدر خدمات انجام دیں جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔آپ سے فیض حاصل کرنے والوں میں ہر علاقے اور ہر زبان کے لوگ شامل ہیں۔آپ کی خانقاہ عالیہ رشدوہدایت کا وہ عظیم مرکز تھی کہ جہاں سے سیراب ہونے والے ولایت کی ارفع منزلوں پر فائز ہوئے۔آپ کی صحبت باکمال کے سبب بے نمازی، تہجد گذار اور دنیادار، شب زندہ دار بن جاتے تھے۔آپ نے ساری زندگی اطاعت خداوندی اور اتباع رسول کریم ﷺ کا درس دیا اور لاکھوں لوگوں کو گمراہی کی دلدل سے نکال کر عرفان الٰہی اور غلامی مصطفی ﷺ کی دولت سے مالا مال فرمایا۔

سیرت وکردار:

آپ کی ذات والا صفات سنت محبوب خدا ﷺ کا پرتو تھی۔آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اتباع مصطفی ﷺ کا شاہکار تھا آپ پابند شریعت اور شہباز طریقت تھے۔آپ کے اخلاق انتہائی کریمانہ تھے، تمام عمر تعلیمات مجددیہ اور طریقہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ پر عمل کیا۔صوم و صلوۃ کی پابندی اور ذکر دائمی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا، ساری ساری رات عبادت وریاضت میں گزر جاتی، مراقبہ آپ کا معمول اور ذکر الٰہی آپ کا مشغلہ تھا۔بچپن سے لیکر جوانی تک آپ نے کبھی کسی کھیل کود میں حصہ نہ لیا لہو ولعب سے سخت نفرت تھی۔خود بھی پاکیزگی کردار کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے اور اپنے وابستگان کو بھی بلندئ کردار کی تلقین فرماتے تھے۔مخلوق خدا کی خدمت اور مہمانداری آپ کو بہت محبوب تھی آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہونے والا آپ کے اخلاق کریم سے اس حد تک متاثر ہوتا تھا کہ پھر ساری زندگی آپ کی شفقت ومحبت کے گیت گاتا رہتا۔آپ کا مزاج کم گفتگو کا حامل تھا، طبیعت مبارکہ میں خلوت گزینی اور خاموشی کا عنصر غالب تھا۔گفتگو کم فرماتے تھے مگر جب ارشاد فرماتے تو مختصر جملوں میں علم و

معرفت کے دریا بہادیتے۔ آپ کا علم وفضل اور تقوی بے مثل و بے نظیر تھا آپ کی نگاہ ناز اس قدر باکمال تھی کہ جس پر پڑ جاتی اسے کندن بنا دیتی۔ اللہ رب العزت نے آپ کو مستجاب الدعوات بنایا تھا، آپ کی زبان اقدس سے جو بات نکل جاتی ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ آپ کی سیرت وکردار اس قدر پر تاثیر تھی کہ کافر آتا تو دولت اسلام سے مشرف ہو جاتا اور بے دین آتا تو دیندار بن جاتا، بے ذکر ہوتا تو ذاکر قلبی اور بے ہدایت ہوتا، تو صاحب ہدایت بلکہ اوروں کا بھی رہبر بن جاتا تھا۔

محبت شیخ کا اثر:

آپ جس وقت تلاش مرشد کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اس وقت آپ کی شادی ہو چکی تھی اور آپ کی ایک بیٹی بھی تھی۔ راہ طریقت میں آپ نے 18 سال صرف کئے جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ کی ذات پر آپ کے شیخ کا رنگ غالب آ چکا تھا لہذا آپ کو کسی نے نہ پہچانا یہاں تک کہ جب آپ اپنے گھر پہنچے تو آپ کی پہلی بیوی نے (یاد رہے کہ اس دوران آپ نے دوسری شادی کر لی تھی) آپ کو پہچاننے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ چلے جاؤ میں کسی غیر مرد کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت نہیں دے سکتی، کیوں کہ آپ کی صورت مبارکہ اپنے مرشد کی صورت پر اور عمر مبارک ڈھل چکی تھی۔ آپ نے گاؤں میں کسی اور مقام پر رہائش اختیار کر لی۔ اسی دوران ایک فوتگی ہوگئی نماز جنازہ پر قریبی علاقہ سے ایک عالم مولانا شیر محمد صاحب علیہ الرحمۃ تشریف لائے جو آپ کے والدگرامی کے شاگرد بھی تھے اور آپ کے ہم سبق بھی۔ انہوں نے آپ کو پہچان لیا اور تمام لوگوں کو جمع کر کے آپ کا تعارف کرایا کہ آپ حضرت خواجہ سید خان محمد شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند ہیں۔ جب سب لوگوں کو تسلی ہوگئی تو آپ کے قدم بوس ہو گئے اس طرح گھر والوں اور گاؤں والوں کو آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

اولاد پاک:

آپ کے چار صاحبزادے ہوئے جو سبھی کے سبھی مادرزاد ولی ہوئے اور ولایت کے

آسمان کے درخشندہ ستارے بنے۔آپ کے صاحبزادوں کے نام درج ذیل ہیں:

- قطب العارفین حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ گیلانی (بانی چورہ شریف)
- زبدۃ الاصفیا حضرت خواجہ سید گل محمد شاہ گیلانی۔
- سلطان الاذکیاء حضرت خواجہ سید محمد شاہ گیلانی۔
- عمدۃ الواصلین حضرت خواجہ سید صالح محمد شاہ گیلانی۔(علیہ الرحمۃ)

اول الذکر صاحبزادے آپ کے وصال کے بعد آپ کی مسند ارشاد پر فائز ہوئے اور تقریباً 80 سال تک فیوض مجددیہ کو سرزمین تیراہ میں عام فرمانے کے بعد سرزمین چورہ شریف تشریف فرما ہوئے اور صرف دو سال کے قلیل عرصہ میں مجددی فیوض و برکات کو یوں تقسیم فرمایا کہ ساری دنیا فیضان چورہ شریف کے گن تاقیامت گاتی رہے گی۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال مبارک 8 ربیع الاول شریف 1245ھ، کو ہوا آپ کا مزار شریف موضع تیزئی شریف علاقہ تیراہ افغانستان اور پاکستان کی سرحد پر واقع ہے۔اس علاقہ میں آپ کے مزار شریف کو ''زیارت'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، آج بھی اس علاقے کے بڑے بڑے فیصلے آپ کے دربار عالی وقار پر ہی کئے جاتے ہیں، خلق خدا دور دراز علاقوں سے آپ کی بارگاہ ناز میں حاضر ہو کر اپنے دامن مراد کو فیوض و برکات سے بھر رہی ہے اور دلی مرادیں پا رہی ہے۔

کرامات:

آپ ایک صاحب شرع ولی باکمال تھے۔آپ نے ساری زندگی اطاعت مصطفیٰ ﷺ میں گذاری اور استقامت کو اختیار کیا جو کہ ہزار کرامت سے بلند و بہتر ہے۔آپ سے بیشمار کرامات ظاہر ہوئیں چند ایک کا بیان کیا جاتا ہے۔

- ایک سفر کے دوران آپ ایک مقام پر تشریف فرما تھے۔چند ایک مسافر بھی وہاں سے گذرے اور قریب ہی پڑاؤ ڈال لیا۔آپ کی صورت مبارکہ اور سادگی کو دیکھ کر کہنے

لگے کہ صورت سے تو یہ اللہ کے ولی محسوس ہوتے ہیں مگر مانیں تو تب اگر وہ سامنے والا درخت جو خشک ہو گیا ہے سرسبز ہو جائے۔ وہ ابھی یہ بات ہی کر رہے تھے کہ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور توجہ دی، تھوڑی سی توجہ کا دینا تھا کہ وہ درخت جو خشک تھا سرسبز بھی ہو گیا اور پھل دار بھی۔

- تیراہ شریف میں ایک مرتبہ پانی کی قلت ہو گئی لوگ جب ہر طرف سے مایوس ہوئے تو آپ کی خدمت باوقار میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے کہ پانی کا کوئی انتظام کیا جائے آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ کہاں سے پانی چاہتے ہو۔ ایک آدمی نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہاں سے نکلے تو بات ہے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ جاؤ اور وہ جگہ کھود دو، زمین کھودی تو ایسا ٹھنڈا اور شیریں پانی کا چشمہ نکلا کہ جو ذائقے اور لطافت میں اپنی مثال آپ تھا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر بہت سے منکر بھی راہ راست پر آ گئے اور توبہ کر کے آپ کے دست اقدس پر بیعت ہو گئے۔ آج بھی وہ چشمہ اسی طرح جاری وساری ہے اور خلق خدا اس سے فائدہ اٹھا رہی ہے جو آپ کی ولایت کی زندہ مثال ہے۔

- ایک مرتبہ کوہاٹ میں ایک مسجد میں وضو کے لئے تشریف فرما تھے کہ اس دوران ایک آدمی گذرا جس کا نام میاں شہزادہ تھا۔ اس نے آپ کی طرف دیکھا اور بڑی بے اعتنائی سے کہا کہ آج کے زمانے میں مرد کامل کہاں ملتے ہیں۔ آپ یہ سن کر مسکرائے اور جواب میں ارشاد فرمایا کہ مرد کامل تو موجود ہیں مگر کوئی ڈھونڈنے والا بھی تو ہو۔ اس نے یہ بات سنی تو آپ کے سامنے اپنے پیر پھیلا کر عرض کیا کہ حضور میں تو عرصہ 20 سال سے مرشد کامل کی تلاش میں ہوں اور اس حالت میں میرے پیروں کا یہ حال ہے کہ میں چلنے پھرنے کے بھی قابل نہیں رہا۔ آپ نے اس کا ذوق طلب اور جذبہ تلاش دیکھا تو اسے تنہائی میں لیجا کر توجہ دی اور داخل سلسلہ عالیہ فرمایا بس پھر کیا تھا۔ آپ کی توجہ نے وہ کام کیا کہ وہی میاں شہزادہ جو تلاش مرشد میں دربدر پھرتے تھے ہزاروں لوگوں کے شیخ کامل بن گئے۔ سلطان الفقراء حضرت خواجہ سید

فقیر محمد شاہ گیلانی المعروف باباجی چوراہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن میں شہزادہ میاں کو دیکھا تھا، وہ عشاء کے بعد مراقبہ کرتے اور اپنا سانس روک کر ذکر میں مشغول ہو جاتے یہاں تک کہ تہجد کا وقت ہو جاتا۔ اس سے ان کے سینے کی پسلیوں میں سوراخ ہو گئے تھے۔

- آپ کی بڑی مشہور کرامت یہ بھی ہے کہ آپ کے مزار پاک سے متصل جو مسجد ہے۔ اس کے چبوترے پر بیری کے دو بڑے بڑے درخت تھے، جو کسی وجہ سے خشک ہو گئے۔ آپ ان کے ساتھ ٹیک لگا کر مطالعہ فرماتے تھے۔ کبھی کبھی آپ پانی نوش فرماتے تو کلی کر کے پانی ان کی جڑوں پر اگل دیتے تھے۔ آپ کی اس عادت کریمہ سے ہوا یوں کہ ایک ماہ کے اندر اندر وہ درخت جو بالکل خشک اور خزاں رسیدہ ہو گئے تھے سرسبز اور توانا ہو گئے۔ آج بھی وہ دونوں درخت موجود ہیں اور آپ کی ولایت مقدسہ کی گواہی دے رہے ہیں۔
- آپ کی خدمت عالیہ میں حضرت خواجہ ہادی نامدار نتھیال شریف اٹک، حضرت خواجہ سید چنن شاہ آلومہار شریف سیالکوٹ، خواجہ خان عالم، باؤلی شریف، نزد کھاریاں (علیہم الرحمۃ) تیراہ حاضر ہوتے تو تینوں حضرات خوبصورت گھوڑیاں جو عقیدت سے پال کر اپنے شیخ کی بارگاہ میں لے جاتے اور گھر کا سارا اثاثہ بھی ہمراہ لے لیتے اور فرماتے ہم سارا گھر کا اثاثہ پیشِ خدمتِ شیخ کر کے سنت صدیقی ادا کرتے ہیں، ایک دفعہ راستے میں آزاد قبائل نے لوٹ لیا اور اُن کے کپڑے بھی اتار لئے یہ حضرات ننگے خاموشی سے پتھروں کے پیچھے بیٹھ گئے، رات کو جب نماز عشاء ہوئی تو سرکار غوث العالمین خواجہ محمد فیض اللہ سرکار قدس سرہ نے اپنے نور نظر حضرت خواجہ سید نور محمد گیلانی قدس سرہ سے ارشاد فرمایا بیٹا تین چادریں لے لو اور لالٹین لے لو اور فلاں راستہ میں خاردار جھاڑیوں تک جاؤ آپ کے معزز مہمان کسی پریشانی میں مبتلا ہیں۔ آپ چادریں لیکر اور لالٹین لے کر اس جگہ تشریف لے گئے اور آواز دی تو تینوں حضرات الگ الگ جھاڑیوں کی اوٹ میں تھے۔ آپ نے چادریں عطا کی اور جب غوث العالمین قدس سرہ کی بارگاہ میں پہنچے، ان کی حالت دیکھ کر آپ کی نگاہ ولایت

میں محبتوں کے موتی چھلک گئے۔ تینوں حضرات کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اپنے بیٹے حضرت خواجہ نور محمد قدس سرہ کو ان کے قریب جا کر رہائش کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اب مسافر منزل کی طرف نہیں بلکہ منزل مسافروں کی طرف جائے گی اور میں تینوں میں طریقت، حقیقت کے شہبازوں کی پرواز دیکھتا ہوں کہ کوئی شہباز طریقت انکی پرواز کو پکڑ نہیں سکے گا۔ یہ تھی چورہ شریف نقل مکانی کی وجہ اور اللہ والوں کی نظر کا کمال، رات کی تاریکیوں میں بھی اہل ولایت کی نظر اپنے وابستگان کے احوال سے باخبر ہوتی ہے۔

☆ قبلہ عالم جوڑا ہمیشہ تشریف فرما ہوتے رہتے تھے، ایک دفعہ کا قیام نمبردار منظور چوہدری کے گھر تھا آپ قریبی مسجد میں نماز کے لئے تشریف لائے، مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ایک برآمدہ تھا۔ اس میں بیٹھے ایک ملنگ پر نظر پڑی، جو بھنگ تیار کر رہا تھا، خوب رگڑا لگانے میں مصروف اس نے آپ کی طرف دیکھ کر یا علی یا علی کے نعرے شروع کر دیئے آپ خاموشی سے مسجد میں تشریف لے گئے۔

☆ ملنگ جس کا نام اللہ دتہ المعروف ''سائیں مست'' مسلکاً شیعہ تھا، مجالس میں جا کر ماتم کرنے میں اس کا تحصیل وزیرآباد میں کوئی ثانی نہ تھا، آپ جب مسجد سے نماز مکمل فرما کر واپس تشریف لائے تو پھر سائیں نے وہی عمل دہرایا، نماز عشاء تھی، آپ نے خاموشی سے فرمایا نمبردار جی ''بیٹا'' آپ نے نہیں بھولنا'' ''اس دا گھٹ بھر دتا'' فجر توں پہلاں ایہ سائیں مست انج دا نہ ہوسی، رات ڈیڑھ بجے کے قریب سائیں مست کے دل کی دنیا بدل گئی، رات بھر چوہدری منظور نمبردار کے دروازے کھٹکھٹاتا اور روتا ہوا صبح تک دروازے پر لیٹا رہا۔ آپ نے صبح دروازہ کھولا۔ پورے کا پورا گاؤں گواہ ہے۔ آپ نے دروازہ کھولا سائیں قدموں میں گرا اور اپنی رات کی گستاخی کی معافی مانگی اور حضور کے ہاتھ پر تائب ہو گیا۔ اور آپ کا رنگ اسطرح سائیں مست صاحب پر غالب آیا کہ سائیں کی شکل اب شیخ کامل کی تصویر بن گئی پھر سائیں صاحب اپنے وقت کے صوفی اور آپ کے خلیفہ ہوئے، جوڑا میں انتقال ہوا۔

غوث زماں قطب العارفین خواجہ خواجگان
حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ گیلانی تیراہی ثم چوراہی قدس سرہ

ولادت مقدسہ:

آپ کی ولادت پاک 1763ء میں موضع تیزئی، تیراہ شریف، افغانستان و پاکستان کے سرحدی علاقہ میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی غوث العالمین عارف ربانی حضرت خواجہ پیر سید فیض اللہ شاہ گیلانی تیراہی قدس سرہ ہیں جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم تاجدار اور ہندوستان اور افغانستان کی عظیم روحانی شخصیت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ آپ کے والد گرامی نے دو شادیاں کی تھیں بڑی بیوی سے انکی ایک بیٹی تھی مگر چھوٹی بیوی سے کوئی اولاد نہ تھی۔ بڑی بیوی نے منت مانی کہ اللہ تعالیٰ مجھے فرزند عطا کرے تو ساری زندگی 100 نفل روزانہ ادا کروں گی۔ چھوٹی بیوی نے بھی منت مانی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے تو میں بڑی بیوی کو پیش کردوں گی تو اللہ رب العزت نے چھوٹی بیوی کو بیٹا عطا فرمایا۔ جب حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ گیلانی کو خبر ہوئی تو آپ تشریف لائے اور فرزند کو گود میں لیکر گھٹی کے طور پر اپنی زبان منہ میں ڈال دی اور استخارہ کے ذریعے آپ کا نام نامی اسم گرامی سید نور محمد تجویز فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ یہ بیٹا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا نائب اور روحانی وارث ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو فروغ دے گا اور اس سے سوا لاکھ ولی تیار ہوں گے۔

نجیب الطرفین سید:

آپ حسنی حسینی سید ہیں آپ کا شجرہ نسب حضور غوث پاک حضرت سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے ہوتا ہوا مولا علی کرم اللہ وجہہ کریم سے 26 واسطوں سے جا کر ملتا ہے جس کی

تفصیل پہلے آ چکی ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب اور آپ کا شجرہ طریقت دونوں پیش ہیں تاکہ آپ کی عظمت و رفعت کا پورا ادراک ہو سکے۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی والدہ ماجدہ خود بہت بڑی عالمہ فاضلہ تھیں اس لئے آپ نے ابتدائی کتب اور قرآن مجید کی تعلیم ان ہی سے حاصل کی۔ بعد میں اپنے وقت کے عظیم عالم حضرت مولانا علامہ محمد امین خان صاحب علیہ الرحمۃ سے علوم متداولہ کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا علامہ محمد امین خان نقشبندی آپ کے والد ماجد کے عظیم خلفاء میں سے تھے۔ آپ کو بہت سے علوم پر دسترس حاصل تھی آپ ایک باعمل عالم اور درویش تھے۔ آپ نے روحانی تربیت اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔

بیعت و خلافت:

آپ نے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ گیلانی تیراہی سے بیعت کی آپ کے والد گرامی نے آپ کو تمام منازل سلوک کی تکمیل کرائی۔ آپ کی ذات سے چونکہ اللہ تعالیٰ نے سرزمین ہندوستان میں بہت بڑا کام لینا تھا اس لئے آپ اپنے والد گرامی جو آپ کے مرشد کامل بھی تھے ان کی تمام توجہات اور تمام اسباق پر پوری طرح سے عمل پیرا ہوتے اور شب و روز ان کی خدمت عالی وقار میں حاضر رہ کر فیوض و برکات اپنے دامن اطہر میں سمیٹنے میں مصروف رہتے۔ آپ کے والد کریم نے آپ کو چہار سلاسل عالیہ کا فیض عطا فرمایا اور بعد ازاں آپ کو دستار خلافت سے نواز کر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ آپ کے باقی برادران بھی ولایت کے درخشندہ ستارے تھے مگر آپ کی ذات کماحقہٗ فیوضات مجددیہ اور توجہات حضرت خواجہ فیض اللہ شاہ تیراہی کا مرکز تھی۔ آپ اپنے والد کریم کے وصال کے بعد مسند ارشاد پر فائز ہوئے اور تقریباً بیاسی سال تک خلق خدا کی رہنمائی اور دستگیری فرماتے رہے۔

اشاعت دین:

آپ نے اپنی حیات مقدسہ کے 82 سال دین اسلام کی تبلیغ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں بسر کیے۔ آپ نے تبلیغ اور اشاعت دین کیلئے پورے

افغانستان اور ہندوستان کا سفر کیا، لاکھوں کی تعداد میں لوگ آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلموں کو اسلام کی دولت سے مشرف فرمایا، سینکڑوں طالبان حق کو آپ نے معرفت خداوندی عطا فرمائی۔ آپ کی ذات والا صفات سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو وہ دوام حاصل ہوا کہ جس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی ہے۔ آپ کا فیض پورے افغانستان اور ہندوستان میں پھیل گیا اور دور دور سے لوگ آپ کی بارگاہ عالی وقار میں حاضر ہو کر فیضیاب ہونے لگے۔ پورے ہندوستان سے لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ بالخصوص لاتعداد غیر مسلم آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر داخل اسلام ہوئے۔

پنجاب، سرحد، بلوچستان، سندھ اور افغانستان و کشمیر سے طالبان ہدایت کیلئے آپ کی ذات انوار خداوندی اور عشق محبوب خدا ﷺ کے حصول کا مرکز تھی۔ آپ کی بارگاہ عالی وقار میں افغانستان سے عجب نور، حضرت اللہ نور، سرحد سے خواجہ انور خٹکی، حضرت خواجہ نا مدار نتھیالوی، پنجاب سے پیر سید چنن شاہ آلو مہار شریف، خواجہ خان عالم باوَلی شریف، ہندوستان سے خواجہ محمد منیر ہوشیار پوری، کلکتہ سے نور احمد درانی، سید عاشق خان فردوسی، خواجہ عبداللطیف قصہ خوانی بازار پشاور اور دیگر اکابر علماء اور صوفیاء فیض حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوتے۔ جس کے سبب آپ کا فیض پورے افغانستان و ہندوستان میں عام ہوا۔

سیرت و کردار:

آپ کی ذات والا صفات شریعت محمدی (ﷺ) پر عمل کا ایک خوبصورت مجسمہ تھی آپ کی حیاتِ مقدسہ کا ایک ایک لمحہ اطاعت خداوندی اور سنت محبوب خدا ﷺ سے مزین تھا۔ آپ شریعت محمدی ﷺ پر سختی سے کاربند رہتے اور تمام وابستگان اور عقیدت مندوں کو بھی اس کا حکم دیتے۔ نبی کریم ﷺ کی محبت و اتباع آپ کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھی، ہر عمل اور ہر کام میں آقائے کریم ﷺ کی سنت کریمہ کا خیال رکھتے۔ آپ تقوی کی اعلیٰ منزل پر فائز تھے خوف خدا اور عشق رسول ﷺ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کی زبان اقدس اور قلب اطہر دائمی ذاکر تھا، درود شریف آپ کا خاص الخاص وظیفہ اور شعار تھا۔ علوم شریعت کے ساتھ ساتھ آپ کو علوم طریقت و معرفت پر بھی دسترس حاصل تھی۔ آپ کی گفتگو

اس قدر پراثر تھی کہ سننے والا فوراً اس کے مطابق عمل کرنے کی ٹھان لیتا۔آپ کی نگاہ دل نواز کو اللہ رب العزت نے وہ کمال عطا فرمایا تھا کہ مسکرا کر جس کی طرف دیکھ لیتے اس کی بگڑی سنور جاتی تھی۔آپ مجسمہ شرافت و دیانت تھے،آپ کے اخلاق انتہائی اعلیٰ تھے،آپ خلق عظیم کا پیکر اور اخلاق محمدی (ﷺ) کا پرتو تھے،آپ کی مہمان نوازی کی شہرت چار دانگ عالم تھی،آپ کے دستر خوان پر امراء وغرباء،نادار وضعیف،صوفیاء وعلماء غرض ہر طبقہ فکر کے صاحبان حاضر ہوتے۔آپ کے در اقدس پر آنے والا کبھی خالی نہ جاتا اپنے علم ولایت سے اس کی حاجت جان جاتے اور سوال سے بڑھکر عطا فرماتے۔سخی ایسے تھے کہ خالی ہاتھ ہوتے ہوئے بھی سینکڑوں لوگوں کی حاجتیں پوری فرمادیتے،مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں اب بھی اسی طرح اپنے آقا کی سنت پہ قائم اور عمل پیرا تھے۔جو گھر میں ہوتا راہ خدا میں قربان کر دیتے۔لوگوں کی دینی،دنیاوی حاجات کو پورا کرنا نفلی عبادت سے بہتر سمجھتے اور خلق خدا کی خدمت میں ہر وقت مصروف رہتے۔زہد وتقوی اور علم وفضل میں ایسے باکمال تھے کہ آپ کی مجلس پاک میں بیٹھنے والے زمانے کے امام بن گئے۔آپ نے اپنے دست مبارک سے قرآن مجید کا ایک نسخہ تحریر فرمایا تھا جو آج بھی آپ کے خاندان میں موجود ہے۔آپ نے ساری زندگی اتباع مصطفیٰ ﷺ میں گذاری،تعلیمات مجددیہ اور طریقت نقشبندیہ پر ساری زندگی عمل پیرا رہے اور مجددی فیوض کو عام کرنے میں کبھی بھی بخل نہ کیا۔علم ومعرفت کے ایسے دریا بہائے کہ قیامت تک طالبان طریقت ان سے سیراب ہوتے رہیں گے۔

ترک وطن:

جوں جوں آپ کا علم وفضل عام ہوتا گیا اور خلق خدا (جل مجدہٗ) آپ کی بارگاہ ناز میں حاضر ہونے لگی توں توں حاسد اور فساد فی الارض پیدا کرنے والوں کا مرض بڑھنے لگا اور بقول اقبال:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز — چراغ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی

تیراہ شریف کے نواح کے کسی گاؤں کا ایک مولوی جس کے اثر میں چند افغان تھے آپ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے لگا۔رفتہ رفتہ جب اس کی جرأت بڑھی تو آپ نے اسے

طلب فرمایا اور پیار سے سمجھایا مگر وہ اپنی حرکت سے باز آنے کی بجائے آپ کا اور بھی زیادہ مخالف ہوگیا۔ وہ آپ کی ذات والا صفات کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا لہٰذا اس نے کچھ لوگوں کو ساتھ ملا کر آپ کے عقیدت مندوں کو لوٹنا شروع کر دیا جو آپ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے دور دراز سے آ رہے ہوتے۔ جب یہ سلسلہ حد سے بڑھا اور آپ نے اپنے ارادتمندوں اور درویشوں کی تکالیف کو دیکھا تو آپ نے ہجرت کا فیصلہ کرلیا اور سنت محبوب کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع میں تیراہ شریف سے چورہ شریف کی طرف ہجرت فرمائی اور ایک بے آب و گیاہ ویران زمین کو علوم معرفت وحقیقت اور ولایت و فیضان مجددیہ کا ایسا مرکز بنا دیا کہ جس سے لاکھوں نہیں کروڑوں افراد فیضیاب ہوئے اور ہوتے رہیں گے اور پوری دنیا میں مجددی فیوض و برکات عام ہوتے رہیں گے۔

وصال مبارک:

سرزمین چورہ شریف پر آپ نے تقریباً دو سال تک فیوض و برکات عام فرمانے کے بعد 12 شعبان المعظم 1284 ھجری 17 نومبر 1869ء کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار شریف مرجع خلائق ہے۔ جہاں آج بھی لاکھوں افراد فیوض و برکات حاصل کر رہے ہیں اور اپنی حاجات کی برآوری کیلئے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کے خلیفہ مولانا صوفی مست علی علیہ الرحمۃ نے آپ کے وصال پر قطعہ تاریخ لکھا جو درج ذیل ہے:

رفت نور محمد از دنیا — کہ ہمہ عمر خود نگفتہ دروغ

مست مسکین کہ ہست خادم او — سال تاریخ او بگفت فروغ

آپ کا عرس مبارک ہر سال بڑے تزک واحتشام سے منعقد ہوتا ہے۔

اولاد پاک:

آپ کو اللہ کریم جل جلالہٗ نے چار صاحبزادے عطا فرمائے جو تمام کے تمام مادر زادولی تھے، چاروں صاحبزادگان آپ کے وصال کے بعد مسند ارشاد پر فائز ہوئے اور مجددی فیوض و برکات کو عام کیا۔ مگر آپ کے سلسلہ فیض نے جس صاحبزادے سے عروج پایا وہ آپ کے دوسرے لخت جگر سلطان الفقراء حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی قدس سرہ

کی ذات ہے جو وقت وصال آپ کی خدمت عالی وقار میں حاضر تھے اور جس وقت آپ کا وصال ہوا تو آپ کا سر مبارک ان کی جھولی میں تھا۔ انہوں نے ہی آپ کی تجہیز و تکفین کی اور اپنے ہاتھوں سے آپ کو لحد میں اتارا۔ یہ وہ لمحے تھے کہ جن میں آپ نے تمام باطنی کمالات اور فیوض و برکات ان کو منتقل فرما دیئے۔ اسی لئے پوری دنیا میں ان کا فیض جس طرح عام ہوا ہے اور سرزمین چورہ شریف کو جو عروج حاصل ہوا وہ انہی کا حصہ ہے، آپ کے صاحبزادگان کے نام مبارک اس طرح ہیں:

- شہباز معرفت حضرت خواجہ سید احمد گل شاہ گیلانی
- سلطان الفقراء خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی
- مہتاب ہدایت حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ گیلانی
- قاسم فیضان مجددیہ حضرت خواجہ سید شاہ محمد شاہ گیلانی (علیہم الرحمۃ)

خلفاء عظام:

آپ نے مجددی فیوض و برکات کو عام کرنے میں کسی طرح سے بھی بخل نہ کیا۔ آپ سے فیض پانے والوں کی تعداد یوں تو لاکھوں ہے اور آپ کے خلفاء کی تعداد سینکڑوں میں ہے، بہر حال چند ایک خلفاء کے نام درج کئے جا رہے ہیں:

- حضرت خواجہ سید ہادی نامدار نتھیالوی، نتھیال شریف، اٹک
- حضرت خواجہ انور شکی کلکتہ حضرت نور احمد دوانی، سید عاشق خان فردوسی
- حضرت خواجہ محمد منیر ہوشیار پوری
- حضرت خواجہ خان عالم باؤلی شریف
- حضرت حافظ عبداللطیف قصہ خوانی بازار پشاور
- حضرت پیر سید چمن شاہ آلومہار شریف، سیالکوٹ

بابا جی صاحب ابن شریف نزد ٹیکسلا

تعلیمات قدسیہ:

- آپ فرماتے ہیں کہ آدمی کو دو چیزیں درست اور دو شکستہ چاہییں۔

درست چیزیں یہ ہیں:

ا- دین درست　　　　ب- یقین درست

شکستہ چیزیں یہ ہیں:

ا- دست شکستہ ب- پا شکستہ

ا- دین درست کے معنی یہ ہیں کہ قول وفعل ہر چیز شریعت مطہرہ کے مطابق ہو۔

ب- یقین درست کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا یقین ہو۔

ج- دست شکستہ سے یہ مراد ہے کہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگے یعنی کسی کے آگے سوال نہ کرے اور ہاتھ نہ پھیلائے۔

د- پاشکستہ سے مراد ہے کہ کسی کے پاس سوال کی غرض سے نہ جائے۔

- آپ کا فرمان عالی شان ہے کہ فقر وفاقہ طریقت کا کمال ہے۔
- آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کی "ف" سے مراد فاقہ "ق" سے مراد قناعت "ی" سے مراد یاد الٰہی اور "ر" سے مراد ریاضت ہے۔

اگر کوئی شخص ان امور پر عمل کرے تو "ف" سے فضل الٰہی، "ق" سے قرب مولا "ی" سے یاریٔ خدا اور "ر" سے رحمت الٰہی حاصل ہوتی ہے ورنہ "ف" سے فضیحت "ق" سے قہر الٰہی "ی" سے یاس اور "ر" سے رسوائی ملے گی۔

- آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح طلب حلال مومن پر فرض ہے اسی طرح ترک حلال عارف پر فرض ہے کیونکہ درویش کی فاقہ کی رات معراج کی رات ہوتی ہے۔
- آپ فرماتے ہیں کہ جو مخدوم بننا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ پہلے اپنے شیخ کا خادم بنے کیونکہ

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ہر کہ خود را دید او محروم شد

جس نے کسی کی خدمت کی وہ مخدوم بن گیا اور جس نے اپنے آپ کو دیکھا وہ محروم ہوا۔

- آپ سے کسی نے سوال کیا کہ لوگ سال ہا سال عبادت و ریاضت اور مجاہدات کے بعد بھی اس قدر فیض اور روحانی مرتبے پر نہیں پہنچتے جتنے کہ آپ کی خدمت عالی وقار میں حاضر ہونے والے تھوڑے عرصے میں پہنچ جاتے ہیں، حضور یہ بات سمجھ سے باہر ہے تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ یاد رکھو اولاد اس شخص کی تنگ دست ہوتی ہے جس کا

باپ مفلس ہو۔جن کا باپ مالدار ہو انہیں خلوص کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، محنت کی نہیں۔

کرامات:

آپ ایک صاحب استقامت اور صاحب شریعت ولی تھے، آپ سے بیشمار کرامات ظاہر ہوئی ہیں چند ایک کرامات کو پیش کیا جاتا ہے۔

- آپ کے ایک نیاز کیش مستری جان محمد جو کہ بے اولاد تھے، اولاد نہ ہونے کے سبب پریشان رہنے لگے ایک دن اپنے ایک پیر بھائی میاں نیک محمد کو ساتھ لیا اور گھر کا تمام سامان لاد کر آپ کی بارگاہ عالی وقار میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے مستری جان محمد کو اس حالت میں دیکھا کہ گھر کا سارا ساز وسامان لاد کر روتے ہوئے حاضر ہو رہے ہیں تو دریافت فرمایا مستری صاحب یہ کیا معاملہ ہے؟ مستری جان محمد نے روتے ہوئے عرض کیا کہ حضور اولاد تو ہے نہیں اس لئے سوچا کہ یہ سامان میرے کس کام ہے لہٰذا آپ ہی کے کرم سے ملا ہے تو آپ ہی کی بارگاہ میں کیوں نہ پیش کر دوں۔ آپ نے تسلی دی اور مسکرا کر فرمایا کہ گھبرانے اور رونے کی ضرورت نہیں اللہ کریم مہربانی فرمائے گا اور تجھے دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائے گا۔ بڑے بیٹے کا نام سلیمان اور دوسرے بیٹے کا نام غلام محمد رکھنا اور بیٹی کا نام عائشہ۔ بڑا بیٹا جلدی دنیا سے رخصت ہو گا مگر صبر کرنا، مستری صاحب آپ سے دعائیں لیکر واپس گھر آ گئے، پھر جیسے ہی وقت گزرنے لگا آپ کی زبان سیف ترجمان سے نکلی ہوئی بات پوری ہونے لگی، اللہ کریم نے دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی، بڑا بیٹا کم سنی ہی میں فوت ہوا اور آپ کے دہن مبارک سے نکلی ہوئی بات حرف بہ حرف پوری ہوئی۔
- ایک مرتبہ ایک شخص شاہ محمد آپ کی صاحبزادی کا زیور اور تلوار چرا کر بھاگ نکلا، آپ کو جب پتہ چلا تو سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت سید شاہ محمد گیلانی علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ پتہ کرو وہ کس طرف گیا ہے، انہوں نے پتہ کرایا اور عرض کی وہ موضع چنگی چلا گیا ہے۔ آپ نے جلال میں فرمایا کہ اسکو صبح جا کر کہہ دو کہ زیور اور تلوار واپس

کردے کیونکہ انشاء اللہ کل اس کی زندگی کا آخری دن ہے، آپ کا حکم سن کر حضرت سید شاہ محمد گیلانی علیہ الرحمۃ تلاش میں نکل پڑے اور دوپہر سے قبل ہی اس سے تلوار اور زیور واپس لے لیا، جیسے ہی عصر کا وقت شروع ہوا اس کی گردن سرخ ہونا شروع ہوگئی اور وہ تڑپنے لگا اور کہنے لگا کہ یہ آپ کو تکلیف پہنچانے کے سبب ہے، لہٰذا وہ عشاء سے پہلے ہی مر گیا اور جو بات آپ کی زبان مبارک سے نکلی تھی وہ پوری ہوگئی۔

◈ آپ ایک مرتبہ دریائے اٹک عبور کرنے کے لئے ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ اس کشتی میں کچھ سکھ سپاہی بھی سوار تھے، جن کی تعداد تقریباً 16 تھی ان میں ایک سپاہی انتہائی بدتمیز اور گستاخ تھا، وہ آپ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ آپ کشتی میں نیچے کی طرف بیٹھیں کیوں کہ ہماری کھانے کی چیزیں بھی کشتی میں ہیں اس لئے کہیں آپ ان سے مس نہ ہو جائیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اللہ کریم جل مجدہٗ ان کو چھونے کی تکلیف سے بچائے کشتی روانہ ہوئی سکھ سپاہی آپ سے سوال کرنے لگ گئے، آپ نے خاص محبت وشفقت سے انہیں سمجھایا اور ساتھ ساتھ توجہ فرماتے گئے۔ آپ کی روحانی توجہات کا نتیجہ یہ نکلا کہ کشتی کنارے لگنے سے پہلے ہی ان کا مقدر چمک اٹھا اور وہ تمام کے تمام دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور آپ کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔ آپ نے کنارے پر پہنچ کر ان کی حجامت بنوائی اور نماز پڑھا کر ذکر و اذکار کی تلقین کر کے رخصت فرمایا۔

◈ ایک مرتبہ آپ تیراہ شریف کے ایک گاؤں "لحاظ" میں تشریف لے گئے جب وہاں آپ پہنچے تو اہل علاقہ نے عرض کیا کہ حضور یہاں پانی کی بڑی قلت ہے آپ دعا فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے اور اس مشکل کو آسان فرمائے۔ آپ نے فرمایا اچھا ٹھیک ہے آپ لوگ آرام کریں اللہ تعالیٰ کرم فرمائیں گے۔ رات آپ نے عبادت وریاضت میں گذاری اور اس مشکل کے حل کے لئے استخارہ فرمایا۔ صبح آپ نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو گاؤں کے تمام لوگ حاضر تھے۔ انہوں نے آپ کی قدم بوسی کی اور عرض کیا کہ ہمیں یہ یقین ہے کہ ہماری مشکل کا حل

آپ ہی کے پاس ہے لہٰذا آپ کرم فرمائیں۔ آپ ہمیں جو بھی حکم دیں گے ہم حاضر ہیں، آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے اللہ کریم کے حضور التجا پیش کی اور پھر تمام دوستوں کو لیکر مسجد سے ایک میل دور تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر دو نفل ادا فرما کر کدال دست مبارک میں لی اور تین مرتبہ زور سے زمین پر مار کر حکم دیا کہ یہاں سے کھودنا شروع کرو۔ کھدائی شروع ہوئی تو نیچے سے ایک پتھر نکل آیا آپ نے کدال لے کر پتھر پر ماری سب نے کوشش کی کہ پتھر نکالا جائے جیسے ہی پتھر نکلا نیچے سے صاف شفاف شیریں پانی کا چشمہ نکل آیا۔ آپ نے حکم دیا کہ پانی کو گاؤں تک لیجانے کیلئے راستہ بنا دیا جائے۔ عصر تک پانی گاؤں تک آ گیا آپ نے تین گائیں اللہ کے حضور قربان کیں اور شکرانے کے نفل ادا کیے۔ مسجد تک پانی لیجانے میں ایک بہت بڑا پتھر حائل تھا۔ پانی کو دوسرے راستے سے گذارنے کیلئے ایک زمیندار کو کہا گیا تو اس نے انکار کر دیا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ تسلی رکھیں اللہ کریم جل مجدہٗ مہربانی فرمائے گا۔ لہٰذا آدھی رات گزری تو ایک زوردار دھماکے کی آواز آئی تمام مخلوق بیدار ہو گئی۔ صبح جب لوگ مسجد پہنچے تو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ پتھر میں سے پانی گزرنے کا خود بخود راستہ بن چکا تھا۔ بیشمار منکرین آپ کی یہ کرامت دیکھ کر تائب ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

- حضور قبلہ عالم خواجہ نور محمد علیہ الرحمۃ جب چورہ شریف تشریف فرما ہوئے یہاں دور دور تک کوئی آبادی کا نام ونشاں تک نہ تھا۔ سوائے آپ کے خادم سائیں نور کے ڈیرے کے، وہ بھی جہاں آپ نے قیام فرمایا وہاں سے قدرے دور تھا، آپ کے قافلہ میں مقتدر افغانستان کے علمائے کرام، خلفاء عظام اور عقیدت مندان کی کثیر تعداد تھی، آپ چورہ شریف پہنچے تو نماز عصر کا وقت ہو چلا تھا پانی کا کوئی نام ونشان نظر نہیں آتا تھا، دوستوں نے عرض کیا حضور نماز عصر کا وقت ہو چکا ہے دور دور تک تلاش کیا مگر پانی نہیں ملا اب وضو کیلئے کیا کیا جائے یا آپ اجازت مرحمت فرمائیں، تو تیمم کر لیا جائے۔ آپ خاموش رہے کوئی جواب نہ دیا کچھ دیر بعد اور کچھ احباب حاضر

ہوئے اور یہی التجا پیش کی آپ پھر بھی خاموش رہے، جب نماز عصر کا وقت خاصا گذر گیا تو دوستوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور نماز کی تیاری فرمائیں اللہ کریم جل مجدہٗ کی طرف سے اجازت ہے، رحمت عالم ﷺ نے یہ آسائش عطا فرمائی ہے کہ پانی نہ ملے تو تیمم سے نماز ادا کرلیں حضور کیا کیا جائے۔ آپ کے چہرہ انور پر ایک عجیب چمک ظاہر ہوئی اور انوار چھلکنے لگے زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ دوستو میں آپ کا صبر دیکھ رہا تھا۔ رب نے مجھے بھی یہ فکر اور توفیق عطا فرمائی ہے، ادائیگی نماز کی اہمیت سے آگاہ ہوں، شاید آپ بھول گئے ہیں کہ میں ملت خلیل علیہ السلام کا وارث ہوں، میری رگوں میں جناب اسماعیل کریم علیہ السلام اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا خون ہے۔ آؤ!...... دوستوں کو ساتھ لیا اور جائے قیام سے تھوڑی دور جہاں ایک انتہائی سخت اور سبز رنگ پتھر تھا۔ آپ کا جہاں قیام تھا وہ ساری جگہ پتھریلی تھی آپ نے بڑے ہلکے انداز سے اپنا عصا مبارک اس پتھر پر مارا اور پانی کا چشمہ جاری ہوگیا آپ نے فرمایا لو زمانہ پانی پیتا بھی رہے گا، لے جاتا بھی رہے گا، یہ پانی ختم نہ ہوگا۔ سنت اسماعیل علیہ السلام کی یاد آج تک سر زمین چورہ شریف پر تر و تازہ اور بزرگان دین کی قرب الٰہی کا مظہر اور اپنے خالق کو راضی رکھنے کے اجر کی صورت میں وہ چشمہ موجود ہے۔

- حضرت خواجہ نور محمد جب تیراہ شریف سے تشریف لا رہے تھے۔ آپ کا گزر ٹیکسلا کے دامن میں ایک بہت بڑے پانی کے تالاب سے ہوا۔ تالاب کے کنارے سایہ دار درختوں کا جھرمٹ تھا۔ آپ نے وہاں دن کو ستانے اور رات گزارنے کیلئے دوستوں کو قیام کا حکم دیا۔ جانور جو سفر میں ساتھ تھے۔ اونٹ گھوڑیاں وغیرہ سے سامان اتار کر انہیں اردگرد جو زمین تھی ان میں چرانے کیلئے چھوڑ دیا۔ ان زمینوں میں فصل کاشت تھی جب اتنے جانور کھیتوں میں داخل ہوئے اور گاؤں والوں نے ان کو پھرتے دیکھا تو دوڑ کر ان زمینوں کے مالک کے پاس جا کر اطلاع دی کہ آپ کی زمین میں کچھ مسافروں نے بن پر پڑاؤ کیا ہے اور اپنے جانور آپ کی زمین میں

چرنے کیلئے چھوڑ دیئے ہیں جو فصل کو اجاڑ رہے ہیں۔ وہ دوست دوڑتے ہوئے آئے اور سیدھے حضرت قطب العارفین کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جتنے غصے میں آئے تھے آپ کا چہرہ انور دیکھ کر غصہ کافور ہوگیا، زبان گنگ ہوگئی، جسم پر رعب ولایت سے کپکپی طاری ہوگئی۔ شکایت کرنے والے لوگ گاؤں سے باہر دیکھ رہے تھے کہ وہ گئے ہیں اب مسافروں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ لیکن

تماشا خود نہ بن جانا تماشا دیکھنے والے

وہ سراپا عجز بیٹھ گئے تو حضور قطب العارفین نے ارشاد فرمایا بھئی بولتے کیوں نہیں واقعی آپ کی فصل بہت مہنگی ہے اور جانور آپ کی زمین میں پھر رہے ہیں۔ لیکن یہ جانور کسی دنیاوی مقصد کی خاطر سفر میں نہیں بلکہ تبلیغ اسلام کے کام آرہے ہیں۔ قادر مطلق نے ان کو رزق حلال کھانے کا شعور بخش دیا ہے اٹھو اور جا کر دیکھو اگر میرے جانوروں نے آپ کی فصل کا ایک پتہ بھی ضائع کیا ہے تو سارے جانور میں تمہیں بخشتا ہوں اور اگر آپ کی فصل نہیں اجاڑ رہے بلکہ کناروں پر لگی گھاس کھا رہے ہیں تو آپ ناراض نہ ہوں۔ انہوں نے جا کر دیکھا تو بات ایسے ہی تھی جیسے حضرت قطب العارفین کا ارشاد تھا۔ انہوں نے گاؤں والوں کو بلا کر جب یہ بات دکھائی تو تمام گاؤں والے آپ کے دست حق پرست پر تائب ہو گئے، مالک زمین گرویدہ ہوا۔ آپ کو تین چار روز روکے رکھا رفاقت سفر کی اجازت چاہی کہ مجھے ساتھ رکھ لیں۔ آپ نے تمام سلوک مجددیہ آن کی آن میں طے کرا کے دستار خلافت عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس تالاب پر زمانہ آئے گا اور یہ شفا کا مرکز ہوگا۔ بابا جی نے عرض کیا میں تو ان پڑھ ہوں کیسے تبلیغ دین کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ احکام خداوندی کی تکمیل کا حکم دیتے رہنا، زمانہ آتا رہے گا اور جو کوئی بیمار اس تالاب سے مٹی نکال کر کناروں پر ڈال دے گا، اللہ کریم جل مجدہٗ اس کو شفا عطا فرمائے گا، آج تک وہ تالاب ''بن بابا جی سنگ جانی'' کے نام سے مشہور ہے۔ بابا جی کا سارا خاندان چاند کی پہلی اتوار کو وہاں موجود ہوتا ہے اور کراچی سے خیبر تک لوگ حاضر ہوتے ہیں۔

۞ آپ کی روحانی بشارت پر جا کر تیراہ شریف میں حلقہ غلامی میں شامل ہونے والے

سائیں نور صاحب جب بھی تیراہ شریف کا ارادہ فرماتے ان کی اہلیہ ان سے خفا ہوتی،
ایک دفعہ بارگاہ شیخ میں حاضری کا ارادہ کیا اور رفیقہ حیات سے سفر کی اجازت چاہی تو
اس نے چند دنوں کی اجازت دی۔ جو انہیں بڑی تھوڑی لگی مگر غنیمت جان کر عازم
تیراہ ہوئے۔ آپ کی خدمت عالی وقار میں حاضر ہو کر اختتام تقریبات عرس شریف
پر اجازت چاہی اس حوالے سے کہ واپسی کے لئے بھی کچھ دن درکار ہیں۔ آپ نے
ارشاد فرمایا سائیں نور اس دفعہ واپسی کے دن بھی میرے پاس گذار لو۔ اپنے خالق و
مالک کی منت کریں گے اور آپ گھر جلدی پہنچ جائیں گے۔ سائیں نور اپنے شیخ
کامل کی عظمت سے آشنا تھے خاموش ہو کے خدمت شیخ میں مصروف ہو گئے۔ جب
ایک صبح ہوئی تو حضور قطب العارفین کی بارگاہ میں حاضری دی اور عرض کیا کہ حضور صبح
تک میرا گھر پہنچنا لازمی تھا چونکہ وعدہ کیا تھا اور تبرک بھی لنگر شریف کا ساتھ لیجانے کا
ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سائیں نور لنگر ابھی باندھ لو تیاری کر لو اور سفر شروع
کرنے سے پہلے مسجد میں جا کر تازہ وضو کر کے دو نفل ادا کر لو۔ جب سائیں نور
صاحب نے نفل شروع کئے تو تیراہ میں تھے مگر جب سلام پھیرا تو اپنے گاؤں میں اپنی
تیار فصل جس میں وہ چڑیاں اڑاتے تھے خود کو موجود پایا اور ساتھ ہی لنگر تھا، اہلیہ آئیں
تو دیکھ کر حیران ہو گئیں نفلوں والا واقعہ سنایا تو وہ اور بھی حیرت زدہ ہو گئیں، لنگر شریف
دیا تو وہ اسی طرح گرم تھا، اس کے بعد سائیں نور صاحب کی اہلیہ بھی آپ کی دل و
جان سے فدا ہو گئیں اور اگلے سفر پر تیراہ شریف حاضر ہو کر داخل سلسلہ عالیہ ہوئیں۔

❁ چورہ شریف آمد کے بعد دوستوں کے اصرار پر آپ ایک مرتبہ پھر تیراہ شریف روانہ
ہوئے۔ جب دوران سفر آپ کا قیام دریائے اٹک کے کنارے ہوا نماز مغرب کا وقت
قریب تھا، آپ کی زیارت کیلئے قرب و جوار کے علاقوں سے لوگ جوق در جوق آرہے
تھے۔ میلے کا سماں تھا لوگ اپنی اپنی حاجات عرض کر کے دعائیں کرا رہے تھے۔ آپ
کے چہرہ انور کی زیارت سے مشرف ہو کر تائب ہو رہے تھے، اپنی ماضی کی زندگی پر
ندامت کے آنسو بہا رہے تھے۔ ایک روح پرور سماں تھا، ذکر الٰہی کی صدائیں گونج

رہی تھیں، آپ نے قبل اذان مغرب حسب روایت درس قرآن مجید دیا اور پندرھویں پارے کی پہلی آیات کی تفسیر وتشریح فرمائی، درس کے بعد قرب وجوار کے دوست چلے گئے، آپ نے جمیع احباب کو نماز کی تیاری کا حکم ارشاد فرمایا، وقفہ نماز جو تیاری وضو کیلئے تھا، ایک غیر عقیدہ شخص نے آپ کی خدمت میں موقع فراغت سمجھتے ہوئے سوال کیا کہ آپ نے واقعہ معراج پہ ارشادات سے نوازا، لیکن یہ مسئلہ راتوں رات وقوع پذیر ہوگیا، میری سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ کسی عقلی دلیل سے مجھے سمجھائیں، آپ نے ارشاد فرمایا بیٹا اذان ہوگئی ہے آپ تازہ وضو کرلیں نماز کی تیاری کریں، نماز پڑھ کر آپ کو مطمئن کر کے بھیجوں گا، اس سوال کرنے والے دوست نے وضو کیا، نماز کی تیاری ہوئی اذان اور اقامت ہوئی، تو آپ کے سفر میں ہر کام پر الگ الگ خلفاء کی ڈیوٹی ہوتی تھی، اس طرح نماز پنجگانہ پڑھانے کی ذمہ داری افغانستان کے عظیم عالم اور قاری کی ہوتی تھی، مگر سارے دوست اس وقت حیران ہوگئے، جب اقامت کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ آج نماز فقیر پڑھائے گا اور اس سوال کرنے والے دوست سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مولانا دھیان سے نماز پڑھنا اور جمیع احباب سے آپ نے معذرت کے انداز میں ارشاد فرمایا کہ دوستو میں قاری نہیں ہوں، بڑھاپا بھی ہے، کوئی زیر وزبر کی کوتا ہی ہو تو معاف کر دینا، کیونکہ آج مجبوری ہے، آپ مصلیٰ امامت پر جلوہ افروز ہوئے اقامت کے بعد آپ نے بڑے پرسوز انداز میں اللہ اکبر کہہ کر کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھا کر باندھ لئے پہلی رکعت میں پندرھویں پارے کی وہی آیات تلاوت فرمائیں جن پر آپ نے درس قرآن دیا تھا دوسری میں سورۃ الم نشرح کی تلاوت فرمائی۔ نماز مکمل ہوئی سلام پھیرا اور جمیع مقتدی حیرت کی دنیا میں گم تھے اور عجیب کیفیت طاری تھی اور حیران و پریشان ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ جب نماز شروع کی تو دریائے اٹک سامنے تھا اور جب سلام پھیرا تو دریائے اٹک عبور ہو چکا تھا، تو آپ نے فرمایا مولانا کوئی بات سمجھ میں آئی، یہ تو تاجدار مدینہ ﷺ کے غلام عرض کر دیں اپنے خالق و مالک سے تو دریا عبور ہو جاتے ہیں۔ سرکار ﷺ کا مقام کیا ہوگا۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار ﷺ کا عالم کیا ہوگا

آپ جب تیراہ شریف سے چورہ شریف کی طرف تشریف لا رہے تھے تو ایک جگہ آپ نے قیام فرمایا اور رات کا کچھ وقت گزارنے کے بعد جانور سنبھالنے پر مامور درویش نے عرض کیا کہ حضور تھوڑی سی خادم کی عدم توجہی کی وجہ سے ایک اونٹ نکیل کی رسی ٹوٹ جانے سے کہیں چلا گیا ہے، مل نہیں رہا، آپ نے ارشاد فرمایا بیٹا آپ اپنے معمولات مکمل کریں اور یہ مال جان تو اللہ کے محبوب ﷺ کے پیام محبت کو عام اور ترویج اسلام کیلئے وقف ہیں، آپ بے فکر رہیں، درویش جا کر اپنے معمولات میں مشغول ہو گئے۔ جب صبح اگلی منزل کیلئے تیاری شروع ہوئی تو ایک جانور گم ہو جانے کی وجہ سے سامان کیلئے دقت پیش آ رہی تھی۔ خادم نے دوبارہ پھر عرض کیا کہ حضور رات ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اور سفر جاری رکھنے کیلئے ایک جانور کم ہو گیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا پریشان نہ ہوں آپ اپنی تیاری کریں، اتنے میں اسی خادم نے دیکھا کہ ایک نو وارد ایک ہاتھ میں اونٹ اور ایک ہاتھ میں گائے کی رسی تھامے، اہل وعیال سمیت حاضر ہوئے اور معذرت کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور اونٹ میرے ڈیرہ پر گیا اور میں نے خوبصورت جانور سمجھ کر باندھ لیا، لیکن نماز فجر کے بعد سے میرے گھر والی اور بچوں کو دورے پڑنا شروع ہو گئے ہیں آپ معاف فرمائیں اور یہ گائے نذرانہ قبول فرمائیں۔ آپ نے پیار فرما کر گائے واپس کر دی اور اونٹ قبول فرمایا۔

آزاد کشمیر کے علاقہ مظفر آباد سے آپ کے نیاز مند محمد ابراہیم کاشمیری حاضر خدمت ہوئے، آپ تلاش مرشد میں بے شمار جگہ سفر فرما چکے تھے، لیکن آپ کی تشفی نہ ہو سکی، آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو قطب العارفین کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے حضور تقدیر کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے، واقعی بدل سکتی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ابراہیم بیٹا بدل تو سکتی ہے، مگر بدلوانے کے لئے منہ کی ضرورت ہے، آپ اتنا فرما کر خاموش ہو گئے اور کشمیر سے آئے ہوئے مہمان ابراہیم کاشمیری نے اجازت چاہی آپ نے اجازت عطا فرما کر فرمایا خیریت سے جائیں اور گھر پہنچنے کے بعد اگر

مسئلہ تقدیر سمجھ آجائے تو کبھی تشریف لے آنا، ابراہیم کاشمیری گھر تشریف فرما ہوئے، آپ کی والدہ تشریف لائیں اور فرمایا کہ بیٹا ابراہیم مبارک ہو آپ کا جو بھائی گم ہو گیا، عرصہ بعید سے جسکی مختلف روایات میں یہ بھی روایت شامل تھی کہ وہ کسی حادثے میں فوت ہو چکا ہے، وہ خوبصورت جوان واپس آگیا ہے اور کہتا ہے کہ میں علاقہ جموں میں کسی بنیئے کے پاس رہ رہا تھا ایک نہایت خوبصورت چہرہ دونوں کاندھوں پر زلفیں آویزاں ان باباجی نے مجھے کان سے پکڑ کر فرمایا کہ مسلمان ہو کر کافروں کی نوکری کر رہا ہے، چل گھر پہنچ تیرے گھر والے پریشان ہیں۔ جب میں نے آنکھ کھولی تو گھر کے دروازے کے پاس تھا، ابراہیم کاشمیری اپنے بھائی اور خاندان کو لے کر حاضر ہوئے اور داخل سلسلہ ہوئے۔

❁ آپ کی زندگی کا ہر سانس کرامات سے بھرپور ہے، لیکن آپ کی سب سے بڑی آج تک زندہ کرامت وہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے ارشادات جو آپ نے اپنے صاحبزادے سلطان الفقراء حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی کو ارشاد فرمایا تھا کہ بیٹا!......"آپ اس راہ فقر پہ گامزن رہنا آپ کے جدامجد کا نام محمد فیض اللہ شاہ ہے (یعنی اللہ جل جلالہٗ کا فیض) اور آپ کے والد کا نام غوث العالمین حضرت خواجہ فیض اللہ شاہ نے نور محمد رکھا ہے (یعنی محمد ﷺ کا نور) آپ کی رگوں میں مرج البحرین کا فیض (ایک اللہ کا فیض دوسرا نور محمدی کا فیض ہے) آپ کو میں نے سرکار مدینہ ﷺ سے اجازت لیکر تاجدار مدینہ ﷺ کا فقیر بنایا ہے اور آپ کا نام فقیر محمد رکھا ہے۔ آپ کے وارثوں میں فقر محمدی (ﷺ) کے قاسم پیدا ہوتے رہیں گے اور ہندوستان میں سلسلہ در سلسلہ فیضان فقر محمد جاری رہے گا۔ تیری غلامی میں آنے والے زمانے کے محدث اور امیر ملت اور فرد ہو کے جماعت علی نہ ہوں تو مجھے بھی نور محمد نہ کہنا"۔

آج خانقاہ عالیہ چورہ شریف سے وابستگان خلفاء کا سلسلہ ہر جگہ جاری وساری ہے اور عید گاہ ہو یا علی پور سیداں شریف، کرتو شریف ہو یا موہری شریف، دادوالی شریف ہو یا ڈھانگری شریف، باؤلی شریف ہو یا چھچیاں شریف آج بھی ان خانقاہوں سے ذکر خفی وجلی

کی صدائیں فقیر محمد علیہ الرحمۃ کے کرم کی زکوٰۃ اور روحانی توجہ کی خیرات ہیں۔ ان آستانوں کی رونقیں قطب العارفین حضرت خواجہ نور محمد کے فیضان ولایت کی زندہ کرامت ہیں پاکستان کا وجود آپ کے خانوادہ عالیہ سے وابستہ خلفاء کی سعی سے ہے، یہ بھی آپ کی کرامت ہے۔

- حضرت پیر سید چنن شاہ آلومہاروی ہر سال قافلے کی صورت میں تیراہ شریف قطب العارفین حضرت خواجہ نور محمد کی بارگاہ عالی وقار میں زیارت کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ دوران سفر آپ کا قافلہ ایک ویران جنگل سے گذر رہا تھا کہ اچانک ایک شیر ظاہر ہوا اور حملہ کرنا چاہا آپ نے جوابی کاروائی یا مقابلہ کے بجائے فوری طور پر تمام قافلے والوں کو مراقبہ کرنے کا حکم دیا اور خود تمام قافلے والوں پر ایسی توجہ ڈالی کہ وہ شیر کے ڈر کو بھول گئے ایک نیا ساتھی جو سلسلہ عالیہ میں داخل ہوا تھا اس نے سوچا کہ نہ شیر نے ہم پر حملہ کیا نہ ہی ہمیں بھاگنے کی اجازت دی گئی ہے، آخر کیا بات ہے، یہ سوچتے ہوئے اس نے آنکھیں کھولیں تو سامنے شیر مرا پڑا تھا، اتنی دیر میں سب قافلے والے مراقبے سے فارغ ہو چکے تھے، سبھی مرے ہوئے شیر کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایک تانبے کا لوٹا جس کی نالی شیر کے دل میں چھبی ہوئی ہے اور اسی سے وہ ہلاک ہو چکا ہے، حضرت پیر سید چنن شاہ نے فوراً لوٹا پہچان لیا کہ یہ تو میرے شیخ حضرت قطب العارفین کا مبارک لوٹا ہے، جس سے آپ کو وضو کرایا جاتا ہے انہوں نے بڑے ادب سے لوٹے کو اٹھالیا، جب حضور قطب العارفین کی بارگاہ عالی وقار میں حاضر ہوئے تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ''شاہ جی راستے میں شیر مار کر آئے ہو'' تو وہ عرض گزار ہوئے کہ یہ تو آپ کی ذات والا صفات کا کمال ہے آپ شاہ صاحب کا جواب سن کر خاموش ہو گئے، جب اہل قافلہ نے وضو پر مقرر خادم سے لوٹے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ کچھ دن قبل عصر کی نماز کیلئے آپ کو وضو کرا رہا تھا کہ اچانک آپ نے لوٹا مجھ سے چھین کر بڑے جلال میں کسی چیز پر زور سے دے مارا اس دن کے بعد سے یہ لوٹا مجھے نظر نہیں آیا، آج یہ راز کھلا ہے کہ

آپ نے تیراہ شریف میں بیٹھ کر اس بیابان جنگل میں آنے والے اپنے غلاموں کو شیر کے حملے سے بچانے کے لئے اس پروار کی خاطر یہ لوٹا زور سے مارا۔ سچ ہے کہ جہاں اللہ والے کی نگاہ کام کرتی ہے وہاں کسی اور کی بصارت کا کیا کام؟

- حضرت پیر سید چنن شاہ آلومہاروی جب بیعت کیلئے حضرت ہادئ نامدار شاہ نتھیالوی کی معیت میں تیراہ شریف حضرت قطب العارفین کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نامدار نے عرض کیا میں آپ کی خدمت میں ایک شہباز لے کر حاضر ہوا ہوں اس کو اپنے سلسلہ عالیہ کے فروغ کے لئے قبول فرمائیں، حضرت قطب العارفین نے حضرت پیر سید چنن شاہ کی طرف ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا تمہارا تحفہ ہمیں پسند آیا ہے چنانچہ آپ نے شاہ صاحب کو داخل سلسلہ فرما کر لنگر شریف پکوانے اور تقسیم کرنے پر مامور فرمادیا۔ حضرت پیر سید چنن شاہ بارہ سال لنگر شریف کی خدمت کرتے رہے یہاں تک کہ کپڑے انتہائی بوسیدہ ہوگئے، حضرت قطب العارفین نے جب یہ عالم دیکھا تو اپنا کرتہ اور جوڑا مبارک پہننے کے لئے عنایت فرمایا، شاہ صاحب نے کرتہ تو پہن لیا مگر ادب کی وجہ سے جوتا مبارک پہننے کے بجائے اپنے سینے سے باندھ لیا، جب فرصت ملتی، جوتا مبارک اتار کر چومتے آنکھوں پر لگاتے اور پھر سینے پر باندھ لیتے، اسی طرح وقت گزرتا رہا آخر ایک دن حضرت قطب العارفین نے آپ کو اپنا دوسرا کرتہ عطا فرمایا اور پہلے والا اتار کروہ پہننے کا حکم دیا۔ جب کرتہ اترا تو سینے پر بندھے مرشد کریم کے نعلین دیکھ کر تمام صاحبانِ عقیدت حیران رہ گئے۔ حضرت قطب العارفین نے جب شاہ صاحب کی یہ عقیدت دیکھی تو فوراً سینے سے لگایا باطنی فیض دیا اور ساتھ ہی خلافت کا خرقہ پہنا کر دین اسلام کی اشاعت اور طریقت مجددیہ کی ترویج کے لئے آپ کو واپس آلومہار شریف روانہ فرمادیا۔

- حضرت قطب العارفین کے زمانے میں آپ کا ایک مخلص نیاز مند راجہ سید خان جو پولیس آفیسر تھے بغیر اطلاع اور چھٹی مجرموں کے تعاقب کا بہانہ کر کے موضع داراڈر شریف (افغانستان) میں آپ کی بارگاہ عالی وقار میں حاضر ہوئے۔ آپ کی محبت اور

الفت نے ان کو اس طرح دیوانہ بنالیا کہ واپس جانے کا خیال ہی نہ آیا جب آپ کی بارگاہ سے انہیں باطنی فیض حاصل ہوا تو واپس تشریف لے گئے، اس دن سے لیکر ملازمت کے اختتام تک مجرموں کو اپنے کشف سے جان جاتے تھے اور چالان کردیتے تھے اور ان کا چالان کبھی غلط ثابت نہ ہوتا، ایک مرتبہ حضور قطب العارفین کی بارگاہ ناز میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا راجہ سید خان تیرا کشف چوروں اور ڈاکوؤں کے لئے مصیبت بن گیا ہے انہوں نے عرض کی حضور آپ دعا فرمائیں، میرے حلقے میں کوئی واردات ہی نہ ہوا کرے، آپ نے یہ سن کر ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا اللہ سید خان کے علاقے میں جرائم کو ختم فرما، اس دن سے لیکر ریٹائرمنٹ تک کبھی کوئی چالان راجہ سید خان کی طرف سے عدالت میں نہ پہنچا۔ ایک دن ضلع آفیسر اٹک نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ راجہ سید خان نے کبھی کسی واردات کی رپورٹ عدالت میں پیش نہیں کی۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ ڈیوٹی وغیرہ تو کرتے نہیں بلکہ ہر وقت درویشوں کے ساتھ بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ ضلع آفیسر نے تحقیقات کے لئے ملک رحمت خان انسپکٹر گوجرانوالہ کو روانہ کیا ملک صاحب جب حضرت قطب العارفین کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو فوراً بیعت ہو کر آپ کے فیض سے سرشار ہوئے اور واپس آکر افسروں کو رپورٹ دی کہ راجہ سید خان صاحب اپنے فرائض بڑی تندہی سے سرانجام دے رہے ہیں۔

- حضرت خواجہ ہادی نامدار شاہ تھیال شریف والے موضع ''کابل'' میں ایک عالم سے کتاب ''شرح الیاس'' پڑھ رہے تھے انہیں خواب میں حضور قطب العارفین حضرت خواجہ نور محمد کی زیارت ہوئی، آپ نے حضرت خواجہ ہادی نامدار سے فرمایا کہ فوراً میرے پاس تیراہ شریف پہنچو اور بیعت حاصل کرو، آپ نے بیدار ہو کر استاذ گرامی کو جب خواب سنایا تو انہوں نے فوراً ایک ساتھی کے ہمراہ آپ کو تیراہ شریف روانہ کردیا، جب داخل سلسلہ ہوئے تو آپ کی ڈیوٹی لنگر شریف کے لئے لکڑیاں اور مال مویشی کیلئے گھاس فراہم کرنا تھی۔ چھ سال تک آپ اس خدمت گزاری میں مصروف

رہے کہ اس دوران آپ کو اپنا سر دھونے کی فرصت بھی نہ ملی، ایک دن حضرت خواجہ سید گل محمد شاہ گیلانی جو قطب العارفین کے برادر تھے انہوں نے بڑے زور سے آپ کا سر دھلایا، سر کے بال اس طرح الجھے ہوئے تھے کہ ان میں کنگھی نہ کی جا سکتی تھی، حضرت سید گل محمد شاہ نے سارا دن ایک ایک بال کو اپنے ہاتھوں سے جدا کیا۔ حضرت قطب العارفین نے جب اپنے اس غلام باوفا کی عقیدت مندی اور محبت و عشق کو دیکھا تو اگلے ہی دن خلافت سے سرفراز فرمایا، اسی طرح ایک موقع پر جب حضور قطب العارفین کے صاحبزادے بیمار ہوئے جو تحصیل علم کیلئے تین کوس کے فاصلے پر مقیم تھے، آپ نے ان کو تیراہ شریف لانے کیلئے جب خدام کو ارشاد فرمایا، تو حضرت حادی نامدار نے عرض کی کہ غلام حکم کی تعمیل کیلئے حاضر ہے، اسی وقت روانہ ہوئے اور پانچویں دن جب صاحبزادہ صاحب کو لے کر حاضر ہوئے تو حضور قطب العارفین کو ان کی یہ نیازمندی اتنی پسند آئی کہ ہاتھ اٹھا کر دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے فیض سے جہان کو منور کرے۔ دربار نتھیال شریف روحانی رونقوں کا مرکز ہے۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

سلطان الفقراء، قدوۃ الاولیاء، قطب الاقطاب، غوث زماں
حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی المعروف باباجی چوراہی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت:

سلطان الفقراء، خواجہ خواجگان، رہبر عاشقاں، قبلۂ عارفاں، حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی کی ولادت باسعادت تیزئی شریف علاقہ تیراہ میں غوث زماں، قطب العارفین خواجۂ خواجگان، حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ گیلانی بانی چورہ شریف کے آستانہ مقدسہ پر 1213ھ میں ہوئی۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں، آپ کا سلسلہ نسب حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ آپ مادرزاد ولی ہیں جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ نے اپنی والدہ کریمہ کا دودھ نہ پیا۔ حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ تیراہی سے عرض کیا گیا کہ آپ کا پوتا دودھ نہیں پیتا تو آپ یہ سن کر خود تشریف لائے اور آپ کو اپنی آغوش میں لے لیا اور مسکرا کر فرمایا کہ یہ تو ہم سے ابھی اپنا حصہ طلب کر رہے ہیں۔ چنانچہ مسکرا کر اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں ڈال دی، جسے آپ کافی دیر تک چوستے رہے اور فیضان مجددیہ کے پہلے ہی دن سے حاصل کرنے کا حسین آغاز فرمایا۔ جب زبان مبارک چوس کر فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر طریقت کا عظیم سلطان ہوگا اور اس کے ذریعے لاکھوں کی تعداد میں لوگ منزل ولایت پر پہنچیں گے اور سلسلہ مجددیہ کی دھوم سارے زمانے میں پھیلے گی اور قیامت تک اس کی عظمت کا ڈنکا بجتا رہے گا۔

تعلیم و تربیت:

آپ کے چہرہ انور پر بچپن ہی سے آثار ولایت نمایاں تھے۔ آپ نے ظاہری تعلیم

اپنے والد گرامی سے حاصل کی علوم متداولہ کی تکمیل کے بعد آپ علم روحانی کی طرف متوجہ ہوئے۔آپ کو تمام علوم شریعت پر ملکہ حاصل تھا۔آپ کے علم وفضل کا عالم یہ تھا کہ قرآن مجید کے ایک ایک حرف کے اسرار ومعانی بیان کرنے لگتے تو علم ومعرفت کے دریا بہا دیتے ۔اور ایسے ایسے رموز ظاہر فرماتے کہ علماء،فضلاء حیران رہ جاتے اور دانتوں میں انگلیاں دبا لیتے ۔آپ اپنے دور کے عظیم عالم اور صوفی تھے۔آپ کو علم وفضل میں جو کمال حاصل تھا اس کا ادراک کرنے سے عقل قاصر ہے۔

بیعت اور خلافت:

آپ کی بیعت اپنے دادا جان غوث العالمین حضرت خواجہ پیر سید فیض اللہ شاہ گیلانی تیراہی سے ہے۔آپ کے اوصاف وکمالات اور زہد وتقویٰ کو دیکھتے ہوئے انہوں نے آپ کو بیس سال کی عمر میں ہی خلافت عطا فرمادی تھی۔آپ کی تکمیل منازل سلوک میں حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ اور حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ (علیہ الرحمۃ) ہر دو حضرات کی توجہات شامل ہیں۔جس طرح آپ نجیب الطرفین سید ہونے کے حوالے سے دوہری اعلیٰ نسبت کے مالک ہیں، بالکل ایسے ہی آپ تربیت سلوک کے معاملے میں دوہری توجہات کے حامل ٹھہرے۔آپ کو 14 خانوادوں سے فیض حاصل ہوا اور آپ کو تمام کے تمام خانوادوں سے اجازت حاصل ہوئی ،مگر آپ نے طریقہ نقشبندیہ کو زیادہ عام فرمایا،آپ طریقت کے آسمان کے ایسے عظیم آفتاب ہیں کہ ایام طفولیت ہی سے آپ کی ضیاء پاشیاں ظاہر ہونا شروع ہوگئی تھیں۔آپ اپنے والد کریم حضرت خواجہ سید نور محمد کی ہو بہو تصویر تھے۔تمام معاملات چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، بولنا،لباس،کلام ہر کام میں ان کا رنگ آپ پر غالب تھا۔ حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ گیلانی تیراہی کی توجہات اور حضرت خواجہ نور محمد گیلانی کی نگاہ دل نواز نے آپ کو ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچایا جو کسی اور کو حاصل نہ ہوا۔والد کریم کے وصال کے بعد آپ مسند ارشاد پر فائز ہوئے اور تقریباً 29 سال مسند ارشاد پر فائز رہے۔

حلیہ مبارک:

آپ کا قد مبارک دراز تھا، رنگ مبارک گندم گوں سفیدی مائل تھا، چونکہ آپ حسنی

حسینی سید تھے، اس لئے چہرہ انور سے انوار وتجلیات ظاہر ہوتے تھے، چشمان مقدس بڑی اوران میں سرخ ڈورے، گیسو مبارک شانوں تک دراز، پیشانی مبارک کشادہ، ہاتھ مبارک انتہائی نرم اور گداز، سینہ مبارک فراخ تھا، چلتے وقت آپ کی رفتار مبارک تیز تھی، قدم جما کر چلتے آپ کی عمر مبارک تقریباً 100 سال سے زیادہ ہوئی ہے۔ عمر مبارک کے آخری حصہ میں بھی سماعت اور بینائی مبارک میں فرق نہ تھا۔ سر مبارک پر دستار سفید اور کالی چادر کندھے پر ہوتی۔ کبھی کبھی سفید کرتہ اور نیلا تہبند استعمال فرماتے تھے، سوتے وقت کالی چادر کو پورے بدن پر لپیٹ لیتے۔

معمولات مبارک:

آپ کی ساری زندگی شریعت مطہرہ کی پاسداری میں گزری، پوری حیات مبارکہ میں ایک لمحہ بھی ایسا نہ گزرا جو شریعت مقدسہ کے مطابق نہ ہو۔ بچپن سے ہی طبیعت مبارکہ عبادت و ریاضت کی طرف مائل تھی ذکر وفکر اور مراقبہ میں شب و روز مصروف رہتے۔ طریقت نقشبندیہ اور تعلیمات مجددیہ پرسختی سے عمل پیرا رہے اور تمام عقیدت مندوں اور متوسلین کو بھی ان پر عمل کی تاکید فرماتے، نماز عشاء کے بعد کچھ دیر آرام فرما کر بیدار ہوتے، تہجد کی نماز آپ کا بچپن سے معمول تھا، تہجد کے بعد فجر تک مراقب رہتے، پھر نماز فجر ادا فرما کر ذکر وفکر میں مشغول ہو جاتے، ذکر سے فراغت پا کر تلاوت قرآن مجید فرماتے اس عمل پر آپ پوری حیات مبارکہ قائم رہے، ابتداء سے عادت مبارکہ تھی کہ دو تین پارے تلاوت فرما کر ختم شریف پڑھتے۔ ظہر سے قبل طعام تناول فرماتے، پھر وضو فرما کر نماز ظہر ادا فرماتے اسی وضو سے آپ نماز عشاء ادا فرمالیا کرتے تھے، بعد از ظہر ارباب عقیدت کی حاجات پوری فرماتے، آپ نے پوری حیات مبارکہ میں دیگر نمازوں کی طرح نماز عصر کی ادائیگی میں خصوصی اہتمام فرمایا، عین وقت پر عصر کی نماز ادا فرماتے اور پھر قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کیلئے ختم معصومیہ پڑھتے۔ آپ نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے تھے، شام کا کھانا بعد از نماز مغرب تناول فرماتے اور پھر عشاء کی نماز اول وقت میں ادا فرماتے اور کچھ دیر آرام کرنے کیلئے لیٹ جاتے، نماز تہجد کیلئے بیدار

ہو کر وضو فرماتے، نماز کی ادائیگی کے بعد فجر تک آپ مراقب رہتے، فجر کی نماز ادا فرما کر آپ عقیدت مندوں کی حاجات کی طرف متوجہ ہوتے اور پانی وغیرہ دم فرما کر دیتے اور دعا فرماتے، تعویذات لکھ کر دیتے مگر زیادہ تر دعا پر ہی اکتفا فرماتے، آپ تعویز نویسی کو زیادہ پسند نہیں فرماتے تھے آپ کی دعا سے ہی حاجت مندوں کی حاجتیں پوری ہو جاتی تھیں۔
آپ کی خوراک بالکل کم تھی، خمیری روٹی اور کھچڑی آپ کی مرغوب غذا تھی، سرخ مرچ سے آپ پرہیز فرماتے تھے کسی خاص چیز کی فرمائش نہ کرتے، جو کچھ حاضر ہوتا برضا و رغبت تناول فرمالیتے، میوہ وغیرہ کم پسند فرماتے، سردیوں میں تین تین ماہ تک پانی نوش نہ فرماتے، آخری سالوں میں آپ نے راولپنڈی کے عقیدت مندوں کے اصرار پر چائے پینا شروع کر دی تھی، رزق حلال کے سلسلہ میں آپ ساری حیات مبارکہ سختی سے احتیاط فرماتے رہے۔

سیرت و کردار:

سلطان الفقراء حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی اخلاق محمدی کی تصویر تھے۔ آپ کی ذات والا صفات شریعت و طریقت کا حسین مجموعہ تھی۔ آپ نے ساری زندگی شریعت کی اس انداز میں پاسداری کی جس کی مثال کم ہی نظر آتی ہے۔ عاجزی اور انکساری آپ کا اوڑھنا بچھونا تھی غرور اور تکبر کو آپ نے کبھی اپنے قریب نہ پھٹکنے دیا۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ کو سنت رسول ﷺ کے رنگ میں اس طریقہ سے رنگ دیا تھا کہ آپ کے جمال کو دیکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، آپ اس قدر حلیم الطبع تھے کہ سالہا سال کسی پر غصہ نہ فرماتے اگر کوئی خطا کر بیٹھتا تو اسے معذرت کا موقع فراہم کرتے، بسا اوقات خود ہی طلب فرما کر اس کی غلطی کا ازالہ فرما دیتے۔ آپ کی ذات والا صفات صدیقی انوار و برکات کا پیکر تھی تمکنت اور وقار آپ کے چہرہ مبارک سے ظاہر تھا آپ کی مجلس میں ہر طبقۂ فکر کے لوگ شامل ہوتے مگر کسی کو اپنی امارت کے سبب آواز بلند کرنے کی جرأت یا کسی کو اپنی کم حیثیتی کے تئیں حاجت بیان کرنے میں رکاوٹ نہ ہوتی۔
آپ کسی کی شکایت پر دوسرے سے دل میں میل نہ رکھتے بلکہ حتی المقدور شکایت کرنے والے کو نصیحت فرماتے اور عیب دار کی دل جوئی فرماتے اور کمزوری کو دور کرنے کی تلقین

فرماتے۔ آپ شہروں میں کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ 15 دن تک قیام فرماتے مگر ہمیشہ آپ کا قیام مسجد میں ہوتا تھا، آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں خدا کا مہمان ہوں اس لئے خانہ خدا میں مقیم ہوں۔ آپ ایک زاہد خشک نہ تھے بلکہ لوگوں کی باطنی تربیت و اصلاح کا خاص خیال فرماتے، اگر کوئی شخص آپ پر احسان کرتا تو اس کے احسان کا دس گنا تک بدل عطا فرماتے اور ہمیشہ اس کے احسان کو یاد رکھتے۔ غرباء کا ہمیشہ خیال رکھتے بالخصوص اپنی خدمت عالی وقار کے سلسلہ میں کبھی غریب لوگوں پر بوجھ نہ بنتے۔ آپ کی محفل میں جو شخص ایک مرتبہ حاضر ہوتا وہ ساری زندگی کیلئے آپ کا نیاز کیش بن جاتا۔ سفر کے دوران آپ کی کوشش ہوتی کہ خادموں اور درویشوں کو تکلیف نہ ہو۔ آپ کے در اقدس پر آنے والا سائل کبھی خالی نہ گیا، بلکہ سائل کے سوال سے پہلے ہی اسے عطا فرما دیتے۔ آپ سیف زبان تھے جو آپ کی زبان اقدس سے نکل جاتا تھا، وہ ہو جاتا تھا۔ آپ کی نگاہ ناز اس قدر با اثر تھی کہ جس پر پڑ جاتی اس کا مقدر بدل جاتا۔ آپ کی ذات اقدس سے اللہ رب العزت نے سلسلہ عالیہ مجددیہ کو ہندوستان کی سرزمین میں دوام بخشا۔ آپ کی صحبت باکمال سے سینکڑوں ولی پیدا ہوئے، ہزاروں لوگ صراط مستقیم پر گامزن ہوئے، لاکھوں افراد کے دل اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی محبت کا خزینہ بنے۔ آپ کی بارگاہ عالی وقار میں آنے والے شب زندہ دار ذاکر اور باکمال صوفی بن کر جاتے۔ آپ کی نگاہ کیمیا گر کے اثر سے دلوں کا زنگ دھل جاتا اور اللہ اللہ کا ورد جاری ہو جاتا۔ آپ نے ہزاروں غیر مسلموں کو دولت ایمان سے سرفراز فرمایا کم و بیش چار لاکھ افراد کو سلسلہ عالیہ مجددیہ میں داخل فرما کر ان کی باطنی تطہیر پر توجہ فرمائی۔ آپ کی سیرت و کردار کا یہ ایک اہم پہلو ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کا ایک سانس بھی خلاف شریعت نہ لیا۔ خود تو شریعت مطہرہ پر سختی سے عمل پیرا تھے ہی جن کو آپ کی نسبت عطا ہوئی وہ بھی شریعت و طریقت کا قابل قدر نمونہ بن گئے۔ تواضع کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے نے کسی کو مرید کہہ کر آواز دی جب آپ کے علم میں یہ بات آئی تو سخت ناراض ہوئے۔ جب صاحبزادہ صاحب کو پتہ چلا کہ حضرت صاحب مجھ سے اس حد تک ناراض ہیں کہ کلام کرنا بھی پسند نہیں کرتے تو تمام ذکر و اذکار

اور وردو ظائف ترک کر دیئے۔ احباب نے ترک وظائف کا سبب دریافت کیا تو جواب میں فرمایا کہ جب حضرت صاحب ہی ناراض ہیں تو وظائف کا کیا فائدہ۔ کیونکہ اللہ کی رضا تو ان کی رضا میں ہے۔ اس لئے جب تک آپ راضی نہ ہوں قرب حق کیسے مل سکتا ہے، جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو صاحبزادہ صاحب کو بلا کر فرمایا کہ میرے والد کریم اور دادا حضور جو اپنے وقت کے غوث تھے انہوں نے کسی کو مرید کہہ کر آواز نہیں دی تو آپ اس حیثیت کے کب سے حامل ہو گئے ہو کہ مرید کہہ کر بلانے لگے اس لئے توبہ کرو اور دوبارہ کسی کو مرید کہہ کر مت پکارنا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک دیگر خانقاہوں کے برعکس خانقاہ عالیہ چورہ شریف میں کسی کو بھی مرید کہہ کر بلایا یا پکارا نہیں جاتا بلکہ سنگی یا دوست وغیرہ کہہ کر یاد کیا جاتا ہے۔

اشاعت دین:

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ سلسلہ عالیہ مجددیہ کو ہندوستان کی سرزمین پر جو دوام آپ کی ذات سے حاصل ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت اور خدمت دین کی خاطر شب و روز جدوجہد کی، آپ نے اپنی حیات مبارکہ کے کم وبیش 80 سال دین متین کی خدمت میں صرف کئے پورے ہندوستان اور کشمیر کا سفر کئی مرتبہ فرمایا، جو ریل، گھوڑیوں اور پیدل ہوتا، آپ نے افغانستان، پنجاب، سرحد، بلوچستان، کراچی، بمبئی، مدراس، امرتسر اور ہندوستان کے بیشتر علاقوں کے سفر بارہا فرمائے اس لئے ہندوستان کے کم وبیش تمام علاقوں میں آپ کے ارادتمند موجود ہیں۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ شریعت مطہرہ کی ترویج واشاعت میں صرف کیا۔ آپ کی اعلیٰ سیرت و کردار اور اوصاف حمیدہ کا اثر تھا کہ آپ کے دست حق پرست پر ہزاروں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور لاکھوں تائب ہو کر داخل سلسلہ عالیہ مجددیہ ہوئے۔ آپ کی ذات عالی صفات چونکہ علم وعمل کا حسین مجموعہ تھی اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ کے علم و فضل کا عالم یہ تھا کہ قرآن مجید کے ایک ایک حرف کے اسرار و رموز جدا جدا کر کے بیان فرماتے تھے۔ لہٰذا آپ کی ذات اقدس کے علم وفضل سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ

فیضیاب ہوئے اور آپ کی نگاہ دلنواز سے سرفراز ہو کر ہزاروں کی تعداد میں امت مسلمہ کے رہبر اور ہدایت کنندہ بن گئے۔ آپ کے حالات سفر بیان کرنا قلم کی طاقت سے وراء ہے لہٰذا اسی سے اندازہ لگالینا چاہیے کہ جن کا فیض پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے انہوں نے دین متین کی اشاعت کے لئے کتنی کوششیں کی ہونگی۔

اولاد پاک:

اللہ رب العزت نے آپ کو 5 بیٹے عطا فرمائے جو تمام کے تمام ہی مادر زاد ولی تھے اور ولایت کے حسین درخشندہ آفتاب بنے ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

- عارف ربانی حضرت خواجہ سید گل نبی شاہ گیلانی
- امام السالکین حضرت سید احمد نبی شاہ گیلانی خواجہ گیسو دراز
- امین فیضان نقشبندیہ حضرت خواجہ سید محمد نبی شاہ گیلانی
- باریاب بارگاہ صدیقیت حضرت خواجہ سید پیر سید شاہ گیلانی
- واقف اسرار حقانی حضرت خواجہ سید قادر شاہ گیلانی

آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کی مسند ارشاد پر حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی فائز ہوئے، جن کی ذات اقدس حضور باباجی کے فیوض و برکات کا مجموعہ تھی۔

خلفاء عظام:

آپ کے خلفاء کی تعداد سینکڑوں میں ہے مگر یہاں صرف چند خلفاء کرام (علیہم الرحمۃ) کے نام پیش کئے جاتے ہیں:

- حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور سیداں شریف (نارووال)
- حضرت حافظ عبدالکریم عیدگاہ شریف (راولپنڈی)
- حضرت باباجی خواجہ خان عالم باؤلی شریف (گجرات)
- حضرت پیر سید جماعت علی شاہ ثانی علی پور سیداں (نارووال)
- حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین باؤلی شریف (گجرات)

- حضرت مولانا غلام نبی چک قریشیاں (ضلع سیالکوٹ)
- حضرت مولانا قاری احمد حسن گجراتی (گجرات)
- حضرت مولانا غلام محمد بگوی خطیب بادشاہی مسجد لاہور
- حضرت صاحبزادہ نواب الدین علی ساکن بشند ور شریف (چکوال)
- حضرت حافظ فتح الدین رنگ پورہ (ضلع سیالکوٹ)
- حضرت راجہ شیر باز خان موضع بڑکی تحصیل گوجر خان (راولپنڈی)
- حضرت مولانا مست علی موضع میترانوالی (ضلع سیالکوٹ)
- حضرت سید غلام قادر شاہ کوٹلی سیداں
- حضرت حافظ جی جوڑیاں والا (گجرات)
- حضرت مولانا محمد حسین پسروری رنگ پورہ (سیالکوٹ)
- حضرت مولانا محمد یوسف (سیالکوٹ)

وصال باکمال:

آپ کا وصال مبارک تقریباً ایک سو دو سال کی عمر مبارک میں 29 محرم الحرام 1315ھ 30 جون 1897ء کو ہوا۔ وصال سے قبل کچھ روز آپ علیل رہے۔ آپ کا مزار مقدس سرزمین چورہ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مرجع خلائق ہے، جہاں آج بھی مخلوق خدا اپنے دامن مراد کو بھرنے کے لئے حاضری دیتی ہے اور اپنے سینوں کو آپ کے انوار و برکات سے منور کرتی ہے، آپ کے مزار مبارک پر کوئی گنبد وغیرہ تعمیر نہیں کیا گیا ہے۔

کرامات:

آپ کی چند کرامات درج ذیل ہیں:

- حضرت سلطان الفقراء اپنے سالانہ تبلیغی سفر پر علاقہ ناڑوواں میں تشریف فرما تھے تو دربار عالیہ چورہ شریف سے پیغام آیا کہ دربار شریف پر لنگر شریف کے لئے دودھ کی شدید قلت ہے۔ آپ نے اپنے تمام حلقہء احباب جو اس وقت آپکی خدمت میں

تشریف فرما تھے کو قبلہ مائی صاحبہ کا پیغام سنایا۔ آپ کے جانثاروں میں حضرت پیر غلام نبی ہاشمی چک قریشیاں، آپ کا ارشاد گرامی سن کر کھڑے ہوئے اور دستہ بستہ عرض کیا حضور کل دوستوں نے ایک بھینس نذر کی ہے وہ نہایت خوبصورت ہے اور بہت جلد شیر دار ہونے والی ہے تو اس کو کیوں نہ دربار شریف میں بھیج دیا جائے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہاشمی صاحب اس کو چورہ شریف پہنچانے کی کون ذمہ داری قبول کرے گا۔ ہاشمی صاحب دست بستہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا حضور غلام حاضر ہے۔ آپ نے فرمایا ہاشمی صاحب یہ بھینس پکڑیں اور ابھی چورہ شریف کی طرف سفر جاری فرمائیں، حضرت قبلہ غلام نبی ہاشمی اٹھے بھینس کی رسی ہاتھ میں پکڑی اور چورہ شریف کیلئے روانہ ہونے لگے، تو آپ کو پیر جماعت علی شاہ صاحب نے فرمایا ہاشمی صاحب آپ چورہ شریف کے لئے روانہ ہو رہے ہیں گھر تو اطلاع دے دیں تو آپ نے فرمایا کہ شاہ جی میں صدیقی نقشبندی ہوں آج چورہ شریف کیلئے روانہ ہونے کیلئے اجازت نہ لیکر مکے کی ہجرت کی رات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت ادا کر رہا ہوں کہ سب کچھ حکم محبوب پر قربان، جمیع حلقۂ احباب پر رقت طاری ہو گئی اور حضرت ہاشمی صاحب سفر پر روانہ ہو گئے، جون کا مہینہ، موسم کی شدت اپنے جوبن پر تھی ہاشمی صاحب پوچھتے پوچھتے سوہادہ اور دینہ کے درمیان پہاڑ کے دامن میں ترکی بس سٹاپ پر پہنچے آپ گرمی کی وجہ سے گھبرا گئے اور وہاں ایک سایہ دار بوہڑ کے درخت کے نیچے قیام کیا تو آپ کو انتہائی پیاس لگی ہوئی تھی۔ آپ کو اونگھ آ گئی تو حضور قبلہ سلطان الفقراء کی زیارت ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاشمی صاحب جہاں آپ سوئے ہوئے ہیں پاؤں کی طرف ریت ہے ریت ہٹائیں آپ کو پانی مل جائے گا۔ واقعی سر کی طرف سخت زمین اور پاؤں کی طرف ریت تھی، ریت ہٹائی پانی کا چشمہ نکل پڑا جو آج تک مرجع خلائق ہے، آپ بہت خوش ہوئے اور شکرانہ کے نفل ادا کئے، بھینس شیر دار ہو گئی، اب بھینس کو لے کر چلنا تو آسان تھا لیکن اس کی کٹیا چلنے سے معذور تھی۔ آپ نے کٹیا کو کندھوں پر اٹھایا اور رات دن سفر کرنے کے بعد چورہ شریف پہنچ گئے۔ آپ کے چورہ شریف پہنچنے تک

حضور سلطان الفقراء اروال کا سفر مکمل کر کے واپس چورہ شریف تشریف فرما ہو چکے تھے۔ جب ہاشمی صاحب چورہ شریف کی آبادی میں داخل ہوئے تو دربار شریف کے درویش دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہ دنیائے علم میں ایک باکمال شخصیت کس عجز و انکساری کے ساتھ اپنے شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے ہیں اور صاحبان عقل حیرت میں تھے۔ قبلہ باباجی سرکار نے اٹھ کر اپنے خادم کا استقبال فرمایا اور اس رات تمام سلوک طے کروا کر منصب ولایت پر فائز کر دیا۔ یاد رہے کہ آپ حضرت پیر غلام نبی ہاشمی اقبالیات کے چیئرمین محمد یعقوب ہاشمی کے حقیقی دادا جان اور کارڈیولوجی کے مشہور ڈاکٹر فیاض ہاشمی کے پردادا جان تھے۔

- حضور سلطان الفقراء حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی المعروف باباجی چوراہی دریائے جہلم کے پار جانے کے لئے کشتی میں سوار تھے۔ آپ کے ہمراہ حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین باؤلی شریف اور حافظ مہر دین بھی تھے۔ جب کشتی دریا کے وسط میں پہنچی تو حافظ مہر دین نے دریافت کیا کہ دریا کتنا گہرا ہوگا۔ صاحبزادہ غلام محی الدین نے ازراہ مذاق کہہ دیا کہ حافظ جی چھلانگ لگا کر دیکھ لو کتنا گہرا ہے، یہ بات سننا تھی حافظ صاحب فوراً دریا میں کود گئے، تیرنا بالکل نہ آتا تھا کودے بھی وہاں جہاں عین منجدھار تھا۔ حضرت سلطان الفقراء نے فرمایا کہ "صاحبزادہ آدمی غرق ہوسی کہ نہ ہوسی" صاحبزادہ صاحب عرض گزار ہوئے کہ حضور اگر آپ کے ہوتے ہوئے بھی غرق ہوگیا تو پھر کنارے پر بھی سلامتی نہ ہے۔ یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے اور اپنی توجہ سے حافظ صاحب کو پہلے ہی کنارے پر پہنچا دیا، جب کشتی کنارے پر پہنچی تو حافظ صاحب پہلے ہی وہاں موجود تھے اور لباس بھی خشک تھا، پوچھنے پر فرمانے لگے کہ جیسے ہی پانی میں چھلانگ لگائی پانی نے میرے گرد حلقہ کر لیا اور کسی نے میرا ہاتھ پکڑ کر یہاں کنارے پر کھڑا کر دیا، یہ ہے اللہ والوں کا تصرف کہاں دریائے جہلم کی تند و تیز لہریں اور کہاں ایک ان تارا آدمی جو کنارے پر سلامتی سے پہنچ جائے۔
- حضرت سلطان الفقراء قبلہ باباجی چوراہی امرتسر ہندوستان میں ایک مسجد جس کا نام

مسجد خیر دین تھامیں قیام فرماتھے، کہ ایک برقع پوش خاتون آپکی بارگاہ عالی وقار میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور میں بیوہ عورت ہوں میرا ایک ہی بیٹا ہے، میں نے گھر کا ساز وسامان بیچ بیچ کر اسے بڑی مشکل سے بی اے تک پڑھایا ہے مگر بدقسمتی سے وہ فیل ہوگیا ہے۔اب اسکا دوبارہ امتحان میں داخلہ بھجوانا میرے لئے بہت ہی مشکل ہے آپ نگاہ کرم فرمائیں یہ کہہ کر وہ زاروقطار رونے لگ گئی۔آپ نے جب اس بیچاری کی یہ کسمپرسی دیکھی تو خصوصی شفقت فرماتے ہوئے تسلی دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا تیرا بیٹا پاس ہو جائے گا اسے دلاسا دیکر رخصت فرمایا۔ برقع پوش خاتون آپ کی زبان حق ترجمان سے یہ کلمات خیر سن کر رخصت ہوگئی۔آپ کی عظمت ورفعت سے ناواقف لوگ اس بات کو محض طفل تسلی سمجھے۔مگر اللہ رب العزت کے کرم سے جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا ہو کر رہا، کچھ دیر کے بعد تار آگیا کہ محمد علی پاس ہوگیا ہے فیل ہونے والا ایک سکھ لڑکا تھا، پہلے غلط اطلاع دی گئی تھی، محمد علی صاحب پاکستان بننے کے بعد راول پنڈی آگئے۔مکمل تعلیم بعد سول جج ملازم ہو کر ترقی کر کے اور سیشن جج ہو کر ریٹائر ہوئے۔

حضرت سلطان الفقراء ایک مرتبہ سیالکوٹ کے ایک گاؤں پہاڑنگ تشریف لے گئے، حسب معمول آپ نے گاؤں کی مسجد میں ہی میں قیام فرمایا، مسجد کے صحن میں ایک بہت بڑا بوھڑ کا درخت تھا، جیسے ہی نماز مغرب ادا کی گئی وہ درخت زور زور سے ہلنے لگا، تمام پرندے ڈر کے مارے اڑنے لگے۔آپ کے دریافت کرنے پر لوگوں نے عرض کیا کہ حضور یہ روزانہ مغرب کے بعد اسی طرح ہلتا ہے۔اس کی وجہ سے کوئی شخص بھی ڈر کے مارے نہ مسجد کا رخ کرتا اور نہ ہی ادھر سے گذرتا ہے۔آپ نے یہ سنا تو ایک لمحہ توجہ دی اور فرمایا کہ "وت نہ ہلسی" لوگوں نے دیکھا کہ درخت نے ہلنا بند کر دیا۔عرض گزار ہوئے کہ حضور اس کے ہلنے میں راز کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کے نیچے ایک جن نے ڈیرہ لگا رکھا تھا۔شام کو جب پرندے اس پر اکھٹے ہوتے تو یہ ان کو ڈرا کر اڑا دیتا۔ہم نے اس کو کہہ دیا کہ لوگ خائف ہیں اور جانوروں کو تکلیف ہوتی ہے لہٰذا یہ مقام چھوڑ

دو۔ تو وہ یہ جگہ چھوڑ کر چلا گیا ہے، اب انشاء اللہ ایسی حرکت دوبارہ نہ ہوگی۔

- آپ امرتسر کی مسجد خیر دین میں قیام پذیر تھے۔ چونکہ عمر مبارک کافی ہو چکی تھی۔ کہولت کا وقت تھا، اور عادت مبارکہ ہر وقت مراقبہ میں رہنے کی تھی اس لیے کبھی کبھی تھک بھی جاتے تھے، عادت کریمہ کے مطابق ایک چھوٹی سی چارپائی پر نیلے رنگ کی چادر مبارک اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے۔ کہ امیر ملت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب حاضر ہوئے اور بڑی انکساری سے آپ کے پاؤں مبارک دبانے لگے، آپ نے جب حافظ جماعت علی شاہ صاحب کو پاؤں دابتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا کہ حافظ جی کیا بات ہے، پیر جماعت علی شاہ صاحب نے بڑی عاجزی سے عرض کیا کہ حضور مسجد کے دروازے یہ جو نوجوان کتے کی رسی ہاتھ میں پکڑے ہوئے کھڑا ہے یہ میرے ایک مولوی دوست کا بیٹا ہے اور اس کا نام غلام رسول ہے یہ دین اسلام چھوڑ کر عیسائی ہو گیا ہے۔ اس کو لاکھ سمجھایا، دلیلیں بھی دیں، مگر یہ نہیں مانتا جب کچھ نہ بن سکا، تو آپ کی بارگاہ عالی وقار میں لیکر حاضر ہوا ہوں کہ اب آپ ہی توجہ فرمائیں اور اس کو راہ ہدایت پر گامزن کریں۔ وگرنہ یہ عالم دین کا بیٹا ہو کر مرتد کی موت مرے گا آپ نے نگاہ مبارک اٹھا کر اس کو ایک لمحہ کیلئے دیکھا اور فرمایا ''اونکے کوئی اپنی وراثت بھی چھوڑتا ہے اور کلمہ تو ہمارا سب سے قیمتی اور پرانا ورثہ ہے تو اس کو چھوڑ رہا ہے''۔ آپ کی زبان مبارک سے اس جملے کا نکلنا تھا کہ اس کی چیخ نکل گئی، زاروقطار رونے لگا قدموں میں گر کر عرض گزار ہوا کہ حضور پھر سے یہی ورثہ عطا فرما دیجئے، آپ نے اسی حالت میں اسے توبہ کرائی، کلمہ پڑھایا اور توجہ دیکر فرمایا جا اور غسل کر کے انگریزی لباس اتار کر پاکیزہ اور محمدی لباس پہن کر آ، کتے کی رسی تو اسی وقت ہاتھ سے چھوٹ گئی، گھر گیا، غسل کر کے پاکیزہ لباس پہن کر آیا اور آپ کے کرم سے مزید سرفراز ہوا۔

- حضرت سلطان الفقراء کے آخری خلیفہ پیر محمد ابراہیم ہاشمی نے حضرات خلفاء میں سب سے زیادہ عمر پائی، انتہائی بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے آپ کے خدام اور

دوست آپکو دربار عالیہ چورہ شریف سالانہ عرس شریف کے موقع پر حاضری سے منع کرتے تو آپ کو سخت گراں گزرتا اور آپ بڑی انکساری سے ارشاد فرماتے اگر چورہ شریف کے راستے پر موت آجائے اس سے بڑھ کر میرے لئے اعزاز کیا ہے۔آپ کو دوست دربار شریف ٹرین سے اُتار کر کاندھوں پر بٹھا لیتے کیونکہ اس وقت اسٹیشن سے دربار شریف تک موٹر گاڑی کا راستہ نہیں تھا۔مگر جب آپ ندی پہ پہنچتے تو تازہ وضو فرماتے اور آپ کے حکم کے مطابق دو دوست مل کر اپنے بازو پکڑ کر درمیان میں آپکو اٹھا لیتے ۔آپ فرماتے کاندھوں پر بیٹھ کر اونچا ہونا میں انتہائی بے ادبی سمجھتا ہوں، آپ کی کہولت اور نیاز مندی ادب و احترام دیکھ کر حضرت سلطان الفقراء نہایت خوش ہوتے ۔آپ نے بچوں کیلئے دعا کی درخواست کی،آپ نے ارشاد فرمایا ہاشمی صاحب! آپ کے بچے کسی جاہل پیر کی روحانی اولاد نہیں، انشاءاللہ العزیز آپ کی اولاد دین و دنیا کی تعلیم سے بہرہ مند ہونگے ،ان سے زمانہ فیض اٹھائے گا،آپ کی زبان پاک سے نکلے ہوئے الفاظ آج عملی طور پر ثابت ہو چکے ہیں اور زمانہ دیکھ رہا ہے کہ ہاشمی صاحب کے صاحبزادے ظفر ہاشمی مرحوم، محمد یعقوب ہاشمی، محمد اسماعیل ہاشمی سب انتہائی تعلیم یافتہ اور پوتے بھی ڈاکٹر ہیں، جن سے ہزاروں مریض استفادہ کر رہے ہیں انکی عزت وعظمت اور علم وعمل حضرت سلطان الفقراء کی زندہ کرامت ہے، سجاد ہاشمی، فیاض ہاشمی دنیا کے بہترین ہارٹ اسپیشلسٹ ہوئے۔

- حضرت سلطان الفقراء دوستوں کے ہمراہ اپنے درویش صوفی منش مستری کرم دین کے گھر دعوت پر تشریف لے جا رہے تھے۔عید گاہ روڈ پر جب آپ پہنچے تو آپ کی نظر ایک چھوٹی سی دوکان پر ایک خوبصورت نوجوان پر پڑی۔آپ نے اشارہ فرما کر اسے قریب بلایا، آپ نے اپنی روحانی بصیرت سے دیکھ لیا کہ یہ نوجوان صورت میں بھی خوبصورت سیرت میں بھی خوب صورت ہے، ارشاد فرمایا آپ کیا کام کرتے ہیں، نوجوان نے عرض کیا حضور خادم کا نام حافظ عبدالکریم ہے اور میں کپڑے رنگنے کا کام کرتا ہوں اور کاروبار میں مندا ہے، کبھی کوئی گاہک لگ جاتا ہے کبھی سارا دن

ایسے ہی گذر جاتا ہے کوئی نہیں آتا۔آپ نے وجدانی کیفیت میں ارشاد فرمایا لو بیٹا امتحان دو یہ میری چادر ہے اس کو رنگ کر رکھو میں واپسی پہ لے لوں گا، دیکھنا کچا رنگ نہ چڑھانا رنگ پکا ہو، آپ چادر عطا فرما کر درویش کے گھر تشریف لے گئے واپسی پر تشریف لائے تو وہ عاشق صادق درویش خدامست سیرت وصورت میں حسین پیکر چادر کو رنگ کر خوبصورتی سے تہہ لگا کر دونوں ہاتھوں پر سجا کر راہ میں کھڑا تھا۔آپ نے چادر دیکھی جونہی چادر سے نگاہ اٹھی نوجوان کے دل پر پڑی بس وہ ایک نگاہ تھی جس نے اس خوش قسمت نوجوان کا مقدر بدل دیا۔آپ نے گلے لگا کر ارشاد فرمایا بیٹا ''تو بھی رنگ ساز ہے اور میں بھی رنگ ساز ہوں فرق اتنا ہے تو کپڑے رنگتا ہے ضروری نہیں تیرا دیا ہوا رنگ کبھی نہ اترے لیکن میں دل رنگنے کا کام کرتا ہوں جس کو ایک دفعہ رنگ دوں وہ رنگ قیامت تک نہیں اتر سکتا'' جا آج کے بعد کپڑے رنگنے چھوڑ دو، عشاق آتے رہیں گے اور آپ ان کے دل عشق رسول ﷺ میں رنگتے رہنا، آئے ہو تو رنگساز آج کے بعد رنگ ساز نہیں دم ساز ہو جاؤ گے۔آپ کی خدمت میں دوست حیران کھڑے تھے، ایک سنگی نے عرض کیا کہ یا مرشد کریم! آپ نے حافظ جی سے کوئی چلہ کوئی مجاہدہ کوئی ریاضت نہیں کروائی۔اتنی بڑی روحانی دولت سے مالا مال فرما دیا ہے، یہ کیا ہے۔تو آپ خادم کا یہ جملہ سن کر تڑپ گئے اور بے ضبط ارشاد فرمایا یاد رکھنا:

محنتاں او کردے کنگال جہناں دے ماپے
جہناں ملے رج کھاناں او کیوں کرن سیاپے

حافظ صاحب کو پھر زمانے بھر نے دیکھا ہندوستان کے عظیم عالم، فقیہ اعظم، مولانا محمد شریف نقشبندی کوٹلی لوہاراں اور رومی العصر حکیم خادم علی سیالکوٹی جیسے لوگوں نے اکتساب فیض کیا اور دست حق پرست پہ بیعت کی، صوفی نواب الدین موہروی جیسے حضرات آپ کے دسترخوان ولایت کے خوشہ چیں بنے، دربار عیدگاہ شریف کی رونقیں دیکھ کر کہنا پڑتا ہے اے سلطان الفقراء یہ دربار عیدگاہ کی رونقیں فقط تیرے کرم کی خیرات اور تیرے حسن کی زکوٰۃ ہے۔

- حضرت سلطان الفقراء اپنے معمول کے مطابق اپنے جمیع خلفاء وخدام کے ساتھ سالانہ عرس شریف، سرہند شریف میں امام ربانی، قیوم زمانی، حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے جارہے تھے، امرتسر کے قریب آپ نے ایک مسجد میں قیام فرمایا، علاقے کے لوگ جو سال بھر آپ کے منتظر رہتے تھے، دعائیں کروانے اور اپنے بخت خوابیدہ کو جگانے، اپنی بگڑی بنانے کیلئے مضطرب رہتے تھے، ان سب کا مسجد میں ہجوم تھا آپ اپنے معمولات کے مطابق نماز عصر کے بعد ختم خواجگان شریف پڑھ رہے تھے۔ آپ کے سامنے حافظ نور حسین تشریف فرما تھے آپ ظاہری بینائی سے محروم تھے ان کا رخ قبلہ سلطان الفقراء کی طرف اور آپ کا رخ مسجد کے دروازے کی طرف تھا، آپ نے دیکھا کہ مسجد میں بکری کا بچہ دوڑتا ہوا اندر آ گیا، آپ نے فوراً آواز دی حافظ جی ادھر دیکھیں بکری مسجد میں آ گئی ہے اس کو نکال دیں، حافظ جی حکم سن کر کھڑے ہو گئے جب نہ چلے تو حضور نے فرمایا نظر نہیں آ رہا میں کہہ رہا ہوں وہ بکری دیکھو، بس اتنا کہنا تھا کہ رب کریم نے اپنے محبوب روف ورحیم ﷺ کی مبارک بینائی کا صدقہ حافظ صاحب کو آنکھیں عطا کر دی، حافظ جی کئی سال آپ کی بارگاہ میں عرس پر حاضری دیتے رہے اور اپنے خواجہ کی زندہ کرامت کے ڈنکے بجاتے رہے۔
- بسی شریف جہاں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے والدین کے مزارات ہیں، آپ سلطان الفقراء جتنے دن سرہند شریف میں قیام فرما ہوتے، آپ باقاعدگی سے نماز فجر کے بعد پیدل بسی شریف مزارات پر فاتحہ کیلئے تشریف لے جاتے، بسی شریف کے مسلمان تو مسلمان، سردار صاحبان بھی صبح سے آپ کے انتظار میں ہوتے، آپ سے دعائیں لیتے اور آپ کے احترام میں جب تک آپ بسی شریف رہتے کوئی کام کاج نہ کرتے۔ ایک دفعہ بسی کے نمبردار جو سکھ تھے آپ کی خدمت میں جب آئے تو آپ مزار شریف پر دعا فرما رہے تھے، آپ پر استغراقی کیفیت طاری تھی۔ نمبردار صاحب نے پیچھے کھڑے ہو کر آواز دی حضور اپنی دعا میں میرے لئے

اولا د نرینہ کی التجا بھی کر دیں، آپ نے کچھ دیر بعد دعا مکمل فرما کر ارشاد فرمایا سردار جی اللہ کریم میرے شیخ مجدد کے صدقے تین بیٹے عطا فرمائے گا اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ میرے آقا امام ربانی کے دین متین کے راہی ہوں گے، بسی میں اللہ کے فضل و کرم سے لوگوں نے دیکھا کہ سردار صاحب کے تین بیٹے ہوئے تینوں جوان ہو کر مسلمان ہوئے حضرت مجدد صاحب کے والدین کے مزارات پر خاکروبی کرتے رہے اور لنگر پکا کر تقسیم کرتے رہے۔ آپ اس کے بعد جب تک سرہند شریف تشریف لے جاتے رہے حلقہ بسی کے کثیر تعداد غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے جو مقبول اور محبوب بندے ہیں وہ تبلیغ اسلام کے داعی اور معاشرے سے برائی ختم کرنے کو ہی اپنا مقصد حیات تصور فرماتے ہیں اور اپنی درخشندہ راہوں کو اپنے عمل سے منور رکھنا انکی زندگی کا حاصل ہے

- راولپنڈی میں آپ کے ایک مرید پیر بخش صاحب تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گاؤں میں پانی نہ تھا کیونکہ زمین پتھریلی تھی لوگ دور دراز سے پانی لاتے تھے حضرت سلطان الفقراء خواجہ چوراہی کی بارگاہ عالی وقار میں ایک دن پانی کی کمی کے متعلق عرض کیا اور دعا کے لئے التجا کی۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا پیر بخش کنواں کھودو پانی آجائے گا۔ پیر بخش نے اپنی گرہ سے کثیر رقم خرچ کی اور کنواں کھدوانا شروع کیا۔ کنواں تیار ہوا مگر پانی نہ نکلا، لوگوں نے طعنہ زنی کی کہ تیرے پیر نے تجھے کنگال کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ اس طعنہ زنی کا جب آپ کی بارگاہ عالی وقار میں ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ پیر بخش کے حق میں دعا کرو، آپ نے دست دعا اٹھائے اور بعد دعا کچھ دیر توقف فرما کر انتہائی کیفیت میں ارشاد فرمایا پیر بخش جاؤ پانی آچکا ہے، میاں پیر بخش صاحب جب مقام مقررہ پر پہنچے تو دیکھا کہ بچے شور مچا رہے ہیں اور کنواں لبالب پانی سے بھرا ہوا ہے اور اس میں تیزی سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے

کہ جیسے کسی نے نہر کا رخ کنویں میں نیچے کی جانب سے کھول دیا ہو۔ پانی چکھا تو اس قدر میٹھا اور شیریں کہ ایسا پانی نہ کسی نے دیکھا نہ پیا۔ لوگ خوشی میں دیوانہ وار پیر بخش کو مبارکیں دینے لگے اور حضرت سلطان الفقراء کی ولایت کے گیت گانے لگے۔

اسی روز محمد بخش نامی ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سلطان الفقراء بابا جی چوراہی تیراہ شریف سے پانی بھر بھر کر لا رہے ہیں اور کنویں میں گرا رہے ہیں۔

۞ حضرت سلطان الفقراء خواجہ چوراہی کشمیر کے علاقہ میں تبلیغی سفر پر تشریف لے گئے، آپ نے ایک گاؤں کے باہر قیام فرمایا، آپ کی بارگاہ عالی وقار میں طالبان حق اور متلاشیانِ ہدایت کا ہجوم تھا، اور صاحبان طلب اپنی نگاہ بے قرار کے کاسے جمال یار سے سرشار فرما رہے تھے، اسی دوران ایک دوست تشریف لائے اور بڑی تلخی سے آپ سے گفتگو کرنے لگے، آپ نے اخلاق محمدی (ﷺ) کی عملی تفسیر اور تصویر ہونے کا حق ادا کر دیا، جوں جوں انکی آواز اونچی ہوتی چلی توں توں آپ اور محبت سے ارشاد فرماتے چلے جاتے، آپ کی بارگاہ عالی وقار میں موجود حضرات سے اسکی یہ گستاخی برداشت نہ ہو رہی تھی اور وہ مرنے مارنے پر تلے ہوئے تھے، آپ نے جب دوستوں کی اس کیفیت کا مشاہدہ فرمایا تو سختی سے حکم دیا کہ سبھی ساتھی اپنی توجہ دل کی طرف مرکوز کریں اور آنکھیں بند کر لیں۔ جمیع نیاز مند شیخ کامل کے حکم کی تکمیل میں آنکھیں بند اور سر جھکا کر بیٹھ گئے، مگر تقاضا بشری کے تحت وہ بے چین تھے کہ اس نے اتنی بے ادبی کیوں کی ہے، جب اس دوست نے حضرت کو خاموش دیکھا تو جو منہ میں آیا کہتا ہوا واپس چل دیا، ابھی کچھ ہی فاصلے پر گیا تھا کہ اس کی چیخ نکلی، گر کر تڑپنے لگا اور بے ہوش ہو گیا، آپ نے اپنے محبوب رفیق سفر اور خلیفہ مولانا محمد حسین پسروری سے فرمایا کہ مولوی جی جا کر اس کے سیدھے کان میں درود شریف پڑھ کر پھونک ماریں اور کان سے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں۔ جب وہ دوبارہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو معافی کے خواستگار ہوئے، بیعت کی آپ نے ان پر مزید کرم فرمایا۔ پھر وہی دوست اپنے علاقے میں پیر سائیں کے نام سے مشہور

ہوئے اور ان کا مزار جموں کے علاقے میں آج بھی مرجع خلائق ہے، یہ آپ کا گستاخ کو ولی بنانا کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ آپ کے جد کریم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الگیلانی قدس سرہ السبحانی کی روایت درخشندہ ہے، جنہوں نے ڈاکوؤں کے پورے گروہ کو تائب کرا کر ولایت سے سرفراز فرما دیا تھا، یہ شاہ جیلانی کا ہی فیض ہے جو آپ کی زبان اقدس پر جاری ہوا۔

- سالانہ عرس مبارک پر حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری جب تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھ جانے والے خدام کو حکم دیتے کہ خالی بوریاں بھی ساتھ لے لو، جب دربار عالیہ چورہ شریف پر حاضرین عرس لنگر شریف تناول فرما کر اٹھتے تو امیر ملت کے حکم پر خدام دستر خوان پہ بچے ہوئے روٹی کے ٹکڑے اکھٹے کر کے ان کو بوریوں میں ڈال لیتے، ایک مرتبہ سلطان الفقراء حضرت خواجہ چوراہی نے سرکار علی پوری کے غلاموں کو روٹی کے ٹکڑے جمع کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ شاہ جی یہ کیا کر رہے ہیں۔ آپ نے عرض کیا کہ حضور کئی سالوں سے یہی معمول ہے کہ عرس مبارک پر لنگر شریف کے بچے ہوئے ٹکڑے ہم علی پور لے جاتے ہیں اور جب لنگر شریف کے دانے پسواتے ہیں تو ان میں ان ٹکڑوں میں سے بھی کچھ شامل کر لیتے ہیں تا کہ میرے فقیر خانے کے لنگر کی آبرو بھی رہے اور جو بھی روٹی کھائے اس کی پاکیزگی قلب کا سامان بھی بنے اور شفائے امراض کا سبب بھی۔ آپ یہ سن کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ ”شاہ جی مانہہ کوئی کنگال فقیر نئیں انشاء اللہ العزیز تہاڈی اولاد کول نہ رزق مکسی نہ تہاڈے کولوں آن والا بیمار واپس بیماری لے کے جاسی“ اللہ تعالی کا فضل و کرم ہے کہ امیر ملت کا وہ دستر خوان کہ جس کا نام جہان میں روشن ہوا اس پر سلطان الفقراء کے دستر خوان کے ٹکڑوں کی رونقیں نظر آ رہی ہیں۔

- حضرت سلطان الفقراء بابا جی چوراہی کے دست حق پرست پر زمانہ شاہد ہے کہ ہر دو جماعت علی شاہ صاحبان کی بیعت تھی دونوں ہی حضرات نے خدمت و غلامی شیخ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ حضرت امیر ملت اس طرح اپنے شیخ سے پیار کرتے تھے کہ

ایک دفعہ آپ کی خدمت اقدس میں دنیائے ہندوستان کے بڑے بڑے جاگیردار، سرمایہ دار اور اہل علم حضرات تشریف فرما تھے اور آپ اپنی مسند دلنواز پر بیٹھے گفتگو فرما رہے تھے کہ یکایک گفتگو کو ادھورا چھوڑ کر جلدی سے لپک کر ایک پھٹے پرانے کپڑوں والے مہمان کا استقبال کیا۔ دیکھنے والے حیران رہ گئے کہ یہ پھٹے پرانے کپڑوں والا کالا کلوٹا شخص کون ہے۔ آپ نے اس کو لا کر اپنی مسند پہ بٹھا کر مہمانوں سے بے نیاز ہو گئے۔ آپ نے اس مہمان کی آؤ بھگت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اس مہمان نے کوئی بات علیحدگی میں عرض کر کے اجازت چاہی۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور اس مہمان کو ایک پرات میں بتاشے، کپڑے اور نذرانہ رکھ کر خود اپنے ہاتھوں سے پیش کیا اور اپنے فرزند حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سے فرمایا کہ گھوڑی پر زین کس کر قلعہ اسٹیشن پر اس مہمان کو گاڑی پر بٹھا کر آئیں مہمان جب رخصت ہوا تو حاضرین بیحد مضطرب تھے کہ یہ کون صاحب ہیں۔ ایک صاحب نے جرات کر کے سوال کیا کہ حضور اس عام گنوار دیہاتی کا آپ کی بارگاہ میں اس قدر ادب واحترام، اس کا سبب کیا ہے؟ تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے فرمایا کہ یہ دربار عالیہ چورہ شریف کا حجام ہے جو میرے شیخ کریم کا پیغام لایا تھا۔

ان احترام ومحبت کی پیکر شخصیات کے متعلق لوگوں کو اضطراب تھا کہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں دو خلیفے کس طرح خدمت دین سرانجام دیں گے، جب یہ بات حضرت سلطان الفقراء بابا جی چوراہی تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ پیر شاہ نقشبند کا صدقہ زمانہ دیکھے گا کہ امیر ملت کی امارت کی دھوم ہوگی اور ثانی کے فقر کا شہرہ ہوگا۔ آپ نے ایک اور موقع پر یوں فرمایا تھا: ''حافظ جیہا امیر کوئی نئیں ثانی جیہا فقیر کوئی نہیں''۔

لوگوں نے دیکھا کہ ایک کے دسترخوان پر کئی کئی کھانے اور دوسرے کے تن پر کھدر اور زمین بھی خود کاشت کر رہے ہیں، لیکن ہل چلانے میں جو دو چار قدم چلے تو اس میں ہی طریقت کا سفر طے ہو گیا، حضرت ثانی صاحب کے قلب کی حضوری کا عالم یہ تھا کہ اگر بندہ آپ کے دل کی طرف متوجہ ہو جاتا تو اس کی دھڑکنیں کانوں سے سماعت کی جاتیں اور یہ یقین ہو جاتا کہ اس مرد فقیر کا ''ہتھ کار ول دل یار ول'' تھا۔ آج دونوں عظیم شہزادوں کے

مزارات پرانوار مرجع خلائق اور فیضان چوراہی کے قاسم نظر آتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ

کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے محفل کا رنگ ہے وہی
ساقی کی نوازش جاری ہے مہمان بدلتے رہتے ہیں

آج دونوں حضرات کی اولاد میں کثیر صاحبزادگان موجود ہیں اور سب پہ اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام کی بارشیں ہیں۔

❁ حضرت امیر ملت کے چھوٹے صاحبزادے پیر سید نور حسین شاہ دربار عالیہ چورہ شریف تشریف لے گئے تو واپسی پر آپ وہاں سے حضرت قبلہ پیر محمد شفیع علیہ الرحمۃ صاحب سے ایک کتا رکھوالی کیلئے لے آئے، علی پور شریف پہنچ کر اسے شیش محل میں باندھ دیا، جب اس جانور کو سردی لگی تو اس نے شور مچانا شروع کر دیا، اس کے شور کی آواز حضرت امیر ملت کے کانوں میں پڑی تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لا کر درویش سے پوچھا یہاں یہ جانور کس نے باندھا ہے اور اسے کہاں سے لایا گیا ہے، خدام نے عرض کیا کہ حضور صاحبزادہ نور حسین صاحب اسے چورہ شریف سے لیکر آئے ہیں تاکہ اس سے یہاں پر رکھوالی کا کام لیا جاسکے۔ آپ نے بے چین ہو کر پوچھا یہ کتا چورہ شریف سے لائے ہیں، خدام نے عرض کیا جی حضور، آپ نے نماز نفل ادا کرنے میں دیر فرمائی اور خادم کو کرایہ عطا فرمایا اور دوسرے خادم کو کتا ساتھ دے کر قلعہ سوبھا سنگھ اسٹیشن پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسے چورہ شریف چھوڑ کر آؤ میں یہ کبھی بھی گوارہ نہیں کر سکتا کہ دربار شریف کا کتا یہاں کی گلیوں میں پھرے۔ جب خادم چورہ شریف پہنچا تو سلطان الفقراء خواجہ چوراہی کی تمام اولاد کو پتہ چلا امیر ملت کا یہ پیار دیکھ کر سبھی باباجی کے روضہ انور پر حاضر ہوئے اور خادم سے فرمایا کہ شاہ جی سے کہنا کہ چورہ شریف کے اس احترام کے بدلے مدینہ شریف کے در و دیوار کے بھی غلام آپ کی راہوں میں ہوں گے، پھر زمانے نے دیکھا آپ کو عرب شریف والوں نے ''ابوالعرب'' کہہ کر پکارا اقبال نے سچ کہا ہے:

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اسی ادب کے حوالے سے یہ واقعہ نہ لکھنا حق تلفی ہوگی جب حضرت سلطان الفقراء کا وصال ہوا تو امیر ملت چورہ شریف تشریف فرما تھے، پیر سید نور حسین شاہ جو آپ کے دوسرے بیٹے تھے وہ علی پور سے تبلیغی سفر پر تھے، جب انہیں حضور بابا جی کے وصال کی خبر پہنچی تو فوراً چورہ شریف حاضر ہوئے، —— جب وہ حضرت امیر ملت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو خوش لباس تھے، تلے والی کلاہ پر دستار اور پاپوش بھی تلے والی تھی، جب سلام کے لئے آگے بڑھے تو آپ نے طرے والی پگڑی اتار پھینکی اور فرمایا اس کروفر کیساتھ آئے ہو ہماری تو دنیا لٹ گئی ہے، ہمارے خواجہ تہہ خاک آرام فرما رہے ہیں، یہاں عجز وانکساری سے آنا بڑی دولت ہے، میری اولاد اگر عجز وانکساری سے حاضری دیتی رہے گی تو برکت بڑھتی رہے گی۔

- حضرت خواجہ محمد خان عالم باولی شریف گجرات کے وصال پر خود حضرت سلطان الفقراء باوا جی سرکار اپنے جمیع خلفاء وخدام کے ساتھ تشریف لائے، تقریب ختم قل شریف جب شروع ہوئی تو جہلم کے ایک نعت گو شاعر اٹھے اور نعت پڑھنے سے پہلے ایک مصرع اپنے جذبات کی ترجمانی کے لئے کہا کہ

ع ''کل تھی جو باولی آج بے ولی ہوگئی''

حضور سلطان الفقراء باوا جی سرکار نے جب یہ سنا تو فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور ہزاروں کے ہجوم میں ارشاد فرمایا کہ یہ کسی نامکمل فقیر کی توجہ سے ''باولی'' نہیں بنی کہ ''بے ولی'' ہو جائے۔ اللہ کریم کے کرم، سرکار مدینہ ﷺ کے فضل اور سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صدقے قیامت تک یہ بے ولی نہیں ''باولی'' رہے گی، زمانہ آتا رہے گا اور فیض حاصل کرتا رہے گا۔ پھر آپ کی توجہ سے حضرت پیر غلام محی الدین اور پیر غلام دستگیر اسی باولی میں پیدا ہوئے اور فیضان مجددیہ تقسیم ہوتا رہا اور ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا، اور اسی خانقاہ پر صوفی باصفا حضرت پیر محمد حسین جیسی نابغہ روزگار شخصیات، جن کے فقر واستغناء کے اپنے تو اپنے بیگانے بھی قائل رہے۔ آپ جس حاجت مند کیلئے التماس دعا کرتے رب قدیر اس کو کبھی محروم نہ رکھتا۔ انکے بعد باولی شریف کے در ودیوار گواہ ہیں کہ حضرت پیر صاحب کی اہلیہ محترمہ کے

پاس دعائیں لینے والے لوگوں کا صبح وشام میلہ لگا رہتا۔آپ کے تربیت یافتہ دربار گوہر بار چورہ شریف سے انتہائی محبت کرنے والے صاحبزادہ غلام بشیر کے نام سے کون آشنا نہیں۔ یہ حضرت سلطان الفقراء کے نکلے ہوئے جملے کی حقیقی تصویر ہے، جو صاحبان نظر دیکھ سکتے ہیں۔ باولی شریف میں حاضری دینے والے احباب اس بات کے شاہد ہیں کہ بڑے گھر سے موسوم وہ کمرہ جو حضور خواجہ خان عالم کی قیام گاہ تھا، اس کے دروازے کے اندر، دیوار کے ساتھ، کپڑے میں لپٹی ڈوری سے، بندھی کوئی چیز، لٹکتی نظر آتی تھی اور کچھ وقت کے لئے عرس شریف کے اختتام پر اس گھر سے خواتین کو الگ کمرے میں بھیج دیا جاتا تھا اور زائرین اس کمرے میں جہاں خواجہ خان عالم تشریف فرما ہوتے تھے، نوافل پڑھتے اور واپس سر جھکا کر گذرتے تھے۔ دیکھنے والے سر جھکا کر گذرنے والوں سے پوچھتے یہ کیا لٹک رہا ہے تو جواب آتا کہ یہ حضرت سلطان الفقراء خواجہ چوراہی کی پاپوش مبارک ہے۔

آج خانقاہوں کے احترام میں کمی اور عوام کی عدم توجہی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج مشائخ عظام اپنے وابستگان سے جس ادب ومحبت کے طلب گار ہیں ویسا ہی ادب واحترام اپنے مشائخ یا ان کے خاندان کو دینے کے لئے تیار نہیں، اپنے اسلاف کے رشتوں اور محبتوں کے اظہار کو توہین سمجھتے ہیں، اپنے اجداد کی، اپنے شیوخ کی بارگاہ میں حاضری اور بیعت کا اظہار کرتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہیں۔ یہ کم مائیگی اور بے وفائی نہیں تو اور کیا ہے؟ ورنہ اصول زمانہ تو یہی ہے کہ

"جس کا کھایئے اسی کے گن گایئے"

اسلاف جس بھی بلند مقام پر فائز ہوئے، لیکن اپنے مشائخ کے احترام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، کیا آج کے شہزادے روحانی طور پر اپنے اسلاف سے بلند مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ اپنے مشائخ کا احترام کرتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ میرے جدِ کریم اور اس آستانے کے بانی سے پہلے اس جگہ کو کون جانتا تھا؟ ان کے لیے اتنی گذارش ہی کافی ہے کہ ہندوستان کے والی اور جان وایمان کے محافظ، قیوم زمانی، امام

ربانی، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ بلند ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود حضرت باقی باللہ دہلوی کی بارگاہ میں اسی عاجزی سے حاضری دیتے تھے اور شہزادگان بھی شیخ کریم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ہر سال عرس حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی پر حاضری دیتے اور زمانے نے حضرت باقی باللہ قدس سرہ کے مزار پر حضرت مجدد صاحب کی اولاد کو جھاڑو دیتے ہوئے دیکھا۔ آج ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے اسلاف سے احترام ومحبت کے سبق سیکھیں اور بھولے ہوئے راستوں پر دوبارہ چل پڑیں اور ان درخشندہ راہوں پر چل کر اپنے اسلاف کی بارگاہوں میں خلوص وخشوع سے اقرار کوتاہی اور معافی کے طلب گار ہوں۔ ماضی کی حسین یادوں کو اپنے عمل سے تازہ کریں پھر وہی محبتیں اور وہی شفقتیں کیوں نہ لوٹ آئیں گی ۔لیکن دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ آج اپنی خانقاہوں میں، اپنے عقیدت مندوں کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوئے شہزادوں کیلئے وہ وقت بڑا مشکل ہوتا ہے، جب ان کے مشائخ کے خانوادوں میں سے کوئی بزرگ تشریف لے آئیں، تو اپنے مریدوں کے جھرمٹ میں گھرے ہوئے شہزادے اپنی کم مائیگی کے احساس سے گھبرا جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر احترام کیا تو کہیں طریقت نہ چھن جائے اور وابستگان اُدھر متوجہ نہ ہو جائیں، یہ خطرہ نفس کے ارتقاء کیلئے تو ہوسکتا ہے روحانی ترقی کیلئے نہیں، جتنے اکابر بزرگان دین گذرے وہ جمیع احباب سمیت اپنے آستانہ شیخ پر حاضر ہو کر ان عقیدت مندوں کے سامنے ان کے اصلاح احوال کے لئے تمام آداب محبت مثلاً اپنے شیخ کو وضو کرانا، ہاتھ دھلوانا، جاروب کشی کرنا اور خدام سے پیار کا عملی مظاہرہ فرماتے تا کہ ان کی تربیت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسلاف کی درخشندہ روایات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

منقبت

حضرت سلطان الفقراء باباجی چوراہی علیہ الرحمۃ

بدل دیندے نے در تے آوندیاں تقدیر باوا جی
نظر تھیں خاک نوں کردیوندے اکسیر باوا جی

میں کیوں نہ پیر، پیراں دا کہواں مرد قلندر نوں
کہ میرے پیر دے وی پیر دا اے پیر باوا جی

ولی ہونا اِک پاسے، ایہہ سوہنا تے ولی گر ہے
تے کردے نفس دی تے قلب دی تطہیر باوا جی

علی پورو الیاں کولوں پتہ پچھو جے پچھنا جے
ولائت دی کیویں سن ونڈدے جاگیر باوا جی

میں گل چڑیاں دی نئیں کردا، ہوئے شہباز وی بسمل
چلایا جیس ویلے اک نظر دا تیر باوا جی

میں صدقے اپنے حیدر تے اس فضل دے صدقے
عطا صائم نوں کردے عشق دی تنویر باوا جی

(رشحات قلم: علامہ صائم چشتی صاحب مرحوم)

باوا جی سرکار علیہ الرضوان

اہلِ دل کا قبلہ و کعبہ باوا جی سرکار
اہلِ نظر کا ملجا و ملاوی باوا جی سرکار

ہند کے خواجہ ہند کے راجہ سلطان اجمیر
اور ہیں پاکستان کے خواجہ باوا جی سرکار

لاثانی ہیں میرے داتا کس کو نہیں معلوم
میرے لاثانی کے داتا باوا جی سرکار

آئے قریب و دور سے منگتے لینے نور کی بھیک
نورِ محمد ﷺ کا ہے جلوہ باوا جی سرکار

رات اندھیری بجلی کڑکے پر ہیبت منجدھار
پار لگائیں غم کی نیا باوا جی سرکار

کون چھڑائے کون بچائے کس کو میری لاج
کس کو سناؤں غم کی بپتا باوا جی سرکار

دشمن سر پر قوم ہراساں رہنما غدار
روئیں کس کس غم کا رونا باوا جی سرکار

مانگو نبی کا صدقہ حق سے اپنے دیس کی خیر
اے میرے قیوم زمانہ باواجی سرکار

کس مقصد کی خاطر ہم نے پاکستان بنایا
پورا ہو وہ خواب ہمارا باوا جی سرکار

نقشۂ نقشِ لاثانی کے صدقے کریں قبول
آسی بھی تسلیم کر آیا باوا جی سرکار

(پروفیسر محمد حسین آسی)

امام السالکین حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی
خواجۂ گیسودراز قدس سرہ

ولادت پاک:

امام السالکین، زبدۃ العارفین، عالم ربانی، مرشد لاثانی حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ الحسنی والحسینی المعروف زلفاں والی سرکار علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت تاجدار چورہ شریف امام المشائخ، قطب الاقطاب، غوث زماں، حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی کے گھر دربار عالیہ تیراہ شریف ہوئی۔ آپ اپنے والد کریم کے سب سے بڑے بیٹے تھے، آپ کے علاوہ آپ کے چار بھائی اور بھی ہوئے۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم دربار عالیہ چورہ شریف پر ہی حاصل کی اسکے بعد اس زمانے کے عظیم علماء سے آپ نے علوم متداولہ کی تحصیل فرمائی۔ آپ کی روحانی تربیت اور سلوک کی تمام تر منازل کی تکمیل اور آپ کی بیعت آپ کے دادا جان سرتاج الاصفیاء خواجہ خواجگان، حضرت خواجہ سید نور محمد تیراہی ثم چوراہی بانی چورہ شریف کے دست حق پرست پر ہے۔ ان کی خاص توجہ اور سلطان الفقراء حضرت خواجہ فقیر محمد شاہ چوراہی کی نگاہ دل نواز سے آپ روحانیت کے اس اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے جو کم ہی حضرات کے حصہ میں آیا ہے۔

اشاعت دین:

والد گرامی حضرت سلطان الفقراء سے خرقہ خلافت اور دستار فضیلت حاصل کرنے کے بعد آپ نے پورے ہندوستان میں تبلیغی سفر کئے۔ اور ہزاروں لاکھوں لوگوں کی ہدایت کا سامان مہیا کیا دوران سفر آپ کا قیام ہمیشہ مسجد ہی میں ہوتا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ

بندوں کا مہمان بننے سے بہتر ہے کہ خدائے واحد کا مہمان بنیں۔ آپ زہد و تقوی کا عظیم پیکر تھے آپ کی صورت مبارک۔ اور سیرت مبارک ایسی اعلیٰ صفات و کمالات سے مزین تھی کہ آپ کی مجلس میں آنے والا آپ ہی کا ہو کر رہ جاتا تھا۔ آپ نے اشاعت دین کے سلسلہ میں مقبوضہ کشمیر سمیت ہندوستان کے تمام علاقوں کا سفر کیا۔

آپ کے خلفاء اور عقیدت مند برصغیر پاک و ہند میں موجود ہیں۔

سیرت و کردار:

آپ انتہائی متقی، نیک، پرہیزگار، اعلیٰ سیرت و کردار اور بلند اخلاق کے مالک تھے۔ لباس، اقوال و افعال اور اعمال میں سنت مبارکہ کا عکس جمیل نظر آتے تھے۔ شانوں تک حسین و جمیل دل آویز زلفیں آپ کے حسن ظاہری و باطنی میں اضافہ کرتی تھیں۔ اس وجہ سے آپ کو زلفاں والی سرکار کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ آپ حد درجے کے مہمان نواز تھے آپ کا دستر خوان بڑا وسیع تھا، آپ کے دروازے پر آنے والا کبھی خالی نہ جاتا اس کے سوال سے بڑھ کر اس کو عطا فرماتے، آپ کے پاس حاضری دینے والوں میں ہر طبقہ فکر اور زندگی کے ہر شعبہ سے منسلک افراد تشریف لاتے، آپ کا حسن سلوک سبھی سے یکساں ہوتا۔ امیر، غریب، خادم، مخدوم کی تمیز روا نہ رکھی جاتی تھی، سبھی سے شفقت و محبت کا برتاؤ فرماتے تھے۔ زبان، رنگ، نسل، قوم کے فرق کو کبھی بھی آڑے نہ آنے دیا، سبھی سے حسنِ سلوک اور محبت سے پیش آتے کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ آپ کے پاس زندگی کا بیشتر وقت گزارنے والے حضرات اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ سے رخصتی کے وقت جو بھی ساتھی اجازت لینے آتا آپ ان کو اشارہ فرما کر اپنے کان قریب کرنے کا حکم ارشاد فرماتے۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے جانشین فرزند اکبر حضور قبلہ پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ بھئی! آپ اور تو زندگی کے مسائل پر مجھ سے گفتگو کرتے ہیں، مگر آج تک آپ نے بھی مجھ سے یہ سوال کیوں نہیں کیا کہ باباجی آپ مہمانوں سے کان میں کیا بات کرتے ہیں زندگی کا پتہ نہیں آج میں تمہیں خود بتا رہا ہوں۔ جب سے میں نے دستار فضیلت سر پر رکھی ہے اور طریقت عالیہ کی ذمہ داریاں سنبھالی ہیں ایک مہمان بھی ایسا نہیں گیا جس سے میں

نے چھپ کے باعزت انداز میں نہ پوچھا ہو کہ آپ کے پاس واپسی کا کرایہ ہے اور جس دوست نے نذرانہ پیش کیا ہے فقیر نے اپنی بصیرت کے مطابق کوشش کی ہے کہ اگر نذرانہ دینے والے کی حیثیت سے زیادہ ہے تو میرے لئے وہ حرام ہے، میں نے وہ واپس کر دیا ہے، فقر وہ منصب حسین ہے جس کیلئے میرے کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ "الفقر فخری والفقر منی" (مقاصد حسنہ صفحہ 307) تو فقیر کو اپنی ذات اپنے کردار و گفتار پہ اتنا تو قابو پانا چاہیے کہ وہ اپنے کریم آقا ﷺ کی اتباع، غریب پروری بندہ نوازی اور حالات شناسی اس کا ورثہ حیات بن جائے۔ فقیر کی خانقاہ لوگوں کو رسوا کرنے اور نذرانہ پیش کرتے وقت اضطراب کا موجب بننے کیلئے نہیں۔ جو درویش حسب استطاعت پیش کرے اسکو لوگوں کے سامنے عیاں نہ کرے اسے خاموشی سے قبول کرلے اس لئے آپ فرماتے بزرگوں کا قول ہے "لا طامع، لا جامع، لا مانع" فقیر وہ ہوتا ہے جو طمع نہ کرے، جمع نہ کرے، جو عقیدت سے پیش کرے اس کو منع نہ کرے آپ اپنی زندگی میں یتیم بچیوں کا خاص خیال فرماتے تھے آپ نے جب ہندوستان کا آخری سفر فرمایا تو اس میں آپ نے تقریباً 5 مہینے صرف کئے جو مظفر آباد سے لے کر جموں کشمیر تک تھا۔ اس سفر میں بے شمار عطیات دوستوں نے پیش کئے اور اس میں کثیر تعداد میں جانور، بھیڑ، بکریاں، گائے وغیرہ تھیں۔ اس کے ساتھ ہی جہاں بھی آپ کو کوئی یتیم بچی، بیوہ عورت، معذور آدمی کا پتہ چلتا آپ ان جانوروں سے ان کی امداد فرماتے جاتے اور بڑے التزام سے اپنے جمیع متعلقین کو جو آپ کے قرب سفر میں ہزاروں کی تعداد میں ہوتے تھے۔ آپ عملی طور پر انہیں یتیموں غریبوں سے پیار کا ڈھب سکھاتے۔ آپ کو مسجدیں بنوانے کا خصوصی طور پر شوق تھا اور آپ نے اپنی زندگی میں لاتعداد مساجد تعمیر کرائیں اور آپ نے ہی چندہ نہ مانگنے کی رسم اپنے خاندان میں جاری کی کہ میری اولاد میں سے کوئی بھی چندہ نہ مانگے گا کیونکہ جہاں چندہ دینا عمل صالح ہے وہاں نہ دینے والے کی رسوائی کا موجب بھی ہے۔

آج تک آپ کے خاندان میں الحمدللہ یہ عمل جاری ہے، مسجد کی تعمیر ہو یا دربار پاک کا کوئی کام عرس پاک کی تقریبات ہوں یا کوئی فلاحی کام چندہ کا آج تک کسی دوست نے

دربار چورہ شریف خیابان چورہ شریف میں نام نہیں سنا۔ کیونکہ چندہ کے نام سے بھی سرکار قبلہ عالم کو نفرت تھی اور فرماتے کتنی بری بات ہے بیٹی کی شادی پہ تو انتظام چپکے سے کر لینا اور اللہ کریم کے گھر کیلئے چندہ مانگنا یہ ہرگز مناسب نہیں۔ آپ نے راہ خدا میں جو بھی نیک اعمال فرمائے ان میں کہیں بھی نام ونمود کا عنصر نظر نہیں آتا، نوجوانوں کو ہمیشہ داخل سلسلہ عالیہ فرمانے کے بعد آپ کا ارشاد ہوتا کہ نماز پنجگانہ کی پابندی اور نگاہ کی پاکیزگی اور ان کے کٹوروں کو ندامت کے آنسوؤں سے دھوتے رہنا اللہ برکتیں عطا فرمائے گا۔ آپ کا جب آستانہ مجددیہ حیدریہ پر وقت آخریں آیا تو آپ نے اپنے فرزند اکبر و جانشین حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحب کو بلا کر فرمایا جو کچھ بھی آپ نے میری ظاہری زندگی میں دیکھا اپنی اولاد کو وہی منتقل کرنا، میں نے پوری زندگی قارون بننے کی کوشش نہیں کی اس لئے کوئی جمع پونجی نہیں اس کو تلاش نہ کرنا، میں نے زندگی بھر سنت عثمانی اختیار کی ہے جو میرے مالک نے مجھے عطا فرمایا میں نے اسی کی راہ پر خرچ کر دیا، چونکہ ہم صدیقی ہیں اور ہماری روحانی نسبت کامل جناب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات اطہر سے ہے، ان کی روایت پاکیزہ کو برقرار رکھنا اور اپنی اولاد میں نسل در نسل تاکید جاری رکھنا کہ جب بھی اللہ کریم اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیلئے کوئی بھی چیز اس کی راہ پہ قربان کرنے کا وقت آئے تو گریز نہ کرنا اور میں نے اپنی تجہیز و تکفین کا سامان تیار کر رکھا ہے، اس کے علاوہ کوئی جمع پونجی نہیں ہے۔

لباس مبارک:

آپ نے انتہائی باوقار زندگی گزاری، آپ ہمیشہ سفید لباس، کالی واسکٹ، کالی چادر اور سفید چہارسی ٹوپی زیب تن فرماتے، جس پر سفید دستار مبارک باندھتے، زلفیں مبارک دونوں شانوں پر انتہائی خوبصورت نظر آتی تھیں۔ رات سوتے وقت آپ نیلے رنگ کا تہ بند اور سفید کرتا زیب تن فرماتے تھے۔ آپ کا قد مبارک (تقریباً ساڑھے چھ فٹ) دراز تھا۔ ہاتھ مبارک میں عصا مبارک ہوتا جو آپ کے قد مبارک سے تھوڑا سا چھوٹا ہوتا۔

معمولات مبارکہ:

آپ کی عمر مبارک تقریباً سو سال سے زائد ہوئی۔ آپ نے ساری زندگی عبادت و ریاضت میں گزاری، زندگی کے آخری اٹھارہ سال آپ نے آستانہ عالیہ مجددیہ حیدریہ لاہور میں اپنے حجرہ مبارک میں گوشہ تنہائی میں چلہ کشی کی۔ دن میں صرف دو مرتبہ آپ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لاتے اور دریائے راوی کے کنارے سیر کو تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کے آستانہ پاک کا لنگر شریف پر تکلف ہوتا تھا، خود بھی ساری زندگی تازہ بکرا ذبح کروا کر پٹھ کا گوشت تناول فرمایا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے دال روٹی کا لنگر نہیں بلکہ روٹی اور بوٹی کا لنگر منظور کرایا ہے۔ آپ تھوڑی دیر کیلئے رات کو بستر پر آرام فرماتے۔ نماز عشاء سے فارغ ہو کر مراقبہ فرماتے تھے، نماز تہجد کیلئے تازہ وضو فرماتے، نماز فجر ادا فرما کر نماز اشراق تک کسی سے ملاقات نہ فرماتے بلکہ اپنے وظائف میں مصروف رہتے۔ نماز اشراق کے بعد ناشتہ تناول فرماتے جس میں آپ کا معمول تھا انجیر، زیتون کا اچار، راکھ میں بھنا ہوا ایک آلو، اس کے بعد احباب سے ملاقات فرماتے اور بالتفصیل ہر ایک پیر بھائی کی بات سنتے اور ہدایت جاری فرماتے، اپنی موجودگی میں جمیع مہمانوں کو لنگر شریف پیش فرماتے، اس کے بعد مختصر کھانا تناول فرماتے، پھر حجرہ پاک میں تشریف لے جاتے اور ظہر تک آرام فرماتے۔ نماز ظہر کے وقت آپ دروازہ کھولتے نماز ادا فرما کر ملاقات فرماتے اور اکثر آپ معمولات و وظائف کے حوالے سے گفتگو فرماتے۔ نماز عصر سے مغرب تک آپ اکثر و بیشتر خاموشی اختیار کرنے کیلئے دریائے راوی پر تشریف لے جاتے، مغرب ادا فرمانے کے بعد آپ کھانا تناول فرماتے اور عشاء تک پھر حسب عادت جمیع معزز مہمان اور عقیدت مندوں کی حاجت روائی فرماتے، بالخصوص بالغ بچے اور بچیوں کی شادی کے متعلق دریافت فرماتے، جوان بچیوں کی رخصتی کے متعلق تاکید فرماتے، شادیوں میں تکلفات سے منع فرماتے اور بچیوں کی رخصتی کیلئے آپ سرور عالم ﷺ کی صاحبزادیوں کی مثال دیتے کہ جب مالک کونین ﷺ کی بیٹیوں کے جہیز ہمارے سامنے ہیں تو ہمیں ہندووانہ رسموں کی ادائیگی کرتے

ہوئے مقروض اور پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

وہ دنیا میں حرماں نصیب انسان ہے جو اسلامی روایات کو ترک کر کے ہندووانہ رسومات اپنائے۔ جو عقیدت مند بیٹیاں سلام کیلئے حاضر ہوتیں آپ بڑی سادگی سے ارشاد فرماتے بیٹا وہ لباس پہننا اور وہ شکل بنانا کہ جس سے کافر اور مسلم کی تفریق ہو سکے۔ آپ کے معمولات میں ایک نمایاں وصف وابستگان چورہ شریف کیلئے حجت کی حیثیت رکھتی ہے۔ دن پورہ کے ہزاروں لوگ عینی شاہد ہیں کہ آپ مسجد پیرانوالی میں نماز ادا فرماتے جو احباب تشریف نہ لاتے انکے متعلق بالوضاحت تاکید مزید سے دریافت فرماتے۔ جب تک آپ کی صحت رہی عیادت کیلئے خود تشریف لے جاتے، جب کہولت کا وقت آیا تو اپنے مخلص درویش بابو جی غلام رسول صاحب بھون والے، حکیم فقیر محمد صاحب بھاڑے والے ان کو حکم فرماتے کہ عیادت کریں اور ان سے کوئی خدمت پوچھیں۔ بچیوں کی رخصتی کے موقع پر آپ اکثر و بیشتر قرآن حکیم اور ایک مصلیٰ جہیز میں بھجواتے اور ساتھ ارشاد فرماتے میری بیٹی کو کہنا یہ بابا جی چوراہی کی طرف سے قرآن پڑھنے اور نماز ادا کرنے کا بیعانہ ہے۔

وابستگان طریقت کی تربیت:

آپ وابستگان طریقت کی تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے، جملہ مریدین اور خلفاء کو سلوک کی تعلیم دیتے اور ذکر و فکر اور مراقبہ کی خصوصی تلقین فرماتے، سنت نبوی ﷺ کا از حد خیال رکھنے کی تاکید فرماتے، طریقت نقشبندیہ کے اصولوں پر خود بھی کاربند تھے اور مریدین کو بھی پابندی سے عمل کا ارشاد فرماتے تھے۔ آپ کی صحبت اس حد تک کامل تھی کہ جن کو آپ کا قرب نصیب ہوا وہ ولایت کے آسمان کے درخشندہ ستارے بنے۔ آپ سے کسب فیض کرنے والوں میں بڑے بڑے صاحبان دعوت وارشاد شامل ہیں۔

ترک وطن:

آپ نے تمام زندگی شریعت مقدسہ کی تبلیغ واشاعت کی خاطر حالت سفر میں گذاری اور کابل افغانستان، جموں کشمیر، بلوچستان، سندھ، امرتسر، بمبئی، دہلی، اجمیر اور پورے

پاکستان کا سفر کیا۔ جب آپ چورہ شریف سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لے آئے تو آپ نے لاہور شہر میں حضرت داتا گنج بخش سیدنا علی ہجویری قدس سرہ کے قرب میں قیام کا ارادہ فرمایا مزار داتا گنج بخش پر حاضر ہو کر مراقبہ فرمایا اور آپ کی روحانی اجازت ہونے پر حضرت داتا صاحب کے قرب میں رام گلی نزد بوٹا مل اکھاڑہ قیام فرمایا۔ تشنگان راہ ہدایت وولایت کھنچے چلے آنے لگے، جوق در جوق لوگ آپ کے عقیدتمندوں کی صف میں شامل ہونے لگے اور اکتساب فیض فرمانے لگے، درگاہوں کے سجادہ نشینان اور علماء وصوفیاء کی ایک بڑی تعداد اس ولی کامل کی بارگاہ میں شب و روز حاضری کو اپنے لئے اعزاز سمجھنے لگی۔

آستانہ عالیہ مجددیہ حیدریہ وسن پورہ:

گردش دوراں جب آپ کی شب بیداریوں اور خلوت گزینیوں پر اثر انداز ہونے لگی اور اندرون شہر ہونے کی وجہ سے ٹریفک وغیرہ کا شور بھی آپ کی طبع مبارک پر گراں گزرنے لگا تو آپ نے ایک دن قریبی ارادتمندوں کی مجلس میں اسکا اظہار فرمایا اور کہا کہ "یہاں صبح و شام بہت شور ہوتا ہے یہ جگہ فقیر کیلئے مناسب نہیں"۔ امام السالکین غوث زماں علیہ الرحمۃ کے اس مبارک ارشاد کے بعد ایک خادم نے عرض کی کہ حضور ایک موریہ پل کے باہر میرا کنواں ہے وہاں کوئی شور وغیرہ نہیں حتی کہ عصر کے بعد تو وہاں سے لوگوں کی گذر بھی کم ہو جاتی ہے آپ وہاں تشریف لے چلیں۔ آپ نے درخواست قبول فرمائی اور احباب سمیت اس کنویں پر تشریف لائے اور بابا وسن کا کنواں پسند فرمایا اور قرب میں ہی ایک مسجد اور ایک حجرہ کی تیاری کا حکم فرمایا۔ چند ہی دنوں میں مسجد اور حجرہ تیار ہو چکا تو آپ نے اپنے رفیق سفر اور بڑے صاحبزادے اور جانشین اور اپنے اسلاف اور اپنے خزانہ ولایت کے امین حضرت پیر سید حیدر شاہ کالی چادر والی سرکار کو ارشاد فرمایا کہ مسجد میں اذان دیں۔ نماز مغرب کے بعد آپ نے یہاں قیام فرمایا، کچھ وقت گذرنے کے بعد جوں جوں لوگ دور دراز سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ جگہ کی قلت کا احساس پیدا ہونا شروع ہوا تو بابا وسن دین نے عرض کیا کہ حضور قرب وجوار سے احباب تشریف لاتے ہیں ان کے قیام کے لئے کچھ کمرے وغیرہ تعمیر کر لئے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر مفت جگہ نہیں لے گا، شیخ

طریقت کے مزاج کے منافی بات کرنا کسی کے بس میں نہ تھا۔ سو آپ نے نقد رقم عطا کر کے آستانہ عالیہ کیلئے زمین خرید لی اور اس جگہ پر اپنے دست مبارک سے آستانہ عالیہ مجددیہ حیدریہ کی بنیاد رکھی۔ ذکر وفکر کی مجالس کا سلسلہ شروع ہو گیا، پورے لاہور سے صاحبان محبت آپ کی بارگاہ میں دعا کے لئے حاضر ہونے لگے، ہندوستان کے کونے کونے سے آئے ہوئے صاحبان عشق ومحبت اور عشاقان رسول ﷺ کا ایک جم غفیر ہر وقت موجود رہتا تھا۔

مشائخ عظام اور علماء کرام کی حاضری:

امام السالکین، غوث زماں، خواجہ خواجگان، اعلیٰ حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی زلفوں والی سرکار علیہ الرحمۃ کے آستانہ پاک پر اپنے عہد کے ذی قدر مشائخ عظام اور اجلہ علماء کرام حاضری کیلئے تشریف لاتے تھے۔ آپ کی بارگاہ ناز میں اظہار عقیدت ومحبت کیلئے آنے والی بلند ترین ہستیوں میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ (ثانی)، استاذ المحدثین پیر سید دیدار علی شاہ بانی حزب الاحناف لاہور اور پیر حافظ عبدالکریم عیدگاہ شریف، پیر سید حیدر شاہ (کرتو شریف)، مولانا مسعود الہڑ (فیصل آباد)، حکیم خادم علی (سیالکوٹ)، پیر مولانا محمد حسین پسروری، پیر غلام دستگیر باولی شریف (گجرات) حضرات شامل ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح کی حاضری:

تحریک پاکستان نے جب زور پکڑا تو اس کے ساتھ ہی مخالفین کی طرف سے پاکستان کی مخالفت نے شدت پکڑنا شروع کی یہاں تک کہ قائداعظم کو کافر اعظم تک کہا گیا اسوقت قائداعظم محمد علی جناح حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے ساتھ آستانہ عالیہ مجددیہ حیدریہ چوک پیرانوالہ وسن پورہ میں حضور امام السالکین، زبدۃ العارفین، غوث زماں، قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی کی بارگاہ عالی وقار میں دعا اور خصوصی توجہ کی غرض سے حاضر ہوئے۔ آپ نے محمد علی جناح کو خصوصی شفقت ومحبت سے نوازا۔ دعا کی درخواست پر بڑی محبت سے دعا فرما کر کامیابی وکامرانی کی

بشارت دی اور پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ فتح و کامرانی اسکی پیشانی پر لکھ دی گئی ہے۔ جب قائداعظم علیہ الرحمۃ کے ساتھ مولانا محمد بخش مسلم بی اے، میاں امیر الدین صاحب جنھوں نے قرارداد پاکستان کی نوک پلک درست کی تھی اور مشائخ عظام و علماء کرام سے روابط میں نمایاں کردار ادا کیا تھا، بھی حاضر تھے۔ یہ حضرات اس واقعہ کے راوی ہیں۔

سرہند شریف سے محبت:

امام السالکین، زبدۃ العارفین، خواجہ خواجگان، حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی زلفاں والی سرکار کو دربار عالیہ سرہند شریف سے از حد عقیدت تھی۔ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ ہر سال جب عرس مبارک سرہند شریف کا وقت آتا تو آپ گھر کا تمام سامان گھوڑیوں پر لاد لیتے اور سرہند شریف روانہ ہو جاتے اور تمام کا تمام سامان دربار عالیہ پر لنگر شریف میں پیش فرما دیتے۔ پوچھنے پر ارشاد ہوتا کہ میں تو سنت صدیقی کو زندہ کر رہا ہوں۔ آپ کو حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی قدس سرہ سے حد درجہ کی عقیدت تھی۔ آپ کی بارگاہ عالی وقار میں سلام محبت پیش کر کے عروۃ الوثقیٰ، قیوم ثانی، حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ کے دربار شریف پر قیام فرماتے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی سے محبت کا ثبوت یہ ہے کہ آپ کے مزار مقدس سے متصل جو سرائے ہے وہ آپ ہی کی تعمیر کردہ ہے اور آج بھی اس کے کتبے پر آپ کا نام مبارک کندہ ہے۔ آپ دربار عالیہ سرہند شریف کا از حد ادب فرماتے تھے، حضور مجدد پاک کی اولاد پاک کا ہی نہیں بلکہ سرہند شریف کے رہائشی افراد کی عزت و تکریم کی انتہا کر دیتے۔ آپ نے اپنی آخری حاضری پر دربار عالیہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے مزار پُر انوار پر اپنے بڑے صاحبزادے قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ کالی چادر والی سرکار کو طلب فرمایا آپ کی دستار بندی کرائی اور جملہ عقیدت مندوں سے فرمایا کہ اب یہ آپ کے شیخ طریقت ہیں۔ حضرت پیر سید جماعت شاہ صاحب ثانی اس صدیقی رمز کو سمجھ گئے اور اشکبار ہو گئے اور سمجھ گئے کہ یہ آپ کی آخری حاضری ہے۔

وصال مبارک:

آپ نے 11 شوال اسی حجرہ شریف میں جہاں آپ 18 سال سے چلہ کش تھے۔ جان جان آفرین کے سپرد فرمائی۔ وسن پورہ لاہور میں آپ کا حجرہ مبارک جو مرکز انوار و تجلیات ہے جس میں آپ نے وصال فرمایا اس میں قطعہ وصال کچھ اس طرح لکھا ہے کہ

قیام گاہِ سرا پردہ جنابِ پیر
حضور خواجہ احمد نبی گیسو دراز

بہارِ چورہ شریف و نگارِ تیراہ
کہ زلفوں والے حسین کا یہی تھا مسکن ناز

یہی نشست گاہ خاص تھی بہ پاک وجود
کہ ان کی روح مقدس نے کی یہاں پرواز

یہاں ہی ختم ہوئی منزل فنا و بقا
ہوئے یہیں سے روانہ بسوئے عالم راز

یہ بارگاہ بفیضانِ نقشبندیہ ہے
مگر ہے شرط ادب اس میں تاج نکتہ نواز

لاہور میں آپ کی نماز جنازہ آپ کے رفیق حضرت شیخ المحدثین پیر سید دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ نے پڑھائی۔ آپ کی نماز جنازہ ایک موریہ پل سے متصل میدان میں پڑھانے کے بعد حضرت پیر سید دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ نے آپ کا کفن مبارک سینہ اقدس سے ہٹا دیا تو آپ کا قلب مبارک مسلسل ذکر الٰہی میں مشغول حرکت کر رہا تھا اور لب ہائے مقدسہ پر مسکراہٹ تھی ہزاروں لوگ یہ منظر دیکھ کر عقائد باطلہ سے تائب ہوئے۔ سپیشل ٹرین کے ذریعے آپ کے جسد اقدس کو چورہ شریف لے جایا گیا جہاں حافظ پیر سید جماعت علی شاہ

امیر ملت نے جنازہ پڑھایا اور اس مقدس سرزمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔آپ کے جانشین قطب العالمین حضرت پیر حیدر شاہ علیہ الرحمۃ نے آپ کے مزار پاک پر ایک دیدہ زیب گنبد تعمیر کرایا۔سرزمین چورہ شریف پر آپ کا مزار مرجع خلائق ہے اور مخلوق خدا آج بھی آپ کے دراقدس سے فیضیاب ہورہی ہے۔

اولاد پاک:

آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے عطا فرمائے:

- قطب العالمین پیر سید حیدر شاہ گیلانی۔
- عمدۃ الاذکیاء پیر سید روشن دین شاہ گیلانی۔
- عارف کامل پیر سید غلام سرور شاہ گیلانی۔
- شیخ المشائخ پیر سید محبوب شاہ گیلانی۔(علیہم الرحمہ)

آپ کے جانشین آپ کے فرزند اکبر پیر سید حیدر شاہ گیلانی علیہ الرحمہ بنے۔

کرامات:

آپ ایک صاحب استقامت اور صاحب کشف وکرامت بزرگ ہیں۔آپ سے بیشمار کرامات واقع ہوئیں جن کو شمار کرنا ناممکن ہے۔ذیل میں بطور برکت چند ایک کرامات بیان کی جاتی ہیں:

- آپ کا معمول مبارک تھا کہ عصر کی نماز کے بعد دریائے راوی کے کنارے سیر کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ایک روز عادت مبارکہ کے مطابق سیر کے لئے تشریف لے گئے تو سامنے سے چند عورتیں آرہی تھیں انہوں نے سلام عرض کیا۔آپ نے سب کو پیار فرمایا اور ارشاد مبارک فرمایا کہ اللہ اللہ کیا کرو۔ان میں سے ایک عورت نے عرض کیا کہ ہم میں سے تو ایک ہندو عورت ہے۔آپ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ اللہ اللہ کرو اللہ رحم کرے گا،عورتیں چلی گئی وہ ہندو عورت رات جب بستر پر لیٹی تو آپ کی صورت مبارک آنکھوں کے سامنے آگئی اور بے ساختہ زبان سے اللہ کا ذکر

جاری ہو گیا، رات بڑی بے چینی میں گذاری صبح ہوتے ہی آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کر لیا۔

- آپ ہر سال دربار عالیہ آلومہار شریف تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ عرس مبارک سے فارغ ہو کر روانہ ہونے لگے تو حضرت پیر سید محمد حسین شاہ علیہ الرحمۃ جب آپ کو رخصت کرنے لگے تو ساتھ ہی چابیاں بھی پیش کی کیونکہ آپ کی اولاد نہ تھی۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا، یہ کیا ہے، وہ اشکبار ہو کر عرض گزار ہوئے کہ حضور میری اولاد تو ہے نہیں میرے بعد کون ان کا وارث ہے یہ سب کچھ آپ کے آباواجداد کا دیا ہوا ہے لہٰذا کل دوسرے لوگ یہاں آ کر اسے سنبھالیں گے، آپ خود ہی کسی کو عطا فرما دیں۔ آپ نے جب یہ سنا تو فوراً فرمایا محمد حسین شاہ جی صبر کرو اللہ خیر کرے گا چابیاں واپس رکھو اب فقیر آپ کے گھر اس وقت آئے گا جب کوئی وارث آ چکا ہو گا، ٹھیک 9 ماہ بعد آپ آلومہار شریف تشریف فرما ہوئے۔ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب کو اطلاع ہوئی تو وہ آپ کے استقبال کیلئے دوڑے ادھر سے خادمہ گھر سے دوڑتی آئی اور بیٹے کی بشارت دی، پیر محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے بیٹا آپ کی جھولی میں لا کر ڈال دیا۔ آپ نے اپنی زبان مبارک منہ میں ڈال دی اور فرمایا نام تم اس کا فیض الحسن رکھ دو، گھٹی میں نے دے دی، اگر زمانے میں بے مثل و بے مثال خطیب نہ بنے تو پھر کہنا۔ اگر زمانے میں ان کی زباں فیض ترجمان نہ ہو فقیر ذمہ دار ہے۔

یہ واقعہ آخری بار خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ آلومہاروی علیہ الرحمۃ نے چورہ شریف کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا اور ذوق عقیدت اور جذبات محبت میں فرمایا۔ لوگو گواہ رہنا اب کوئی دوسرا فیض الحسن پیدا نہیں ہو گا۔ مجھے گڑھتی زلفانوالی سرکار نے دی ہے اور رسم بسم اللہ پیر جماعت علی شاہ ثانی سرکار نے کرائی بچپن میں کئی بار زلفاں والی سرکار کے سینہ اطہر پر لیٹنے کا موقع ملا۔ نہ وہ نابغہ روزگار شخصیات دنیا پر آئیں گی نہ کوئی فیض الحسن ہو گا اور آپ نے یہ شعر پڑھا:

مدتوں روتی ہے حسرت اہل چمن
سالہا تر رہتے ہیں چرخ کہن

تب کہیں جا کر پیدا ہوتا ہے اک نخلِ گل بدن
بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

صاحبزادہ سید فیض الحسن علیہ الرحمۃ نے 25 سال چورہ شریف لگاتار سالانہ عرس شریف پر حاضری دی اور جب مزارت مقدسہ پہ حاضر ہوتے تو آنکھوں میں عقیدتوں کے سمندر رواں ہو جاتے اور اپنے احباب سے فرماتے اس دہلیز نے ہمارے اسلاف کو عزتیں دیں، ہمارے سوئے ہوئے بھاگ جگائے، ہمارے لئے تو چورہ شریف کی بستی پاک کی دھول آنکھوں کا سرمہ ہے۔ قطب العالمین خواجہ نور محمد گیلانی کے مزار پر انوار پر دست بستہ مستغرق اور ذکر پاس انفاس میں مشغول رہ کر لطف لیتے اور جب سر مبارک اٹھاتے تو اکثر آپ کا چہرہ آنسوؤں سے تر بتر ہو جاتا۔ ایک دفعہ ابوالبیان حضرت علامہ محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمۃ سے فرمانے لگے مجددی بیٹا!...... پیر شیخ احمد سرہندی جیسا بھی پیدا نہ ہوگا تو مرید خواجہ نور محمد جیسا بھی سخی پیدا نہ ہوگا جس نے فیضان مجددی کو تقسیم کرنے میں کوئی کنجوسی نہ فرمائی۔

❁ حضور امام السالکین کا سردیوں میں معمول ہوتا تھا کہ حضور استاذ المحدثین پیر سید دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ کے ساتھ کبھی کبھار بیرون شیرانوالہ دروازہ، باغ میں دھوپ تاپنے کیلئے تشریف لے جاتے اور کچھ دیر قیام فرماتے، ایک دن ٹہلتے، ٹہلتے دونوں حضرات چلتے چلتے شاہی مسجد میں پہنچ گئے، شاہی مسجد کے صحن میں گھومتے گھومتے آپ مسجد کے اندر تشریف لے گئے تو آپ یک جنبش مسجد میں محراب کے اندر منبر پر تشریف فرما ہو گئے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا شاہ جی (سید دیدار علی)! دیکھیں میں منبر پر کیسا لگ رہا ہوں، چلو اللہ کریم احسان فرمائے گا۔ میں نہیں تو میری روحانی اولاد ایک دن یہاں بیٹھ کے رشد و ہدایت، خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دے گی۔ مدتوں بعد تک آپ کا یہ جملہ سوالیہ نشان بنا رہا کہ آپ کے زبان مبارک سے نکلا ہوا ارشاد کب تکمیل پذیر ہوگا۔ پھر وہ وقت زمانے بھر نے دیکھا کہ آپ کی نسبت کے حامل اور خلیفہ کے فرزند ارجمند علامہ قیوم الٰہی عرفانی تحصیل گوجر خان لودھے اسی

منبر پر بیٹھ کر خطابت فرماتے رہے، جو بعد میں شاہ جمال مسجد کے آخر دم تک خطیب رہے۔

- آپ جب رام گلی میں اپنے مخلص نیاز مند محمد اللہ یار کمبوہ کے ہاں قیام فرمایا تو ایک دن کمبوہ صاحب نے اپنے دونوں بیٹے آپ کی خدمت میں پیش فرما کر عرض کی کہ حضور انہیں داخل سلسلہ عالیہ فرما لیجئے۔ آپ نے ایک بیٹے حافظ غلام محمد کو داخل سلسلہ عالیہ فرمایا اور تلقین ہدایت سے نوازا دوسرے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر اسے الگ فرما دیا۔ رات کو تنہائی میں جناب اللہ یار کمبوہ نے نہایت مؤدبانہ عرض کیا کہ دوسرا بیٹا بھی میرا ہے۔ اس کو آپ نے بیعت نہیں فرمایا اس کا کیا راز ہے۔ تو آپ نے رازدارانہ انداز میں فرمایا کہ میرے عزیز ناراض نہ ہو یہ بڑا ہو کر مرتد ہو جائے گا اور اس طرح میری بیعت کی توہین ہوگی، زمانہ گواہ ہے کہ وہ لڑکا بعد میں مرزائی ہو گیا مرزا غلام احمد کو اپنے گھر لے گیا اور مرزا قادیانی ملعون اس کے گھر لیٹرین میں جہنم واصل ہوا۔ آج تک وہ خاندان رام گلی لاہور میں موجود ہے۔
- آپ نے حجرہ مبارک میں نفلی اعتکاف مکمل فرما کر جب تشریف لائے تو تمام علاقوں سے عقیدت مند تشریف فرما تھے اور اپنی اپنی پاکیزہ خواہشات کا اظہار کر رہے تھے۔ تو آپ کی خدمت میں شیخ صاحب جو نو مسلم تھے، حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنی مسجد کا جو کنواں ہے اسکا پانی کھارا ہے اور لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، دعا فرمائیں پانی میٹھا ہو جائے۔ آپ نے فرمایا جاؤ پانی کا ڈول بھر کر لے آؤ آپ نے دم فرمایا اور مسکرا کر فرمایا شیخ جی آپ سیدھا کیوں نہیں پوچھتے کہ اتنے دن اعتکاف رضائے الٰہی کے لئے کیا ہے تو اندر سے کیا لائے ہو۔ جاؤ دیکھو!...... زمانے نے دیکھا کہ پانی میٹھا ہو گیا پورے علاقے میں ہنڈیاں پکانے کیلئے پیراں والی مسجد کا پانی مشہور ہوا اور وہ کنواں مسجد پیرانوالی کی دوبارہ تعمیر ہونے پر مسجد میں شامل کر دیا گیا۔
- حضرت امام السالکین خواجہ گیسو دراز علاقہ بھلوال سرگودھا چک نمبر 10 میں تشریف

لے جایا کرتے تھے۔ایک معروف زمیندار جو آپ کا انتہائی عقیدت مند تھا گاؤں سے باہر ڈیرے پر قیام کا انتظام کرتا تھا۔اردگرد کے لوگ جوق در جوق آپ کے حضور حاضر ہوتے اور اکتساب فیض کرتے۔وہ دوست جو آپ کے میزبان تھے، انہیں آپ سے اس طرح عقیدت ہوگئی تھی کہ جب آپ چلے بھی جاتے تو وہ اسی طرح درخت کے نیچے صفائی کرتا اور پانی کا مٹکا بھر کے رکھتا۔ان کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ایک دن لوگوں نے اسے مجبور کیا تو اس نے عرض کیا کہ حضور اولاد نہیں ہے، آپ نے فرمایا بیٹا گھبراؤ نہیں اللہ تمہیں دو بیٹے دے گا، ان میں سے ایک تیرا ہوگا اور ایک میرا ہوگا، چوہدری صاحب نہایت عقیدتمند تھے عرض کی کہ حضور اس طرح فرمانے سے کیا مراد ہے دونوں بیٹے ہی آپ کے ہیں۔آپ نے فرمایا نہیں میرا حافظ قرآن ہوگا اور جو تیرا ہوگا وہ دنیادار افسر ہوگا اس کی اولاد بھی افسر ہوگی، آپ یہ فرما کر چلے گئے اس کے دو بیٹے ہوئے، چوہدری صاحب کے بڑے بیٹے الحمد للہ حافظ قرآن ہوئے۔جو بیٹا افسر ہوا وہ چوہدری غلام حسین صاحب ہیں جو لاہور کے ڈپٹی کمشنر ہو کر ریٹائرڈ ہوئے ان کے بچے بھی افسر ہیں اب ماڈل ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔آپ نے اپنا چہرہ سنت رسول سے سجا رکھا ہے اور پاکیزہ سیرت ہیں۔اب بھی خیابان چورہ شریف کی سالانہ شب بیاری میں شمولیت فرماتے ہیں۔

- زلفاں والی سرکار آزاد کشمیر کے ایک گاؤں میں تشریف لے گئے تو دوسرے دن تمام گاؤں والے آپ کی خدمت عالیہ میں اکھٹے حاضر ہوئے اور عرض گذار ہوئے کہ حضور بہت دن ہو گئے ہیں بارش نہیں ہوئی۔انسان، جانور، پرند، چرند سبھی پریشان ہیں قحط سالی پھیلی ہوئی ہے آپ ہی نگاہ کرم فرمائیں، یہ سن کر اور ان کی حالت زار دیکھ کر آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور اپنے رب کے حضور جھک گئے، بس پھر کیا تھا دعا مانگنے کی دیر تھی بارش شروع ہوگئی اور تین دن تک برستی رہی۔
- چورہ شریف میں بے شمار بزرگوں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر بارہا دیکھا کہ ایک شیر جو ہر جمعرات علی الصبح امام السالکین حضرت خواجہ گیسودراز کے دربار پر حاضری دیتا

تھا۔ پنجوں پر منہ رکھ کر کچھ دیر بیٹھا رہتا پھر اٹھ کر دربار شریف کے تین چکر لگاتا اور چلا جاتا۔ آپ کے وصال کے بعد 11 سال تک وہ شیر اسی طرح حاضری دیتا رہا۔ پھر یہ بات مشہور ہوئی تو لوگ اکھٹے ہونے لگے تو اس نے آنا بند کر دیا۔

- امام السالکین حضرت زلفاں والی سرکار اپنے حجرے وسن پورہ لاہور مصروف عبادت تھے کہ ایک بوڑھی عورت روتی ہوئی حاضر خدمت ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ حضور میں بیوہ عورت ہوں، میرا گھر کارپوریشن کی حد میں آ گیا ہے، وہ اسے گرا کر سڑک بنانے لگے ہیں۔ آپ نے سن کر کچھ دیر تک سر مبارک جھکا لیا پھر سر اقدس اٹھا کر فرمانے لگے کہ مائی میرے نقشے میں تیرا گھر درمیان میں ہی رہ جائے گا اور سڑک دونوں طرف سے گذر جائے گی۔ آخر کار مقدمہ کچھ دیر چلا وہ مائی جیت گئی، سڑک گھر کے دونوں طرف سے گزر گئی یہ جگہ آج بھی ایوان چورہ شریف سے شمال کی طرف 300 گز کے فاصلے پر واقع ہے اور وہ مکان مرد فقیر کی زندہ کرامت کا فیض ترجمان ہے۔

- امام السالکین حضرت خواجہ گیسو دراز اپنے وابستگان طریقت کو پاکیزگی وطہارت کے متعلق سخت تاکید فرماتے تھے۔ آپ سالانہ تبلیغی سفر کے موقع پر بھاڈے والا تحصیل ڈسکہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ کا قیام آبادی سے باہر ایک باغ میں تھا اس علاقے میں آپ جب بھی تشریف لاتے تو دن کے وقت اسی باغ میں تشریف فرما ہوتے ایک دن کثیر تعداد میں وابستگان موجود تھے اور آپ انہیں پاکیزگی اور طہارت کے متعلق ارشادات عالیہ سے نواز رہے تھے۔ آپ کی خدمت میں حکیم رحمت علی صاحب (جو گوجرانوالہ شہر کی طب کی دنیا کا منفرد اور معروف نام تھا) بھی موجود تھے آپ بھاڈے والا میں کسی عزیز کے ہاں تشریف فرما تھے۔ انہی کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے جب حضرت خواجہ گیسو دراز کی پاکیزگی وطہارت کے حوالے سے گفتگو سنی تو دل میں خیال آیا کہ یہ درویش لوگ خود تو اتنی طہارت و پاکیزگی کا خیال نہیں رکھتے لیکن اوروں کو تاکید فرماتے ہیں۔ یہ خیال دل میں آیا مگر اس کا زبان سے اظہار نہ

کیا۔ اسی اثناء میں حضور امام السالکین نے اپنے رفیق سفر بابو جی غلام رسول صاحب کو ارشاد فرمایا کہ بابو جی ذرا میرا وضو والا لوٹا لیکر آئیں۔ بابو جی اُٹھے اور لوٹا لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ لوٹا پرانے زمانے کا تھا لمبی گردن، باریک سے ٹونٹی اوپر ڈھکن اور خاصا بھاری۔ آپ نے ایک لکڑی طلب فرمائی، بابو جی نے باغ میں سے ایک ٹہنی توڑ کر پیش کی، آپ نے جیب سے چاقو نکالا اور بابو جی کو ارشاد فرمایا ایک نلکی دھاگہ بازار سے لے آئیں۔ حکیم صاحب فرماتے ہے کہ میں دیکھ رہا تھا۔ آپ نے اس چاقو سے شاخ کو تراشنا شروع کیا، لکڑی کا وہ حصہ لوٹے کی ٹونٹی میں رکھ کر دیکھا کہ پورا آ گیا ہے۔ بابو جی دھاگا لیکر حاضر ہوئے آپ نے دھاگے کی ڈوری بنا کر اس کو ٹونٹی کے ساتھ باندھا اور لکڑی کو دھاگے سے باندھ کر ڈھکنے کے نیچے رکھ دیا اور مجھ سے فرمایا کہ حکیم جی جو شخص خود عمل نہ کریں اور دوسروں سے کہے اس کے کہنے سے عمل کی برکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ ہم ان پڑھ لوگ ہیں پاکیزگی اور طہارت کو تو نہیں سمجھتے، لیکن اللہ کریم سوجھ بوجھ کی جتنی توفیق عطا فرمائے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ آج صبح اسی لوٹے سے وضو کیا، نفل ادا کیئے، نمازِ فجر پڑھی، جب لیٹنے لگا تو مجھے وہ کیف میسر نہ آیا جو آنا چاہئے تھا تو میں نے لباس سے لے کر، وضو کے پانی سے لیکر لوٹے اور جائے نماز، جائے نماز سے لیکر رکوع و سجود تک نہایت باریک بینی سے تجزیہ کیا تو جہاں تک میری عقل کی رسائی ہے اس نے یہی فیصلہ کیا کہ رات کو لوٹے میں پانی بھر کر رکھا تھا جب آندھی آئی تو مٹی اُڑ رہی تھی تو وہ ناپاک مٹی ٹونٹی کے راستے پانی تک پہنچ گئی، اس سے وضو کیا تو اس مٹی کے ذرے میرے سوز و گداز میں حائل ہوئے۔ اس لئے یہ جتن کیا جا رہا ہے کہ ٹونٹی سے ناپاک مٹی کے ذرے اندر نہ جائیں تاکہ وضو میں خلش نہ ہو۔

حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ رب ذوالجلال کی قسم میری چیخیں نکل گئی، اُٹھ کر قدموں میں سر رکھا، حیرت ہوئی کہ جن مردانِ خدا کے نزدیک طہارت و پاکیزگی کا معیارِ وضو یہ ہے ان کے سجدوں کا عالم کیا ہوگا۔ آپ کی خدمت میں سلسلہ عالیہ مجددیہ میں داخل ہونے کیلئے

راہ عمل کا رہبر ہے وہ نورِ ہُدٰے کا مرکز ہے
اس کی ادائیں پاکیزہ ہیں اس کا اسوہ عالی ہے

بابا جی کی سیرت کی عملی تفسیر ہے ذات اس کی
اس کے ارشادات ہیں روشن ہر ایک قول مثالی ہے

وہ تو رضؔا جی مر نہیں سکتا مر کر بھی وہ زندہ ہے
جس نے اپنے من میں اس کے پیار کی جوت لگالی ہے

از:
شاعرِ باکمال و نازک خیال
پروفیسر محمد اکرم رضؔا

منقبت

زلفاں والے دے قربان میں زلف توں، لکھاں دل کیتے جنے گرفتار نے
موہ لیا دل زمانے دا تکیا جدھر، میری سرکار چورے دے سردار نے

بھاویں کوئی اے قربان اوہ ہو گیا، باوا جی باواجی دیندا آیا صدا
اکواری وی ہے جسدے دل تکیا، باواجی چورے والے دے دلدار نے

باواجی دے دلارے تو قربان میں، پیر حیدر توں صدقے کراں جان میں
کالی چادر دی دس سکاں کی شان میں، جیہدے وچ چھپنے لکھاں گنہگار نے

عاشقو! نقشبندی گھرانہ ہے ایہہ، پیر فیض اللہ دا آستانہ ہے ایہہ
غم دیاں ماریاں دا ٹھکانہ ہے ایہہ، ایتھے نور محمد دے انوار نے

چم کے آوندی اے چورے نوں باد سحر ہملد اچورے دے وچوں ہے ذوق نظر
رنگیا ہو یا اے سارے دا سارا ایہہ گھر، غار دے یار صدیق سرکار نے

فیض چورے دا ہے کس قدر بے بہا، پچھ علی پور دے شاہاں تو جا کے ذرا
چورے والے دا صائم ہے ادنیٰ گدا، ڈبے مستی دے وچ تائیوں اشعار نے

(از: جناب صائم چشتی)

قطب العالمین، شمس السالکین، اعلیٰ حضرت پیر سید حیدر شاہ گیلانی

کالی چادر والی سرکار قدس سرہٗ

ولادت پاک:

آپ کی ولادت مبارک نماز تہجد کے وقت امام السالکین، قطب الاقطاب، غوث زماں اعلیٰ حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی زلفاں والی سرکار علیہ الرحمۃ کے آستانہ مقدسہ دربار عالیہ چورہ شریف پر ہوئی۔ آپ کی والدہ کریمہ جو رابعہ زماں تھیں انکی حیات مقدسہ کا ایک ایک لمحہ حضرت سیدہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا کی سیرت مقدسہ کی پیروی میں گزراتھا۔ آپ ایک شب زندہ دار اور تقوی کے انتہائی اعلیٰ درجے پر فائز تھیں۔ آپ نے ساری زندگی اللہ جل مجدہٗ اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری اور اطاعت گزاری میں صرف کی۔ آپ کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا خانوادہ سلطان الفقراء کی خدمت گزاری اور دربار عالیہ پر آنے والے معزز مہمانوں اور عقیدت مندوں کی مہمان نوازی تھا۔

خاندان خواجۂ سید نور محمد قدس سرہ میں عید کا سماں تھا، خادمہ نے قطب زماں سید السادات حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی کو جا کر خوشخبری سنائی آپ نماز تہجد کے بعد مراقب تھے آہٹ سن کر چشمان مبارک کھولیں ولادت کی خوشخبری سن کر فرمایا مبارک، مبارک، مبارک، اس رب کریم کا شکر ہے کہ جس نے حضرت دادا جان خواجہ خواجگان، غوث العارفین، کعبہ عارفاں، حضرت خواجہ نور محمد چوراہی کی بشارت کو عملی صورت عطا فرمائی، جاؤ اور جا کر نئے مہمان کو اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ خادمہ آپ کو جا کر لے آئی آپ نے اپنی انگشت شہادت سے شہد آپ کے ہونٹوں کو لگایا، آپ نے معمولی سا چوس کر منہ پھیر لیا، آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ صبر کرو اتنی جلدی بھی کیا ہے پھر ہنس کر اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں

ڈال کر فرمایا، جاؤ ضبط کرو، صبر کرو سیف زبان ہو گے۔

بچپن مبارک:

آپ کی والدہ ماجدہ جو صائمۃ النہار اور قائمۃ اللیل تھیں۔ حالت وضو میں رہنا آپ کا معمول حیات تھا۔ آپ کی خدمت عالیہ میں لنگر شریف کی خدمت گذار خواتین اگر شوق عقیدت سے حضرت جی کو بچہ سمجھ کر اٹھاتیں اور وضو نہ ہوتا تو آپ رونا شروع فرما دیتے آپ کی چچی جان عابدہ، صوفیہ، زوجہ سید پیر سید شاہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو کبھی بھی بچپن میں بستر پر پیشاب کرتے نہیں دیکھا۔ جب آپ کو پیشاب کی حاجت ہوتی تو آپ والدہ کریمہ یا جو خادمہ پاس ہوتی ان کی طرف توجہ سے دیکھتے تو انکو احساس ہو جاتا کہ آپ نے پیشاب کرنا ہے۔

آپ کی والدہ کریمہ سے روایت ہے کہ رات جب میں سونے سے قبل آپ کو دودھ پلاتی تو میرا معمول تھا کہ میں 111 بار سورۃ الم نشرح (مکمل) اور قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار پڑھتی تھی۔ بعض دفعہ لنگر شریف کی نگرانی اور مہمانوں کی مہمان نوازی میں دیر ہو جاتی تو میری خواہش ہوتی کہ میں آپ کو دودھ پلا کر سلا دوں اور پھر لنگر شریف کے کاموں میں مصروف ہو جاؤں۔ جب فارغ ہو کر آتی تو یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا ہو جاتی کہ میرا نونہال قصیدہ بردہ شریف اور کلام الٰہی یعنی اپنی شرح صدر کی دوا سورۃ الم نشرح کے سننے کیلئے بے چین و بے قرار اور چاک و چوبند ہے جیسے رات یا نیند کی کوئی صورت ہی نہیں۔ نماز تہجد کے بعد صبح آپ کو خادمہ کے ذریعے حضور امام السالکین خواجہ گیسو دراز بلوا لیتے وہ اہتمام سے آپ کو کپڑے بدلوا کر لے جاتیں۔

آپ کبھی تو اپنی آغوش ولایت میں لیکر معمولات پورے فرما لیتے اور کبھی آپ کو آپ کے دادا جان سلطان الفقراء حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ کی بارگاہ عالی وقار میں لے جاتے۔ جو فوراً آپ کو گود میں لیکر آپ کے ہونٹوں سے اپنے ہونٹ لگا دیتے تو حضور امام السالکین خواجہ گیسو دراز عرض کرتے کہ آپ دعا فرمائیں یہ بچہ بڑا ہو کر میری نسل، میری عزت اور میرے فقیر خانے کی عزت کا امین ہو، جو فیض غوث العالمین، خواجہ خواجگاں، حضرت سید محمد

فیض اللہ شاہ تیرا ہی سرکار نے سرہند سے حاصل فرمایا ہے اس کا اچھا ساقی، اچھا امین ثابت ہو۔ آپ کی یہ بات سن کر سلطان الفقراء حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے احمد نبی! شہبازوں کے گھونسلوں میں شہباز ہی پیدا ہوتے ہیں فکر نہ کر اس کی پروازیں بڑی بلند ہوں گی۔ آپ نے استخارہ کے بعد آپ کا نام حیدر شاہ تجویز فرمایا۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے قرآن کریم اور ابتدائی کتابیں اپنے والد کریم سے پڑھیں اور ساتھ ہی آپ کے والد کریم حضور قطب الاقطاب، امام السالکین، خواجہ گیسو دراز نے آپ کو سلوک کی منزلیں بھی طے کروائیں۔ آپ نے دورہ حدیث افغانستان کے مشہور اور جید عالم جو حضور باواجی سلطان الفقراء کے خلفاء میں سے تھے علامہ گل رحمن خان علیہ الرحمہ سے مکمل فرمایا۔ آپ کو علوم تفسیر، اصول تفسیر، منطق، فلسفہ، علم معانی و بیاں، صرف، نحو، انشاء اور علم مناظرہ پر کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ کو لاتعداد حدیثیں زبانی یاد تھیں، بڑے بڑے دقیق مسائل آسان الفاظ میں یوں حل فرماتے کہ علماء سے لیکر عوام تک آسانی سے سمجھ لیتے تھے۔ آپ کی محفل میں بڑے بڑے جید علماء کرام موجود ہوتے تھے۔ آپ کی بیعت آپ کے دادا جان سلطان الفقراء حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی کے دست حق پرست پر ہے۔ آپ کو سلوک کی تمام منازل آپ کے والد گرامی حضور امام السالکین، حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی زلفاں والی سرکار اور آپ کے دادا جان سلطان الفقراء حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی نے طے کرائیں اور خصوصی توجہات سے نوازا۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو کبھی بھی نماز قضا نہ کی، یہ آپ کے نام نامی کی نسبت باکمال تھی۔ آپ کے والد گرامی آپ کو حضرت سلطان الفقراء خواجہ خواجگان سید فقیر محمد شاہ گیلانی کی بارگاہ میں لے جا کر عرض کرنے لگے کہ حضور جس بحر ولایت سے پیر جماعت علی شاہ کو امیر ملت، کپڑے رنگنے والے درویش حافظ عبدالکریم کو صوفیوں کا رہنما اور پیر جماعت علی شاہ ثانی کو لاثانی بنایا اس نگاہ دل نواز سے اس غلام زادے کو بھی نوازیں۔ آپ نے اتنا سنا تو چہرہ مبارک کی کیفیت بدل گئی، محفل پر سناٹا چھا گیا، کافی دیر بعد سر اقدس اٹھا کر تمام حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دوستو! گواہ رہنا

میرے دادا جان، غوث العالمین، حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ گیلانی تیراہی نے مجھے جو دستار عطا فرمائی تھی وہی آج اس بیٹے کے سر پر رکھ کر اس کو اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں۔ بس پھر کیا تھا سب حاضرین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور حضرت زلفاں والی سرکار کو مبارک بادیں دینا شروع کر دیں آپ نے دستار مبارک سر پر رکھ کر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا قطب العالمین ہوگا اور اسکی پروازیں بلند ہونگیں۔

لباس مبارک:

آپ نے لباس میں اپنے شیخ طریقت، ولی نعمت، حضرت سلطان الفقراء کے ہی لباس کو پسند فرمایا اور اسی حوالے سے فنافی الشیخ کی منزل کی تکمیل فرمائی۔ لباس میں آپ نے اپنے شیخ کریم کی روایات پاکیزہ کے تحت کے عین مطابق سر پر چہار کلی ٹوپی اور اوپر عمامہ شریف سفید کرتہ اور سفید شلوار کبھی کبھار سفید تہ بند بھی استعمال فرماتے۔ کرتہ کے اوپر سیاہ واسکٹ ہوتی تھی کاندھے پر ہمیشہ کالی چادر رکھتے جسکی وجہ سے آپ کالی چادر والی سرکار مشہور ہوئے۔ عمامہ شریف کبھی کلف والا اور چار انگلی تک طرہ رکھتے تھے۔ آخری ایام میں آپ نے بغیر کلف کے عمامہ استعمال فرمایا اور طرہ بھی نہ رکھا۔ کبھی جمعہ کے دن آپ سیاہ دستار بھی باندھتے مگر سفید دستار کو پسند فرمایا اور خلفاء کو بھی سفید ہی دستار عطا فرمائی اور تمام خلفاء سفید دستار ہی باندھتے ہیں بغیر دستار کسی امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا پسند نہ فرمایا۔ آپ کے لباس میں سادگی، نفاست، لطافت، خوبصورتی اور متانت کا رنگ نمایاں ہوتا۔ آپ کو دیکھنے والے بلا جھجک بلا تکلف یہ کہہ اٹھتے تھے کہ آپ لباس میں سنت نبوی ﷺ کی عملی تصویر ہیں۔ سیاہ چادر ہمیشہ شانہ مبارک پر ہوتی کسی نے سوال کیا تو فرمایا کہ یہ ہمارے آقا ﷺ کی سنت ہے اور احباب کو اس لئے پاس رکھنے کی تاکید کرتا ہوں کہ چادر سینہ پر ہے، سینہ اس میں چھپا ہے، سینہ میں دل چھپا ہے، دل میں محبوب کریم ﷺ کا عشق بسا ہے، اس لئے اسے کالی چادر میں چھپا رکھا ہے۔ اللہ کریم اپنے محبوب ﷺ کے صدقے وہ دل جس میں عشق رسول ﷺ کی دولت ہے اسے نظر بد سے محفوظ رکھے۔ کرتہ مبارک گھٹنوں سے تھوڑا سا لمبا ہوتا، گرمیوں میں سفید ٹوپی ململ کی استعمال فرماتے۔ سردی کے موسم میں

روئی والی ٹوپی استعمال فرماتے، جب کوئی دوست داخل سلسلہ عالیہ ہوتا تو اسے لباس درست کرنے کے بارے میں تاکید فرماتے اور فرماتے کہ رب العزت اپنے مقبولان بارگاہ کی خدمت میں جانے کا ذوق نصیب فرمائے تو ظاہر کو سنوارنے کی بھی کوشش کریں، ظاہر سنوارنا مرید کا کام ہے اور اندر سنوارنا شیخ کا کام، آپ کالر والی قمیض سخت ناپسند فرماتے تھے اور ارشاد گرامی ہوتا کہ اپنے خدا کے دیئے ہوئے کانوں کے ساتھ انگریز کے کان اچھے نہیں لگتے۔ انہوں نے تو نکٹائی لگائی ہوتی ہے آپ کیوں ان کی رسم ادا کریں۔ آپ اپنے محبوب ﷺ کی اداؤں سے پیار کریں قمیض کے ساتھ دل کے اوپر جیب (پاکٹ) پسند نہ فرماتے اور فرماتے کہ سجدہ کرتے وقت جیب سے چیزیں گرتی ہیں، تو یک سوئی ختم ہو جاتی ہے یہ غیر کی سازش ہے کہ سبحان ربی الا علی سے دھیان ہٹ کر دنیا کی طرف ہو جائے۔

معمولات مبارک:

آپ نے زندگی بھر زمین پر چٹائی پہ ہلکا سا بستر لگوایا اور آرام فرمایا یا زمین سے تھوڑی سی اونچی چارپائی پہ آرام فرماتے۔ تہجد کیلئے خود اٹھتے جب تک صحت مبارک ٹھیک رہی خود ہی بیدار ہوتے، خود ہی وضو فرماتے۔ آپ کے وضو کیلئے خدام ایک مٹکا پانی کا قریب رکھ دیتے۔ وضو فرماتے وقت آپ انتہائی اہتمام سے وضو فرماتے اور اتنی اونچی جگہ پر تشریف رکھتے کہ جہاں سے یقین ہو جاتا کہ زمین سے چھینٹا اڑ کر کپڑوں پر نہ پڑے۔ نماز تہجد کے وضو میں مسواک لازمی تھا، زلفیں دراز تھیں درمیان میں مانگ مبارک ہوتی تھی۔ جب کبھی عمامہ شریف وضو کیلئے ہٹاتے تو مانگ سے نور کی چمک محسوس ہوتی تھی۔ سر مبارک کو زیتون کا تیل یا سرسوں کا تیل لگاتے اور رات کو سوتے وقت سرمہ آنکھوں میں استعمال فرماتے، دائیں طرف تین بار اور بائیں طرف دو بار اور ساتھ ہی آپ 11 بار انہ ھو السمیع البصیر پڑھ کر ہاتھ پر پھونک لگا کر آنکھوں سے کانوں تک پھیر لیتے یہ آپ کا مستقل معمول تھا اور اپنے رفقاء سے بھی اس آیت مبارکہ کو پڑھنے کی تلقین فرماتے، اس سے سماعت و بصارت ٹھیک رہتی ہے، خوشبو میں زیادہ تر آپ عطر گلاب اور حنا کو پسند فرماتے اور چلتے وقت

ہر صورت ہاتھ مبارک میں کاندھے مبارک تک لمبا عصا ہوتا۔نماز تہجد کے بعد مراقب ہوتے پھر ختم خواجگان نقشبندیہ پڑھتے۔نماز فجر کے بعد خدام چائے تیار کر کے رکھ جاتے، چائے پیتے اوراس کے بعد کچھ آرام فرما کر تازہ وضو فرماتے اور نماز اشراق ادا فرماتے۔نماز سے فارغ ہو کر کھانا تناول فرماتے اس معاملے میں پابندی وقت کی انتہا تھی۔کھانے سے پہلے گرم پانی سے ہاتھ دھوتے پھر کسی سے ہاتھ نہ ملاتے بلکہ گیلے ہاتھوں سے کھانا تناول فرماتے،تازہ ہاتھ دھو کر کھانا تناول کرنے کی آج ڈاکٹر حضرات بھی تاکید کرتے ہیں ہاتھ دھو کر کسی چیز کو نہ لگانے سے کھانا شفا بن جاتا ہے اور بے شمار مرضوں سے انسان محفوظ رہتا ہے اور یہ ہی طریقہ سنت مصطفوی (ﷺ) ہے۔

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

آج بھی ہمیں بڑھتی ہوئی امراض سے بچاؤ کیلئے کھانے پینے میں مکمل طریقہ سنت رسالت مآب ﷺ کی اتباع کرنا چاہیے یہ ہی پیغام صحت ہوگا۔معمولات میں "کم گفتن، کم خفتن، کم خوردن" پہ آپ سختی سے پابندی فرماتے تھے۔

- آپ جب بھی سفر فرماتے تو اپنے جملہ رفقاء سفر کو ہدایت فرماتے دوستو راستے میں بے جا گفتگو جس میں کبھی کوئی چغلی، بخیلی، حسد جیسی چیزیں شامل ہو جاتی ہیں نہ کرنا بلکہ سفر میں ''ہتھ کار ول دل یار ول'' پر کار بند ہوں۔
- آپ فرماتے کہ ذکر خفی (اسم ذات) کرتے رہیں جب دل میں گھبراہٹ محسوس ہو تو درود پاک پڑھنا شروع کر دیں انشاء اللہ العزیز سفر میں تکلیف نہیں ہوگی تھکن نہیں ہوگی اور سفر میں اللہ کریم اپنے محبوب روف و رحیم ﷺ کے صدقے حادثات و آفات سے محفوظ فرماتا ہے، آپ اکٹھے نہ چلیں، آگے پیچھے چلیں، تا کہ اکیلے میں دل اس کی یاد میں مصروف رہے۔یاد رکھو جو سانس بھی آئے اسی کی یاد ہو، غافل زبان رب العزت کو پسند نہیں اور بے مقصد گفتگو زندگی کی قیمتی گھڑیاں ضائع ہونے کے برابر ہے۔
- آپ اکثر اپنے مجلس ذکر میں اپنے متعلقین کو ارشاد فرمایا کرتے دوستو! زیادہ سونا کچھ

کھونا ہے۔ مومن کا حق ہے نماز عشاء کے بعد جتنا موقع صحت ومصروفیت دے ذکر الٰہی کریں اور بالخصوص کثرت درود شریف جب سونے کا وقت ہو تو باوضو، پاک لباس، صاف بستر منہ قبلہ رخ، کروٹ لے کر، سیدھا ہاتھ کان کے نیچے رکھ کر، برے خیالات سے ذہن کو ہر ممکن پاک رکھ کر، اگر مناسب اور ممکن ہو سکے تو گنبد خضریٰ شریف کا تصور جما کر، دل سوئے مدینہ لگا کر، آنکھوں سے ندامت کے آنسو بہا کر، دل کی اجڑی بستی بسا کر سونے کی کوشش کریں اور لیٹتے وقت جب سیدھا ہاتھ سر کے نیچے رکھے ارادہ کرلے کہ اس طرح لیٹنا میرے محبوب کریم ﷺ کی سنت ہے۔ اس طرح لیٹنا کہ الٹا بازو اوپر رہے تو اس طرح کھانا کھایا ہو تو دل پہ بوجھ نہیں پڑے گا تو دل بے شمار بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ ساتھ نیت کرلیں کہ اے رب العزت میں لیٹنے لگا ہوں مجھے توفیق عطا کر صبح میں نماز پڑھ سکوں میری نماز قضا نہ ہو۔ ایسے سونے والے کیلئے فرشتے اسکی خیریت کی دعا کرتے ہیں۔ آپ کو بہت نرم بستر ناپسند تھا اور سوتے ہوئے آپ دست راست سر کے نیچے رکھ کے آرام فرما ہوتے۔ اس پاکیزگی سے سونا اور ذکر الٰہی میں نیند کا آنا زندگی کی کتنی ہزاروں بیدار گھڑیوں سے سونے کی ساعتیں افضل ہو جاتی ہیں۔

اک وار جے سفنے اندر آویں تے میں ساری عمر نہ جاگاں

رب کریم اپنے مقبول ومحبوب بندوں کے صدقے اپنے محبوب ﷺ کی اداؤں کو ادا کرنے کی توفیق دے اور ہم ہر ممکن اپنے مرشدین کی پاکیزہ سیرتوں سے اکتساب فیض کریں اور وہ مقصد حاصل کریں جو اللہ والوں کے پاس جا کر غیر شرعی کام سے اجتناب اور اپنے آپ کو سنت محبوب ﷺ کی اتباع واطاعت کی راہوں پر گامزن کرنا ہے۔

- آپ اکثر وبیشتر نفلی روزے رکھتے اور فرماتے بگڑے ہوئے نفس کے گھوڑے کی لگام روزہ ہے۔
- آپ کی زندگی کا ایک ایک سانس توکل کی منہ بولتی تفسیر ہے۔
- آپ کا ارشاد ہے کہ میں ایک دفعہ حجرے میں قیام پذیر تھا۔ اتفاق سے چورہ شریف

سے کچھ عزیز واقرباء ملنے کیلئے تشریف لائے تو خادم لنگر شریف شیخ جی نے اشارہ سے بتایا کہ گھر لنگر شریف میں کوئی چیز نہیں۔ کھانے کا وقت تھا سوچا یہ مہمان میرے پروردگار نے بھیجے ہیں میرے بلانے پر تو آئے نہیں اتنا ہی خیال آیا تو شیخ صاحب نے دستک دی اور عرض کیا کہ حضور نمبردار صاحب لنگر لائے ہیں، جب لنگر شریف حجرے میں پہنچا سبھی حضرات نے کھایا اور بچ بھی گیا۔

- آپ کھانے کے دستر خوان پر جو احباب ساتھ ہوتے انکو ایک روٹی تقسیم فرما دیتے اور آپ نان ما حضر تناول فرما لیتے۔ کھانا تناول فرماتے وقت آپ انتہائی چھوٹا نوالہ لیتے۔آپ کے لباس پر کبھی سالن کا داغ نہیں لگا، اپنی سیاہ چادر کھانا تناول فرماتے وقت اپنے آگے کپڑوں پر ڈال لیتے اور فرماتے یہ چادر کثیر المقاصد ہے تولیہ کا بھی کام دیتی ہے، مصلیٰ کا کام بھی، دھوپ سے بچنے کا کام بھی۔
- آپ اکثر فرماتے اتنا نہ کھاؤ کہ اندر سے رنگ برنگی آوازیں آنی شروع ہو جائیں اتنا ہی کھاؤ جتنی ضرورت ہے۔
- آپ کی خدمت میں پریشان حال احباب تشریف لاتے تو آپ ارشاد فرماتے بیٹے اپنے رب کریم کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہیں انشاء اللہ العزیز مولا کریم مشکلیں آسان فرمائے گا۔آپ ارشاد فرماتے کہ جو شخص کسی کریم کا دروازہ برابر کھٹکھٹاتا رہے گا آخر اندر چلا جائے گا۔آپ مایوس نہ ہوں مولائے کائنات اپنے محبوب ﷺ کے غلاموں کو رسوا نہیں فرماتا توبہ استغفار پڑھا کریں، اور پابندی سے پانچ نمازیں پڑھتے رہیں کام بن جائے گا۔
- رزق حلال کے سلسلے میں فرماتے:

گر شود عالم پر از خون مال مال | نے خورد مرد خدا الا حلال

اگر جہان خون سے پر اور مالا مال ہو جائے تو بھی مرد خدا حلال کے سوا کچھ نہیں کھاتا

اسی ضمن میں حدیث پاک بھی ارشاد فرماتے۔آپ رزق حلال کی تاکید فرماتے جو رزق حلال نہیں کھاتا وہ کتنے ہی سجدے، رکوع، عمرے، حج، کرے بیکار ہیں رزق حلال اور صدق

مقال فقر کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔

- آپ کے قرب میں زندگی گزارنے والے احباب فخریہ فرماتے کہ ہمارے کریم جیسا دریا دل سخی مشکل سے ملے گا۔ آپ سوالی کو عطا کرنے کے بعد انکساری سے معافی کے طلب گار ہوتے کہ بھئی! شاید آپ کی ضرورت پوری نہ ہو سکی لہٰذا مجھے معاف کر دینا۔ اتنی عظیم خانقاہ کے عظیم شہنشاہ کی سخاوت اور پھر عجز و انکساری کا یہ عالم دیکھنے والے اشکبار ہو جاتے۔

اشاعت دین:

آپ نے مسند ارشاد سنبھالنے کے بعد پورے ہندوستان بمع مقبوضہ و آزاد کشمیر کے کئی سفر کیے۔ پاکستان اور ہندوستان و کشمیر کے بیشتر علاقوں میں آپ نے تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ ایک باکمال مرد درویش ہونے کے ساتھ ساتھ فاضل اجل شخصیت بھی تھے۔ آپ کی سیرت و کردار، اخلاق کریمانہ، وجاہت اور اعلیٰ صفات مقدسہ کی بدولت ہزاروں لاکھوں لوگ دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ آپ کی ایک نگاہ دل نواز نے سینکڑوں گم کردہ راہوں کو مدنی تاجدار ﷺ کے در کا سوالی بنا دیا۔ ہزاروں بدعقیدہ اور بے عمل افراد کو راہ ہدایت دکھا کر صوفی بنا دیا۔ آپ کی قربت اس قدر پر اثر تھی کہ آپ کی صحبت میں رہنے والے حضرات ولایت کے اعلیٰ درجوں پر فائز ہوئے۔ آپ کی زبان مبارک سے جو بات نکلتی وہ تیر قضا کا درجہ رکھتی تھی۔ آپ کی نصیحت اس قدر پر اثر ہوتی کہ مدتوں کے بد باطنوں کو وہ پاکیزگی کا تصور عطا ہو جاتا کہ وہ طہارت و تقویٰ میں زمانے کے راہنما بن جاتے۔ آپ کی بارگاہ عالی وقار میں آنے والا اللہ رب العزت کی اطاعت اور محبوب کریم ﷺ کی محبت و اتباع کی دولت سے کبھی محروم نہ رہتا۔ آپ کی تبلیغ اور دینی کوششوں سے سرزمین ہندوستان پر طریقت نقشبندیہ مجددیہ کا بول بالا ہوا۔ آپ کی مجلس باکمال میں جو ایک مرتبہ حاضر ہوتا وہ آپ کے نور ولایت کے طفیل ایسی سچی توبہ کرتا کہ پھر اس کے دامن کی پاکیزگی کی گواہی زمانہ دیتا۔ آپ کی وجاہت جو حقیقت میں وجاہت حیدری کا پرتو تھی۔ آپ کے اشاعت دین کے سلسلہ میں ایسا کام کر گئی کہ آپ کی صورت مبارک کو دیکھتے ہی

دل وزبان اللہ اللہ کا ذکر کرنے لگتے۔

سیرت وکردار:

آپ کی سیرت وکردار اخلاق محمدی کی آئینہ دار اور اپنے اسلاف کی جراتوں اور محبتوں کا امین تھی۔ آپ حد درجہ مہمان نواز، سخی اور فیاض تھے۔ آپ کی شخصیت میں عاجزی اور انکساری کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ خاندانی وجاہت وشرافت کا پیکر حسین تھے، علم وعمل کے حوالے سے آپ کی ذات والا صفات بے مثل وبے نظیر تھی۔ غریبوں کی دستگیری، یتیموں کی پرورش، بیواؤں کی غم گساری، دکھی لوگوں کے درد کا چارہ اور بے سہارا لوگوں کیلئے آپ کی ذات والا صفات سہارا بن گئی۔

آپ کے در اقدس پر آنے والا اپنے کاسہ مراد کو کبھی خالی لیکر نہ گیا۔ آپ اپنی بصیرتِ ولایت سے سوالی کے سوال از خود جان جاتے اور اسے اس قدر عطا فرماتے جو اس کی ضرورت سے زائد ہوتا۔ آپ کا دستر خوان بڑا خوبصورت اور وسیع تھا۔ آپ خود فرماتے تھے کہ میں قارون کے خزانوں سے متاثر نہیں ہوں، میں تو حضرت عثمان غنی کا غلام ہوں، اس لئے خرچ کرنے کی سنت ادا کرتا ہوں جمع کرنے کا شوق نہیں رکھتا۔ آپ کی زبان اطہر پر اکثر یہ قول ہوتا کہ لا طامع، لا جامع، لا مانع (جس کی تفصیل حضرت سید احمد نبی شاہ گیلانی کے احوال میں گزر چکی ہے) آپ نے تمام زندگی حرص وہوس کو اپنے قریب بھی بھٹکنے نہ دیا۔ زہد وتقوی اور عبادت وریاضت آپ کا معمول تھا۔ فقر وفاقہ آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ فقیر کی فاقہ کی رات معراج کی رات ہوتی ہے، سنت نبوی (ﷺ) اور اتباع رسول کریم ﷺ آپ کا شعار تھا خود بھی حد درجہ سنت محبوب خدا ﷺ کا خیال رکھتے اور عقیدت مندوں کو بھی سختی سے سنت محبوب خدا ﷺ کا دامن تھامنے کا حکم ارشاد فرماتے۔ آپ کی سیرت کا یہ روشن پہلو ہے کہ آپ نے ساری زندگی کبھی پوری رات بستر پر پشت مبارک سیدھی نہ فرمائی۔ بلکہ اکثر رات کا حصہ مراقبہ کی صورت میں تشریف فرما رہتے۔ عبادات ومعاملات میں آپ اپنے خاندان میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ اس لئے آپ کے برادران بھی آپ کی قدر ومنزلت میں کبھی بخل نہ کرتے۔ آپ نے زندگی بھر

طریقت کو تجارت نہیں بنایا۔ آپ کا انداز تکلم سکندرانہ اور حیات مقدسہ قلندرانہ تھی۔ آپ کی وجاہت اور شخصیت اتنی بارعب تھی کہ کسی کو سانس بھی اونچا لینے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ آپ کے اخلاق کریمانہ کا عالم یہ ہے کہ جو شخص بھی آپ سے زندگی میں ایک بار ملا وہ پھر آپ ہی کا ہو کر رہ جاتا۔ آپ نے تمام عمر درویشوں سے پیار کیا اور ان کی خدمت آپ کا محبوب مشغلہ تھی آپ کی مہمان نوازی کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی تھی۔ آپ کی سیرت و کردار کے یہ اعلیٰ اوصاف بلاشبہ آپ کے حسنی حسینی سید ہونے کے غماز ہیں۔

آپ اہل بیت رسول ﷺ کی اتباع میں حد درجہ کریم اور مہمان کی تکریم فرماتے یہی وجہ ہے کہ خانقاہ عالیہ چورہ شریف کو آپ کی ذات بابرکات سے وہ دوام حاصل ہوا جس کو زمانہ قیامت تک سلام نیاز پیش کرتا رہے گا۔ آپ نے زندگی میں ہر سانس پہ کڑی نظر رکھی اور احترام مصطفوی و نسبت رسول ﷺ کا بے حد خیال رکھتے۔

آپ کے نزدیک سب سے قیمتی متاع اتباع رسول ﷺ اور احترام رسول ﷺ تھی۔ آپ نے ساری زندگی کبھی گھوڑی پر بے وضو سواری نہ کی۔ تبلیغ دین کے سلسلہ میں پنجاب اور پورے کشمیر میں آپ نے گھوڑی پر سفر فرمایا، گرمی میں کئی کئی میل پیدل چلتے سردی میں بھی پیدل چلتے، جہاں پانی ملتا وضو فرماتے اور گھوڑی پر سواری فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت پیر سید میراں شاہ چاپی شریف آزاد کشمیر نے جو آپ کے خدام میں سے تھے عرض کی کہ حضور یہ کیا حکمت ہے کہ آپ گھوڑی پر وضو فرما کر سفر کرتے ہیں تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا شاہ جی! ''فقیراں کولوں چھوٹی چھوٹی گل نہیں پچھی دی'' انہوں نے عرض کی حضور بتائیں تا کہ ہماری بھی اصلاح ہو جائے تو آپ کی چشمان مقدس سے آنسو جاری ہو گئے اور ارشاد فرمایا شاہ جی! میں کوئی عالم نہیں کہ علمی بات کروں سیدھا سادھا فقیر ہوں مجھے اتنا پتہ ہے کہ

بے ادب محروم ماند از فضل رب

میں بے وضو گھوڑی پر اس لئے سواری نہیں کرتا کہ میرے علم میں یہ بات ہے کہ میرے آقا ﷺ نے گھوڑوں پر سواری فرمائی ہے تو ہو سکتا ہے جس گھوڑی پر میں سواری کروں وہ اسی نسل سے ہو جس پر میرے آقا ﷺ نے سواری فرمائی اور میں بے وضو اس پر

سواری کر کے اپنا نام بے ادب اور گستاخوں میں لکھوالوں۔ شاہ جی! یہ تو گھوڑی ہے عشق تو محبوب کی گلی کے کتوں کے قدم بھی چومنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

مٹھین شریف قیام:

آپ نے اپنی حیات مقدسہ کا کافی عرصہ مٹھین شریف نزد چونترہ کوہاٹ لائن جو چورہ شریف سے تھوڑا سا ہٹ کر ایک علاقہ ہے اور چونترہ ریلوے اسٹیشن کے قریب ہے آپ نے تقریباً 30 سال وہاں قیام فرمایا۔ یہ ایک بے آب و گیاہ علاقہ تھا، آپ نے چورہ شریف جیسی بارونق جگہ کو چھوڑ کر اس علاقے کو اس لئے منتخب فرمایا تا کہ یاد الٰہی میں خلل واقع نہ ہو۔ یہاں آپ نے اپنی زندگی کا کافی عرصہ ذکر خدا میں بسر کیا، اس کی برکات تھیں کہ پہاڑوں کے دامن کا یہ علاقہ جو بے آب و گیاہ تھا آپ کی ولایت کی برکت سے اور ذکر الٰہی کے نور سے آج سرسبز و شاداب ہے کہ جس کی زرخیزی اپنی مثال آپ ہے اور علاقہ باغات اور سبزیوں سے لہرا رہا ہے۔ جو زمین کوڑیوں کے بھاؤ بکتی تھی، آج [illegible] کے حساب سے [illegible] ہی ہے۔ سچ ہے:

پھول [illegible] جھوم جھا[illegible] کانٹے ہو گئے..... تو نے کانٹوں پہ قدم رکھا گلستان بنا دیا

زیارت حرمین شریفین

آپ کی عمر مبارک تقریباً 120 سال ہوئی ہے۔ آپ کو زیارت حرمین شریفین کا از حد شوق تھا بارگاہ رب العزت اور بارگاہ رسول کونین ﷺ میں حاضری کو آپ [illegible] حرز جاں سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ نے ساری زندگی حج بیت اللہ کے لئے خصوصی اہتمام فرمایا۔ آپ نے کثیر تعداد میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی عمرہ کتنے کئے اس کا کوئی شمار نہیں۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کا انداز قابل دید ہوتا، مدینہ طیبہ کا ادب اس انداز سے فرماتے کہ عاشقان مصطفیٰ ﷺ کیلئے مشعل راہ ہوتا، محبت رسول ﷺ آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اس لئے مدینہ طیبہ کی راہوں کے کنکروں سے بھی محبت کا یہ عالم تھا بلا توقف آنکھوں سے لگاتے اور چوم لیتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے عشق محبوب کریم ﷺ کی خیرات عطا فرمائے و ویسا ہی ادب کرنے کا ڈھنگ عطا فرمائے جو آپ کی ذات

اقدس کا ایک نمایاں وصف تھا۔

وصال مبارک:

آپ نے بڑی پاکیزہ زندگی گذاری اس عالم فانی میں کم وبیش 120 سال دین اسلام اور محبت رسول ﷺ کا پیغام عام کرنے میں صرف کئے آپ کی حیات مقدس کا ایک ایک لمحہ اتباع مصطفیٰ ﷺ سے سرشار تھا۔ آپ کا وصال باکمال مورخہ 26 دسمبر 1964ء بمطابق 20 شعبان المعظم 1348ھ کو ہوا۔ آپ نے اپنے آخری ایام میں ایک دن مجھے (محمد کبیر علی شاہ کو) طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ 17 دن کی چھٹی باقی رہ گئی ہے لہٰذا تیاری کرلو۔ خود ہی دریافت فرمایا کہ دانے کتنے من پسے ہوئے ہیں میں نے عرض کیا کہ 22 من جواب میں ارشاد فرمایا کہ دگنے کر لئے جائیں۔ ٹھیک 15 دن بعد آپ نے فرمایا کہ تابوت تیار نہیں ہوا میں نے عرض کیا کہ نہیں، تو آپ نے مستری وارث اور صوفی قائم دین صاحب کو راولپنڈی بھیجا کہ وہاں سے لکڑی لے آئیں۔ جب لکڑی آ گئی تو حکم دیا کہ میری چارپائی اٹھا کر باہر لے جاؤ۔ مستری صاحب سے فرمایا کہ تابوت کتنا اونچا رکھو گے، انہوں نے عرض کیا کہ جیسے آپ حکم فرمائیں گے، تو آپ چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے سر سے میرے پاؤں تک ناپ کر اتنی اونچائی رکھ لو۔ جب تابوت تیار ہو گیا تو ارشاد فرمایا اس کو سنبھال لو یہ پرسوں کام آئے گا آپ کی زبان مبارک سے جیسے الفاظ نکلے تھے ویسے ہی ہوا، ٹھیک دو دن بعد آپ کا وصال مبارک ہو گیا، جب آپ کا وصال مبارک ہوا وہ دن چورہ شریف کیلئے خاندانی طور پر بہت ہی اضطراب انگیز تھا پورے کا پورا خاندان دو حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ آپ کی علالت طبع کے ساتھ ساتھ یہ فکر بھی دامن گیر تھی کہ آپ کی دنیائے فانی سے رحلت کے بعد جنازہ کون پڑھائے گا۔ اگر ایک طرف کی بزرگ ترین شخصیت کو دعوت دیں تو دوسری طرف سے اظہار ناراضگی ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ جنازہ میں کوئی بدمزگی ہو جائے۔ جب آپ کا اس جہان فانی سے رخصتی کا وقت آیا تو آپ نے اپنے فرزند حضور قبلہ پیر سید محمد فضل شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کو اپنے منہ مبارک کے قریب کان کرنے کا اشارہ فرمایا۔ آپ کے اشارہ پر وہ آپ کے منہ مبارک کے قریب ہوئے بس لمحہ کا لمحہ پھر واپس بیٹھنے کا حکم دیا۔ گھر

کے تمام دیگر افراد کے لیے وہ ایک لمحہ حیرت کا موجب ہوا۔ وصال کے بعد رات پوری گزر گئی اور وہی اضطراب وہی شکوک وشبہات مزید مضبوط ہوتے چلے گئے کہ جنازے پر خاندانی خفگی بدمزگی کا موجب نہ بنے، جب صبح جنازہ کی تیاری ہوئی تو میرے والد گرامی حضور قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا کہ آپ نے جنازے کے متعلق نہ کسی کو کچھ کہنا ہے نہ کسی کی کچھ سننی ہے، بس خاموش رہیں، مالک الملک اپنے محبوب کریم ﷺ کے عاشق زار اور حیدر کرار کے دستر خوان ولایت کے ریزہ خوار کی عزت و وقار کا خود ہی ذمہ دار ہے۔

جب جنازہ بے پناہ ہجوم کے جھرمٹ میں جنازہ گاہ میں رکھا گیا تو بالکل کیفیت یوں نظر آرہی تھی کہ اب ایک طرف سے جونہی کوئی شخصیت آگے بڑھی دوسری طرف سے بائیکاٹ کا اعلان ہوگا۔ لیکن سامنے ایک پروقار چہرہ، عجز وانکساری کے پیکر، حیاء عثمان (رضی اللہ عنہ) کے تصورات کی جھلکتی تصویر جنازہ گاہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اس نووارد مہمان نے آگے بڑھ کر قبلہ حضرت والد گرامی سے جیسے پرانا تعارف ہو کان میں کچھ عرض کیا صفیں درست ہو چکی تھیں۔ آپ نے ان نووارد بزرگوار سے جنازہ پڑھانے کا اظہار کیا۔ نووارد مہمان نے عرض کی کہ میں تو کل عصر کے وقت سے سفر میں ہوں اور اس مرد قلندر کا جنازہ پڑھانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ یہ میری خوش بختی ہے کہ مجھے حضور قطب العالمین نے ارشاد فرمایا کہ قاضی صاحب آکر میرا جنازہ پڑھائیں، میں زندگی میں پہلی مرتبہ چورہ شریف حاضر ہوا ہوں نہ راستے کا علم تھا مگر مرد فقیر نے مجھے اپنے جنازہ پر بلا کر جہاں وقت جنازہ کی رہنمائی کی وہاں راستہ بھی دکھا دیا۔ الحمد للہ میں حاضر خدمت ہوں، لہٰذا ان بزرگ شخصیت نے نماز جنازہ پڑھائی سبھی نے اقتداء کی اور خواجۂ چوراہی کے خاندان کے اتفاق کو برقرار رکھا اور یہ قول سچا اور کھرا ثابت ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے کسی کی رسوائی پسند نہیں فرماتے۔ جنازہ کے بعد بے پناہ جستجو کی گئی کہ وہ معزز مہمان نظر آئے لیکن نہ وہ مل سکے، نہ کسی سے کوئی نشان وغیرہ مل سکا۔

یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں بلکہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی قدس سرہ سے یہ روایت موجود ہے خادم نے پوچھا تھا کہ حضور! باقی باللہ کے معانی کیا ہیں آپ نے فرمایا میرا

جنازہ جنازگاہ میں آئے گا قبلہ کی طرف سے ایک شخصیت کی تشریف آوری ہوگی وہ جنازہ پڑھائیں گے۔وہ جنازہ پڑھا کر جب واپس جائیں ان سے باقی باللہ کے معنی پوچھ لینا۔ایسا ہی ہوا جب آپ کا جنازہ جنازگاہ میں پہنچا تو حضرت باقی باللہ جن کے مرید حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ جیسے ہوں اس جنازے کی سعادتیں حاصل کرنے والے کتنے خوش نصیب ہوں گے اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔جنازہ کا وقت آیا تو حسب ارشاد وہی ہوا جیسے فرمایا تھا،قبلہ کی طرف ایک نقاب پوش تشریف لائے انہوں نے جنازہ پڑھایا ان کی اقتداء میں ہندوستان کی عظیم المرتبت شخصیت کے جنازہ میں کتنے صاحبان حال ہوں گے یہ تو کوئی صاحب بصیرت ہی فیصلہ کرسکتا ہے جب آپ کا جنازہ پڑھا کے وہ ہستی روانہ ہوئی تو آپ کے اس خادم نے جس نے باقی باللہ کا معنی پوچھا تھا دوڑ کر پیچھے سے دامن پکڑ کر سوال کیا کہ اے معزز مہمان میں آپ کا سائل ہوں مجھے بتائیں باقی باللہ کے کیا معنی ہیں۔آپ نے نقاب الٹا تو سائل پہ رقت طاری ہوگئی دیکھا تو وہ نقاب پوش خود حضرت خواجہ باقی باللہ تھے۔ انہوں نے فرمایا جو چارپائی پہ ہے وہ فانی فی اللہ ہے جو تیرے سامنے ہے وہ باقی باللہ ہے۔

اسی طرح کا واقعہ خواجہ سائیں فضل کلیامی کا ہے،آپ نے عین وفات کے وقت حضرت خواجہ گولڑوی سے عرض کیا کہ میں نے آپ کے نانا حضرت رسول اللہ ﷺ اور دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے آکر میرا جنازہ پڑھادو۔آپ تشریف لے گئے تو وہاں کے احباب نے پوچھا کہ کیسے اطلاع ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ میرے عاشق زار نے خود کہا ہے میں اس کی دعوت پہ آیا ہوں بس یہی فکر کی معراج ہے۔

اللہ والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
درحقیقت وہ کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

اسی روایت کے تحت حضرت قبلہ عالم کو چورہ شریف میں آپ کے والد گرامی،امام السالکین،قطب الاقطاب حضرت خواجہ احمد نبی شاہ گیلانی زلفاں والی سرکار علیہ الرحمۃ کے

مزار مقدس کے ساتھ دفن کیا گیا۔ آپ کے عظیم المرتبت فرزند اکبر زبدۃ الاصفیاء حضرت پیر سید محمد فضل شاہ کالے کپڑوں والی سرکار علیہ الرحمۃ نے آپ کے مزار مقدس پر والد گرامی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے خوبصورت گنبد تعمیر کرایا۔ جس طرح آپ نے اپنے والد گرامی قطب الاقطاب کے مزار پُر انوار پر گنبد تعمیر کرایا۔ آپ کا مزار مقدس مرجع خلائق ہے اور مخلوق خدا جل مجدہٗ الکریم آپ کی تربت انور سے آج بھی فیض حاصل کر رہی ہے۔ اس وقت چورہ شریف کے خطۂ حسین میں ایک ہی گنبد تعمیر ہوا اور وہ زلفوں والی سرکار کے مزار پُر انوار پر تھا اس وقت گنبد تعمیر کرانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس وقت یہ کام کثیر اخراجات کا حامل تھا۔ بسال اسٹیشن سے اونٹوں پہ اینٹیں لاد کر لائی جاتیں اور مزار پُر انوار پہ کام کرنے والے کاریگر بھی ملنے آسان نہ تھے۔ اس کثیر اخراجات کے حامل کارنامہ کو سرانجام دینے کیلئے حیدرِ کرار کے غلام ونمک خوار پیر حیدر کا کام تھا اور اس گنبد شریف کی برکت سے چورہ شریف کی نشاندہی وہی مزار اور گنبد کرتا ہے۔ دوسرا گنبد بھی اپنے والد گرامی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضور قبلہ عالم نے اپنے والد گرامی حضرت باباجی حیدر پیر سرکار کے مزار پر انوار پہ تعمیر کرایا۔ تعمیر کرنے والے کاریگر راہوالی سے منگوائے اور بڑی محنت سے گنبد تعمیر کرایا۔

صاحبزادگان:

آپ کے دو صاحبزادے ہوئے، بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید محمد فضل شاہ کالے کپڑوں والی سرکار علیہ الرحمۃ جو آپ کے بعد آپ کی مسند ارشاد پر فائز ہوئے۔

دوسرے صاحبزادے حضرت پیر سید محمد علی شاہ علیہ الرحمۃ ہوئے۔ ہر دو حضرات کا وصال ہو چکا ہے۔ پیر سید محمد فضل شاہ کالے کپڑوں والی سرکار علیہ الرحمۃ کے دو صاحبزادے ہیں۔ جن کی تفصیل ان کے احوال میں درج ہے۔

خلفاء عظام:

آپ کے خلفاء عظام جن کے سروں پر آپ نے مجددی دستار باندھی وہ اپنے عہد کے عظیم روحانی پیشوا ہوئے اور طریقت کی دنیا کے بے تاج بادشاہ بنے۔ آپ کے عظیم المرتبت خلفاء کی فہرست کچھ یوں ہے۔

- زبدۃ الاصفیاء حضرت پیر سید محمد فضل شاہ گیلانی، المعروف کالے کپڑوں والی سرکار
- زینت الاصفیاء حضر پیر سید محمد علی شاہ گیلانی مجددی
- پیر سید علی حسین شاہ ثانی جانشین پیر سید جماعت علی شاہ ثانی علی پور شریف
- حضرت پیر سید حیدر شاہ کرتو شریف تحصیل مرید کے شیخو پورہ
- پیر سید میراں شاہ چاپی شریف نزد سمانی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر
- حضرت پیر مولانا مفتی فضل الٰہی مفتی اعظم آزاد کشمیر خلیفہ نور حسین مجددی جونہ آزاد کشمیر
- حضرت پیر صاحبزادہ سید شبیر حسین شاہ گیلانی مجددی چورہ شریف
- حضرت پیر بابو غلام رسول بھون تحصیل و ضلع چکوال
- خلیفہ نور حسین مجددی جونہ آزاد کشمیر
- حضرت پیر میاں فقیر محمد مجددی بھاڈیوالہ ضلع سیالکوٹ
- خلیفہ صوفی محمد ابراہیم مجددی ڈھونگی نزد سوہاوا
- حضرت پیر غلام رسول شاہ مجددی تھڑ کے شریف ضلع گوجرانوالہ
- ملک عبدالرحیم مجددی اے۔ ڈی۔ سی۔ بی (ر) چاندنی چوک راولپنڈی
- راقم الحروف (سید محمد کبیر علی شاہ)

آپ نے میرے متعلق فرمایا تھا کہ تم فقیر کے آخری مرید بھی ہو اور آخری خلیفہ بھی۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے دستار فضیلت باندھی اور معاونت الحاج پیر محمد شفیع علیہ الرحمۃ نے فرمائی جو آپ کے چچازاد بھائی اور آپ کے ساتھ بے پناہ پیار بھی تھا آپ کی ذات گرامی واحد ذات تھی جو بقول ''ولی را ولی می شناسد'' آپ کے روحانی درجات سے آشنا اور آپ کے پیار و محبت میں اپنا کوئی ہم پلہ نہ رکھتے تھے غالباً اس لئے کہ آپ بھی صاحب کمال ولی اللہ تھے۔ تمام احباب نے آپ کی خدمت میں التجا کی کہ دھیان بھی رکھنا تو آپ نے عجیب کیفیت میں فرمایا کہ انشاء اللہ یہ ''پیر کبیر'' ہوگا۔ راقم کو آپ نے اپنی حیات مقدسہ کے آخری ایام میں ہی اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا۔ الحمد للہ تعالیٰ علی منہ و کرمہ۔

کرامات:

آپ ایک صاحب استقامت ولی اللہ تھے اور آپ سے بے شمار کرامات صادر ہوئیں ۔جنہیں ضبط تحریر میں لانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ بطور برکت آپ کی چند کرامات پیش کی جاتی ہیں:

- آپ ایک گاؤں میں تشریف لے گئے، جب آپ اس گاؤں میں تشریف فرما ہوئے تو عقیدتمندوں نے آپ کو دعوتیں پیش کرنا شروع کر دیں۔ اس اثنا میں گاؤں کا چوہدری اور گاؤں کا موچی دونوں بیک وقت حاضر خدمت ہوئے اور آپ کی خدمت میں دعوت پیش کی۔ آپ نے موچی کی دعوت کو قبول فرمایا اور چوہدری سے معذرت فرما لی۔ لوگ حیران تھے کہ موچی کے پاس تو آپ کی گھوڑیوں کیلئے دانے بھی نہیں ہیں وہ کیسے ان کا انتظام کرے گا۔ آپ وقت مقررہ پر موچی کے ہاں تشریف لے گئے، اس دوران چوہدری آپ کی گھوڑیوں کیلئے دانے لیکر حاضر ہوا تو آپ کی گھوڑیوں نے ان کو سونگھا بھی نہیں۔

چوہدری نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ کی گھوڑیاں دانے نہیں کھاتیں تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ چوہدری صاحب یہ فقیر کی گھوڑیاں ہیں اور حلال ہی کھاتی ہیں، لہٰذا جب موچی نے دانے ڈالے تو گھوڑیوں نے بلا تامل ان کو کھانا شروع کر دیا۔ پھر گاؤں کا چوہدری حاضر ہوا اور اس نے رو کر عرض کیا حضور میں صرف آپ کے تقویٰ کا امتحان لینے اپنی زمین کے قریب ایک ہمسایہ کے فصل کی کٹائی کے بعد دانوں کا ڈھیر لگا تھا میں نے جان بوجھ کر دانے اس کی اجازت کے بغیر لا کر آپ کی گھوڑیوں کے آگے رکھ دیئے اور آپ کو خبر تک نہ کی۔

- آپ نے اپنی حیات مقدسہ کا کافی عرصہ مٹھین شریف نزد چونترہ ریلوے اسٹیشن گذارا۔ آپ کے عقیدت مند یہیں آپ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ آپ کے ایک خادم حاجی امین بھٹی جولاہور کے رہائشی تھے، ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے تو راولپنڈی سے پسنجر کے بجائے ایکسپریس ٹرین کا ٹکٹ

غلطی سے لے لیا۔ جب ٹرین چلی تو معلوم ہوا کہ اس کا چونترہ اسٹیشن پر سٹاپ نہیں بڑے پریشان ہوئے، جوں جوں چونترہ اسٹیشن نزدیک آرہا تھا توں توں پریشانی بڑھتی چلی جارہی تھی۔ اچانک کیا دیکھا کہ چونترہ اسٹیشن کے قریب گاڑی کی رفتار اس قدر آہستہ ہوئی کہ انہوں نے اترنے کا ارادہ کیا مگر جب اترنے لگے تو گھبرا گئے یک دم یوں محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے ہاتھ سے پکڑ کر گاڑی سے بڑے آرام سے اتار لیا ہو۔ آپ کی خدمت میں جب حاضر ہوئے تو سارا واقعہ بیان کیا مگر یہ عرض نہ کیا کہ کس نے ہاتھ سے پکڑ کر اتارا ہے۔ حضور قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ نے مسکرا کر فرمایا کہ حاجی صاحب خود اترے ہو یا کسی نے ہاتھ پکڑ کر اتارا ہے۔ یہ سن کر حاجی امین رو پڑے اور عرض کی کہ حضور بات تو ایسے ہی ہے کہ کسی نے ہاتھ سے پکڑ کر اتار لیا ہے۔

قلم ربانی ہتھ ولیاں دے لکھن جو ن بھاون
ولیاں نوں رب طاقت بخشی لکھیا لیکھ مٹاون

(از عارف کھڑی شریف میاں محمد بخش علیہ الرحمۃ)

ایک مرتبہ آپ باؤلی شریف کے دامن اور دریائے جہلم کے کنارے ایک گاؤں جس کا نام ''قصبہ'' ہے، تشریف لے گئے۔ اس علاقے میں آپ کے کثیر تعداد میں عقیدت منداور نیاز کیش موجود تھے۔ آپ ایک دوست کے ہاں تشریف فرما تھے گاؤں کا مولوی جو فقراء سے بغض رکھتا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کا ایک خادم جو لنگڑا کر چلتا تھا اسے دیکھ کر طنز سے بولا ''اوئے لنگڑو آج پیر کس کے گھر جائیں گے'' وہ بیچارہ خاموش رہا مولوی صاحب پھر بولے ''اوئے لنگڑو تو پیروں کے ساتھ ہوتا ہے'' وہ بچارہ پھر خاموش رہا تیسری مرتبہ مولوی صاحب نے پھر بدزبانی کرتے ہوئے اسے لنگڑو کہا۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ محفل میں چہرہ انور کو قلب مقدس کی طرف جھکا کر تشریف فرما ہوتے مولوی کے طنزیہ بے ادبانہ طرز تکلم پر آپ نے چہرہ مبارک اٹھایا اور فرمایا ''او مولوی غرق ہو تجھے میری بھی شرم نہیں'' آپ کی

زبان پاک سے یہ بات نکلی مولوی صاحب نے سنی اور اٹھ کر چلے گئے۔ عصر کے بعد مولوی صاحب حسب عادت بکری ساتھ لی اور دریائے جہلم پر نہانے کیلئے جا پہنچے۔ بکری کو کنارے پر چھوڑا کپڑے ایک طرف رکھے لنگوٹ کس کے دریا میں اترے مگر پھر دوبارہ نکلنا نصیب نہ ہوا۔ مولوی صاحب کا پھر پتہ نہ چل سکا اور وہ اُسی دن غرق ہو گئے۔ تلاش بسیار نعش بھی نہ مل سکی۔ گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود۔

- آپ آزاد کشمیر تشریف فرما تھے، آپ کی خدمت میں ایک عقیدت مند اپنے بیٹے کو لیکر ڈھانگری شریف آپ کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور یہ پڑھتا نہیں ہے۔ اس کیلئے خاص دعا فرمائیں اللہ کریم جل مجدہٗ اس کے سینے کو وسعتیں عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا ملک صاحب قدرت کاملہ نے میرے اس بیٹے کے ماتھے پر افسری لکھ دی ہے۔ انشاء اللہ العزیز میرا یہ بیٹا بہت بڑا افسر ہوگا یہ دعائیں لینے والے نوجوان ملک عبد المجید صاحب جو آزاد کشمیر کے چیف جسٹس بنے اور اسی منصب پر ریٹائرڈ ہوئے بقید حیات ہیں۔ پیر خانے سے محبت کرتے ہیں۔
- آپ کے ایک عقیدت مند قاضی صاحب چچیاں شریف جو باؤلی شریف کے خدام میں ایک معروف خانقاہ ہے وفات پا گئے آپ چچیاں شریف قاضی صاحب کی وفات پر چورہ شریف سے تشریف لے گئے۔ چچیاں شریف میں تعزیت فرما کے آپ واپس میرپور تشریف لے آئے، راستہ میں آپ نے اپنے رفیق سفر مفتی اعظم آزاد کشمیر حضرت علامہ فضل الٰہی علیہ الرحمۃ جو آپ کے خلیفہ بھی تھے اور سائیں نیک عالم جو ہو بہو فنا فی الشیخ تھے ان سے رازدارانہ انداز میں فرمایا علامہ!...... فاتحہ قاضی صاحب کا کہنا تھا مگر غلطی سے میں نے سارے میرپور کا فاتحہ کہہ دیا ہے۔ مفتی اعظم فرماتے تھے کہ یہ بات حیران کن تھی کہ مکمل میرپور کا فاتحہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ لیکن کچھ وقت گزرا منگلا ڈیم بننے کا اعلان ہوا تو مکمل میرپور کو خالی کرا کے منگلا ڈیم میں شامل کر لیا گیا۔ :. آج بھی سب کے سامنے آپ کی کرامت کا زندہ ثبوت ہے۔
- آپ کے بڑے مخلص و جانثار عقیدت مند محمد امین بھٹی صاحب (نیو سٹار بک ڈپو کے

مالک) تقریباً ہر ماہ آپ کی خدمت عالیہ میں مٹھن شریف حاضری دیتے تھے اور سال میں ایک بار آپ کو مجبور کر کے اپنے ساتھ لاہور بھی لے آتے۔ حضور قطب العالمین بھی امین بھٹی صاحب پر بے شمار شفقت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں کافی احباب موجود تھے تو بھٹی صاحب مرحوم اپنے بڑے بیٹے سبطین بھٹی کو لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ حضور آپکے پوتے نے LLB کر لیا ہے۔ لیکن میں اسے وکالت نہیں کرانا چاہتا اور نوکری کیلئے کوئی وسائل نظر نہیں آتے۔ آپ نے سن کر ارشاد فرمایا محمد امین بھٹی بیٹا! جن کا ضامن مدینے والا ہو اس کو کسی اور سفارش کی بھلا کیا ضرورت ہے۔ سرکار مدینہ ﷺ کرم فرمائیں گے اور اس بیٹے کو جلدی سرکاری ملازمت مل جائے گی اور انشاء اللہ یہ بہت بڑا افسر ہو گا۔ سبطین بھٹی صاحب اپنی سروس مکمل کر کے 21 ویں گریڈ میں ریٹائرڈ ہوئے ہیں اور بقید حیات ہیں۔

آپ کے مرید خاص میاں رشید اختر ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ساتھی کے ساتھ حضور قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ کی بارگاہ ناز میں مٹھن شریف روانہ ہوا۔ جب راستے میں پہنچے تو شدت کی بھوک تھی، دل میں خیال آیا کہ حضور قطب العالمین کی بارگاہ میں پہنچیں گے تو کھانے کیلئے عرض کریں گے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی ہم آپ کی بارگاہ میں پہنچے ابھی خیریت ہی دریافت ہو رہی تھی کہ آپ کی خادمہ گرم گرم روٹی اور بھنا ہوا مرغ لے کر حاضر ہوئی، دسترخوان پر جب ہم بیٹھے تو خادمہ سے ہم نے عرض کیا آپ کو کیسے پتہ چلا ہے کہ ہم آرہے ہیں اور بھوکے بھی ہیں، تو اس نے جواب دیا کہ حضور قطب العالمین نے صبح ہی ارشاد فرمایا تھا کہ مہمان آنے والے ہیں لہٰذا ان کے کھانے کا انتظام کرو۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ کھانے کے بعد آپ نے ہمیں جانے کی اجازت دے دی، ہم پریشان ہوئے کہ اس وقت نہ کوئی ریل گاڑی اور نہ کوئی بس لاہور کیلئے ملے گی آخر کار حکم کی تعمیل میں روانہ ہوئے جب جی ٹی روڈ پر پہنچے تو آگے ایک گاڑی موجود تھی جو لاہور جا رہی تھی اور اس میں دو ہی نشستیں خالی تھیں، کنڈیکٹر نے بتایا کہ اس کا وقت بہت پہلے روانگی کا ہے مگر

یہاں آ کر یہ بند ہوگئی اب کافی دیر بعد انجن چلا ہے۔ تو ادھر سے آپ لوگ آ رہے تھے میاں صاحب فرماتے ہیں اس وقت اس بات پر مزید یقین کامل ہوگیا کہ اللہ والے جو دیکھتے ہیں وہ دوسروں کی نظر سے مخفی ہوتا ہے اور فقیر کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔

- علاقہ سکھو گوجر خان میں آپ کے عقیدتمند کثیر تعداد میں تھے، قطب العالمین کالی چادر والی سرکار اس علاقے میں کافی سفر فرماتے تھے۔ آپ کے ایک عقیدت مند آپ سے بے پایاں عقیدت رکھتے تھے۔ ان کی اہلیہ بڑی پاکباز اور شب زندہ دار اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ آپ جب بھی اس علاقے میں تشریف لے جاتے تو مائی صاحبہ آپ کے کپڑے دھوتیں اور درویشوں کا کھانا پکاتیں مگر کبھی بے وضو نہ آپ کے کپڑوں کو ہاتھ لگاتیں اور نہ ہی لنگر بے وضو پکاتیں۔ وقت گزرتا گیا آپ کے نیازمند کا انتقال ہوگیا مائی صاحبہ بیوہ ہوگئیں، حضور قطب العالمین کالی چادر والی سرکار نے ان کے گھر کی طرف توجہ رکھی، ان کے چھوٹے بیٹے عبدالرحیم پرائمری میں پڑھتے تھے۔ آپ نے ایک دن فرمایا کہ میرا یہ بیٹا بڑا ہو کر افسر بنے گا۔ آپ جہاں بھی ہوتے خط و کتابت کے ذریعے ملک عبدالرحیم صاحب کو پاکیزہ خیالی، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پابندی اور والدہ کی خدمت کی تاکید فرماتے، عبدالرحیم صاحب میٹرک پاس کر کے ڈی سی کورٹ میں جونیئر کلرک بھرتی ہوگئے ملک صاحب کے خاندان کے لوگ اس بات کو مذاق سمجھتے تھے۔ ملک صاحب کے خاندان میں تو کوئی سرکاری ملازم بھی نہ تھا، جب آپ جونیئر کلرک ہوئے تو وہ اپنی بات پر اور بھی پر یقین ہوگئے، ملک عبدالرحیم صاحب نے پوری زندگی حضور قطب العالمین کالی چادر والی سرکار کی خدمت میں کمی نہ کی، پھر زمانے نے دیکھا کہ یہی میٹرک پاس جونیئر کلرک ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر جنرل بنے اور اسی عہدے پر ریٹائرڈ ہوئے اور بے شمار حج کیے۔ ان کے بیٹے ملک طارق رحیم مجددی صاحب جو اس وقت سپیشل مجسٹریٹ اسلام آباد تعینات ہیں۔

- آپ نے مٹھین شریف نزد چونترا اسٹیشن قیام فرمایا، جو ریلوے اسٹیشن سے تقریباً 5

میل اور بس سٹاپ سے 6 میل کے فاصلے پر ہے، جنگل بیابان تھا، اس جگہ آبادی کا نام نشان تک نہ تھا۔ بارانی علاقہ تھا بارش نہ ہوتی تو جانور تک ترس جاتے تھے۔ آپ کے عقیدت مند ہندوستان بھر سے آپ کی خدمت میں یہاں حاضر ہوتے تو اس جگہ کی ویرانی کا شکوہ کرتے۔ جواب میں آپ فرماتے تھے کہ میری آنکھ سے دیکھو کیسی خوبصورت جگہ ہے، کیسے حسین باغات ہیں، واہ واہ کیسا سرسبز علاقہ ہے، بڑی رونق لگی ہوئی ہے۔ عقیدت مند خاموش ہو جاتے۔ آپ نے اس علاقے کے قرب وجوار میں رہنے والے سادہ لوح لوگوں کو اللہ و رسول ﷺ کے پیغام پر عمل کرایا۔ بچوں اور بڑوں کو قرآن کی تعلیم دی، وہاں مسجدیں تعمیر کروائیں اور وہ پہاڑ جو جنگلی درندوں کا مسکن تھے۔ آپ کی توجہ سے وہاں ذکر الٰہی کی محفلیں سجی اور ذکر خدا کی صدائیں بلند ہوئیں۔ پھر زمانے نے دیکھا اس جگہ پر ڈیم بنا، سڑکیں تعمیر ہوئیں، باغات لگائے گئے، فصلیں لہلہانے لگیں، پورا علاقہ سرسبز ہو گیا، رونقیں آ گئیں اور جو آپ نے فرمایا تھا وہ ہو گیا۔

- حکیم خیرات علی جو آپ کے خلیفہ خاص میاں پیر فقیر محمد کے فرزند ارجمند تھے، انہیں حضور قطب العالمین کالی چادر والی سرکار نے خط لکھا کہ میں فلاں تاریخ لاہور پہنچ رہا ہوں تمہیں ملنے کو جی چاہتا ہے اگر وقت ہو آپ آ جائیں، میاں خیرات علی فرماتے ہیں کہ خط ملا بے پناہ خوشی کہ زہے نصیب حضور قطب العالمین نے یاد فرمایا۔ والد گرامی حضرت پیر فقیر محمد سے حاضری کی اجازت چاہی، انہوں نے کچھ چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے عطا فرمائیں اور چھوٹے بیٹے میاں سید علی سے فرمانے لگے تم بزرگوں سے دور رہتے ہو اس مرتبہ میرا دل کرتا ہے کہ آپ بھی اپنے بھائی کے ساتھ جا کر دعائیں لو وہ والد صاحب کا حکم ٹال نہ سکا۔ جب گاڑی پر سوار ہونے کیلئے گکھڑ پہنچے ٹکٹ لے کر ٹرین میں بیٹھنے لگے تو سید علی بڑے بھائی حکیم خیرات علی کو کہنے لگے کہ لاہور جا رہے ہیں لاہور کے مچھلی چاول بڑے مشہور ہیں آپ مجھے وہ کھلائیں تو پھر بات ہے۔ بات ہو گئی لاہور پہنچ گئے تانگہ لیا اور آستانہ

مجددیہ حیدریہ وسن پورہ آئے تو حضور قطب العالمین کالی چادر والی سرکار میاں محمد سعید ٹمپل روڈ والے کی گاڑی میں تشریف فرما ہو رہے تھے اور کچھ لوگ تانگوں پر بیٹھ رہے تھے۔ آپ نے بلا کر پیار کیا اور فرمانے لگے بیٹے خیرات علی میں آپ کو بھی ساتھ لے چلتا مگر وہاں مچھلی چاول نہیں ہونگے اور گھر ڈیرے پر مچھلی چاول تیار ہیں۔ آپ پسند کریں کھالیں نہیں تو میرے بیٹے سید علی کو جی بھر کے کھلائیں تا کہ اس کا گلہ نہ رہے کہ لاہور گئے تو باباجی چوراہی نے مچھلی چاول بھی نہ کھلائے۔ سید علی نے سنا تو چیخیں نکل گئیں رو پڑے قدموں میں گر گئے بیعت کی اور ساری زندگی آپ کے نیاز کیش رہے

تحصیل ڈسکہ کا ایک گاؤں گھلوٹیاں جو مشہور گلوکار غلام علی کا گاؤں بھی ہے۔ ان کے گاؤں کے کچھ لوگ حضور قطب العالمین کالی چادر والی سرکار کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے داخل سلسلہ عالیہ ہوتے وقت آپ نے ایک نوجوان کو پکڑ کر فرمایا کہ توبہ کرنی ہے تو پکی توبہ کرنا جو کچھ کرتے ہو آج اس سے خلوص نیت سے توبہ کرلو۔ اس نوجوان نے وعدہ کیا کہ آئندہ ایسی کوئی غلط حرکت نہ ہوگی آپ مہربانی فرمائیں میں پکی توبہ کرتا ہوں آپ نے توجہ دے کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل فرمایا، آپ جب موہن پور سیداں روانہ ہونے لگے تو آپ نے اسی دوست کو پھر پکڑ کر فرمایا بیٹا میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ توبہ نہ توڑنا اور مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ آپ کے جانے کے بعد وہ نوجوان شیطان کے بہکاوے میں آ گیا اور ایک غیر مسلم خاندان کے گھر میں داخل ہو گیا، جب اندر داخل ہوا تو ہمسائیوں نے باہر سے کنڈا لگا دیا اور وہ غیر مسلم جو زمیندار تھے ان کو اطلاع دے دی کہ ایسے یہ واقعہ ہوا ہے۔ ان لوگوں نے مکمل طور پر جان سے مارنے کا انتظام کر کے دروازہ کھولا تو اندر سے مکمل سردار کے روپ میں ان کا داماد کرن سنگھ برآمد ہوا اور شرمندگی کے مارے بھاگ نکلا اور قریب کے کماد میں چھپ گیا بڑی مشکل سے جان بچی۔ دوسرے دن حضور قطب العالمین کالی چادر والی سرکار خلاف معمول گھلوٹیاں تشریف لے آئے۔ آپ نے اس نوجوان کو بلایا اور بلا کر فرمایا کہ بیٹا جو کچھ کرنا ہے کر لو مجھ سے روز روز کرن سنگھ بنا کر اپنی اور تیری عزت

نہیں بچائی جاتی۔ وہ شرمسار اور تائب ہوا بحمدہٖ کریم وہ خاندان وہاں سے نقل مکانی کر کے بہاولپور آباد ہو گیا۔

۞ شاد باغ کے بہت بڑے رئیس نمبر دار محمد حسین صاحب جو آپ کے نیاز کیش تھے عرصہ دراز مسجد پیرانوالی میں ختم خواجگان شریف پڑھاتے رہے۔ شب زندہ دار اور فنا فی الشیخ تھے۔ شاد باغ میں ان کی بے شمار جائیداد تھی۔ مگر وہ خود کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ ایک دن حضور قطب العالمین کالی چادر والی سرکار وسن پورہ میں اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا کہ محمد حسین جی آپ کرائے کے مکان میں رہتے ہو۔ اللہ کریم نے بے شمار جائیداد اور وسائل دیئے ہیں اپنا مکان کیوں نہیں بناتے تو نمبر دار صاحب کی زبان سے اتفاقاً نکل گیا کہ حضور کرائے کے مکان میں رہنے میں کیا حرج ہے۔ آپ کی زبان سیف رحمان سے بھی نکل گیا کہ اچھا اگر آپ کو کرائے پہ رہنا اچھا لگتا ہے تو ساری عمر کرائے پر ہی رہو گے۔ وہ ساری زندگی کرائے کے مکان میں رہے، دم آخریں معروف قانون دان محمد رفیق باجوہ صاحب کے گھر کے قریب رہتے تھے وہیں موت واقع ہوئی بیٹے نے گورنمنٹ ہائی سکول کے قریب مکان بنایا۔ اس پر بھی دیگر لوگوں نے قبضہ کر لیا، بیٹے کو بھی اپنے مکان میں رہنا نصیب نہ ہوا جو آج تک موجود ہے۔

۞ آپ ایک دفعہ چورہ شریف لاہور سے تشریف لائے۔ آستانہ مجددیہ حیدریہ وسن پورہ لاہور کی پرانی تعمیر کا زمانہ تھا پیر خانے کے ساتھ دو دو کانیں تھیں اور ان کا انتظام و انصرام نمبر دار محمد حسین کے ہاتھ تھا۔ ایک دوکان ایک قصائی کو کرایہ پر دے رکھی تھی۔ آپ نے مسجد میں ختم خواجگان شریف کے اختتام پر فرمایا کہ نمبر دار جی دوکان کا کرایہ وغیرہ بھی آتا ہے، تو نمبر دار صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ قصائی 4 ماہ سے کرایہ نہیں دیتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس سے دوکان خالی کرالیں تو آپ نے مسکراتے ہوئے میاں عبدالرشید ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان لاہور سے مخاطب ہو کر فرمایا میاں جی دیکھیں ناں میرے نمبر دار صاحب کتنے بھولے ہیں ایک طرف تو کرایہ دار 4/3 ماہ

سے کرایہ نہیں دے رہا اور یہ ہیں کہ کرایہ تو لے نہیں سکتے دوکان خالی کرانے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ ہمت نہ کریں اللہ کریم کو منظور ہوا وہ خود ہی چھوڑ دے گا۔ وسن پورہ کے بے شمار لوگ اس بات کے عینی شاہد ہیں کہ قصائی نے صبح دوکان کھول کر گوشت رکھا، مگر جہاں لائن لگی ہوتی تھی وہاں کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے؟ شام تک گوشت یونہی پڑا رہا اور گرمی سے خراب ہو گیا، دوسرے دن بھی اسی طرح ہوا تیسرے دن بھی یہی معمول رہا، تیسری رات قصائی نے اپنا سامان اٹھایا اور دوکان کا دروازہ کھلے کا کھلا چھوڑ کر چلا گیا، حضور قطب العالمین چادر والی سرکار کے منظور نظر اور مسجد کے نگران بابا جی محمد دین بٹ اذان کیلئے مسجد آئے تو دیکھا دوکان خالی پڑی ہے اور قصائی جا چکا ہے۔

- آپ آستانہ عالیہ مجددیہ حیدریہ وسن پورہ لاہور میں نماز ظہر پڑھنے کے بعد آرام فرما رہے تھے کہ لاہور ہی سے چند خواتین آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئیں ان خواتین میں سے ایک لڑکی کو مرگی کی سخت تکلیف تھی۔ اسے دن میں کئی کئی مرتبہ مرگی کے دورے پڑتے تھے۔ ڈاکٹروں سے بے پناہ علاج کرایا مگر ذرا بھی افاقہ نہ ہوا۔ جب وہ خواتین در اقدس پر حاضر ہوئیں تو آپ کے آرام کا وقت تھا۔ خادم نے کہا کہ آپ ساری رات عبادت فرماتے ہیں صرف اسی وقت دو تین گھنٹوں کیلئے آرام فرماتے ہیں، اس لئے ہم بیدار نہیں کریں گے آپ پھر کسی وقت آنا اسی اثناء میں حضور کالی چادر والی سرکار نے چہرہ مبارک سے چادر ہٹا کر ایک دوسرے خادم سے فرمایا کہ باہر مہمان آئے ہیں انہیں فوراً اندر لے آؤ۔ مہمان جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دست بستہ قطار میں کھڑے ہو گئے اور وہ لڑکی درمیان میں کھڑی ہو گئی۔ آپ نے بغیر گفتگو فرمائے لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر پھونک ماری اور فرمایا ''جاؤ'' مہمان حیران رہ گئے۔ تعمیل حکم کی چھ دن بعد حاضر خدمت ہوئے تو عرض کیا کہ حضور اس دن کے بعد سے ایک مرتبہ بھی اس لڑکی کو مرگی کا دورہ نہیں پڑا ہے۔ تھوڑے عرصے بعد اس لڑکی کی شادی ہوئی پھر اولاد ہوئی وہ بھی جوان ہو گئی ان کی بھی

شادیاں ہوئیں مرگی تو کیا وہ زندگی میں دوبارہ بیمار بھی نہ ہوئی۔

آپ لاہور مغل پورہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک عورت اپنے جوان بیٹے کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور میرا بیٹا جوان ہے صحت مند ہے۔ مگر اس کے سر میں شدید درد ہوتا ہے۔ اس وقت یہ عجیب وغریب حرکتیں شروع کر دیتا ہے آپ نے لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا جاؤ بی بی اللہ کریم کرم فرمائے گا۔ خاتون بے یقینی کی کیفیت میں چلی گئی، کچھ ماہ بعد وہ لڑکا خود حاضر خدمت ہوا کہنے لگا حضور میں اب اپنی نوکری کرتا ہوں۔ آپ کی نگاہ کرم سے میں ٹھیک ہوں، اس دن کے بعد میرے سر میں درد نہیں ہوا۔ وہ مغل خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور آج بھی مغل پورہ میں اس خاندان کے افراد سلسلہ مجددیہ چوراہیہ کے جانثاروں سے ہیں

اللہ کریم کے مقبول بندے جب ذکر الٰہی سے قرب خداوندی حاصل فرما لیتے ہیں تو وہ صفات الٰہی کی عملی تصویر بن جاتے ہیں۔ تاجدار دو عالم حضور شافع یوم النشور ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے، کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ گویا کہ وہ ذات خداوندی میں فنا ہو جاتا ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

صدقہ بابا جی حیدر کا اور زلفوں والے پیر کا
یاالٰہی پھیر دے رُخ گردشِ تقدیر کا

منقبت

قطب العالمین حضرت سید پیر حیدر شاہ گیلانی

کالی چادر والی سرکار علیہ الرحمۃ

ملوماہی وے چوراہی غماں گاہی گھیرا پاء
جلدی آوَ نہ جلاوَ غم مٹاوَ سینے لاء

سولاں سلی ہوئی آں جھلی تو نہ گھلی خبر وی
لائی یاری تے بساری میں بے چاری وے شاہا

پیارے جانی وے بِ گمانی لائیو کانی کالجے
درد گجھے کچھ نہ سجھے دل نہ رُجھے سیدا

جاوے کہیڑا دے سنہیڑا آکھے جہیڑا یار نوں
ترلے کردی بردی دردی دکھی مردی تو اُٹھا

تیراں چاہیں ویکھاں راہیں کرنگاہیں حیدرا
ماہی میرے باجھوں تیرے ہوئی بیرے جی جلا

نوٹ: مندرجہ بالا منقبت استاذ العشاق، کشتۂ عشق مرشد، حضرت پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ دربار عالیہ کرتو شریف نے اپنے مرشد کامل، قطب العالمین، حضرت پیر سید حیدر شاہ المعروف کالی چادر والی سرکار علیہ الرحمۃ دربار عالیہ چورہ شریف کی محبت والفت میں مستغرق ہوکر لکھی۔

عمدۃ الاذکیا حضرت پیر سید روشن دین شاہ گیلانی

ولادت:

آپ کی ولادت امام السالکین، حضرت خواجہ احمد نبی شاہ گیلانی خواجہ گیسودراز کے آستانہ مقدسہ دربار گوہر بار چورہ شریف میں ہوئی۔آپ اپنے والد کریم کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم چورہ شریف میں حاصل کی۔آپ کے والد کریم حضرت خواجہ گیسودراز اپنے وقت کے عظیم فقیہہ اور عالم تھے۔لہٰذا آپ نے علوم شریعت وطریقت انہیں سے حاصل کیے، آپ کی منزل سلوک کی تکمیل بھی انہی سے ہوئی۔آپ کی بیعت اور خرقہ خلافت بھی انہیں سے ہے۔

معمولات مبارک:

آپ انتہائی خوبصورت اور وجیہہ قد و قامت کے مالک تھے۔خوش لباسی آپ کا نمایاں وصف تھا، آپ کا دستر خوان بڑا حسین اور وسیع تھا۔آپ کو گھوڑی کی سواری بہت پسند تھی، اس لئے سواری کے لئے عمدہ ترین گھوڑی ہر وقت تیار ہوتی۔آپ کے معمولات طریقت بالکل اپنے والد گرامی کی طرح تھے۔آپ اپنے اسلاف کی طرح انتہائی متقی اور پرہیزگار شخصیت کے مالک تھے۔آپ کا خلق نہایت اعلیٰ تھا، حد درجہ کے سخی تھے۔

وصالِ مبارک:

آپ عین جوانی میں اس دار فانی سے انتقال فرما گئے اپنے والد گرامی کے مزار سے متصل مسجد کے محراب کے ساتھ آرام فرما ہیں۔

عارف کامل حضرت پیر سید غلام سرور شاہ گیلانی

ولادت:

آپ کی ولادت اپنے والد کریم حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی خواجہ گیسو دراز کے آستانہ پاک چورہ شریف پر ہوئی۔ آپ اپنے والد گرامی کے تیسرے فرزند تھے۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے تعلیم و تربیت اپنے والد کریم سے حاصل کی۔ آپ کی منازل سلوک کی تکمیل بھی آپ ہی سے ہے آپ کی بیعت اور خرقہ خلافت بھی۔ اپنے والد کریم سے عطا ہوا۔ اب شکل وصورت میں عین اپنے والد کریم تصویر تھے۔

تبلیغ و اشاعتِ دین:

آپ اپنے والد کریم کے حکم پر برمالہ شریف مظفر آباد کشمیر تشریف لے گئے تھے۔ ساری زندگی آپ نے وہیں پر قیام فرمایا۔ اپنے اسلاف کی طرح پورے جموں کشمیر میں دین اسلام کی تبلیغ کی، ڈوگرہ راج کے خلاف تحریک میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ پورے کشمیر میں آپ نے عشق مصطفیٰ ﷺ کے دیپ روشن کیے۔

وصال مبارک:

آپ نے برمالہ شریف میں وصال فرمایا آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔ آج بھی آپ کا روضہ انور مرجع خلائق ہے اور مخلوق خدا کے لئے نور کی ہدایت اور مراد برآوری کا مرکز ہے۔

اولاد پاک:

آپ کی اولاد پاک بھی وہیں پر قیام پذیر ہے، آپ کی اولاد پاک میں سے ایک

معروف نام الحاج علامہ پیر سید ظفر علی شاہ گیلانی کا اسم گرامی ہے جو بہت بڑی علمی شخصیت تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا طویل حصہ U.K نیو کیسل کی مرکزی جامع مسجد میں گزارا ساری زندگی دیار غیر میں دین اسلام کی تبلیغ اور سلسلہ عالیہ مجددیہ کی اشاعت میں صرف کی۔ آپ ایک کامل درویش اور باعمل عالم تھے، جامع مسجد کیسل اور عظیم درسگاہ کی تکمیل میں آپ کا ناقابل فراموش حصہ ہے۔ آپ نے اپنی زندگی بڑی عزت ووقار سے گزاری آپ کا وصال وہیں پر ہوا۔ آپ کے غم میں نیوکیسل کے درودیوار آزردہ خاطر ہیں۔ آپ کی میت کو بذریعہ ہوائی جہاز اسلام آباد لایا گیا۔ وہاں سے پھر چورہ شریف لے جایا گیا اور اپنے تایا جان اور دادا جان کے قدموں میں دفن کیا گیا۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں:

سید حسان سرور شاہ گیلانی، سید رضوان سرور شاہ گیلانی۔

نیوکیسل آپ کے جانثاروں میں نیوکیسل کی جانی پہچانی دینی شخصیت چوہدری حکیم صاحب ہیں جو دنیا کے لحاظ کے ساتھ دنیوی معاملات بالخصوص مسجد کی تعمیر نو میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد بھی فقیر سے رکھوایا۔ نام بھی مسجد بلال فقیر نے تجویز کیا۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

شیخ المشائخ حضرت قبلہ پیر سید محبوب شاہ گیلانی

ولادت:

آپ کی ولادت باسعادت حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی المعروف زلفاں والی سرکار کے آستانہ عالیہ چورہ شریف جو مسکن مہر و محبت ہے پر ہوئی آپ اپنے والد گرامی کے سب سے چھوٹے اور لاڈلے بیٹے تھے۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے دینی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی بعد میں آپ اترولی شریف انڈیا تشریف لے گئے جہاں آپ نے علوم متداولہ کی تکمیل فرما کر سند فراغت حاصل کی۔ آپ کی بیعت اور خرقہ خلافت حضرت سید شاہ گیلانی سے ہے۔

معمولات مبارک:

آپ کو قرآن کریم کی تلاوت کا از حد شوق تھا، آپ سفر و حضر میں اپنے اوراد و وظائف کا خیال رکھتے اور بالخصوص دلائل الخیرات شریف اپنے پاس رکھتے، چلتے پھرتے ہمیشہ درود خضری شریف باقاعدگی سے پڑھتے۔ آپ انتہائی فقر و استغنا کے پیکر تھے، اپنے وابستگان سے ارشاد فرماتے کہ جمع وہ کرے جس کو اپنے خالق کے کرم پر شک ہو، جمع کرنا فقر و استغنا کو ختم کر دیتا ہے اور اس کا دیا ہوا تقسیم کرنا قرب الٰہی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ خالق کو پانے کا آسان راستہ دنیا کے دھن دولت سے عدم توجہی ہے اگر اس راستے کو اپنا لے اور دنیا اپنے دین کے تابع کر لے تو اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام اس انسان کا مقدر بن جاتے ہیں۔

تبلیغ و اشاعتِ دین:

آپ نے تبلیغ دین کیلئے بے شمار سفر پیدل کئے۔ جب بھی آپ دینی سفر میں ہوتے تو

اپنے احباب کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ پیدل جانے کو ترجیح دیتے اور ارادت مندوں سے گھل مل کر رہنا وطیرہ حیات تھا۔ آپ نے جگہ جگہ عشق محبوب کریم ﷺ کے چراغ روشن کئے اور مجددی فیض کو عام کیا۔ آپ انتہائی جلالی طبیعت کے مالک تھے لیکن والد کریم کے آخری حکم کو سود وزیاں سے بے نیاز رکھا۔ حضرت زلفاں والی سرکار کا وقت آخر قریب آیا تو انہوں نے آپ سے ارشاد فرمایا کہ محبوب شاہ بڑا بھائی بحیثیت باپ ہوتا ہے لہٰذا آپ حیدر شاہ کو باپ اور حیدر شاہ آپ کو اپنا بیٹا سمجھیں گے۔ اہل ذوق اس بات کے گواہ ہیں کہ حضور قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ نے چھوٹے بھائی سے بے پایاں پیار کیا۔

حضرت پیر سید محبوب شاہ صاحب کو کسی نے اپنے برادر اکبر حضرت کالی چادر والی سرکار کے برابر بیٹھے نہ دیکھا۔ جہاں خدام بیٹھتے تھے آپ وہاں تشریف رکھتے۔ کبھی آپ خفا ہو جاتے تو مسجد میں تشریف لے جاتے۔ حضرت قطب العالمین کالی چادر والی سرکار کو جب پتہ چلتا تو آپ کا کھانا لے کر مسجد میں تشریف لے جاتے اور راضی کر کے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتے۔ دونوں بھائیوں کا پیار ایک محبّ ومحبوب کے ناز وانداز کا مظہر تھا۔

وصال مبارک:

آپ کا وصال مبارک چورہ شریف میں ہوا۔ آپ اپنے برادر اکبر حضور قطب العالمین حضرت کالی چادر والی سرکار کے پہلو میں آسودہ خاک ہیں۔

اولاد پاک:

آپ کے ایک ہی لخت جگر نور نظر علامہ الحاج پیر سید غلام جیلانی شاہ تھے۔

پیر سید غلام جیلانی شاہ:

آپ نے سکول کی تعلیم گکھڑ منڈی میں حاصل کی۔ اور دینی تعلیم اور سند فراغت شیخ القرآن حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی کے دارلعلوم وزیر آباد سے حاصل فرمائی آپ کی بیعت اپنے تایا جان قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحب کالی چادر والی سرکار سے ہے آپ کو خرقہ خلافت بھی انہی سے ہے۔ آپ نہایت پختہ عقیدہ کے مالک حنفی مجددی

تھے، اپنے عقیدہ کی ترجمانی دلائل سے فرماتے تھے، ازواج مطہرات، اہلبیت رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کے معاملے میں انتہائی لطیف ذوق کے مالک تھے۔ ذرا سی بھی بے ادبی برداشت نہ فرماتے تھے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے روضہ انور پر آپ نے 1974ء میں فقیر کے ساتھ حاضری دی۔ اور ایک صبح سرہند شریف کے تالاب پر وضو فرماتے ہوئے گر پڑے۔ ساتھیوں نے نکالا تو انہی بھیگے ہوئے کپڑوں کے ساتھ مسجد امام ربانی علیہ الرحمۃ میں تشریف لے گئے کیفیت طاری ہوگئی۔ زار و قطار روتے فرمایا کہ الحمدللہ میرے شیخ نے میری خطائیں دھو ڈالیں اور بخشش کا سامان عطا کر دیا۔ آپ مدینہ شریف حاضر ہوئے واپسی پر آپ کی شخصیت میں حسین انقلاب وقوع پذیر ہوا۔ عجز و انکساری آپ کے انگ انگ پر غالب آ گئی تھی۔

معمولات مبارک:

آپ کا ساری زندگی یہ معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد اعلیٰ حضرت امام السالکین حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی زلفاں والی سرکار اور اپنے تایا جان اور مرشد کریم قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ کالی چادر والی سرکار اور والد گرامی حضرت الحاج سید محبوب شاہ گیلانی کے مزارات مقدسہ پر حاضر ہوتے۔ فاتحہ شریف پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے اور ناشتہ فرماتے، غرباء، مساکین سے انتہائی فراخدلی سے تعاون فرماتے تھے، کوئی شخص سرکار دو عالم نور مجسم حضور نبی اکرم ﷺ سے اظہار محبت کرتا اور پھر آپ سے سوال کرتا تو دل کھول کر نوازتے اور ہنس کر فرماتے "جا یار میرے مدینے والے ﷺ دا صدقہ لے جا"۔

وصال مبارک:

لاہور سے چورہ شریف آتے ہوئے دینہ کے قریب آپکی گاڑی حادثہ کا شکار ہوگئی اور تاجدار مدینہ ﷺ کے یہ نمک خوار اس دنیائے ناپائدار سے چل بسے۔ آپ کو غسل آپ کے بھتیجے الحاج پیر سید شبیر علی شاہ گیلانی نے دیا اور لحد میں حضرت پیر سید علی عباس شاہ کے ساتھ مل کر اتارا۔ آپ اپنے والد کریم کے مزار کے دامن میں آسودہ خاک ہیں۔

اولاد پاک:

آپ کے ایک ہی صاحبزادے صاحبزادہ پیر سید اویس محبوب شاہ ہیں، جو لاہور میں آستانہ عالیہ مجددیہ حیدریہ وسن پورہ ہی میں پیدا ہوئے اور چچی صاحبہ کافی دیر آستانہ عالیہ لاہور میں رہیں۔ اور قبلہ اماں جی سرکار نماز پنجگانہ کی دعاؤں میں نومولود کے لئے دعائیں فرماتے۔

صاحبزادہ اویس محبوب صاحب کا نام بھی فقیر نے تجویز کیا اور عرصہ ولادت کے تقریباً دو ماہ بعد چورہ شریف لے جا کر قبلہ اماں جی اُم المریدین کے ساتھ چھوڑ کر آئے اور حضرت پیر غلام جیلانی صاحب بہت خوش ہوئے اور ہمیشہ اس پیار اور خدمت کو بہ نگاہ استحسان دیکھتے۔

ارشادات

باوقار زندگی گزارنی ہے تو

☆......عجز وانکساری سے خدائے ذوالجلال کی دی ہوئی زندگی کو گزارو۔
☆......اس کے احسان وکرم کو اپنے علم وعقل کی کمائی نہ سمجھو۔
☆......تکبر وغرور سے بچو یہ ایک دن تباہی کا سامان بنتا ہے۔
☆......مایوسی ونامرادی مرد مومن کا ورثہ نہیں۔
☆......اپنے رب کریم کے فضل وکرم کا ہر لحظہ طلبگار بہ تصدق نبی مختار رہو۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

زبدۃ الاصفیاء، عمدۃ الاذکیاء، پیشوائے سالکاں ،قطب دوراں

صوفی باصفاء حضرت پیر سید محمد فضل شاہ گیلانی

المعروف کالے کپڑوں والی سرکار علیہ الرحمۃ

ولادت مبارک:

آپ کی ولادت مقدسہ خانوادۂ سلطان الفقراء حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی الگیلانی علیہ الرحمۃ کے عظیم جانشین وخلیفہ قطب العالمین ،امام السالکین حضرت پیر سید حیدر شاہ کالی چادر والی سرکار علیہ الرحمۃ کے ہاں تقریباً 1894ء یا 1895ء میں مرکز عارفاں سرزمین چورہ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں ہوئی ۔آپ کا یوم ولادت جمعرات شریف ہے، آپ اپنے والد گرامی حضور قطب العالمین پیر سید حیدر شاہ الگیلانی کالی چادر والی سرکار علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ رب قدیر کے فضل اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے قطبوں ابدالوں کا مرکز تھا اور پوری دنیا میں اس خاندان کی روحانیت مسلم تھی ۔آپ کے والد گرامی حضور قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کو بے شمار علوم پر ملکہ حاصل تھا لہٰذا آپ نے ظاہری علوم کی تکمیل اپنے والد گرامی حضور قطب العالمین ہی سے فرمائی ۔آپ نے اپنے عہد کے جید اور فاضل علماء کرام سے بھی استفادہ فرمایا اور دستارِ فضیلت حاصل فرمائی ۔آپ کے مزاج میں بچپن ہی سے خلوت نشینی کا رجحان غالب تھا اس لئے باوجود ایک عظیم عالم اور محدث ہونے کے آپ نے ہمیشہ اپنے علوم وفضل

کو مخفی رکھا اور عوام الناس کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ علمی اور روحانی اعتبار سے آپ کی ذات اپنے نام نامی کا مصداق کامل تھی۔

بیعت وخرقہ خلافت:

آپ کی جس عظیم خاندان میں ولادت ہوئی وہ خاندان سلطان الفقراء حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی المعروف باباجی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کا خاندان تھا۔ جس میں آپ کے دادا جان حضرت خواجہ امام الاولیاء، سید السادات، حضرت خواجہ احمد نبی شاہ گیلانی المعروف چادر والی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اور قطب العالمین، امام السالکین حضرت خواجہ پیر سید حیدر شاہ رحمتہ اللہ علیہ جیسی عالم روحانیت کی باوقار شخصیات کہ جنہیں رب کریم نے روحانیت میں انتہائی بلند مقام عطا فرمائے ---۔

یہی وہ خاندان عالی وقار ہے کہ جن کی بارگاہ حسیں میں حاضر ہونیوالے امیر ملت اور ثانی سے لاثانی اور کہیں رنگساز سے دم ساز بنے جن کی گھوڑیوں کو چارہ ڈالنے والے طریقت کی دنیا کے عظیم رہنما اور مقام ارشاد پر فائز ہوئے تو پھر اُن کے نور نظر ولایت کی کتنی اعلیٰ وارفع منزل پر فائز ہوئے اس کا ادراک صاحبان نظر ہی کر سکتے ہیں۔ آپ کی بیعت حسب روایت خاندانِ چوراہیہ آپ کے دادا جان، امام الاولیاء، سید السادات، قدوۃ السالکین حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر تھی۔ آپ کی تربیت اور منازل سلوک کی تکمیل میں حضور غوث زمان، قطب دوراں، حضرت خواجہ احمد نبی شاہ گیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے والد گرامی حضور قطب العالمین کالی چادر والی سرکار ہر دو حضرات کی توجہات شامل تھیں۔ آپ کو خرقہ خلافت اپنے والد گرامی حضور قطب العالمین حضرت سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کالی چادر والی سرکار سے عطا ہوا اور ان کے وصال کے بعد آپ ان کی مسند ارشاد پر صرف 5 سال متمکن رہے۔

معمولات مبارک:

آپ ایک باکمال صوفی تھے، آپ کی طبیعت مبارکہ بچپن سے ہی تنہائی کی طرف مائل تھی۔ اس لئے آپ نے زیادہ تر وقت عبادت وریاضت میں گذارا۔ آپ کم گو تھے مگر جب

گفتگو فرماتے تو علم و معرفت کے ایسے ایسے حسین نکتے بیان فرماتے کہ سننے والے حیران و ششدر رہ جاتے۔ آپ ساری زندگی دائمی ذکر میں مشغول رہے آپ کا معمول تھا نماز عشاء ادا فرما کر آپ مراقبہ فرماتے اور تہجد کے وقت آپ وضو فرماتے، تہجد کی نماز ادا فرما کر آپ ذکر خفی میں مشغول ہو جاتے اور نماز فجر سے اشراق تک دلائل الخیرات شریف اور چاشت کے نوافل کے درمیان آپ کے وظائف جاری رہتے، پھر آپ احباب سے ملاقات فرماتے اُن کی آرزوئیں اور مرادیں سماعت فرماتے اور دعا اور تشفی فرماتے آپ کے آستانہ عالیہ پر سینکڑوں لوگ ملاقات کیلئے حاضر ہوتے۔ آپ کا دستر خوان بڑا وسیع تھا تمام لوگوں کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرماتے، پھر نماز ظہر ادا ہوتی اور عصر تک اپنے معمولات میں مصروف رہتے۔ عصر کے بعد پھر آپ زائرین کی حاجت روائی فرماتے اور تعویزات عطا فرماتے، مغرب کے بعد حضور قطب العالمین کی بارگاہ میں کھانا پیش فرماتے پھر جمیع مہمانوں کو لنگر شریف پیش کیا جاتا تھا، نماز عشاء کے بعد خود تمام مہمانوں کو شب گذاری کیلئے بستر وغیرہ فراہم کرتے اور آخر میں کھانا تناول فرماتے۔ آپ والد گرامی کی خدمت میں زیادہ وقت حاضر رہنے کی کوشش فرماتے۔

جب تک حضور قطب العالمین حیات رہے آپ انکی خدمت میں حاضر رہے آپ فرماتے تھے کہ اپنے باپ کی غلامی اور مخلوق خدا کی خدمت کو نفلی عبادت سمجھتا ہوں اپنے والد گرامی کی خدمت یوں کی کہ زمانے کیلئے ایک مثال ہے۔ آپ نے اپنے والد گرامی کی تعظیم خدمت اسی طرح فرمائی جو اپنے مرشد کریم کی غلام و خادم کرتے ہیں۔ اسلئے دل و جان سے انکے حضور حاضر رہے اور اس یقین کے ساتھ آپ کی بارگاہ ناز میں شہزادہ بن کر نہیں بلکہ خادم بن کر وقت گذارا کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

جن کا پنجابی ترجمہ میاں محمد بخش کی زبان میں یوں ہے کہ

صحبت مجلس، پیر میرے دی بہتر نفل، نمازوں
ہک ہک سخن شریف ایہناں دا کردا محرم رازوں

دوران سفر آپ کا زیادہ تر قیام گاؤں سے باہر ہوتا جو احباب خدمت میں حاضر ہوتے تھے ساتھ نماز با جماعت ادا فرماتے تو وہ منظر بڑا وجدانی ہوتا اور یوں محسوس ہوتا کہ جیسے قدسی آسمان سے اتر آئے ہوں۔ کھانے میں آپ گوشت کے علاوہ روٹی دودھ کے ساتھ پسند فرماتے تھے۔

سیرت وکردار:

آپ نہایت حلیم الطبع اور ملنسار تھے۔آپ کی طبیعت میں عجز وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔مہمان نوازی آپ کو اپنے خاندان سے وراثت میں ملی تھی۔آپ کے اخلاق بہت بلند تھے آپ کی مہمان نوازی کا عالم یہ تھا کہ آپ کے ہاں حاضری دینے والے آپ کی اس قدر ملنساری اور حسن سلوک سے متاثر ہوتے کہ ساری زندگی آپکی مہمان نوازی کا ذکر کرتے رہتے۔آپ ایک شب زندہ دار صوفی تھے۔آپ نے اپنے والد کریم کی طرح کبھی رات بھر کر نیند نہ فرمائی۔رات کا اکثر حصہ مراقبہ فرماتے اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے نماز پنجگانہ کے علاوہ اشراق، چاشت، تہجد، اوابین اور کثرت سے نوافل ادا فرماتے۔آپ کی سیرت کا یہ وصف قابل تعریف ہے کہ آپ نے ساری زندگی باوضو گذاری کبھی بے وضو نہ رہتے۔آپ کا زہدوتقویٰ مثالی تھا، تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ ہر کسی کو خود سے بہتر خیال فرماتے آپ نے ساری زندگی کالے رنگ کے کپڑے زیب تن فرمائے اس کے انتخاب میں بھی آپ کا زہدوتقویٰ شامل تھا۔آپ اپنے اسلاف کی طرح غریب پرور اور ہمدرد ومہربان تھے۔سینکڑوں گھرانوں کی در پردہ امداد فرماتے۔بے شمار بچیوں کو اپنے آستانے سے بیاہ کر رخصت فرمایا۔یتیموں کی خصوصی نگہداشت اور تعلیم وتربیت کا خیال فرماتے۔آپ نے بے شمار مساجد تعمیر کروائیں۔علماء اور صوفیاء سے آپ کی محبت بڑی بے مثال تھی۔آپ نے ساری زندگی سنت نبوی (ﷺ) پر عمل کیا۔آپکی زندگی کا اوڑھنا بچھونا اتباع مصطفیٰ ﷺ تھا۔اللہ رب العزت اور اسکے محبوب کریم ﷺ کی محبت کا عالم یہ تھا کہ آپ کی چشمان مبارک ساری ساری رات خود خدا اور عشق رسول ﷺ کے آنسوؤں سے تر رہتی تھیں۔محبوب کریم ﷺ کی محبت میں بہنے والے آنسوؤں نے آپ کی چشمان مقدس کو تاثیر عطا کی تھی کہ آپ کی نگاہ ناز جس کی طرف اُٹھ جاتی تھی اس کا مقدر سنور جاتا تھا۔زہدوتقویٰ کا عالم یہ تھا کہ آپ کے برادران اور خاندان کے دیگر تمام اعزاء آپ کی پرہیزگاری کے مداح تھے۔آپکی پختگی کردار کا ایک حیرت انگیز واقعہ میری زندگی کا راہنما ہے۔

آپ سرزمین چورہ شریف پر سخت گرمی میں دربار شریف کے سامنے ایک بیری کے

سائے میں تشریف فرما تھے۔فصلوں کی کٹائی کا موسم تھا آپکی خدمت عالیہ میں صوفی قائم دین صاحب ،ملک عبدالرحیم صاحب ADCG کے بڑے بھائی صوفی نوردین صاحب سکھواور صوفی محمد ابراہیم صاحب سوہاوا سے یہ حضرات حاضر تھے۔ایک خاتون سامنے سے آرہی تھیں جن کے سر پر ایک ٹوکرہ تھا جس میں مٹی کے برتن بیچنے کیلئے موجود تھے آپ اس خاتون کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھے اور نہایت محبت سے فرمایا بہن جی آجاؤ جواباً اس خاتون کا طرز تکلم انتہائی غیر مناسب تھا اس نے انکار کردیا۔آپ نے پھر بڑی محبت سے فرمایا کہ بہن جی سائے میں آجاؤ، اس نے پھر انکار کردیا،تیسری مرتبہ آپ خود چل کر تشریف لے گئے اور فرمایا بہن جی معاف کردو اب مان بھی جاؤ۔اسے سائے میں لاکر ٹوکرہ نیچے اتارا اور درویش کو حکم دیا کہ گھر جا کر ٹھنڈا شربت بنوا کر لاؤ۔جتنے عقیدت مند تھے سبھی حیران کھڑے تھے کہ شکل وصورت سے یہ عورت کسی اعلیٰ خاندان سے نہیں لگتی۔اتنے میں شربت آ گیا تو آپ نے بڑے پیار سے اپنے ہاتھ سے عطا فرمایا۔جب وہ رخصت ہونے لگی تو اس وقت 50 روپے کا نوٹ نکال کر عطا فرمایا (یاد رہے یہ وہ زمانہ تھا جب گندم 12 روپے من تھی) اور ارشاد فرمایا کہ عید آرہی ہے یہ میری طرف سے عیدی ہے۔جب وہ بی بی چلی گئی تو آپ نے حاضرین محفل کا اضطراب دیکھا تو فرمایا کہ ہم لوگ بھی کچھ ''مخصوص سوچ'' کے مالک ہوتے ہیں۔ہوایوں کہ ایک دن میں جنڈ سے واپس چورہ شریف گھوڑی پر آرہا تھا، آندھی چل رہی تھی میں نے اپنی چادر سے منہ ڈھانپ رکھا تھا۔راستے میں اس بہن کا گاؤں تھا جس کا نام ''ڈھاک'' ہے،اتنے میں ہوا کا شدید جھونکا آیا اور میری چادر کا ایک دامن اس بہن کے دامن سے لگ گیا۔میں نے گھوڑی روکی اور نیچے اُتر کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ کا بیٹا اور سلطان الفقراء حضرت خواجہ فقیر محمد شاہ گیلانی کا خون ہوں،میری چادر تمہارے ساتھ لگ گئی ہے،میں زندگی بھر اس کا حیا کروں گا۔اس لئے میں نے پوری زندگی بہن کے ناطے اس کی خوشی غمی میں حصہ لیا اور مجھے (سید محمد کبیر علی شاہ کو) حکم فرمایا کہ شاہ جی یہ آپ کی پھوپھی اگر میرے مرنے کے بعد فوت ہو تو اس کی تجہیز وتکفین تمہارے ذمہ ہوگی۔اگر اس میں کوئی کوتاہی ہوئی تو میری روح کو تکلیف پہنچے گی۔مائی صاحبہ کا انتقال آپ کے وصال کے بعد ہوا۔اللہ کی مہربانی سے والد صاحب

کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تمام کام خود سرانجام دیئے۔لاہور سے جا کر تجہیز و تکفین کے اخراجات ان کے بڑے بیٹے کو ادا کئے۔

حلیہ مبارک:

آپ صاحب کمال ولی اللہ تھے آپ کے چہرہ پاک سے انوار محمدی (ﷺ) کے انوار جھلکتے تھے۔آپ کا چہرہ مبارک اس قدر نورانی تھا کہ دیکھنے والوں کی نظر ٹھہر نہ سکتی اور فوراً جھک جاتی تھی۔آپ کی چشمان مقدس انتہائی پرجلال تھیں۔آپ کی ریش مبارک خوب گھنی اور دراز تھی جس سے آپ کے حسن و جمال میں اور بھی اضافہ ہوتا تھا،آپ کا قد مبارک دراز تھا۔

آپ کی صورت جمیل دیکھ کر بلاشبہ خدا یاد آجاتا تھا، چلتے پھرتے آپ ہمیشہ تن کر نہ چلتے بلکہ چلتے ہوئے آپ جھک کر چلتے۔کمر شریف میں جھکاؤ ہوتا تھا۔آپ کا چلنے کا انداز ''نہد شاخ پُر میوہ سر برزمین'' کا مصداق ہوتا۔

جس طرح بار آور ٹہنی زمین کی طرف جھکتی ہے آپ کے چلنے کا انداز ایسا ہی ہوتا تھا۔

لباس مبارک:

آپ کا لباس ہمیشہ سادہ ہوتا تھا۔آپ تکلفات کو زیادہ پسند نہ فرماتے تھے۔آپ نے اپنی حیات مقدسہ میں زیادہ تر کالے کپڑے زیب تن فرمائے۔اس لئے آپکو کالے کپڑوں والے پیر کہا جاتا ہے۔ابتدائی جوانی میں شلوار قمیض بوسکی کی پہنتے تھے وہ سیاہ رنگ میں رنگی ہوتی۔دستار مبارک ململ کی کالی استعمال فرماتے، جب پاکستان بننے کے بعد بوسکی ملک میں عام ملنا مشکل ہوگئی تو آپ نے عام کھڈی کا بنا ہوا کھدر کالے رنگ میں رنگا کر پہننا شروع کرلیا۔آپ کی خدمت عالیہ میں سید احمد حسین شاہ اور بابا فیض مرحوم سہام والے (کوہ نور مل) بازار سے نہایت عمدہ کپڑا خرید کر پیش کیا۔آپ نے بڑے پیار سے فرمایا فیض ماہی! پہننا ہے تو بوسکی نہ ملے تو کھدر۔درمیان میں کوئی چیز قابل قبول نہیں چادر مبارک سیاہ تھی۔

اشاعت دین:

آپ نے اپنے اسلاف کی طرح علوم شریعت وطریقت کی اشاعت کیلئے پورے

ہندوستان اور کشمیر کا سفر فرمایا۔آپ نے حضور قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کالی چادر والی سرکار (اپنے والد گرامی) کے طریق پر مجددی فیوض و برکات کو تقسیم کرنے میں بخل سے کام نہ لیا۔ بلکہ فیوض و برکات کے دریا بہا دیئے۔آپ نے اپنی نگاہ دل نواز سے وہ کام لیا جو بڑے بڑے سلطان اپنی افواج سے نہ لے سکے۔آپ کی صورت پاک اور اوصاف اس قدر اعلیٰ تھے کہ جو شخص ایک مرتبہ آپ کی زیارت کر لیتا تھا وہ پھر آپ کے دامن سے وابستہ ہو جاتا تھا آپ نے ہزاروں لوگوں کو مسلمان کیا، بے شمار لوگوں کو توبہ کرا کر نسبت مجددیہ عطا فرمائی۔ ہزاروں بے نماز آپکی صحبت باکمال سے صاحب خشوع نمازی بن گئے۔ ہزاروں دنیادار آپ کی توجہ سے شب زندہ دار بن گئے، مال و متاع کو سب کچھ سمجھنے والے آپ کی مجلس مبارکہ میں آئے تو ایسے ذاکر بنے کہ زمانے نے اُن کی پرہیزگاری کی گواہی دی۔آپ نے اشاعت دین اور مجددی فیوض و برکات کی تقسیم کیلئے چورہ شریف سے مقبوضہ کشمیر، پنجاب، سندھ، سرحد، بمبئی، امرتسر اور دیگر علاقوں میں بیشمار سفر فرمائے۔

آپ کے دست حق پرست پر ان علاقوں سے لاکھوں افراد نے بیعت کی اور راہ ہدایت پائی۔آپ کا زیادہ تر سفر گھوڑیوں پر رہا، دوستوں کی محبت میں آپ پیدل سفر فرماتے اور ذکر خفی فرماتے، آپ نے ہمیشہ آبادی سے ہٹ کر قیام فرماتے، شامیانے اور خیمے ساتھ ہوتے تھے آپ کے ساتھ 20 کے قریب گھوڑیاں اور 40 کے قریب خدام ہوتے تھے۔آپ خود فرماتے ہیں کہ [illegible] شریف سے لیکر پورے کشمیر اور پورے پنجاب کا سفر گھوڑیوں پر طے فرمایا۔

صاحبزادگان:

آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔جن میں بڑے بیٹے راقم (سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی مجددی) اور دوسرے بیٹے پیر سید محمد شبیر علی شاہ گیلانی مجددی ہیں۔آپ کے بڑے بیٹے (راقم) نے جنہیں حضور قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنے آخری ایام میں اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔آپ کی حیات پاک کے آخری پانچ (5) سال

آپ کی موجودگی میں عرس شریف اور دربار شریف کے معلامات کو سنبھال لیا تھا۔آپ نے موضع جوڑا سیاں میں اپنے احباب کی موجودگی میں دستار فضیلت سے نوازا اور فرمایا تھا کہ آپ کو اپنے اجداد کی روحانی دولت لازوال سے آپکے دادا جان اور میرے والد گرامی حضرت قطب العالمین پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ المعروف کالی چادر والی سرکار نے مالا مال فرمادیا ہے اب جو میرے پاس آپ کا حصہ ہے وہ بھی آپ کے حوالے کرتا ہوں دوستوں سے محبت کرنا، اپنی والدہ اور بہن بھائیوں کی خدمت کرنا۔اللہ کریم آپ کو کسی چیز کی کمی نہیں فرمائے گا اور رب العزت ہر میدان میں عزت وعظمت کی حفاظت فرمائے گا۔

وصال مبارک:

زبدۃ الاصفیاء حضرت پیر سید محمد فضل شاہ علیہ الرحمۃ نے 1969 میں اپنے والد گرامی قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کے وصال مبارک کے پانچ سال بعد اس دارفنا سے دارِبقا کی طرف تشریف لے گئے۔وصال مبارک کے دن آپ نماز فجر کے بعد اپنے معمولات میں مصروف رہے۔ذکر و اذکار سے فارغ ہوکر آپ خلاف معمول گھر تشریف لے آئے اور اپنے خادم خاص حضرت مسکین شاہ سے فرمایا کہ اندرز نان خانے میں اطلاع دیں اور خود میرے کمرے میں تشریف فرما ہوئے۔والدہ صاحبہ اور ہمشیرگان حاضر خدمت ہوئیں۔ہم دونوں بھائی لاہور میں تھے،والدہ صاحبہ کو ہماری اچھی تربیت اور نگہداشت پرخراج تحسین پیش کیا اور ساتھ ساتھ آنے والے وقت اور حالات کے بارے میں ہدایات ارشاد فرمائیں بالخصوص پیر خانے اور وابستگان کے حوالے سے خصوصی تاکید فرمائی۔چھوٹے شاہ جی (سید محمد شبیر علی شاہ مجددی) تعلیم کی تکمیل اور ہمشیرگان کی دل جوئی کے بارے میں خصوصی توجہ کا حکم دیا۔اپنے وصال مبارک کی خبر کو ظاہر کرتے ہوئے اپنے مولا کی بارگاہِ عالی وقار میں حاضری کی گھڑیوں کے آنے کا اظہار کیا۔میرے بستر پر لیٹ گئے اور درود تاج کا ورد شروع کردیا آپ کی چچی جان رفیقہ حیات حضور قبلہ پیر محمد شفیع، والدہ ماجدہ الحاج الحافظ پیر غلام نقشبند صاحب، ڈاکٹر غلام مجدد صاحب اور الحاج غلام امجد صاحب (علیہم الرحمۃ) کو جب خبر ہوئی تو وہ تشریف لائیں۔اُس وقت آپ درود تاج کی تلاوت میں مشغول تھے اور

زبان مبارک پر جب یہ الفاظ جاری ہوئے ''سید العرب والعجم'' تو آواز بلند ہوگئی، چچی جان صاحبہ نے آگے بڑھ کر پوچھا کیوں بیٹے خیریت ہے۔ آپ تھوڑا سا بستر سے اُٹھے چشمانِ مبارک دروازے کی طرف لگی ہوئیں تھیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی ذات قدسیہ کی تشریف آوری کا انتظار ہو۔ بس سانس اُکھڑی اور روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ ہمیں اطلاع ہوئی ہم لاہور سے چل پڑے، ہمارے ساتھ لاہور سے کافی احباب شمولیت جنازہ کے لئے تشریف لے گئے، رات ایک بجے چورہ شریف پہنچے تو چچا مختار الحسن جو خاندانی معاملات میں بڑے معاملہ شناس تھے ملے، احباب اور وابستگان طریقت گروہ در گروہ دربار شریف پر پہنچنے لگے۔ ہر آنکھ آپ کے ہجر میں اشکبار تھی، آپ کو غسل مبارک دینے والوں میں ہم دونوں بھائی، قاضی عبدالروف اور مولانا شام بیگ شامل تھے۔ غسل کے وقت چہرہ مبارک کا رنگ سرخ وسفید، ہونٹوں پر مسکراہٹ اور پیشانی مبارک پر پسینے کے باریک قطرے موجود تھے۔ جب جنازہ اٹھایا گیا ہر کوئی آپ کی جدائی میں زاروقطار رورہا تھا۔

ایک کثیر اجتماع جنازہ کے جلوس میں شامل تھا۔ آج ایک تہجد گزار صاحب سیرت وکردار، عاشق رسول مختار (ﷺ) کس شان وشوکت سے دنیا سے جارہا ہے، آج چورہ شریف کی رونقیں سونی ہوگئیں، اس چورہ شریف کی دھرتی سے ایک عاشق زار جارہا ہے، ہر اپنا بیگانہ آپ کی پاکیزہ سیرت کا مداح تھا، اور سننے والے زبان حال سے کہہ رہے تھے جس مردفقیر کی پوری زندگی پر اپنے بیگانے مداح ہوں اور کوئی تنقید نہ ہو ان کی عظمت کا احاطہ لفظوں سے نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کی چارپائی سے چوبیں باندھی گئیں آپ کی چارپائی مبارک اُٹھا کر جہاں چورا شریف میں پکی سڑک ہے کافی دور تک لے جایا گیا تاکہ عشاق کاندھا دے سکیں آپ کے خاندان کے جمیع اکابر واصاغر نے جسد اقدس کو کاندھا دیا۔ پنجاب سے مقتدر مشائخ عظام اور علماء کرام نے جنازہ میں شمولیت فرمائی۔ نمازِ جنازہ امام السالکین حضرت خواجہ گیسودراز کے روضہ اقدس کے سامنے پڑھا گیا۔ خطیب شہیر، مقرر دل پذیر الحاج حضرت علامہ پیر سید ارشاد بادشاہ جو آپ کے چچازاد بھائی بھی تھے۔ (آپ زندگی کے آخری ایام میں چورہ شریف سے

نقل مکانی فرما کر صبور شریف نزد گجرات تشریف لے گئے تھے۔ آپ کا اس علاقہ میں سب سے عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے شادی بیاہ، منگنی کی رسومات کے موقع پر ڈھولکی باجا گانا بند کرادیا تھا اور محافلِ ذکر رسول (ﷺ) کا اجراء کیا۔ آپ نہایت شب زندہ دار شخصیت تھے) آپ نے جنازہ سے پہلے ارشاد فرمایا کہ میں صبور شریف سے گجرات آیا ساہیوال جانے کا ارادہ تھا۔ مگر یکدم بس سٹاپ پر کھڑے ارادہ بدل گیا اور میں دربارِ عالیہ چورا شریف کیلئے بس میں سوار ہو گیا۔ مجھے حضرت زبدۃ الاصفیاء کے وصال کی قطعاً اطلاع نہ تھی۔ چورا شریف سٹاپ سے آپ کے گھر کا الگ راستہ تھا مگر میں سیدھا دربار شریف آیا تو آگے جنازہ موجود تھا نماز جنازہ کی امامت آپ نے فرمائی۔ آپ کو حسب وصیت والد گرامی حضرت کالی چادر والی سرکار کے پہلو لحد میں اتارا گیا۔ لحد میں اتارنے کیلئے اور سر کی طرف حضرت پیر محمد ایوب شاہ نوری مدنی اور درمیان میں پیر سید انور حسین شاہ المعروف بے وطن پاؤں مبارک کی طرف فقیر نے سعادت حاصل کی۔ لحد مبارک سے ایک عجیب مہک آ رہی تھی جو صاحبان بصیرت محسوس کر رہے تھے کہ جیسے لحد میں آقا کریم ﷺ اپنے غلام کے جسد خاکی کو وصول فرما رہے ہوں۔ سسکیوں اور آہوں میں ہر چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور غلام باوفا تاجدارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کیلئے روانہ تھا۔ آپ کی قبر مبارک پر مٹی ڈالی گئی۔ زندگی بھر حضرت پیر محمد ایوب شاہ نوری مدنی (جنہوں نے اکثر افرادِ خاندان کو لحد میں اُتارا تھا) فرمایا کرتے تھے جو کیفیت لالہ جی فضل شاہ کی قبر کی دیکھی ہے وہ انفرادی اور بیان سے باہر ہے۔ آپ کے وصال کے بعد بے شمار حفاظ اور قراء، وابستگان طریقت ہر جمعرات تشریف لاتے اور ختم پاک ہوتا۔ تعزیت کیلئے مقتدر شخصیات اندرون و بیرون علاقوں سے تشریف لاتی رہیں۔

تقریب چہلم شریف میں مشائخ کا عظیم اجتماع تھا۔ حضرت پیر عبدالمجید دیول شریف، خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ آلو مہار شریف، پیر علی حسین شاہ علی پور شریف، پیر منظور الٰہی عیدگاہ شریف، پیر محمد حسین باؤلی شریف، پیر منظور شاہ ترنوٹ شریف آزاد کشمیر، پیر بدر شاہ صاحب چائی شریف، شیخ المحدثین سید محمد عارف اللہ شاہ قادری، صاحبزادہ منظور حسین میرا شریف، صاحبزادہ فیض علی فیضی دادوالی شریف کے علاوہ بیشمار علماء

کرام اور خلفائے عظام حاضر تھے۔

خلفائے عظام:

حضور زبدۃ الاصفیاء، عمدۃ الاذکیاء، حضرت پیر سید محمد فضل شاہ گیلانی المعروف کالے کپڑوں والے سرکار علیہ الرحمۃ نے جن مقتدر حضرات کو دستار فضیلت عطا فرمائی۔ ان کی فہرست پیش خدمت ہے۔

- راقم (سید محمد کبیر علی شاہ) سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف
- حضرت الحاج پیر سید محمد شبیر علی شاہ گیلانی مجددی، چورہ شریف
- حضرت پیر میاں محمد حسین مجددی دربار عالیہ باؤلی شریف، گجرات
- حضرت صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ مجددی آلو مہار شریف
- حضرت پیر سید محمد عبداللہ شاہ مجددی (سابق وزیر تعلیم آزاد کشمیر) نور پور شاہاں سوہاوا
- حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ مجددی دربار عالیہ کرتو شریف، شیخوپورہ
- حضرت پیر سید محمد لطیف حیدر شاہ مجددی علی پور سیداں شریف، نارووال
- حضرت پیر سید جبار حسین شاہ مجددی ایبٹ آباد
- حضرت پیر سید مسکین شاہ مجددی ہزارہ، (آپ نے 20 سال تک آپ کی خدمت کی)
- حضرت پیر صوفی محمد علی مجددی نزد قبرستان کلاں (حضرت علامہ ابو البیان پیر محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمۃ کے شیخ طریقت) گوجرانوالہ شہر
- حضرت پیر حکیم خیرات علی مجددی (جانشین پیر میاں فقیر محمد صاحب)، بھاڑے والہ ڈسکہ سیالکوٹ
- حضرت پیر سید منظور حسین شاہ مجددی ترنوٹ آزاد کشمیر
- حضرت علامہ مفتی محمد شفیع امرتسری مجددی ساہیوال
- حضرت سائیں اللہ دتہ مست مجددی دربار مجددیہ جوڑا میترانوالہ
- حضرت حاجی محمد یوسف نگینہ مجددی پیلے گجراں تحصیل سمندری
- حضرت مولانا نور محمد مجددی ایمن آبادی ضلع گوجرانوالہ

(آپ نے اپنا مذہب ترک کر کے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا آپ نہایت خوش الحان خطیب تھے۔ آپ عرس مبارک پر تقریر کر رہے تھے تو حضور زبدۃ الاصفیاء نے آپ کو خلافت کی دستار عطا فرمائی)

- حضرت حکیم محمد دین مجددی جھال خانوالہ فیصل آباد (جو حکمت کی دنیا میں ایک معروف شخصیت تھے)
- حضرت پیر سید خادم حسین شاہ مجددی مراڑوی دربار عالیہ مراڑہ شریف، نارووال (آپ پیر حافظ سید چراغ شاہ مراڑہ شریف کے فرزند ارجمند تھے)
- پیر سید محمد دین شاہ مجددی بساں شریف مقبوضہ کشمیر
- علامہ صاحبزادہ محمد فیض علی فیضی مجددی دادوالی شریف ضلع، گوجرانوالہ (خطیب مرکزی جامع مسجد راولپنڈی)
- صوفی باصفاء حکیم پیر عبدالعزیز مجددی بھکو یوالی شریف
- حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
- حضرت پیر صوفی غلام رسول مجددی اوکاڑہ
- حضرت پیر صوفی محمد عاشق مجددی، گوجرانوالہ

کرامات:

آپ کی چند کرامات درج ذیل ہیں:

- پنواں ضلع شیخوپورہ کے قریب ایک گاؤں پتھر والی میں زبدۃ الاصفیاء حضرت کالے کپڑوں والی سرکار تشریف فرما تھے، ایک نائی "جونا" آپ کا خط مبارک بنا رہا تھا۔ اسی اثناء میں ایک عورت حاضر خدمت ہوئی اور اپنی تکلیف عرض کی۔ آپ نے اپنے خادم اور خلیفہ سے فرمایا کہ اس کو تعویز بنا کر دے دو۔ وہ تعویز لکھنے لگے تو نائی بولا کہ حضرت جی اس میں کوئی اثر وغیرہ بھی ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں ان میں بڑا اثر ہے اس نے کہا کہ میں نہیں مانتا۔ آپ نے اپنے درویش کو حکم دیا کہ یہ تعویز حجام کو دے دیا جائے۔ نائی نے تعویز لیکر منہ میں ڈالا اور چبا کر نگل گیا۔ آپ نے گاؤں

کے نمبردار جو آپ کے عقیدت منداور نیازکیش تھے۔اُن سے فرمایا کہ گھوڑی پر زین ڈال دیں۔آپ گھوڑی پر سوار ہوکر پنواں تشریف لائے اور وہاں سے لاہور تشریف لے گئے۔اُدھر نائی کی زبان بند ہوگئی۔لوگوں نے اس کی خاموشی توڑنے کیلئے بڑے جتن کئے اُسے بھوسے کے کمرے میں بند کیا،سرخ مرچوں کی دھونیاں دی،شکر ڈال کر کیڑے اس پر چھوڑے جو اس کو کاٹتے مگر وہ کیسے بولتا جسے اللہ کے ولی کی نگاہ غیظ سے خاموش کیا گیا ہو۔ 18 سال آپ اس گاؤں میں نہ تشریف لائے۔ 18 سال تک حجام خاموش رہا۔اس گاؤں میں ایک بزرگ خاتون تھیں جن سے آپ کا وعدہ تھا کہ تیرا جنازہ میں خود پڑھاؤں گا۔ 18 سال بعد جب مائی صاحبہ فوت ہوگئیں۔ لوگوں نے سوچا کہ آپ بھول گئے ہوں گے۔انہوں نے جنازہ تیار کیا اور نماز کیلئے گاؤں سے باہر لاکر رکھا تو ونو ٹیانوالی کی طرف سے گرد اُڑتی نظر آئی؛جب گرد تھمی تو آپ کی سواری نظر آئی۔آپ نے جنازہ پڑھایا تو گاؤں کے لوگ آپ کے قدموں میں گر گئے اور عرض کی کہ حضرت جی ہمارے گاؤں کا حجام نہیں بولتا آپ مہربانی کر کے اس کو معاف کردیں۔لوگوں کی گریہ زاری اور منت سماجت دیکھ کر آپ نے فرمایا اسے لے کر آؤ۔جب حجام سامنے آیا تو آپ نے فرمایا اوئے بولتا کیوں نہیں تو حجام فوراً بول پڑا اور کہنے لگا حضور میں تو بول رہا ہوں۔اس واقعہ کے راوی ابھی اس علاقہ میں موجود ہیں۔

- سیالکوٹ کے گاؤں بھاڈے والا میں آپ کے بیشمار عقیدتمند تھے۔آپ ایک مرتبہ بھاڈے والا تشریف لے گئے۔اس گاؤں کا ایک قصائی کچھ سال یونان رہ کر آیا تھا۔ پیسہ آیا تو ہر قسم کی تہذیب اور اخلاقی قدریں بھول گیا۔حتیٰ کہ بزرگوں کی محفل میں بیٹھنے کا ادب بھی جاتا رہا ایک دن آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو سگریٹ سلگائی ہوئی تھی آپ کے سامنے بیٹھ کر بڑے عجیب طریقے سے کش لگانے لگا۔سلسلہ نقشبندیہ میں سگریٹ کو سخت برا سمجھا جاتا ہے بلکہ حرام میں شمار کیا جاتا ہے۔آپ کے ایک درویش اور خلیفہ میاں فقیر محمد جو آپ کے پیچھے کھڑے تھے انہوں نے اس قصائی کو

اشارہ کیا کہ حضرت صاحب کے سامنے سگریٹ نہ پیو اس نے پرواہ نہ کی ۔ دوسری مرتبہ اشارہ کیا تو بھی نہ رکا تیسری مرتبہ اشارہ کیا تو کہنے لگا کہ میں سگریٹ پی رہا ہوں تم مجھے روک رہے ہو، پیر بیٹھے ہیں تو پھر کیا ہے میرا بازو توڑ سکتے ہیں تو توڑ دیں، میں سگریٹ پیوں گا۔ آپ نے سنا تو بڑے آرام سے فرمایا کہ بیٹے ہم نے کیا بازو توڑنے ہیں جو توڑنے والا ہے وہ خود توڑ دے گا اتنے میں قصائی اٹھا اور گھر چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو قریبی گاؤں سے کسی عزیز کی فوتگی کی اطلاع ملی سائیکل پہ بیٹھ کر اس گاؤں کی طرف چل پڑا۔ راستے میں دونوں طرف مونجی کے کھیت تھے۔ ان میں پانی لگا تھا آگے سے ایک ریڑھا تیزی سے آ رہا تھا سنبھلنے کا موقع بھی نہ ملا اللہ کے ولی کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ تقدیر کی صورت اختیار کر گئے صرف دونوں بازو ہی نہیں بلکہ دونوں ٹانگیں بھی ٹوٹ گئیں ساری زندگی چارپائی پر لیٹے ہی گذر گئی ۔ پھر اُٹھ کر چل بھی نہ سکا۔

❁ سطور بالا میں گذر چکا ہے کہ جس طرح تحریر کیا گیا کہ آپ کے سفر میں کثیر تعداد میں گھوڑیاں ہوتی تھیں ڈسکہ میں ایک گاؤں بھکوے والی میں قاضی غلام محمد جو کہ آپ کے نہایت مخلص خدام میں سے تھے۔ آپ ان کے ہاں قیام فرماتے تو آپ کا ایک خط بھاڈے والہ سے حکیم خیرات محمد صاحب لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ آپ کی خدمت میں اُس وقت قرب و جوار سے کافی عقیدت مند تشریف فرما تھے جن میں صوفی باصفا پیر حکیم عبدالعزیز نقشبندی قادری بھی تھے۔ آپ حضور قبلہ عالم خط پڑھ کر پریشان ہو گئے آپ سے قاضی غلام محمد صاحب نے عرض کیا حضور خیریت تو ہے کہ خط پڑھکر آپ پریشان ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ قبلہ حضور والدہ محترمہ بیمار ہیں۔ آپ کی علالت کا پیغام ہے پریشان اس پہ ہوا ہوں کہ چورہ شریف جانا ضروری ہے مگر اتنے درویش اور جانور کس کے ذمے چھوڑوں۔ قاضی غلام محمد صاحب اُٹھ کر عرض کرتے ہیں کہ حضور آپکی دعاؤں سے گھر میں غلہ کافی ہے چارہ بھی تیار ہے اور گندم سے بھی میرے کھیت بھرے پڑے ہیں آپ بے فکر ہو کر چورہ شریف تشریف لے جائیں۔

غلام انشاء اللہ العزیز حسب توفیق بہتر ڈیوٹی دے گا۔ آپ چورہ شریف تشریف لے گئے چورہ شریف پہنچنے پر قبلہ مائی صاحبہ کا حسب توفیق پورا علاج معالجہ کیا مگر آپ صحت یاب نہ ہوسکیں آپ کا وصال ہوگیا اور آپ کو چورہ شریف دو اڑھائی ماہ ٹھہرنا پڑا۔ ادھر جب اتنا وقت گزر گیا تو قاضی صاحب کے کھیت سے چارہ ختم ہوا۔ تو قاضی صاحب نے درویشوں سے کہا آپ میری تیار گندم بلا تکلف کاٹ کر میرے شیخ کی گھوڑیوں کو چرانا شروع کردیں۔ دیکھنے والے لوگ حیران تھے گندم کی تیار فصل شیخ کامل کی محبت میں فنا کر کے مردِ درویش گھوڑیوں کو کھلا رہا ہے تو قاضی صاحب نے کہنے والوں سے کہا بھئی جمع خرچ تو اس وقت کیا جاتا ہے جب کچھ اپنا ہو، تو جہاں تن من ہی نذر کر دیا ہو تو وہاں سود و زیاں کا کیا دخل لہٰذا مجھے نفع و نقصان کی آوازیں نہ دو

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

وہ وقت آن پہنچا کہ حضور قبلہ عالم بھلکو ے والی تشریف فرما ہوئے لوگ دیکھنے والے بے چین تھے کہ ہم قاضی صاحب کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کچھ عرض کریں قاضی صاحب بے تاب تھے کہ خدائے بزرگ و برتر میرے قبلہ حضرت صاحب سے درویش خدمت میں کسی کوتاہی کا شکوہ نہ کریں اور گھوڑیوں کو حضور دیکھ کر خوش ہوں، ناراض نہ ہوں آخر قاضی صاحب کے مزاج کو حضور نے دیکھ کر فوراً رفقائے محفل سے فرمایا آؤ پہلے درویشوں کو مل لیں اور جانور دیکھ لیں جا کر آپ نے ایک ایک درویش سے پوچھا کہ میرے بعد تکلیف تو نہیں ہوئی۔ سب نے قاضی صاحب کی مہمان نوازی کی تعریف کی۔ گھوڑیاں دیکھ کر آپ بے پناہ خوش ہوئے اور آپ نے قاضی صاحب سے پوچھا آپ کے ہاں چارہ تو اتنا نہیں تھا اتنی دیر گھوڑیوں کو کہاں سے چارہ ڈالا قاضی صاحب نے عرض کیا حضور چارہ ختم ہوگیا، گندم تیار تھی وہ بھی آپ ہی کی ملکیت تھی، زہے نصیب جانوروں کے کام آئی، قاضی صاحب کی خدمت دیکھ کر آپ آبدیدہ ہوگئے اور متوجہ بارگاہ الٰہی ہوئے اور عرض کیا اے پروردگار عالم! قاضی صاحب کا میرے ذمے قرض ہے اپنے فضل سے وہ اتار دے۔ بس

کچھ دیر بعد بارش شروع ہوگئی اور اتنی بارش ہوئی کہ ضابطہ کاشت کے خلاف گندم کٹ گئی تھی وہ دوبارہ اُگ آئی اور بقول قاضی صاحب اتنی فصل ہوئی کہ قاضی صاحب کہتے تھے کہ میرے پاس دانے سنبھالنے کیلئے برتن ناکافی ہوگئے۔

- حضور قبلہ عالم والد گرامی چورہ شریف تشریف فرما تھے، آپ کم ملاقات فرماتے تھے۔ آپکی خدمت میں مٹھین شریف کا اسٹیشن چونترہ کے نمبردار سردار عبداللہ خان صاحب نے اپنے بیٹے ملک محمد نواز کو ISSB کے امتحان کیلئے کوہاٹ جاتے ہوئے حکم دیا کہ پہلے قبلہ عالم کی بارگاہ میں حاضری دو۔ دعا کی درخواست کرنا۔ اجازت لے کر جاؤ۔ اگر آپ کوہاٹ جانے کی اجازت نہ دیں تو واپس آ جانا۔ نواز ملک جب چورہ شریف آئے تو آپ کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ پیر سید لطیف حیدر شاہ علی پور شریف آپ کے قدم دبا رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا شاہ جی! اگر کوئی مہمان چونترہ سے آیا تو اس کو بلالیں شاہ جی نے آواز دی نواز ملک دبلے پتلے جوان کھڑے تھے قدم بوس ہوئے۔ والد کا پیغام عرض کیا آپ نے بلاتوقف فرمایا بیٹا گھبرانا نہیں جاؤ کوہاٹ اور امتحان کے بعد افسر بننے کی پہلے ہی مبارک دے رہا ہوں۔ الحمد اللہ ملک صاحب آرمی میں افسر بنے اور لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ ہوئے کچھ مہینے پہلے ایکسیڈنٹ سے انتقال فرما گئے۔
- چورہ شریف سالانہ عرس شریف کے موقع پر کثیر تعداد میں لوگ شریک تھے، ان میں جوڑا سے محمد شریف انصاری اپنے بچوں سمیت حاضر ہوئے۔ انکے چھوٹے بیٹے غلام نبی کو خسرہ نکلا ہوا تھا گاؤں سے جاتے ہوئے لوگوں نے منع کیا اس کو نہ لے جاؤ اس کی تکلیف بڑھ جائے گی۔ انتہائی عقیدت مند تھے لے گئے، عرس ختم ہوا واپس آئے تو پتہ چلا کہ آنکھوں پر سفید جھلی آگئی ہے بینائی متاثر ہوئی ہے حاجی محمد شریف انصاری بے چین چورہ شریف حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھتے فرمایا محمد شریف اتنا کچا عقیدہ نہیں ہونا چاہئے۔ آپ شادی پر نہیں حضور ﷺ کے میلاد اور بابا جی چوراہی کے عرس مبارک پر آئے ہیں۔ اللہ رب العزت کرم فرمائے گا۔ آپ خیریت سے جائیں بچہ

بالکل ٹھیک ہوگا جب آپ واپس آئے بچہ بالکل ٹھیک تھا۔ وہ بچہ غلام نبی ایئر فورس میں ملازم ہوا بقید حیات ہے۔

- آپ کو اپنے والد گرامی قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کالی چادر والی سرکار سے بڑا پیار تھا۔ آپ اُن کے وصال کے بعد ہر وقت چشم پرنم رہتے۔ یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں کی بینائی ختم ہوگئی تھی۔ آپکی سب سے بڑی حیران کن زندہ کرامت یہ ہے کہ آپ کی سب لوگوں کے سامنے بینائی نہیں تھی اور دن کو ہر آنے والے دوست سے آپ پوچھتے تھے یا آواز سے پہچانتے تھے مگر آخری دم تک آپ کی ڈائریاں شاہد ہیں کہ بلاناغہ آپ حسب معمول رات کے وقت اپنی ڈائری لکھتے تھے۔
- رزق حلال کے معاملے میں آپ کا مزاج اتنا لطیف تھا کہ بھاڈے والا تحصیل ڈسکہ میں آپ قیام فرماتے تھے آپ سے ایک عقیدت مند نے رات کھانے کا وقت لیا دیہات کا ماحول تھا، انہوں نے کوشش کی مگر گوشت کیلئے مرغ نہ مل سکا۔ اپنی حقیقی ہمشیرہ کے گھر سے بلا اجازت مرغ ذبح کرلیا۔ کھانا تیار ہوا تو آپ تشریف لے گئے ہاتھ دھلائے جب کھانا آیا تو آپ نے مخاطب ہوکر فرمایا ''ابراہیم بیٹا شرم نہیں آئی یہ مجھے حرام کھلا رہے ہو'' ابراہیم پریشان ہوا آپ کا انداز تکلم سراپا جلال تھا۔ آپ جامع مسجد بھاڈے والہ جہاں آپ کا قیام تھا آپ نے نفل شکرانہ پڑھے۔ لیکن آپکی خفگی ابراہیم کیلئے نقصان کا سبب بنی وہ پاگل ہوا اور آخری دم تک اس کا دماغی توازن ٹھیک نہ ہوا۔
- آپ گوجرانوالہ گلی لال شاہ میں اپنی انتہائی مخلص خدمت گذار بہن آمنہ بی بی کے ہاں تشریف لائے تو اس دن مائی آمنہ کے گھر سفید پوشی کی وجہ سے کھانے کیلئے کچھ نہ تھا اور باہر شدید بارش تھی۔ انہوں نے دونوں بھابھیوں کو اعتماد میں لیا اور دو پراتیں بغلوں میں دبا کر برستی بارش میں بازار جا کر پراتوں کو فروخت کر کے کھانے کا سامان لائیں، کھانا تیار کر کے رکھا۔ آپ نے بلا تکلف فرمایا آمنہ بیٹا ادھر آؤ۔ مائی صاحبہ حاضر ہوئی تو آپ نے نوالہ ہاتھ میں پکڑ کر رکھا تھا اور آپ نہایت محبت کے ساتھ فرمانے لگے بیٹا یہ ہنڈیا کیسے پکائی اور اس میں سے پراتوں کی خوشبو آرہی ہیں۔ مائی

صاحبہ رونے لگی عرض کیا حضور والا معاشی تنگ دستی نے پریشان کر دیا ہے آپ نے نان ماحضر تناول فرمایا اور فرمایا کہ آمنہ بی بی میں نے آج آپ کے خاندان کی بھوک کھالی ہے، آمنہ بی بی کے سب بچے انگلینڈ اور جرمنی میں ہیں۔ محمد خلیل اپنی امی جان کی یادوں اور عقیدتوں کی اسی طرح پاسداری رکھے ہوئے ہیں ان کی بیگم بچے بچیاں دربار شریف سے نہایت عقیدت رکھتے ہیں۔

- سرگودھا چک 132 جنوبی آپ کے بڑے ہی عقیدت مند بھٹی خاندان تھا۔ آپ جب بھی ان کے ہاں تشریف فرما ہوتے کافی لوگ داخل سلسلہ ہوتے۔ سلسلہ عالیہ کی روایت کے مطابق آپ کو سگریٹ اور حقہ سے نفرت تھی۔ یہاں جس دوست کے گھر قیام ہوتا تھا ان کے چچازاد بھائی جن کو بزرگوں سے انتہائی کدورت تھی وہ ارادتاً جب شام گھر آتے تو حضور قبلہ عالم کے قریب گذرتے وقت ہاتھ میں حقہ رکھتے اور کش لگا کر دھواں آپ کی طرف پھینکتے۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں بیٹھے احباب نے عرض کیا حضور ہم اس سے پوچھ نہ لیں کہ اسے کیا تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا اپنا رب ہی اس سے پوچھے گا میں نے کیا پوچھنا ہے، مجھے اس کی موت اور اولاد نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ وہی بھٹی صاحب لڑائی ہوئی اس میں ان سے قتل ہوا انہیں عمر قید ہوئی۔ ایک ہی بیٹا تھا جس نے پیچھے خودکشی کر لی۔
- حضور قبلہ عالم کے حلقہ ارادت میں جوڑا (کرنانہ) ایک معروف اہمیت کا حامل ہے آپ کے ارادت مندوں میں اس حلقہ کے بیشتر لوگ شامل ہیں۔ لالہ محمد رفیق خلیفہ مجاز ان کی نانی اماں اور الحاج محمد بوٹا کے والد وفات فرما گئے تو مائی صاحبہ کیلئے بیوگی کا زمانہ مشکل ہوا۔ آپ نے دلاسا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا بیٹا تو تو روٹی کیلئے رو رہی ہے میں تمہارے محل نما مکان اور موٹر کاریں دیکھ رہا ہوں۔ زندگی کا سفر صبر حوصلہ سے طے کریں اللہ کریم بے پایاں نعمتوں سے مالا مال کریگا۔ آج حاجی محمد بوٹا موجود ہیں ان کے بچے ملک سے باہر ہیں خود بھی باہر رہے، مکان بھی محل نما، گاڑیاں بھی موجود ہیں۔
- آپ جوڑا گوجرانوالہ میں تشریف فرما تھے تو آپ کی خدمت میں مائی راجن بھاڈے

والا سے حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضور یہ بیٹا محمد ابراہیم حاضر ہے آپ ہی نے نام رکھا ہے یہ کھانا نہیں کھاتا۔ دعا فرمائیں کہ یہ کھانا کھالیا کرے۔ آپ نے بڑے خوش ہوکر فرمایا کہ ابراہیم کو میرے قریب کریں۔ آپ کی خدمت میں اس بچے کے آنے سے پہلے ایک دوست داخل سلسلہ ہوئے تھے اور خوشی میں بتاشے تقسیم کر رہے تھے۔ آپ نے ایک پتاشا پکڑ کر اس بچے ابراہیم کو دیکر فرمایا کہ بیٹا کھاؤ! آئندہ کھانا کھانے پر ضد نہیں کرنی اور اتنا کھانا ہے کہ تیری ماں بس بس کر دے۔ دوسرے دن آپ چوڑا سے جوڑا تشریف لے آئے۔ تپتی دھوپ میں اماں راجن اپنے بیٹے ابراہیم کو لیکر پھر حاضر ہوئی۔ حضور قبلہ عالم نے دریافت فرمایا کہ بہن جی خیریت سے آئے ہو۔ مائی صاحبہ نے عرض کی کہ حضور میں نے اس کیلئے صرف اپنا حصہ کھانے کی دعا کرائی تھی سارے گھر کا کھانا تو نہیں۔ ہم گھر کے 5 آدمی ہیں 5 آدمیوں کی روٹیاں تندور سے اتاری ہیں روٹیاں اندر رکھیں ہیں، چھاچھ پڑی تھی، میں باہر تندور پر دوبارہ آ گئی ہمسائی کی روٹیاں لگا کر اندر گئی تو ایک روٹی بھی باقی نہ تھی۔ یہ 5 آدمیوں کی روٹیاں کھا کر مجھے کہتا ہے کہ اور ہے تو لاؤ میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں (مذاق سے کہا کہ کہیں مجھے نہ کھا جائے) آپ نے کلوا واشربوا...... آخر تک پڑھکر ابراہیم کے منہ میں پھونک ماری اور فرمایا بیٹا اب نہ کھایا کرو۔ وہ ابراہیم صاحب جوان ہوئے بحرین رہے اور اُن کی طبیعت میں ہمیشہ ایک کیفیت رہی زبان ذاکر اور دل شا کر رہا۔

❁ آپ سالانہ عرس شریف پہ ایک ایک دوست کی منت فرماتے تھے کہ آج نہ جائیں کل چلے جائیں اگر کوئی سنگی پوچھ لیتا کہ آپ اس طرح کیوں فرماتے ہیں تو آپ فرمایا کرتے کہ میں آئے ہوئے دوستوں کے چہرے دیکھتا ہوں جاتے ہوئے ان کی پشت دیکھی نہیں جاتی۔ رام گلی سے ایک بہت بڑا قافلہ سالانہ عرس مبارک پر جایا کرتا تھا آپ میاں محمد کمبوہ اور حاجی احمد دین کمبوہ سے بہت پیار فرماتے تھے۔ عرس شریف کے اختتام پر میاں محمد نے اجازت چاہی۔ آپ نے بڑے پیار اور انکسار سے فرمایا بھائی میاں محمد اور احمد دین نہ جائیں۔ میاں احمد دین نے آپ کا ارشاد سن کر عرض کیا

کہ حضور ہم کافی سارے لوگ ہیں، تین دن سے آئے ہیں۔ لنگر شریف پر کافی تکلیف ہوتی ہے کام بھی کافی ہیں اجازت ہو جائے تو بڑی بات ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا میاں احمد دین کام کا حرج ہوتا ہے لیکن ایک دن سے نہیں ہوتا۔ پھر میاں احمد نے عرض کیا حضور اجازت ہو جائے۔ آپ نے بڑے پیار سے فرمایا کہ چلو بیٹا اللہ کے حوالے میں تو خوشی سے اجازت نہیں دیتا آپ کے کام میں حرج ہونے کا ڈر ہے۔ احتیاط سے سفر کرنا کہیں زیادہ دن حرج نہ ہو جائے۔ اجازت لیکر قافلہ چورہ شریف سے چل پڑا۔ جب اسٹیشن کے قریب پہنچے تو چورہ شریف کا اسٹیشن مستقل اسٹیشن نہیں تھا ٹرین نکل گئی۔ اب وہ شرمندگی سے واپس جانے کی بجائے بیٹھ گئے کہ جو گاڑی رات کو آئے گی اس پر روانہ ہو جائیں گے۔ ٹرین کا وقت رات 2 بجے کا تھا قافلہ کے تقریباً 24/25 افراد سارے اسٹیشن پہ لیٹ گئے اور سب کے سب سوئے رہے ٹرین آ کر گزر گئی۔ دوسرے دن حضرت (راقم سے) فرمانے لگے شاہ جی گھوڑی لیکر جاؤ اور اسٹیشن پر چکر لگا کر آؤ۔ جب میں پہنچا تو دیکھا کہ کل دن 12 بجے کے یہ گھر سے رخصت ہوئے ہیں آج 10 بج گئے ہیں اور یہیں پڑے ہیں۔ واپس حضرت قبلہ عالم سے آ کر عرض کیا تو فرمایا کہ ان کا کھانا لے جاؤ مگر واپسی کا نہیں کہنا، میں کھانا دیکر واپس آ گیا۔ گاڑی کے آنے کا وقت ہوا تو میاں احمد دین رفع حاجت کے لئے اسٹیشن کی دوسری طرف تشریف لے گئے۔ گھڑی بار بار دیکھتے تھے مگر یہ خیال نہ رہا کہ گھڑی تو رک گئی ہے۔ گاڑی آئی رکی، سب دائیں بائیں تلاش کرتے رہے مگر میاں احمد دین صاحب نہ ملے گاڑی چلی گئی۔ پھر 4 بجے حضور قبلہ عالم نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ اسٹیشن کا چکر لگا آؤ آ کر دیکھا تو حالت وہی تھی۔ شام کا کھانا حضور قبلہ عالم نے پھر بھجوایا۔ رات کو انہوں نے مشورہ کیا کہ آدھے افراد سو جائیں اور آدھے آدمی جاگتے رہیں مگر ٹرین نہ آئی۔ صبح پتہ چلا کہ کندیاں کے علاقے میں آندھی کے سبب پٹڑی پر ریت آ گئی ہے لہٰذا اب ٹرین اگلی رات آئے گی۔ میاں احمد دین روتے روتے حاضر خدمت ہوئے اور قدموں پر گر گئے۔ آپ نے فرمایا بیٹا احمد

دین مجھے تو تیرے کام کا حرج نظر آ رہا تھا خیریت ہے تین دن سے یہیں بیٹھے ہو۔ قافلہ دو دن دربار شریف ٹھہرا رہا پھر میاں احمد دین عرض کرتے تھے کہ جب آپ اجازت دیں گے تو جاؤں گا۔

- اچھرہ سے صوفی عبدالعزیز کے بھائی اور حاجی غلام رسول کی اہلیہ کے بھائی سائیں محمد جو جوڑا میں رہائش پذیر تھے۔ سالانہ عرس شریف پر سب احباب روانہ ہو گئے سائیں صاحب نہ جاسکے ان کے پاس کرایہ نہ تھا۔ صبح عرس شریف شروع ہونا تھا انہوں نے جوڑا کے معروف زمیندار حاجی مہتاب سے ایک من گندم ادھار لی اور کچھ نقد پیسوں پر بیچ کر چورہ شریف عرس پہ تشریف لے گئے۔ عرس شریف کی تقریبات مکمل ہوئیں۔ تو سائیں صاحب نے اجازت چاہی اور 5 روپیہ نذرانہ پیش کیا آپ نے 5 روپے قبول فرمائے دعا فرمائی۔ آپ نے 30 روپے سائیں صاحب کو واپس کئے اور ارشاد فرمایا کہ بیٹا یہ لین دین جو بقایا ہو کر لینا قرض لے کر پیر خانے نذرانے نہیں دیتے درویش عزتوں کے پاسبان ہوتے ہیں رسوانہیں کرتے۔ قرض اتار دینا رب العزت آئندہ تنگ دستی سے محفوظ فرمائیں گے۔ صوفی سائیں محمد پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہوا ایک بیٹا سعودی عرب گیا، وہ خاندان کا پہلا فرد تھا جو باہر گیا دوسرا ابھی سعودی عرب گیا۔ سائیں صاحب نے حج کیا اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ہمیشہ حضور قبلہ عالم کی اس کرامت کا ذکر کرتے اور کہتے کہ مجھے تو قرض کی گندم نے پار لگا دیا ہے۔
- انہی سائیں محمد صاحب کے بھائی صوفی عبدالعزیز صاحب قلفی کا کام کرتے تھے چورا شریف سالانہ عرس شریف پر حاضر نہ ہو سکے۔ قبلہ عالم انکے گاؤں ملکھاں والا تشریف لائے۔ صوفی عبدالعزیز صاحب حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم نے پیار سے پوچھا کہ صوفی بیٹا آپ عرس شریف پہ نہیں آئے۔ عرض کی ان دنوں موسم بدلتا اور قلفیاں لوگ خریدتے تھے کام کافی تھا فارغ نہ ہو سکا ارادہ تو حاضری کا تھا۔ آپ نے فی البدیہہ ارشاد فرمایا اچھا بیٹا اگر عقیدت یا محبت دنیا پہ غالب نہیں تو پھر جب آپکو اللہ فارغ کرے ضرور آ جائیں۔ آپ سے صوفی صاحب نے اجازت لی اور واپس آ گئے۔ حسب معمول صبح قلفیوں والی ریڑھی لیکر گھر سے نکلے تو قلفیوں والا

برتن ٹوٹ گیا۔ اسی طرح چار دن قلفیوں والا برتن ٹوٹتا رہا۔ چوتھے دن آپ کی خدمت میں ملکھاں والا پہنچے آپ ملکھاں سے بھوپال والا اور وہاں سے بھکوے والی پہنچے آپ تشریف فرما تھے، کافی دوست خدمت میں حاضر تھے، صوفی عبدالعزیز سامنے آئے تو آپ نے فرمایا شکر ہے کہ میرا بیٹا ذرا فارغ ہو کر آگیا ہے، صوفی صاحب رو پڑے اور عرض کیا کہ حضور ذرا نہیں مکمل فارغ ہو گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ والوں کی خدمت میں فارغ ہو کر نہیں دنیا کو پس پشت ڈال کر عقیدت و محبت سے جاتے ہیں صوفی صاحب حیات ہیں اور خوشحال زندگی گزار رہے ہیں۔

- قطب العالمین خواجہ نور محمد شاہ گیلانی کے مزار کے قریب ایک ڈیرہ ہے انکی زمین میں انتہائی سایہ دار درخت تھا قبلہ عالم گرمیوں میں اکثر 12-11 بجے فارغ ہو کر وہاں تشریف لے جاتے گھر والے بڑی عقیدت سے وہاں بستر لگا دیتے۔ آپ وہیں قیلولہ بھی فرماتے اور ظہر ادا فرماتے۔ ایک دن آپ واپس تشریف لانے لگے تو صاحب ڈیرہ کی اہلیہ نے عرض کیا کہ حضور آپ کرم فرماتے ہیں لیکن اتنی جائیداد کا اپنے رب سے وارث ہی لے دیں۔ آپ نے سن کر ارشاد فرمایا کہ خزانہ قدرت میں کوئی کمی نہیں انشاء اللہ، اللہ کریم جل شانہٗ اس سال بیٹا عطا فرمائیگا۔ آپ کی دعا بار آور ہوئی، بیٹا ہوا، اس کا نام مظفر رکھا۔ مظفر جوان ہوا ایک بیٹا تھا والدین نے کم عمری میں شادی کر دی۔ ان کی بھی اولاد نہ تھی پھر مظفر کی والدہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضور مجھے تو اپنے رب سے ایک بیٹا لے دیا تھا مگر اس کی اولاد نہیں، اپنے رب سے اسے بھی اولاد لے دیں۔ آپ نے نہایت خشوع و خضوع سے دعا فرمائی اور فرمایا کہ میرا ربِ قدیر اپنے محبوب سراج منیر ﷺ کے صدقے دو بیٹے عطا فرمائے گا۔ مظفر صاحب دنیا سے چلے گئے مگر آج بھی اس کے دو بیٹے صاحب اولاد آباد ہیں اور آپ کے مزار پاک پر بڑی محبت سے حاضری دیتے ہیں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

منقبت

بحضور قبلہ عالم زبدۃ الاصفیاء حضرت پیر سید محمد فضل شاہ المعروف کالے کپڑوں والی سرکار

جھاں نے پیر شاہ فضل دی تنویر ویکھی اے
پرے عرشاں تو وی ایک عشق دی جاگیر ویکھی اے

نشان حیدری احمد نبی دے فیض دا چشمہ
کفر دے سر تے چلدی فقر دی شمشیر دیکھی اے

ایہہ گلشن بابا جی دا طالب و مصدر بہاراں دا
اجڑ چلیاں دی ایتھے بدلدی تقدیر ویکھی اے

بنے چنن تے لاثانی خدائی پیر چمدی اے
نظر چورے دے ولیاں دی بڑی اکسیر ویکھی اے

منیر اس در دا صدقہ تاج نیں سر تے گدواں دے
جھاں نے پا کے گل وچ زلف دی زنجیر ویکھی اے

درویش خدامست

حضرت پیر سید محمد علی شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ

ولادت باسعادت

آپ حضرت پیر سید حیدر شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کے دوسرے صاحبزادے اور زبدۃ الاصفیاء حضرت پیر محمد فضل شاہ علیہ الرحمۃ سے چار سال چھوٹے تھے۔ آپ کی ولادت نماز فجر سے قبل سرزمین عارفاں چورہ شریف میں ہوئی۔ آپ کی ولادت اپنے ننھیال میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کی خبر جب آپکے بڑے ماموں جان حضور قطب دوراں حضرت پیر سید دوران شاہ علیہ الرحمۃ کو پہنچی تو آپ اندر تشریف لائے اور الم نشرح شریف پڑھکر آپ کو گھٹی دی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس بیٹے کو زہد و تقویٰ اور ریاضت و عبادت کی توفیق عطا فرمائے گا۔ لیکن یہ دکھ سے کہہ رہا ہوں کہ دنیا میں اس کا کوئی حصہ مجھے نظر نہیں آرہا اور اس کا نام محمد علی شاہ ہوگا۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم چورہ شریف میں حاصل کی۔ آپ کی منازل سلوک آپ کے ماموں جان حضرت قطب دوراں پیر سید دوران شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ نے طے کرائیں۔ آپ کی بیعت بھی انہی سے تھی، آپ نے بھی اپنے شیخ کی خدمت میں کوئی کسر روا نہ رکھی، جب آپ سن بلوغت کو پہنچے تو آپ کی والدہ ماجدہ جو قدوۃ السالکین حضرت خواجہ سید گل نبی شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی تھیں اپنے نور نظر کو لیکر اپنے دادا جان سلطان الفقراء حضرت خواجہ فقیر محمد شاہ گیلانی المعروف باباجی چوراہی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر التجا کی کہ حضور یہ خادم لیکر آئی ہوں اس کو استقامت کی دولت سے نواز دیں۔

معمولات مبارک:

آپ شب زندہ دار درویش خدا مست تھے، تقویٰ و پرہیز گاری آپ کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ نے شادی نہ فرمائی۔ اشاعت دین کے سلسلہ میں پورے ہندوستان میں گھوڑیوں پر سفر فرمایا۔ آپ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے اپنے تاجدار کریم ﷺ کا پیغام محبت پھیلانے اور تبلیغ دین کی خاطر جموں سے ممبئی کی گلیوں تک سفر کرنے کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ آپ نے تھوڑی دیر ہی گھوڑیوں پر سفر کرنے کے بعد زندگی کا کثیر حصہ پورے پنجاب میں سائیکل پر سفر کیا، آپ نے زندگی کے آخری اٹھارہ سال دریائے راوی کے کنارے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک درخت کے نیچے گزار دیئے، جب 1954 میں بہت بڑا سیلاب آیا آپ کی خدمت میں بارڈر پولیس کے جوان حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ سیلاب آرہا ہے ہم نے گاؤں کے گاؤں خالی کرالئے ہیں۔ آپ کا گاؤں بھی خالی ہو چکا ہے محکمہ موسمیات والوں نے بتایا ہے کہ طوفانی قسم کا سیلاب ہے بستیوں کی بستیاں کے ڈوب جانے کے امکان واضح نظر آرہے ہیں۔ آپ کچھ دیر کے لئے کسی محفوظ جگہ پر تشریف لے جائیں۔ آپ نے ان جوانوں سے فرمایا بیٹا آپ مجھے وہ جگہ بتادیں جہاں عزرائیل علیہ السلام نہیں آسکتا میں وہاں چلا جاتا ہوں، انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ ضمانت کون دے سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا جو بھی محفوظ جگہ میری عقل میں ہوگی وہاں بھی اگر موت ہے تو پھر یہی جگہ بہتر ہے۔ چونکہ موت کا وقت معین ہے، اس معین وقت سے پہلے انسان کی خود موت حفاظت کرتی ہے اور اسے مرنے نہیں دیتی۔ آپ بے فکر ہو کر چلے جائیں میری حضرت خضر علیہ السلام سے بات ہوگئی ہے انہوں نے مجھے کچھ نہیں کہنا۔ وہ پولیس ملازم حیران و پریشان واپس چلے گئے۔ جب سیلاب آنے کا اعلان ہوا تو آپ نے اپنے پاس رہنے والے جمیع خادمین کو اجازت دے دی۔ کچھ بھنے ہوئے چنے منگوائے ایک مٹکا پانی کا لیکر ایک کچے مکان کی چھت پر آپ تشریف لے گئے ایک درویش ساتھ تھا۔ سیلاب آیا گاؤں کے گاؤں بستیوں کی بستیاں تاراج ہوگئیں۔ جب اہل دیہہ واپس آئے تو آپ کا پتہ کرنے کیلئے حاضر ہوئے آپ کچے مکان کی چھت پر نہایت اطمینان سے آرام فرماتے۔

وصال مبارک:

آپ نے اپنی زندگی میں تمام جائیداد اپنے حقیقی بھانجے کو عطا فرما دی تھی۔ حتیٰ کہ چورہ شریف کا رہائشی مکان بھی اور فرماتے تھے کہ لوگ مرنے کے بعد چھوڑتے ہیں میں نے جیتے جی سب کچھ چھوڑ کر دکھایا ہے کہ مجبوری سے نہیں بلکہ رضائے الٰہی کے لئے خوشی سے دنیا سے جان چھڑالی ہے۔ آخری وقت میں آپ نے اپنے خادم کو جامع محمدیہ راوی روڈ جہاں فقیر (راقم) جمعہ پڑھا رہا تھا بھیجا۔ جمعے کے بعد آپکے خادم نے پیغام دیا کہ حضرت صاحب یاد فرما رہے ہیں آپ کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوا۔ دست بوسی کے بعد آپ نے اپنے خادم خاص کو لنگر شریف کی تیاری کا حکم دیا اور فقیر کو ارشاد فرمایا کہ مجھے نلکے پر نہلا دو، نلکے پر غسل کرا کے آپ نے اپنی انگوٹھی اور گھڑی اتار کر عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ آپ رکھ لیں۔ اس کے بعد کھانا تیار ہوا۔ اپنے پاس چار پائی کے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ جب اجازت چاہی تو آپ نے بڑے ہی صبر و اطمینان کے ساتھ ارشاد فرمایا بیٹا آپ سے ایک بات کرنی ہے آپ نے خفا نہیں ہونا، جن دوستوں نے میری خدمت کی ہے یہ... میرے لنگر شریف کا سامان اور دیگر چھوٹی موٹی چیزیں ہیں آپ نے میرے بعد ان سے مطالبہ نہیں کرنا۔ ہم دونوں بھائیوں نے عرض کیا حضور کوئی چیز بھی نہیں لیں گے صرف آپ اپنی دستار واسکٹ اور عصا عطا فرما دیں۔ آپ نہایت خوش ہوئے دعائیں دیں اور تینوں چیزیں عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ وہ سامنے میرا جسد خاکی چورہ شریف لے جانے کے لئے لکڑی کا بکس تیار پڑا ہے اس میں مکمل کفن اور لوازمات غسل ہر چیز موجود ہے آپ صبح ہر صورت میں 8 بجے پہنچ جائیں اور بچوں کو چورہ شریف بھیج کر 9 بجے سے پہلے یہاں آجائیں ہمیں حیرت تھی لیکن یہ واضح نظر آرہا تھا کہ قلندر کی نظر کی دسترس اور زبان سیف سے نکلے ہوئے جملے کبھی ضائع نہیں جاتے۔ رات واپس گھر آئے قبلہ ام المریدین امی جان حضور کو تمام واقعات عرض کئے۔ آپ نے سرد آہ بھر کے فرمایا کہ بیٹا یقیناً صبح چھوٹے پیر صاحب اس دنیا کو خیر آباد کہہ دیں گے لہٰذا آپ ہمیں رات کو ہی چورہ شریف بھیج دیں، رات تیاری کر کے امی جان حضور اور اہل خانہ کو چورہ شریف روانہ کیا۔ صبح سات بجے

گھر سے نکل کر سوا آٹھ بجے آپ کی خدمت میں پہنچے آپ حسب معمول اپنی چار پائی پہ تشریف فرما تھے۔ دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ بھئی آپ 15 منٹ لیٹ ہو گئے میری اب رخصتی کا وقت آ گیا اللہ کریم آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اپنے اجداد کی حسین راہوں پہ گامزن رہنا۔ خاندان کی روایات کا خیال رکھنا۔ اللہ رحم فرمائے بھابھی جی اور بچیوں کا خیال رکھنا۔ اس جملے کے بعد ماتھے پہ ہلکا سا پسینہ زبان پر کلمہ شریف جاری لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ زور سے اور آہستہ، اور پھر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ لاہور سے جاتے وقت دوستوں کی ڈیوٹی لگا گئے تھے کہ اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو تو آپ کوچ لیکر پہنچ جانا۔ آپ کو غسل دیا گیا یہ سعادت ہم دونوں بھائیوں کے حصے آئی اور آپ کا جنازہ ادا کیا گیا اتنے میں ایمبولینس پہنچ گئی۔ آپ کا جسد خاکی لیکر چورہ شریف پہنچے۔ آپ کے خاندان کے تمام افراد اور اہل علاقہ نے آپ کا عقیدتوں اور محبتوں کے آنسوؤں سے استقبال کیا اور آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق اپنے بڑے بھائی حضرت پیر سید محمد فضل شاہ کالے کپڑوں والی سرکار اور والد گرامی قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحب کالی چادر والی سرکار اور دادا جان حجۃ الواصلین حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی کے قدموں میں ہر دو گنبد کے باہر دفن کیا گیا۔ چورہ شریف میں جنازہ کا عظیم اجتماع تھا آپ کو لحد میں اتارا گیا۔ وہ ایک جہد و ریاضت کا مہتاب درخشاں تہہ خاک غروب ہو گیا۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال سالانہ شب بیداری، میلاد النبی ﷺ کے موقع پر منایا جاتا ہے۔ آپ کا مزار مبارک بنوانے کی سعادت بھی فقیر کے حصہ میں آئی۔ آپ کی تدفین سے چالیسواں تک تمام تقریبات بھی روایات عالیہ بزرگان چورہ شریف کے مطابق تکمیل پذیر ہوئیں۔ آپ کے بلندی درجات کیلئے روایات خاندان چورہ شریف کے مطابق ہر جمعرات کو بڑے احترام و اہتمام کے ساتھ ختم قرآن کریم ہوتا رہا۔ اپنے کریم و شفیق والد گرامی کے خوشنودیٔ روح کیلئے، مزار مبارک کو تعمیر کرایا، ایصال ثواب کیلئے تمام یاران طریقت نے شمولیت فرمائی اور جو بھی ہو سکا وہ رضائے الٰہی کیلئے اہتمام کیا آج تک آپ کی یادیں سرمایہ بہجت ہیں۔

الحاج پیر سید محمد شبیر علی شاہ گیلانی مجددی حیدری مدظلہ

دربار عالیہ چورہ شریف

ولادت مبارک:

آپ کی ولادت 1947ء میں مرکز عارفاں سرزمین چورہ شریف پر زبدۃ الاصفیاء قبلہ عالم حضرت پیر سید محمد فضل شاہ المعروف کالے کپڑوں والی سرکار کے گھر ہوئی، آپ اپنے والد گرامی کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ آپکو گھٹی زبدۃ الاصفیاء قبلہ عالم حضرت پیر سید محمد فضل شاہ کی خالہ جان جو کہ اپنے دور میں تقویٰ و پرہیزگاری کے حوالے سے رابعہ زماں تھیں انہوں نے دی۔ آپ کا نام قطب العالمین حضرت پیر سید حیدر شاہ المعروف کالی چادر والی سرکار نے محمد شبیر علی شاہ رکھا۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم چورہ شریف میں ہی حاصل کی۔ اسکے بعد سکول کی تعلیم میترانوالی ڈسکہ اور چکوال میں حاصل فرمائی۔ دینی تعلیم آپ نے گوجرانوالہ میں مفتی اعظم مفتی محمد بشیر اور مفتی محمد حسین نعیمی کے مستند ادارے جامعہ نعیمہ لاہور سے حاصل فرمائی اور سند فراغت و دستار فضیلت بھی جامعہ نعیمہ سے حاصل فرمائی۔

بیعت و خرقہ خلافت:

آپ کی بیعت حسب روایت اپنے دادا جان قطب العالمین خواجہ خواجگان پیر سید حیدر شاہ المعروف کالی چادر والی سرکار سے ہے۔ آپ کی تربیت میں حضور قطب العالمین حضرت پیر حیدر شاہ کے علاوہ آپکے والد گرامی پیر سید محمد فضل شاہ کی خاص توجہ شامل ہے۔ آپ کی منازل سلوک کی تکمیل زبدۃ الاصفیاء قبلہ عالم حضرت پیر سید محمد فضل شاہ نے فرمائی

اور خرقہ خلافت قطب العالمین پیر سید حیدر شاہ کالی چادر والی سرکار نے عطا فرمایا۔

تبلیغ واشاعت دین:

جب آپ نے سند فراغت حاصل فرمائی تو حضور زبدۃ الاصفیاء قبلہ عالم والد گرامی حضرت پیر سید محمد فضل شاہ نے اپنے بڑے صاحبزادے (راقم) کو پنجاب اور آپکو کشمیر کا حلقہ عطا فرمایا اور تبلیغ دین کا حکم ارشاد فرمایا:

آپ نے کچھ دیر تو مسلسل سفر آزاد کشمیر برائے تبلیغ فلاح انسانیت جاری رکھا اب کافی عرصہ سے آپ کی انگلینڈ میں مصروفیات زیادہ ہیں لہذا حلقہ کشمیر کو زیادہ وقت نہیں دے سکتے۔

قبلہ ام المریدین کی وفات کے بعد آپ پنجاب میں بھی سفر فرماتے رہتے ہیں

نقل مکانی:

چورہ شریف سے لاہور قیام تک کافی وقت اکٹھے رہے، قبلہ ام المریدین کی وفات کے بعد آپ نے راولپنڈی آستانہ عالیہ تعمیر کرایا اور آپ وہاں منتقل ہو گئے۔

اولاد پاک:

آپ کے تین صاحبزادگان ہیں

1- سید محمد فضل عثمان گیلانی
2- سید محمد فضل نعمان گیلانی
3- سید محمد فضل الرحمٰن گیلانی

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے جمیع خاندان کو سلامت رکھے اور آپ کے فیض کو مزید عام فرمائے۔ آمین!

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ

شجرہ ہائے طیّبہ

و

ختماتِ خواجگان

(رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

شجرہ کی اہمیت

سلوک کی دنیا میں جب سالک قدم رکھتا ہے اور رہبر و مرشد کامل، نباض کی حیثیت سے روحانیت کو مصفّٰی کرنے کیلئے جہاں مختلف اوراد و وظائف تجویز و تفویض فرماتا ہے وہاں شجرہ پڑھنے کی بھی تلقین کرتا ہے۔

لفظ ''شجرہ'' اپنے اندر مضبوطی کے معنی رکھتا ہے۔ چنانچہ ''شجرہ'' سے روحانی سلسلہ کا مضبوط بندھن جس کی کڑیاں صعودی ترتیب سے آقائے نامدار سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ تک جا پہنچتی ہیں۔ ان سلسلوں، واسطوں اور گھاٹیوں کا ذکر ہے جن کے توسل سے ایمان وایقان اور اسلام کی دولت آج تک پہنچتی رہی ہے۔

علم حدیث کی روشنی میں جس سلسلہ کو ''سند'' کا نام دیا گیا ہے، سلوک کے میدان میں اسے ہی شجرہ کا نام دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں شجرہ انبیاء کا ذکر کیا گیا ہے:

- واذکر عبدنا ایوب ۔(ص:41)

ترجمہ: اور یاد کرو میرے بندے ایوب علیہ السلام کو۔

- واذکر عبادنا ابراهیم و اسحق و یعقوب ۔(ص:45)

ترجمہ: اور میرے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کو یاد کرو۔

- واذکر فی الکتاب مریم۔(مریم:16)

ترجمہ: اور یاد کرو کتاب میں مریم سلام اللہ علیہا کو۔

- واذکر فی الکتاب اسماعیل۔(مریم:54)

ترجمہ: اور یاد کرو کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کو۔

- واذکر اخاعاد ۔(الاحقاف،21)

ترجمہ: اور قومِ عاد کے (وطنی) بھائی کو یاد کر۔

قرآنی استشہاد ہمارے لیے راہنمائی کا بہترین سرچشمہ ہے، تذکار کی بات آتی ہے تو پروردگارِ عالم انسانوں کو راہِ راست پر لانے، اور مومنین کے ایمان کو جلا بخشنے کیلئے، وجلت قلوبھم (الانفال 2) اور زادتھم ایمانا (الانفال 2) کی اکسیر کیلئے بار بار اپنے ان محبوب بندوں کا ذکر کرتا ہے۔

الغرض ان تذکروں سے شجرِ ایمان کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ بنابریں سنت الٰہیہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے جس طرح قرآن حکیم میں اللہ جل شانہٗ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کو آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام کے ذکر کا ارشاد فرمایا ہے وہ ہمارے لیے حجت ہے کہ آقائے نامدار، مدنی تاجدار، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ سے لیکر آج تک ان محبوب بندوں کا شجرہ وتذکرہ پڑھیں جن کے تصدق وتوسل سے ایمان واسلام کی دولت ہمیں نصیب ہوئی۔

برادارن حلقہ طریقت!...... اگر شیخ باشریعت میں کوئی معمولی سی کمزوری بھی ہو تو تب بھی وہ واسطہ محض ہوتا ہے اگر آپ کو عقیدت ہے تو اس پیر کا پیر، پھر اس کا پیر یہاں تک کہ سرور کائنات، خلاصہء موجودات ﷺ جو ہر خیر و برکت کا منبع ومخزن ہیں ان کا فیضِ مبارک آئے گا۔

ہدایات برائے شجرہ طیبہ وختم خواجگان:

شجرۂ عالیہ مقدسہ صبح نماز فجر سے قبل پڑھنا یا بعد میں پڑھنا قرب الٰہی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ تک رسائی کا زینہ بھی ہے اور بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے رابطہ کا ذریعہ بھی ہے۔

- کسی قسم کی نیک حاجات کی برآوری کیلئے، پریشانی، بیماری، رزق کی تنگی، اولاد سے محرومی نیز کسی بھی مشکل کیلئے روحانی ارتقاء وقلبی جلا کیلئے، سلسلہ عالیہ مقدسہ کے تمام مشائخ کی حصول توجہ کیلئے، سلوک مجددیہ میں آسانی کیلئے، بزرگانِ دین کی سنت ہمارے لئے ہدایت وتاکید مزید ہے۔

- پیر بھائی حضرات بعد از نماز عصر بھی شجرہ پڑھ سکتے ہیں۔ نماز عصر سے نماز مغرب تک خاموش رہنا (بغیر ضرورت نہ بولنا) اور تھوڑی دیر کیلئے تنہائی اختیار کرنا اور مراقبہ کرنا زیادہ برکت ورحمت کا باعث ہے۔
- ختم خواجگان شریف اور شجرہ طیبہ جس (جائز) کام کیلئے یا دلی مراد کیلئے چالیس (40) دن پڑھا جائے تو رب العزت جل مجدہٗ اپنے محبوب کریم ﷺ کے توسل سے ضرور کامیابی وکامرانی عطا فرمائے گا۔
- خلفائے طریقت یا پیر بھائی حضرات ختم پاک اور شجرہ طیبہ چالیس یا اکتالیس دن مسلسل پڑھیں اس دوران جن کیفیات روحانی کا اظہار ہو وہ اپنے شیخ طریقت کے علاوہ دوسروں سے ذکر نہ فرمائیں۔ کیونکہ

خاصاں دی گل عاماں اگے نہیں مناسب کرنی

- تمام احباب طریقت کسی حال میں کبھی بھی فرائض سے کوتاہی نہ فرمائیں بلکہ جن ایام میں آپ نے ختم خواجگان یا شجرہ طیبہ شروع کر رکھا ہے، عجز وانکساری اور تضرع و خشوع وخضوع اپنائیں۔
- رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل فرمائیں تا کہ آپ کی منزل شوق قریب سے قریب تر ہو سکے۔
- ایام معمولات میں صوفیاء عظام نے خوراک میں کافی پرہیز برتا ہے۔ آپ بھی احتیاط فرمائیں بالخصوص لہسن، پیاز کا استعمال بہت کم فرمائیں۔
- سنت مطہرہ کو سامنے رکھتے ہوئے عطر گلاب کا استعمال فرمائیں آپکو عطر گلاب پسند تھا اور آپ کے خالق کو بھی پسند ہے۔ آپ کے پسینہ پاک سے بھی خوشبو آتی تھی اور بچیوں کی شادیوں پر صحابہ اکرام کی کوشش ہوتی تھی۔ آپ کے پسینہ پاک کے چند قطرے مل جائیں اپنی زندگی کی صبح وشام سنت خیر الانام ﷺ کے مطابق بنائیں۔ اسی میں ہم سب کی فلاح وبقا ہے۔

شجرہ طیبہ سلسلۂ نقشبندیہ عالیہ مجددیہ حیدریہ

(بزبانِ اردو)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ احباب حصولِ فیض کیلئے شجرہ مبارک باوضو بلاناغہ پڑھیں:

صلی اللہ علی حبیبہٖ محمد والہٖ واصحابہٖ وسلم اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم، الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنو او کانوا یتقون ۔

اے نقشِ بندِ عالم نقشِ مرا بہ بند
نقش چناں بہ بند کہ گویند نقشبند

اے خدا تو اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
کر کرم ہم پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

نقش اپنا کر عنایت دل کو میرے اے خدا
آل اور اصحاب حضرت مجتبےٰ کے واسطے

الفت نبوی خدایا قلب میں ہو رات دن
حضرت صدیق اکبر باوفا کے واسطے

اولیاء اللہ کا دیدار ہو مجھ کو عطا
حضرت سلمان فارسی پارسا کے واسطے

یاالٰہی معرفت کا نور مجھ کو بخش دے
حضرت قاسم امام الاولیاء کے واسطے

قلب ذاکر کر عنایت یاکریم الاکرمین
جعفر صادق امام باوفا کے واسطے

کر منور میرا سینہ اے خداوند جہاں
بایزید پیر کامل اولیاء کے واسطے

غفلت قلبی میری کر دور رب ذوالجلال
بوالحسن خرقان شاہ پرضیاء کے واسطے

ہو زیارت مصطفیٰ ﷺ کی خواب میں مجھ کو الٰہ
خواجہء دیں بوعلی ماہ لقاء کے واسطے

کر عمل مقبول میرے بخش دے جرم و خطا
خواجہ ہمدانی یوسف بے خطا کے واسطے

الفت دنیا خدایا دل سے میرے دور کر
عبدالخالق غجدوانی پارسا کے واسطے

اے خدا میں بحر عصیاں میں پڑا ہوں لے بچا
خواجہٗ عارف محمد مقتداء کے واسطے

استقامت کر عنایت رکھ مجھے ثابت قدم
خواجہ محمود کامل بے ریا کے واسطے

دل میں ہردم شوق تیرا اور عرفان ہو نصیب
ان عزیزان علی پیر ہدا کے واسطے

جس طرف دیکھوں میں جلوہ آپ کا آئے نظر
حضرت بابا سماسی بادشاہ کے واسطے

یاالٰہی ٹھیک کر بگڑی ہوئی قسمت میری
خواجۂ پیر کلال بے ریا کے واسطے

لے خبر میری خدایا بیکس و ناچار کی
شاہ بہاؤالدین نقشبند باصفا کے واسطے

جنت الفردوس میں ہو اے خدا میرا مکاں
اس علاؤالدین حضرت بارضا کے واسطے

آتش دوزخ سے تیری ہی پناہ درکار ہے
حضرت یعقوب چرخی شہنشاہ کے واسطے

دین و دنیا میں رہوں دلشاد اے میرے خدا
شاہ عبیداللہ کامل باسخا کے واسطے

اپنے درد و عشق میں یارب مجھے کیجیو فنا
خواجہ زاہد محمد باوفا کے واسطے

خاتمہ بالخیر ہو اور دید آقا ہو نصیب
خواجہ درویش محمد باحیا کے واسطے

دشمنانِ دین و دنیا کو میرے مغلوب کر
شیخ املکی گدائے باوفا کے واسطے

حُبِّ دنیا سے ہمیشہ میرے دل کو پاک رکھ
دل غنی ہو باقی باللہ بارضا کے واسطے

یاد تیری سے نہ خالی کوئی دم گزرے میرا
شاہ مجدد الف ثانی پیشوا کے واسطے

حشر میں نہ نشر کرنا بخش دینا اے کریم
خواجہ معصوم تارک ماسویٰ کے واسطے

خوابِ غفلت سے مجھے بیدار کر دے اے خدا
شیخ حجۃ اللہ عارف اتقیاء کے واسطے

ہر گھڑی پیش نظر ہو پیشوا کی زندگی
سید محمد شاہ زبیر پارسا کے واسطے

تیری رحمت سے میرے دل کو یقین کامل ملے
خواجہ اشرف محمد دلربا کے واسطے

دولت عشقِ محمد ﷺ سے مجھے سرشار کر
شاہ جمال اللہ ولی طالب رضا کے واسطے

دنیا و عقبیٰ کی ساری مشکلیں آسان ہوں
حضرت عیسیٰ مُحبِّ کبریا کے واسطے

دشمن دنیا و دیں سے اے خدا مجھ کو بچا
سید فیض اللہ عالی باخدا کے واسطے

کر منور دل میرا کل جرائم بخش دے
سید نور محمد پرضیاء کے واسطے

ہم فقیروں کی بھی جھولی بھر محمد ﷺ کے فقیر
فقر کی دنیا کے اعلیٰ بادشاہ کے واسطے

صاحب واللیل کی زلفوں کا جن پہ سایہ تھا
زلفوں والے میرے رہبر راہنما کے واسطے

حیدر کرار کی نسبت کا وہ پیکر حسین
پیر حیدر شاہ میرے پیشوا کے واسطے

منبع انوار یزداں مصدر فیض اتم
میرے آقا میرے مولا فضل شاہ کے واسطے

مرکز قلب و نظر پیکر خلق عظیم
حضرت کبیر علی باسخا کے واسطے

اور جن کا عرفان اب ہوا جلوہ فگن
احمد مصطفین حیدر دلربا کے واسطے

عرصہ محشر میں دامان کرم کی ہو پناہ
نقشبندی سلسلہ کے اولیاء کے واسطے

شجرہ طیبہ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ حیدریہ

(بزبان پنجابی)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اَلآ اِنَّ اولیاءَ اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا و کانوا یتقون ۔

مفلسانیم آمد در کوئے تو
شیأ للہ ازجمال روئے تو

دست بکشاء جانب زنبیل ما
آفرین بردست و برباز وئے تو

شیاء للہ چوں گدائے مستمند
المدد خواہم ز شاہ نقشبند

اے نقش بندِ عالم نقشِ مرا بہ بند
نقش چناں بہ بند کہ گو یند نقش بند

توئی سلطانی و قیوم زمانی
توئی مشکل کشائے دو جہانی

زِ آفات جہاں دل تنگ دارم
مدد کن یا مجدد الف ثانی

یا اللہ میں بندہ عاصی نال خطاواں بھریا
فضل کریں تے بخشش پاواں تیری شان کبریاء

تیری ذات کریم خدایا ساڈیاں بخش خطاواں
صدقے پاک محمد سرور ﷺ صدقے کل اولیاواں

ابوبکر، صدیق پیارے، شاہ سلیمان حقانی
امام قاسم تے جعفر صادق، خواجہ جی بسطامی

ابوالحسن، بوعلی پیارے تے یوسف ہمدانی
عبدالخالق، خواجہ عارف، شاہ محمود افغانی

عزیزانِ علی، سماسی بابا، امیر کلال لاثانی
شاہ بہاؤالدین، عطار بخاری واہ محبوب گرامی

شاہ یعقوب، حضرت عبیداللہ، محمد زاہد درخشانی
درویش محمد، خواجہ امکنگی، باقی باللہ لاثانی

حضرت امام مجدد صاحب، شاہ معصوم میں واری
حجتہ اللہ، زبیر محمد، اشرف شاہ بخاری

سید جمال اللہ تے محمد عیسیٰ، فیض اللہ تیراہی
حضرت خواجہ نور محمد، فقیر محمد چوراہی

میں واری میں صدقے جاواں جنڈری گھول گھماواں
حافظ سید احمد نبی شاہ صاحب افضل وچ اولیاواں

سوہنا نام مبارک حضرت حیدر شاہ پیارا
جہناں دے صدقے محشر اندر ہوسی پار اُتارا

موہ لیا سیرت صورت جگ نوں شاہ فضل شہزادے
سینہ نور توحیدوں بھریا کامل مرد خدا دے

نظر عنایت جس تے پاون کسے میدان نہ ہردے
جہناں نے ذکر اللہ دا کیتا موتوں کدی نہ ڈردے

جد مریئے ایمان تے مریئے مولا اسیں جو سارے
از طفیل پیر سید محمد کبیر علی شاہ پیارے

واہ واہ سوہنا مرشد میرا واہ واہ سوہنیاں نازاں
صحبت مجلس پیر میرے دی کردی محرم رازاں

سوہنی صورت، سوہنا مکھڑا، سوہنا سید پیارا
سید احمد مصطفین حیدر شاہ، پیر دی اکھ دا تارا

وارث مسند سلطان الفقراء، جانشین چوراہی
پیر کبیر دے صدقے اس دی جگ وچ رہوے گی شاہی

دین دنی دے کم تمامی فضلوں آپ سنواریں
نال ایہناں اولیاواں ربا عاجز حشر اُٹھاویں

یارب صدقہ آل نبی دا کریں قبول دعائیں
حشر دہاڑے یارب سائیاں نیکاں سنگ رلائیں

شجرہ چشتیہ قدسیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت خاتم الانبیاء ابوالقاسم محمد رسول اللہ ﷺ
الٰہی بحرمت خواجہ اولیاء ابوالحسن علی الہاشمی
الٰہی بحرمت خواجہ ابوالنصر الحسن البصری
الٰہی بحرمت ابوالفضل عبدالواحد بن زید
الٰہی بحرمت خواجہ فضیل بن عیاض
الٰہی بحرمت سلطان اولیاء ابرہیم بن ادھم
الٰہی بحرمت سیدالدین حذیفۃ المرعشے
الٰہی بحرمت خواجہ امین الدین ابوہبیرۃ البصیرۃ
الٰہی بحرمت خواجہ علوی ابراہیم اسحاق دینوری
الٰہی بحرمت خواجہ ابو اسحاق شامی
الٰہی بحرمت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی
الٰہی بحرمت خواجہ قدوۃ الدین ابو محمد چشتی
الٰہی بحرمت خواجہ یوسف ناصر الدین چشتی
الٰہی بحرمت خواجہ قطب الدین مودود چشتی
الٰہی بحرمت خواجہ حاجی شریف زندنی چشتی

الٰہی بحرمت خواجہ ابوعثمان ہارونی چشتی
الٰہی بحرمت خواجہ قلندر معین الدین سنجری چشتی
الٰہی بحرمت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی
الٰہی بحرمت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی
الٰہی بحرمت خواجہ سلطان المشائخ نظام الدین محمد بدوانی
الٰہی بحرمت خواجہ نصیرالدین معروف بچراغ دہلوی
الٰہی بحرمت خواجہ سید محمد گیسودراز چشتی
الٰہی بحرمت خواجہ سید علاؤالدین اودہی
الٰہی بحرمت خواجہ صدرالدین اودہی
الٰہی بحرمت خواجہ میاں شیخبن حکیم اودہی
الٰہی بحرمت خواجہ درویش بن قاسم اودہی
الٰہی بحرمت خواجہ عبدالقدوس بن اسماعیل گنگوھی
الٰہی بحرمت خواجہ شیخ رکن الدین گنگوھی
الٰہی بحرمت خواجہ شیخ عبدالاحد بن زین العابدین
الٰہی بحرمت خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی
الٰہی بحرمت خواجہ محمد معصوم بن شیخ احمد فاروقی
الٰہی بحرمت حجت اللہ خواجہ محمد نقشبند ثانی
الٰہی بحرمت قیوم الزماں خواجہ محمد زبیر
الٰہی بحرمت خواجہ قطب الدین محمد اشرف بن عنایت اللہ
الٰہی بحرمت خواجہ سید حافظ شاہ جمال اللہ بن محمد روشن

الٰہی بحرمت خواجہ سید محمد عیسٰی بن محمد بشارت

الٰہی بحرمت سید فیض اللہ شاہ تیراہی

الٰہی بحرمت خواجہ سید نور محمد شاہ المشہور باوا جی جیو

الٰہی بحرمت خواجہ سید فقیر محمد شاہ المشہور بابا جی چوراہی

الٰہی بحرمت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیسودراز

الٰہی بحرمت خواجہ سید حیدر شاہ قطب عالم

الٰہی بحرمت خواجہ سید محمد فضل شاہ زبدۃ الاصفیاء

الٰہی بحرمت خواجہ سید محمد کبیر علی شاہ چوراہی

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

سلسلہ عالیہ قادریہ صالحیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ القادر المقتدرالعزیز الغفاروالصلوۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمدن المختار وعلیٰ الہ واصحابہ الاخیارالی یوم الحساب امابعد ۔

میگوید فقیر حقیر خادم اہل اللہ محمد کبیر علی شاہ کہ داخل شدم در طریقہ قادریہ

بحضرت والدخود خواجہ سید محمد فضل شاہ

وایشان از حضرت والد خود سید حیدر شاہ

وایشان از حضرت والد خود سید احمد نبی شاہ

وایشان از حضرت والد خود سید فقیر محمد شاہ

وایشان از حضرت والدخود سید نور محمد شاہ

وایشان از حضرت والد خود سید محمد فیض اللہ شاہ

وایشان از حضرت شیخ خواجہ سید محمد عیسیٰ

وایشان از حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ

وایشان از پیر خود حضرت خواجہ محمد اشرف

وایشان از پیر خود حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر

وایشان از پیر و مرشد و جد خود حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی

وایشان از پدر خود قیوم زمانہ خواجہ محمد معصوم
وایشان از پدر خود مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی
وایشان از خواجہ سید شاہ سکندر کیتھلی
وایشان از جد خود سید شاہ کمال کیتھلی
وایشان از پیر خود سید شاہ فضیل
وایشان از پیر خود حضرت سید شاہ گدا رحمٰن بن محبوب علی
وایشان از سید شاہ شمس الدین العارف
وایشان از سید شاہ گدا رحمٰن ثانی
وایشان از سید شمس الدین صحرائی
وایشان از حضرت سید شاہ عقیل واصل
وایشان از حضرت سید عبدالوہاب
وایشان از حضرت سید شرف الدین القتال
وایشان از حضرت سید شاہ عبدالرزاق
وایشان از حضرت غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی
وایشان از پدر خود حضرت سید ابوصالح بن موسیٰ جنگی
وایشان از پدر خود حضرت سید عبداللہ الجیلی
وایشان از پدر خود حضرت سید یحییٰ زاہد
وایشان از پدر خود حضرت سید محمد مورث
وایشان از پدر خود حضرت سید شاہ داود
وایشان از پدر خود حضرت شاہ موسیٰ الجون

وایشان از پدر خود حضرت شاہ عبداللہ محض

وایشان از پدر خود حضرت سید حسن مثنیٰ

وایشان از پدر خود حضرت امام حسن مجتبیٰ

وایشان از مادر خود حضرت بی بی فاطمہ الزہرا

وایشان از حضرت امیرالمومنین علی المرتضیٰ

وایشان از حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

شجرہ شریف سلسلہ عالیہ سہروردیہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ القادر المقتدرالعزیز الغفار والصلوۃ والسلام علی رسولِہٖ محمد المختار وعلیٰ الہ واصحابہ الاخیارالی یوم الحساب امابعد۔

میگوید فقیر حقیر خادم اہل اللہ محمد کبیر علی شاہ کہ داخل شدم در طریقہ سہروردیہ

بحضرت والدخود خواجہ سید محمد فضل شاہ

وایشان از حضرت والد خود سید حیدر شاہ

وایشان از حضرت والد خود سید احمد نبی شاہ

وایشان از حضرت والد خود سید فقیر محمد شاہ

وایشان از حضرت والد خود سید نور محمد شاہ

وایشان از حضرت والدخود سیدمحمد فیض اللہ شاہ

وایشان از حضرت شیخ خواجہ سیدمحمد عیسیٰ

وایشان از حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ

وایشان از پیر خود حضرت خواجہ محمد اشرف

وایشان از پیرخود حضرت خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر

وایشان از پیرو مرشید وجد خود حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی

وایشان از پدرخود قیوم زمانہ خواجہ محمد معصوم

وایشان از پدرخود مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی

وایشان از پدر خود شیخ عبد الاحد

وایشان از پیرخود شیخ رکن الدین گنگوہی

وایشان از خود شیخ عبدالقدوس گنگوہی

وایشان از خود شیخ درویش

وایشان از پیر سیدشاہ شیخ برہن بہرانجی

وایشان از خود شیخ سید اجمل بہرانجی

وایشان از سید شیخ جلال الدین بن مخدوم

وایشان از پیر خود شیخ رکن الدین عالم

وایشان از خودشیخ صدر الدین

وایشان از پدر خود شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی

وایشان از شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردے

وایشان ازعم خود شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردے

وایشان از عم خود وجیہہ الدین عبدالقادر

وایشان از پدر خود شیخ احمد دینوری

وایشان از پیر خود شیخ ممتاز دینوری

وایشان از سیدالطائفہ شیخ جنید بغدادی

وایشان از پیر مرشد شیخ سری سقطی

وایشان از خود معروف کرخی

وایشان از شیخ داؤد طائی

وایشان از خواجہ حبیب عجمے

وایشان از حضرت امیر سید الاولیاء حسن بصری

وایشان از مولا مشکل کشا حضرت علی المرتضیٰ

وایشان از حضرت سرور کائنات، خلاصہ موجودات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

ختم خواجگان شریف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حیدریہ

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و سلم۔ ۱۰۰بار

سورہ فاتحہ ۷بار درود شریف ایک صد بار

سورۃ الم نشرح ۷۹ بار آیت کریمہ ۱۰۱ بار

لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین ۱۰۰ بار

سورۃ اخلاص ۱۰۰ بار

شیئاً للہ چوں گدائے مستمند ۱۰۰ بار
المدد خواہم ز شاہِ نقشبند

يَا قَاضِیَ الْحَاجَاتُ ۱۰۰ بار

يَا حَلَّالَ الْمُشْكِلَاتُ ۱۰۰ بار

يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتُ ۱۰۰ بار

يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتُ ۱۰۰ بار

يَا مُجِيبَ الدَّعْوَاتُ ۱۰۰ بار

يَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابُ ۱۰۰ بار

يَا شَافِیَ الْاَمْرَاضُ ۱۰۰ بار

يَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابُ ۱۰۰ بار

يَا مُنَزِّلَ الْبَرَكَاتُ ۱۰۰ بار

يَا كَافِیَ الْمُهِمَّاتُ ۱۰۰ بار

يَا هَادِیُ ، يَا نُوْرُ ۱۰۰ بار

يَا هَادِیُ ، يَا مُنَوِّرُ ۱۰۰ بار

يَامُعْطِيَ السَّائِلِيْنَ	يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ
۱۰۰ بار	۱۰۰ بار
يَا دَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ	يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ
۱۰۰ بار	۱۰ بار
يَا خَيْرَ الرَّازِقِيْنَ	يَا خَيْرَ النَّاصِرِيْنَ
۱۰۰ بار	۱۰۰ بار
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِين	۱۰۰ بار

يا شهنشاه نقشبند شيئاً لله مدد كن في سبيل الله

۱۰۰ بار

يا حضرت مجدد الف ثانی شيئاً لله امداد كن في سبيل الله

۱۰۰ بار

درود شریف خضری ۱۰۰ بار

بعدہٗ: مراقبہ اسم ذات اللہ ھو

جب ختم خواجگان شریف مکمل ہو جائے تو اس کے بعد "مراقبہ شریف" کرنے کیلئے آنکھیں بند کرلیں، گردن جھکالیں اور قلب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور جسم ڈھیلا چھوڑ دیں اگر بیعت ہیں تو اپنے شیخ کا تصور کرلیں، تمام فانی تصورات سے توجہ ہٹا کر ذات الٰہی کی طرف دھیان کرلیں۔ دوزانو بیٹھ جائیں اور پاس انفاس شروع فرمائیں سانس اندر جائے تو "اللہ" باہر آئے تو "ھو" کہہ کر اس کی ضرب دل پر لگائیں۔

قلب روشن، دماغ منور، شیطانی وسوسوں سے نجات حاصل ہوگی۔

باوضو، معطر ہو کر پاک بستر پر سونے کیلئے لیٹیں تو بھی پاس انفاس جاری رکھیں اور کوشش کریں کہ اس کیفیت میں سو جائیں، جستجو جاری رکھیں، انشاءاللہ العزیز کبھی ایسی رات آئے گی آپ سو جائیں گے نصیب جاگ جائیں گے اور زیارت سرور کونین ﷺ سے مشرف

ہوں گے۔ درود شریف کثرت سے پڑھیں اور درود شریف پڑھتے وقت روضہ رسول ﷺ کا خیال رکھیں۔ برکتیں حاصل اور مشکلیں آسان ہوں گی۔

نوٹ: اگر کوئی صاحب بطور وظیفہ پڑھنا چاہے تو نماز عصر اور مغرب کے درمیان ہر اسم پاک گیارہ مرتبہ پڑھے اور ختم مبارک پڑھ کر دعا کرے ہر نیک حاجت انشاءاللہ بفضل خدا جل مجدہٗ پوری ہوگی۔

قطعہ

شیاً للہ چوں گدائے مستمند
المدد خواہم زشاہ نقشبند
شیاً للہ ایں غریب درد مند
المدد یا خواجگانِ نقشبند

ختم شریف غوثیہ بغدادیہ

درود شریف ۔۔۔ ۱۱۱ مرتبہ

سورہ فاتحہ شریف ۔۔۔ ۱۱۱ بار

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ ۔۔۔ ۱۱۱ مرتبہ

خُذْبِيَدِىْ شَيْئاً لِلّٰهِ يَا حَضرَت سُلْطَان شَيْخ عَبْدُ الْقَادِر جِيْلَانِىْ اَلْمَدد۔

۱۱۱ مرتبہ

سورۃ الم نشرح ۔۔۔ ۱۱۱ بار

سورۃ یٰسین شریف ۔۔۔ ا مرتبہ

يَا بَاقِىْ اَنْتَ الْبَاقِىْ ۔۔۔ ۱۱۱ بار

يَا كَافِىْ اَنْتَ الْكَافِىْ ۔۔۔ ۱۱۱ بار

يَا شَافِىْ اَنْتَ الشَّافِىْ ۔۔۔ ۱۱۱ بار

يَا هَادِى اَنْتَ الْهَادِى ۔۔۔ ۱۱۱ بار

يَاحَضرت شاه مُحى الدّين مشكل كشا با لخير ۔۔۔ ۱۱۱ بار

يَا غوث اَغِثنا بِاذْنِ اللّٰه ۔۔۔ ۱۱۱ بار

سَهِّلْ فَسَهِّلْ يَا اِلٰهِى كُلَّ صَعبٍ بُحرمَةِ سَيِّد الابرار ۔

۱۱۱ بار

امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

۱۱۱ بار

یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ ۔ ۱۱۱ بار

مشکلات بے عدد داریم ما شیئاً للہ غوث اعظم پیر ما

۳ بار

ماھمہ محتاج تو حاجت روا المدد یا غوث اعظم سیدا

۳ بار

خذیدی یا شاہ جیلاں خذیدی شیئاً للہ انت نور احمدی

۳ بار

وقتِ امداد یا شہ بغداد رس بفریاد یاشہِ بغداد

۳ بار

درود شریف ۱۱ مرتبہ

سورۂ فاتحہ شریف ۱۱ بار

ختم شریف تمام کر کے حاضر نیاز پر فاتحہ پڑھ کر بارگاہِ نبوت ﷺ کا وسیلہ لے کر شہنشاہ بغداد علیہ الرحمۃ کی خدمتِ عالیہ میں ایصال ثواب کریں اور دعائے ختم کریں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ ط

شریعت اور طریقت منظوم

لسان العصر حضرت اکبر الٰہ آبادی (رحمۃ اللہ علیہ)

سنو دو ہی لفظوں میں مجھ سے یہ راز
شریعت وضو ہے، طریقت نماز
طریقت، شریعت کی تعمیل ہے
طریقت، عبادت کی تکمیل ہے
شریعت بحکم و طریقت بہ دل
کہ معنی سے کر دے تجھے متصل
شریعت میں آثارِ راہ خدا
طریقت میں رختارِ راہ خدا
طریقت، شریعت سے ہے صف بہ صف
وہ ہے موجِ دریا یہ دریا میں کف
شریعت سے ہے ظلمت کفر دور
طریقت میں فطرت کا ظاہر ہے نور
شریعت کرے گی بصیرت کو صاف
طریقت میں حسب مذاق انکشاف
شریعت تو اک عام مضمون ہے
طریقت کا اک خاص مضمون ہے

شریعت میں لازم اطاعت ہوئی
طریقت میں مشروط ارادت ہوئی
شریعت تو ہے دیدۂ نور بین
طریقت بنی روح کی دور بین
شریعت ہے اک شمع محفل فروز
طریقت ہے اک شعلہ وہم سوز
شریعت ہے مہر سپہر ہدیٰ
طریقت ہے سوز دل مصطفےٰ (ﷺ)
شریعت ہے جان اور طریقت نشاط
شریعت ہے منزل طریقت رباط
شریعت غذا ہ طریقت دوا
شریعت چمن ہے طریقت ہوا
شریعت عبادت ہے اللہ کی
طریقت محبت ہے اللہ کی
شریعت کی خدمت کا سب سے لگاؤ
طریقت کی لذت پئے من یشاء
شریعت میں ہے نار و جنت کا رنگ
طریقت میں ہے وصل و فرقت کا رنگ
شریعت کتابوں کی؟ ہے محتمل
طریقت میں ہے درس انوار دل
شریعت طریقت میں تو کیوں الجھ
وہ قرآن ہے اور یہ اس کی سمجھ
سخن سنجیاں گو ہوں میری درست

مگر قول سعدی نہایت ہے چست
طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست
محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز بر پے مصطفٰے (ﷺ)
نہ ہو اہل اس کا تو کیا اس کی قدر
خدا ہی کی مرضی سے ہے شرح صدر
شریعت میں دین اور ایمان ہے
طریقت میں تسکین و ایقان ہے
عبادت سے عزت شریعت میں ہے
عبادت کی لذت طریقت میں ہے
شریعت میں تائید ضبط نفوس
طریق میں ذوق عمل باخلوص
طریقت قدم ہے شریعت ہے راہ
شریعت زباں ہے طریقت نگاہ
شریعت در محفل مصطفٰے (ﷺ)
طریقت عروج دل مصطفٰے (ﷺ)
شریعت میں ہے قیل و قال حبیب (ﷺ)
طریقت میں محو جمال حبیب (ﷺ)

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

حضور قطب الارشاد خواجہ خواجگان قبلہ پیر سید احمد نبی شاہ المعروف

زلفانوالی سرکار کی ایک یادگار گفتگو حضرت العلام شیخ الحدیث جامعہ حزب الاحناف

حضرت علامہ مولانا محمد مہر الدین نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ

کی یادگار تحریر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْكَرِيْم

وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّم

”سلوک الی اللہ“

سلوک کے معنی ہیں ”راستہ“ اور سلوک الی اللہ کے معنی ہوئے ”وہ راستہ جس پر چل کر اللہ تعالیٰ تک رسائی ہو سکے“۔ بعض علمائے ظواہر یہ جانتے ہوئے بھی کہ آخری منزل اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے۔

سلوک کا لفظ سنتے ہی بھڑک اُٹھتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ مذہب کا ماخذ ”ذہب“ ہے جس کا مطلب ہے چلایا گیا اور مذہب کے معنی ہوئے ”وہ راستہ جس پر چلا جائے تو کیا کوئی ایسا راستہ بھی ہو سکتا ہے جس کی کوئی آخری منزل نہ ہو“۔

دراصل اس مخالفت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ سلوک الی اللہ میں ایک مقام ”مقام فنا“ ہے جہاں سالک پر بے خودی کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے وہ مشاہدہ حق میں ایسا محو ہوتا ہے کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے اور روزہ مرہ کے کام کاج کے قابل نہیں رہتا۔ اس مقام کی حیثیت سلوک الی اللہ میں ایک پڑاؤ کی سی ہے اور اسے منزل سے تعبیر کرنا سراسر زیادتی ہے۔ اس پڑاؤ کو منزل قرار دینے والے دراصل مغربی اور

ہندو فلاسفروں سے متاثر ہوتے ہیں کہ عیسائیت اور ہندومت میں راہب اور جوگی ''شکر'' کے اس مقام کو ہی منزل سمجھ بیٹھتے ہیں اور لوگوں سے رشتہ ناتا توڑ کر جنگلوں اور بیابانوں میں بسیرا کر لیتے ہیں لیکن مسلمان صوفی اور اولیائے اللہ اس مقام سن کر سے بہت جلد نکل آتے ہیں اور اپنے دینی اور دنیاوی فرائض بااحسن سرانجام دیتے ہیں۔ (تفصیل آگے آئے گی)

مخالفت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اعلیٰ وارفع ہستی کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہیں۔ جیسا کہ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں ابن تیمیہ کے ایک وعظ کا ذکر کیا ہے۔ یہ وعظ ابن بطوطہ نے دمشق کی جامع مسجد میں سنا جس میں ابن تیمیہ کے متعلق بیان کیا کہ صبح اللہ تبارک وتعالیٰ پہلے آسمان پر تشریف لاتے ہیں اور لوگوں سے فرماتے ہیں کہ مانگو جو مانگنا چاہتے ہو' میں تمہیں عطا کر دوں گا۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ اللہ جل شانہٗ پہلے آسمان پر کس طرح تشریف لاتے ہیں تو ابن تیمیہ منبر سے زینہ بہ زینہ پہلے زینے پر آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان سے پہلے آسمان پر بعینہٖ تشریف لاتے ہیں۔ یہ سن کر ابن بطوطہ نے کہا کہ اس شخص کا علم اس کی عقل سے زیادہ ہے یعنی اس کے پاس علم زیادہ ہے اور عقل کم ہے۔ جبکہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک من علم کیلئے دس من عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔

ابن تیمیہ اور ان جیسے دوسرے علماء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بالعلم تو ہر جگہ موجود ہے مگر بالذات وہ ہر جگہ نہیں ہوسکتا اور چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اس کے علم کے مقابلے میں نعوذ باللہ محدود ہے اور وہ اونچائی دور کسی اُونچائی کے مقام پر موجود ہے۔ اس لئے اس تک رسائی کیونکر ممکن ہے۔ یوں یہ حضرات ''سلوک علی اللہ'' ''وصول علی اللہ'' اور ''قرب الی اللہ'' سے متعلق حقائق کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں حالانکہ اگر یہ حضرات قرآن مجید فرقان حمید کی ان آیات کی اصل سمجھ لیتے تو کبھی بھی سلوک الی اللہ کی مخالفت پر کمربستہ نہ ہوتے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱۔ اور ہم ان سے ان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

۲۔ تم جہاں جاؤ اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے۔

لیکن کیا کیا جائے اگر علم کے مقابلے میں عقل کم ہو تو اسی قسم کے بکھیڑوں میں زندگیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

وصال حق عین ممکن ہے:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ذات باری تعالیٰ کی طرف جو رہنمائی ملتی ہے وہی اولیائے کرام اور صالحین اُمت کا مذہب ہے۔ اس کے مطابق اللہ تبارک و تعالیٰ کا نہ صرف علم غیر محدود ہے بلکہ وہ اپنی ذات میں بھی کسی قید و بند کا محتاج نہیں۔ وہ ہر جگہ بالعلم و بالذات موجود ہے۔ اس کی ذات میں فنا ہونا اور اس کی صفات سے متصف ہونا عین ممکن ہے۔ یہ ماورائے عقل ہرگز نہیں اگر اللہ سبحانہٗ کا کرم ہو تو بندہ یہ مقام حاصل کرنے کے قابل ہے۔

دشمنان اسلام پر مٹی پھینکنے والی آیت پر ذرا غور کیجئے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مٹی آپ نے نہیں پھینکی بلکہ ہم نے پھینکی''۔

یہ وصال بالذات ہی تو ہے کہ رب کریم جل شانہٗ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دے رہے ہیں۔

حدیث مبارکہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حجرۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا تو کون ہے؟

اُم المومنین رضی اللہ عنہا: میں عائشہ ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: کون عائشہ؟

اُم المومنین رضی اللہ عنہا: بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: کون ابو بکر؟

اُم المومنین رضی اللہ عنہا: صاحب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: کون رسول؟

اُم المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سمجھ گئی کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت فنائیت غالب ہے اور آپ اس مقام پر ہیں کہ جہاں سوائے ذات حق کے سب کچھ نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں خاموشی سے حجرہ مبارک سے باہر آ گئی۔

اب اس حدیث مقدسہ پر بھی توجہ مرکوز کیجئے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندہ جب نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو میں اس کو یہ قرب عطا فرماتا ہوں اور اس کے اس قدر قریب ہوتا ہوں کہ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں' جن سے وہ کام کرتا ہے۔ اس کے پاؤں بن جاتا ہوں' جن سے وہ چلتا ہے۔ اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں' جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے کان بن جاتا ہوں' جن سے وہ سنتا ہے اور اسے وہ عطا کرتا ہوں جو وہ مجھ سے مانگتا ہے۔

پس یہ مانے بنا بن نہیں پڑتا کہ ''وصال بالذات'' ممکن ہے اور ''سلوک الی اللہ'' محال عقل نہیں بلکہ عین حقیقت ہے۔

سلوک الی اللہ کا خاکہ:

رجوع الی اللہ کے مختلف مقامات کو ایک دائرہ کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کریں

مقام فنا فی اللہ

سیر من اللہ' سیر الی اللہ

مقام عبدیت

اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سفر کا آغاز نقطہ ''ب'' سے ہوتا ہے۔ سالک عبادت' ریاضت اور مجاہدہ کرتا ہے جس سے اس کا ''تصفیہ قلب'' اور ''تزکیہ نفس'' ہوتا ہے۔ اس کی روح ہلکی پھلکی اور صاف شفاف ہو کر عالم بالا کی طرف پرواز کرتی ہے اور ذات باری تعالیٰ جل شانہٗ میں واصل ہو جاتی ہے۔ یہاں سالک اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔ اپنی ہستی کو ذات باری تعالیٰ میں کھو دیتا ہے اور اس کی ذات میں گم ہو جاتا

ہے۔ بالکل اس طرح جیسے دریا اپنے آپ کو سمندر میں غرق کر دیتا ہے۔ وہ ذات الٰہی میں اس قدر منہمک ہو جاتا ہے کہ تعین ذات کا احساس اس کے ذہن سے یکسر محو ہو جاتا ہے۔ صرف حق ہی حق باقی رہ جاتا ہے اور سالک وصال محبوب حقیقی میں بے خود ہو جاتا ہے اور کوئی کام کرنے کے قابل نہیں رہتا۔

ب سے ج تا الف کے راستے کو ''سیر الی اللہ'' کہتے ہیں اور مقام کو ''فنا فی اللہ'' کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ مقام کیف و مستی اور شکر کا مقام ہے۔ حضرت منصور ابن حلاج رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مقام ہے۔

چونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے یہ واصل بالحق ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی کے تمام فرائض ادا کرنے کا بھی پابند کرتا ہے۔ اس لئے سالک کا مقام سکر و مستی سے صحو اور ہوشیاری کے مقام تک سفر کرنا پڑتا ہے جو شیخ کامل کی توجہ سے ممکن ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ ''ا'' سے ''د'' تا ''ب'' کا سفر کرتا ہے۔ اس سفر کو ''سیر مع اللہ''، سیر باللہ'' یا ''فنا الفنا'' کہتے ہیں اور اس مقام کو ''مقام عبدیت'' یا ''بقا باللہ'' کہا جاتا ہے۔ انسانی عروج کی یہ سب سے آخری اور اونچی منزل ہے۔

یاد رہے کہ عبدیت نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا خاصہ ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص مقام ہے۔ اس مقام پر انسان اپنے تمام فرائض باحسن ادا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

یہ ہے سلوک الی اللہ' اللہ کے راستے پر سفر۔ نقطہ آغاز ''ب'' پر انسان نفس کی بندگی کا شکار ہوتا ہے۔ حرص و ہوس کا غلام ہوتا ہے اور جب بذریعہ ج الف تک پہنچتا ہے تو نفس کی قید سے رہائی پا لیتا ہے اور حق تعالیٰ سبحانہٗ کی ذات اور صفات سے متصف ہو جاتا ہے اور پھر جب دوبارہ مقام ''ب'' تک عود کرتا ہے تو اپنے اعمال کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی مرضی سے کرتا ہے۔ اس کے افعال میں رضائے الٰہی شامل ہوتی ہے اور وہ صحیح معنوں میں انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ کا تاج اپنے سر پر سجانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اسی انسان کو انسان کامل یا ولی کامل کہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد عدد اوراق الزیتون و جمیع الثمار

ارشادات: حضرت سلطان الفقراء خواجہ سید فقیر محمد گیلانی مجددی علیہ الرحمۃ

ہمارے خواجگان کی نسبت چار وجود سے ہے۔

اوّل: خواجہ خضر علیہ السلام

دوم: حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

سوم: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بوساطت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

چہارم: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بوساطت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

گویا نقشبندی نسبت تمام نسبتوں کا خلاصہ بھی ہے اوران سب کا مجموعہ بھی۔

☆ نسبت نقشبندیہ عین سنت رسول کے مطابق کام کرتی ہے اس لئے بے حد مقبول ہے۔

☆ میرے طریقہ میں تھوڑا عمل زیادہ ہے لیکن رعایت متابعت (سنت) شرط ہے

☆ ہمارا طریقہ صحبت ہے اور خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت اور جمعیت صحبت میں ہے اور صحبت ایک دوسرے میں نفی ہونے کو کہتے ہیں۔

☆ ہمارا روزہ نفی ماسوا اللہ ہے۔

☆ ہماری نماز محبوب حقیقی کے جلوؤں کو دیکھنا ہے۔

ارشادات: حضرت زلفانوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے خواجگان کا اصول ہے۔

خلوت درانجمن سفر در وطن

ہوش دردم نظر برقدم

☆ وقوف قلبی کی رعایت ہر حال میں ضروری ہے۔ کھانے میں' بات کرنے میں' چلنے میں' خرید وفروخت کرنے میں' عبادت میں' نماز میں' قرآن مجید پڑھنے میں' لکھنے میں' پڑھانے میں' وعظ کرنے میں' غرضیکہ جس حال میں ہو ایک لمحہ بھی غفلت نہ آنے پائے۔

☆ بزرگوں کا قول ہے کہ پلک جھپکنے کے وقفے کے برابر بھی اگر غافل ہوگا تو باقی تمام عمر غفلت کے اس ایک لمحے کا تدارک نہ کر سکے گا۔

☆ وقوف قلبی پر مداومت ہو تو جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور جذبہ پیدا ہو جائے تو منزل قریب آجاتی ہے۔

☆ ذکر خفی حقیقتاً وقوف قلبی سے حاصل ہوتا ہے اور اگر وقوف قلبی کے ذریعے ذکر خفی کا ملکہ حاصل ہو جائے تو پھر ذاکر کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ میں ذکر کر رہا ہوں حالانکہ ذکر جاری ہوتا ہے۔

☆ درویش کا ظاہر باخلق اور باطن باحق ہونا چاہیے

"بعض ایسے لوگ ہیں کہ جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں ہونے دیتی"۔

کے مطابق ممکن ہے۔

☆ ذکر غفلت کو دور کرنے کا نام ہے جب غفلت دور ہو گئی تو خاموش ہے تب بھی ذاکر ہے۔

☆ مراقبہ نسیان رویت مخلوق اور بدوام نظر الی الخالق کو کہتے ہیں۔

☆ مشاہدہ سالک کے دل پر وارد غیبی کے نزول کے ملاحظہ کو کہتے ہیں۔

☆ محاسبہ یہ ہے کہ سالک ہر ساعت کا حساب لکھتا ہے کہ مجھ پر کیا گزرتا ہے اور کس طرح گذرتا ہے۔

حال میں اگر نقصان پاتا ہے تو اس کا تدارک کرتا ہے اور اگر زیادتی ہو تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔

ارشادات - ← قطب العالمین

☆ اولیاءاللہ اسرار پر اطلاع دیتے ہیں مگر بے اجازت اظہار نہیں کرتے۔

☆ جو رکھتا ہے وہ چھپاتا ہے اور جو نہیں رکھتا وہ چلاتا ہے۔

☆ ظہور خوارق وکرامات کا کچھ اعتبار نہیں اصل چیز استقامت ہے۔

☆ ایک مرتبہ باباجی قدس سرہٗ العزیز سے کسی نے کرامت طلب کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سب سے بڑی کرامت جو ظاہر ہے کہ باوجود بے شمار گناہوں کے زمین پر چلتا پھرتا ہوں اور اس میں دھنس نہیں جاتا۔

☆ یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑے اس کو گیند مل جائے مگر ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے

☆ عبادت طلب وجود ہے اور عبودیت تلف وجود۔

☆ متوکل کو چاہیئے کہ اپنے توکل کو اسباب میں پوشیدہ رکھے۔

ارشادات: حضرت زبدۃ الاصفیاء

☆ اگر ابدال کے مقام پر پہنچنا چاہتا ہے تو نفس کی مخالفت کر۔

☆ مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی خرابی کیلئے پیدا کیا ہے اور لوگ مجھ سے دنیا کی آبادی چاہتے ہیں۔

☆ اس وجود سے زیادہ اگر کوئی وجود خراب ہوتا تو فقر کا خزانہ وہاں رکھتے۔

☆ کبھی کبھی زیارت حضور قلب کے ساتھ اس زیارت سے بہتر ہے جو ہمیشہ ہو اور بغیر حضور قلب کے ہو۔

☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں سے صورتوں کا مسخ ہونا موقوف ہے لیکن دل مسخ ہو جاتے ہیں۔

وصال مبارک: حضرت زلفاں والی سرکار

جب میرا وقت ختم ہوگا تو لوگوں کو مرنا سکھاؤں گا جب آخر وقت آیا تو دونوں ہاتھ دعا کے واسطے اُٹھائے اور کافی دیر دعا مانگتے رہے۔ جونہی دونوں ہاتھ رخ مبارک پر پھیرے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

ختم خواجگان شریف کی برکات

ختم پاک کی برکت سے اللہ رب العزت نفس وشیطان جیسے سخت ترین دشمن سے حفظ وامان عطا فرماتا ہے۔

مشکل ترین مہمات و حاجات سے تین، سات، اکیس روز متواتر ختم خواجگان پڑھ کر دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ مشکلات و مصائب کو دور فرما دیتا ہے اور حاجات پاکیزہ کو پورا فرماتا ہے۔

رزق وعزت میں وسعت اور فراخی عطا ہوتی ہے۔

ختم شریف مسلسل پڑھنے والے کو اللہ کریم اپنے محبوب رؤف الرحیم کے صدقے کسی کا محتاج نہیں فرماتا۔

قرضدار باقاعدگی سے ختم شریف پڑھتا رہے رب قدیر اپنے محبوب سراج منیر کے طفیل غائبانہ امداد فرمائے گا اور قرضہ سے خلاصی مل جائے گی۔

جمیع پریشانی گھر میں بے اتفاقی اولاد کی گستاخی دشمنوں کے شر سے بچنے کا یقینی علاج ختم پاک بر پیر اور جمعرات قبل نماز فجر۔

ذہنی قلبی سکون کا واحد علاج ہر نماز عصر کے بعد ختم خواجگان

آخرت کا ثواب اکٹھا کرنا ہو تو نماز پنجگانہ باقاعدگی کے ساتھ نماز مغرب کے بعد ختم خواجگان۔

اپنے پروردگار اور محبوب پروردگار سے بہترین رابطہ ختم خواجگان۔

قلب کی جلا سینہ کی کشادگی اور بقا کی مؤثر دوا ختم خواجگان

ختم خواجگان مل کر پڑھنے والے سبھی افراد کے روحانی درجات بلند ہوتے ہیں

صدائے کبیر

صدائے کبیر! آواز ہے خوف خدا کی
صدائے کبیر! آواز ہے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
صدائے کبیر! آواز ہے اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
صدائے کبیر! آواز ہے محبت اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی
صدائے کبیر! آواز ہے مودت اہل بیت کی
صدائے کبیر! آواز ہے احترام بزرگان دین کی
صدائے کبیر! آواز ہے سلطان الفقراء حضور باوا جی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ
صدائے کبیر! آواز ہے امام السالکین خواجہ احمد نبی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے رزق حلال. صدقِ مقال کی۔
صدائے کبیر! آواز ہے سیدۃ الاصفیاء حضرت پیر فضل شاہ گیلانی کی محبت و وفا کی
صدائے کبیر! آواز ہے حضرت کبیر المشائخ کے جذبہ خدمت دین متین کی
صدائے کبیر! آواز ہے ناموس رسالت پر کٹ جانے کی
صدائے کبیر! آواز ہے باطل کے سامنے ڈٹ جانے کی

Website: www.sada-e-kabir.com
E-mail: info@sada-e-kabir.com

☆☆☆............... ☆☆☆.................☆☆☆

محمد منشا تابش قصوری
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ☆ خطیب مرید کے

تکمیل آرزو

ہر کام کی ابتداء بھی ہے اور انتہاء بھی، ہر عمل کا آغاز بھی ہے اور انجام بھی، اس کا اول بھی ہے اور آخر بھی، پھر جس کام کا نتیجہ عمدہ، انجام بخیر اور آخیر حسین ہو نیز تکمیل منشا کے عین مطابق ہو تو کام کرنے والے کو کتنا سکون، کتنی راحت، کتنا سرور اور کتنی مسرت ہوتی ہے کوئی دوسرا اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔

ذرا تصور ہی تصور میں اپنے آپ کو میدانِ عرفات کی ان پرنور فضاؤں میں لے چلیں جہاں محسنِ اعظم، نورِ مجسم، نبی مکرم، رحمت عالم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کے عظیم الشان اور عدیم المثال نورانی اجتماع میں جلوہ افروز حجۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ جل وعلی کی طرف سے تاریخی بشارت کا یوں اعلان فرما رہے ہیں:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا.

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کی تکمیل فرمادی اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کردیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کرلیا۔ (المائدہ)

اس روح پرور، ایمان افروز اعلان پر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) خوشی سے جھوم اٹھے تفاسیر میں آتا ہے جس کی تائید و توثیق پر احادیث شاہد ہیں، کہ علماء یہود کہنے لگے اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواباً فرمایا: اس دن تو ہماری دو عیدیں تھیں یعنی حج اور جمعۃ المبارک کا دن تھا جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی، گویا دین اسلام کی تکمیل ہمارے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عید بن گئی۔

نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

السعی منی والاتمام من اللہ (الحدیث)

کوشش کرنا ہمارا کام تکمیل بخشنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

بلکہ خود رب العزت جل مجدہ الکریم کا ارشاد ہے: لیس للانسان الا ماسعی انسان کو وہی عطا کیا جائے گا جس کی وہ کوشش کرے گا۔

ان تمہیدی کلمات کو پیش کرتے ہوئے آپ کی توجہ ملت اسلامیہ کی نامور علمی وروحانی اور تاریخی شخصیت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو گوناگوں اوصاف جمیلہ اور کمالات جلیلہ کا مرقع ہیں، جن کی ذات ستودہ صفات قطعاً محتاج تعارف نہیں وہ ظاہری وباطنی حسن وجمال کا پیکر جمیل ہیں، جن کا وجود مسعود "اذا رأوا ذکراللہ" کا مصداق، جن کا مشن "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" کی تشہیر، جن کی تبلیغ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کی تفسیر، جن کا سراپا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنویر ، جو اہل بیت واصحابِ رسول کریم کا محب عظیم ، نازشِ سادات ، واصفِ اسلاف ، قائد اخلاف یوسف المشائخ حضرت الحاج پیر سید محمد کبیر علی شاہ صاحب گیلانی مجددی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ ، زینتِ مسند خواجگانِ چورہ شریف ، بانی خیابان چورہ وچادر اوڑھ تحریک ، جن کا حلقہ اثر لامحدود ، جن کے فیوض وبرکات سے شعبۂ حیات کا ہر طبقہ مستفیض ہو رہا ہے۔

فی زمانہ یوسف المشائخ کی ذات والابرکات علمائے کرام ، مشائخ عظام کے عزووقار کی علامت ، اہل علم وقلم کی سرپرستی آپ کا شیوہ ، یتیموں ، غرباء اور مساکین پر دست شفقت آپ کا شعار ، آپ کے مریدین ، معتقدین ، محبین ، متوسلین میں علماء ومشائخ ، امراء ، وزراء اغنیاء ، فقراء ، طلبا ، ادبا ، صحافی ، آفیسر ، بیرسٹر ، جسٹس پروفیسرز ، ڈاکٹرز ، فوجی ، درویش وغیرہم ہر قسم کے لوگ پاکستان کے علاوہ بین الاقوامی سطح پر پائے جاتے ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد خواجگان چورہ شریف نے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار نے کے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں یہاں تک کہ حضرت قائد اعظم محمد علی

جناح آپ کے جدِ اعلیٰ کی خدمت اقدس میں نیاز مندانہ حاضر ہو کر ظہورِ پاکستان کے لئے دعائیں کراتے رہے اورانہوں نے نہ صرف دعاؤں سے نوازا بلکہ برملا تکمیلِ تحریک پاکستان کی خوشخبری سے بھی شادکام کیا۔

بعدہٗ حضرت یوسف المشائخ نے پاکستان میں چلنے والی ہر دینی اور مفید ترین سیاسی تحریک میں عملاً حصہ لیا، دنیائے اسلام کے نامور خطباء و مقررین میں آپ منفرد اور ممتاز مقام رکھتے ہیں آپ کا پرنور سینہ تاریخ پاکستان کا انمول خزینہ ہے آپ شہرہ آفاق مرشد طریقت ہیں آپ قلم پر مضبوط گرفت کے مالک ہیں آپ کے فیض بار قلم سے متعدد کتابیں شائع ہو رہی ہیں۔

پیش نظر کتاب مستطاب ''اذکار کبیر'' جسے آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں یہ وہ تصنیف لطیف ہے کہ جب آپ نے اس کی اشاعت کی بشارت دی تو ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی اور آپ کے معتقدین سراپا انتظار بن گئے آپ کے متعدد مریدین و محبین نے بارہا دفعہ دریافت کیا کہ حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف مبارکہ ''اذکار کبیر'' کب تک لباس طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے جن میں یہ حضرات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:

۱.....محترم جناب چوہدری سیف الرحمٰن صاحب۔ باثر زمیندار، شب زندہ دار اور آپ کے خلیفۂ مجاز ہیں۔

۲.....محترم جناب چوہدری مراد علی بھٹی صاحب۔ چادر اوڑھ تحریک گوجرانوالہ کے بانی

۳.....محترم جناب ملک طارق رحیم صاحب مجددی، راولپنڈی

۴.....محترم جناب شیخ مقبول احمد صاحب۔ ملتان

الحمد للہ علی منہ وکرمہ تعالیٰ:

انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور ہماری دیرینہ آرزو نے تکمیل کا سہاگ پہنا، کتاب پرتاثیر ''اذکار کبیر'' پوری آب وتاب سے منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہے، اس نادر

روزگار تصنیف مبارکہ کو اللہ رب العزت جلّ و علی بجاہ حبیبہ الاعلی صلی اللہ علیہ وسلم، اپنی بارگاہ اقدس میں قبول فرمائے، حضرت یوسف المشائخ کا سایہ ہمایوں ہمیشہ سلامت رکھے آپ اور آپ کے شہزادگان ''حضرت صاحبزادہ سید احمد سبطین حیدر مجددی گیلانی جانشین تاجدار چورہ شریف قمر المشائخ الحافظ القاری صاحبزادہ سید احمد مصطفین حیدر گیلانی مجددی مدظلہم وارث مسند مجددیہ حیدریہ کو صحت وتندرستی کی نعمتوں کے ساتھ اپنی خصوصی حفاظت میں رکھے اور حضرت کے تحریری، تقریری اور تعمیری فیضان سے عالم اسلام کو بہرہ مند فرماتا رہے۔ امین ثم آمین۔ فقط

طالب دعا

محمد منشا تابش قصوری۔ مریدکے

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

۶/ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ/۵ نومبر ۲۰۰۸ء

محمد منشا تابش قصوری

☆☆☆..................☆☆☆...... ....☆☆☆

گلستانِ چوہڑ شریف

عالم عرفان میں رفعت نشاں، چوہڑہ شریف
ہے طریقت کے جہاں میں دُرفشاں چوہڑ شریف

چار سو پھیلی ہوئی ہے روشنی ہی روشنی
کر دیا نورِ محمدؐ نے عیاں چوہڑہ شریف

حضرت نورِ محمدؐ کی نورانی ذات سے
کہکشاں در کہکشاں ہے آسماں چوہڑ شریف

فقر کی دولت لٹائی جا رہی ہے ہر گھڑی
مُعترف ہیں سالکانِ و واصِفاں چوہڑہ شریف

واہ محمدؐ کے فقیرِ دلرُبا کے فیض سے
اولیاؔ کے واسطے ہے گُلِستاں چوہڑہ شریف

سرزمین چوہڑہ کی دلکش کرامت دیکھئے
آرہے ہیں ہر طرف سے عاشقاں چوہڑہ شریف

از نگاہِ حضرت شیخ مُجدِّد ، شیخ دیں
بن گیا ہے بالیقیں حاجت رساں چورہ شریف

ہے مرے قلبِ حزیں پر نقش اِس بستی کا نام
ہُوں ازل سے فطرۃً رطب اللّساں چوُرہ شریف

صاحبزادے حضرت عالی نسب پیرِ کبیر
جن کی نظرِ پاک سے ہے بوُستاں چورہ شریف

احمد نبی سرکار کی زُلفوں کے صدقے بن گیا
لاہور میں بھی خوبصوُرت خیاباں چورہ شریف

مُصطفیٰ، حیدر کو مولا صحّت جلدی کر عطا
ہو سدا آباد اُن سے آستاں چوُرہ شریف

صبر و استقلال کا کوہِ گراں پیرِ کبیر
اِس وقت ہے جن کی شہرت درجہاں چورہ شریف

ذرّہ ذرّہ اِس کا تابش مہرِ عالم تاب ہے
مرکزِ فیضان ، بحرِ بیکراں ، چورہ شریف

۲۴ شعبان ۱۴۲۹ھ — چہار شنبہ — ۲۷ اگست ۲۰۰۸ء

حضرت پیر سید فقیر محمد گیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مزار مبارک چ‍ ہ شریف (اٹک)

سالِ وصال ۱۳۱۵ھ......۱۸۹۷ء

قرآنی مادۂ تاریخ سال وصال

"یُؤمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَیَأمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْف" (سورۂ آل عمران)

۱۸۹۷ء

"یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْ" ۱۳۱۵ھ (المجادلہ)

دیگر مادہ ہائے تاریخ سال وصال

۱۳۱۵ھ

"چراغ بزم نبی" شہبازِ اَوجِ معرفت وصدق

"زیب چراغِ محمد" "رشید جمالِ محمد"

"لمعہ فیضانِ مصطفیٰ" "بہارِ گلشن بہشت"

"شانِ فقر و عشق حق" مخزنِ خوبی"

"شمع رشادت" "عدیم النظیر"

"انوارِ سپہرِ معرفت" "چراغِ گیلانی"

"مدحت وثنائے رسول"

"چورہ شریف" اعداد بحساب ابجد ۸۵۴

بہ الفاظ دیگر بحساب ابجد "وجہ معرفت"

"جادۂ گلستانِ مجد وصفا" "ابر صدق وعرفان"

"روشنی اصلاح وایمان" "ابر صدق وعرفان"

"روشنی اصلاح وایمان" "لازوال حقیقت زیب محمد"

"مشکوہ محافل اربابِ حق" "بزم اہل طریقت"

"وجدانِ رحمتِ محمد" "آئینۂ انوارِ فقرِ اجمل طیبہ"

"نور ونجاح والی بستی" "المدینۂ نور وفقر حبیب"

حضرت پیر سید نور محمد گیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مزار مبارک چورہ شریف (اٹک)

سال وصال ۱۲۸۶ھ......۱۸۷۰ء

تاریخی مادہ ہائے سال وصال

''شمع باب معرفت عبدہ'' ۱۲۸۶ھ

''کیفیت عشق رسول''

''بے بہا کتاب معرفت احمد''

''فیضان مصطفیٰ وعلی''

''خورشید فلکِ آگہی''

''خورشید جمال محمد''

''منظر فقر منیر'' ۱۸۷۰ء

''فیضِ شریعت'' ۱۸۷۰ء

''خورشید صداقت اسلام'' ۱۸۷۰ء

''خورشید حقیقت اسلام'' ۱۸۷۰ء

''عظمت دین واوج فقر'' ۱۸۷۰ء

فیضانِ معرفت الحق ۱۸۷۰ء

''جلوہ خانۂ فیضانِ مصطفیٰ'' ۱۸۷۰ء

قرآنی مادۂ تاریخ (سالِ وصال)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَھُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ٥

(الرعد) ۱۸۷۰ء

نتیجۂ فکر

شاعر اسلام محترم المقام محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری حسن ابدال (اٹک)

شیخ المشائخ

تاجدار ملک ولایت

بابا فقیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چورہ شریف

قرآنی مادہ تاریخ سال وصال ۱۳۱۵ھ

سال وصال ۱۸۹۸ء۔۱۸۹۷ء

"اِنَّ الْعَاقِبَۃَ لِلْمُتَّقِیْن"

۱۳۱۵ھ

"اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ"

۱۳۱۵ء

قطعاتِ تاریخ (سالِ وصال)

(۱)

ذکر محبوب خدا کا وہ چمن
وہ بہارستانِ اسم مصطفیٰ
زندگی بھر، قول سے کردار سے
کی مبرہن شانِ اسم مصطفیٰ

سال وصال خسرو اقلیم فقیر

''جلوۂ فیضانِ اسم مصطفیٰ''

۱۳۱۵ھ

جہانِ طریقت کا بدرِ منیر
شہ ملکِ عرفان، سرتاج فیض
بہت دور تک اُس کی پہنچی ضیا
وہ لاریب اِک ''شمع وہاجِ فیض''

۱۳۱۵ھ

حق آگاہ وہ خاص بندہ خدا کا
وجود اُس کا تصویرِ شانِ طریقت
ز ''آوازِ طیبہ'' سن وصل اُس کا
کہا ''خوبیِ بوستانِ طریقت''

۴۱+۱۸۵۶=۱۸۹۷ء

ہدیۂ اخلاص وعقیدت منجانب
شاعر اسلام، محترم المقام جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری حسن ابدال (اٹک)

کتاب فیض انتساب

''اذکارِ کبیر''

تصنیف: یوسف المشائخ حضرت پیر سید محمد کبیر علی شاہ مجددی گیلانی زید مجدہٗ تاجدار چورہ شریف ضلع اٹک

زیرِ اہتمام: فضل کبیر فاؤنڈیشن خیابانِ چورہ شریف ملتان روڈ، لاہور

سال اشاعت (بارِ اوّل)

۱۴۲۹ھ | ۲۰۰۸ء

بہ الفاظ بحساب ابجد

''صحیفۂ خوبیٔ حقیقت'' | ''فانوسِ عظمت عرفان''

سال اشاعت

۱۴۲۹ھ

صفحات: ۴۵۶

بہ الفاظ بحساب ابجد | تعداد: ۱۰۰۰

''نورِ محمد، حق'' | بہ الفاظ بحساب ابجد

''زیبائی گلشن طیبہ'' | ''جہانِ فیضان''

''جہانِ فقر طابہ''

''حشم حق''

''نگاہِ فقر''

''صراط اَوجِ علوم''

''سلطانی رسول''

قطعۂ تاریخ (سالِ طباعت)

علم کے عرفان کے انوار سے طورِ نگاہ
ہے کتابِ خوشنما کا نام اذکارِ کبیر
جلوہ زارِ علم و عرفان و صفا، چورہ شریف
اس کے نورِ فیض سے روشن ہوا برصغیر
اِس دیارِ خوب سے ظاہر ہوئے وہ آفتاب
گوشہ گوشہ بزمِ عالم کا ہے جن سے مستنیر
خدمتِ دینِ نبی میں منہمک عشروں سے ہے
ہے حوالہ اس نگر کا خاندانِ دستگیر
اس میں ہیں دانش ورانِ دیں، عظیم المرتبت
فخرِ دوراں، عالمانِ حق فقیہانِ کبیر
اور وسعت دے خدائے پاک اس کے فیض کو
اس کی عظمت کو بڑھائے اور بھی ربِ قدیر
فیض و نور و فقر کے خوش رنگ اس گلزار میں
تازہ گل کھلتے رہیں تا حشر، زیرِ چرخِ پیر
آج کل، عظمت مآب اس خاندانِ غوث کا
فیض بخشِ خطۂ لاہور ہے مردِ کبیر
فیض یاب اُس کے سحابِ جود سے ہیں خاص و عام
اُس کے دریائے کرم سے سیر ہیں برنا و پیر

اُس کے عنبر بار کلک خوب کا نقش جبیں
یہ کتاب بے بہا اُس کی ہے تحریر منیر
اس کی زیبائش میں ہے تابش قصوری کی بھی سعی
جس کے علم و فکر کی تابانیاں ہیں ملک گیر
ایک نسخہ اُس کرم شیوہ نے بھیجا ہے مجھے
لامحالہ اس پہ کچھ لکھنا تھا مجھ کو ناگزیر
اس کی تاریخ طباعت کی ہے طارق نے رقم
واہ واہ ''اسلوب حسن نہج اذکارِ کبیر''

۱۴۲۹ھ

خاص تائید سروش غیب سے موزوں ہوگی
دوسری تاریخ: ''زیب نورِ اذکارِ کبیر'' (۱۴۲۹ھ)

۱۴۲۹ھ

تازہ ایڈیشن کی بھی تاریخ طارق نے کہی
خلد دیدہ ''یمن نہج حسن اذکارِ کبیر'' (۱۴۳۵ھ)

۱۴۳۵ھ

عیسوی ''گنجینۂ فیض شریعت'' سے کہی

۲۰۰۹ء

میں نے اے اہل نظر، تاریخ اذکارِ کبیر
نتیجۂ فکر: شاعر اسلام، محترم المقام محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری
محلہ حطاراں حسن ابدال (ضلع اٹک)

حضرت یوسف المشائخ پرطریقت، رہبر شریعت دامت برکاتہم
بانی خیابانِ چورہ شریف
کی اہم کتابیں

ام الکبیر
ردائے کبیر
شمع کبیر

ردائے کبیر

ہر پاکباز ماں، رفیقہ حیات، بہن اور بیٹی کے نام

جس طرح سیپ میں موتی محفوظ   اس طرح حجاب میں عورت محفوظ

تاجدار

بائینڈنگ اینڈ پرنٹنگ شیخ عبدالوحید ہادی 0301-4735853